ترتیب شدہ جدید ایڈیشن

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

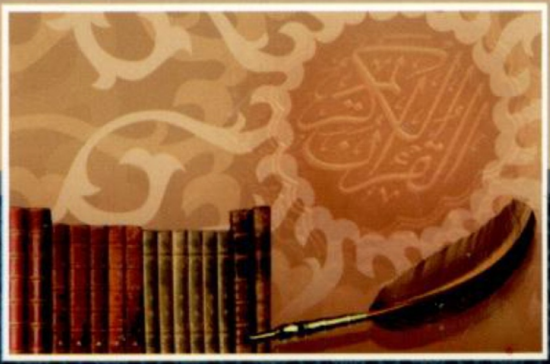

جلد اوّل

تحفۂ قادیانیت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

021-32780337, 021-32780340

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تحفۂ قادیانیت

جلد اوّل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تحفۂ قادیانیت

مؤلف : حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

جدید اشاعت دسمبر 2010 :

ناشر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

0213-2780337 - 0213-2780340

اسٹاکسٹ

مکتبہ لدھیانوی

سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

Tel: 021-34130020 Cell: 0321-2115595, 0321-2115502

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

عقیدۂ ختمِ نبوّت قرآنِ کریم کی قطعی نصوص اور اَحادیثِ متواترہ سے ثابت ہے۔ پوری اُمتِ مسلمہ کا اس عقیدے پر اِجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی منصبِ نبوّت پر فائز نہیں ہوسکتا، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے، وہ مرتد اور دائرۂ اِسلام سے خارج ہے۔

قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے مختلف دعوے کئے، اور ۱۹۰۸ء میں بالآخر نبوّت کا دعویٰ کردیا۔ چنانچہ اس نے اپنے آخری خط میں، جو ٹھیک اس کے اِنتقال کے دِن شائع ہوا، واضح الفاظ میں لکھا:

> ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں، اور اگر میں اس سے اِنکار کروں تو میرا گناہ ہوگا، اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکہ اس سے اِنکار کرسکتا ہوں، میں اس پر قائم ہوں، اس وقت تک جو اس دُنیا سے گزر جاؤں۔'' (اخبارِ عالم، لاہور ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات، جلد سوم، مباحثہ راولپنڈی ص:۱۳۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد و نظریات اور گمراہ کن عزائم کا علمائے کرام نے ہر محاذ پر تعاقب کیا اور اس فتنے کے سامنے سدِّ سکندری ثابت ہوئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو بھی اللہ جل شانہٗ نے اِحقاقِ حق، تردیدِ باطل، خصوصاً تردیدِ قادیانیت کا خاص ملکہ عطا فرمایا۔ چنانچہ آپؒ نے اپنے مخصوص انداز میں مسئلۂ قادیانیت کو

نہایت خوبصورتی سے سمجھایا، آپؒ کی گراں قدر تصنیف ''تحفۂ قادیانیت'' کا تعارف کرواتے ہوئے آپؒ کے علمی جانشین وخلیفہ مجاز حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ رقم طراز ہیں:

> ''اللہ تعالیٰ ہر دور اور ہر زمانے میں باطل کی سرکوبی کے لئے اپنے کچھ خاص بندوں کو منتخب فرماتے ہیں، جن کی رات دِن اور صبح وشام اسی فکر میں گزرتی ہے کہ کس طرح باطل کا راستہ روکا جائے؟ چنانچہ انہیں رجالِ کار میں سے ایک ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بھی تھے، جنہوں نے ''قادیانیت'' کا تاروپود بکھیرنے کے لئے نہایت خوبصورت اور اچھوتا انداز اِختیار کیا اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق قادیانی شبہات کا جواب دیا۔ بلامبالغہ حضرت شہیدؒ کے سہل، عام فہم، سلیس اور شستہ انداز اور مدلل تحریر وتقریر کی وجہ سے ''قادیانیت'' کے ایوان میں بھونچال آگیا۔''

حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے رَدِّ قادیانیت کے موضوع پر متعدّد رسائل ومقالات تحریر فرمائے، جو خاص ضرورت اور موقع کی مناسبت سے الگ الگ موضوع پر مشتمل تھے۔ ان مضامین ورسائل کو کتابی شکل میں ترتیب دیا گیا تو چھ جلدوں پر مشتمل ضخیم کتاب ''تحفۂ قادیانیت'' کے نام سے منصۂ شہود پر آگئی، جو الحمدللہ! بہت مقبول ہوئی، جس کے بلامبالغہ کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

چونکہ ایک ہی موضوع سے متعلق مضامین مختلف جلدوں میں چھپے ہوئے تھے، اس لئے علمائے کرام اور دوست احباب کے اِصرار پر یہ طے پایا کہ کتاب کو موضوع کے اِعتبار سے ترتیب دیا جائے۔ اس اہم کام کی ذمہ داری حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے اپنے دستِ راست اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد اِعجاز مصطفیٰ مدظلہٗ کو سونپی، جنہوں نے تخریج وتبویب کا معیار برقرار رکھتے ہوئے قرآنی آیات واحادیث پر اِعراب

لگائے، تصحیح کا اہتمام کیا، اور موضوع کے اعتبار سے مضامین ومقالات کو نئے انداز میں ترتیب دیا، اس طرح یہ خوبصورت گلدستہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

طبعِ اوّل کی تمام جلدوں کے پیش لفظ اور مقدمات کو بھی ترتیبِ جدید کے موقع پر جلد اوّل میں شاملِ اشاعت کرلیا گیا تاکہ اکابرینؒ کی مبارک تحریریں بھی محفوظ ہوجائیں اور نئی نسل ان سے استفادہ کرسکے۔

اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد انس جلال پوری اور عزیزم محمد طلحہ سلّمہٗ کو، جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب وتدوین اور زیب وآرائش کے لئے اپنی مقدور بھر کوششیں کیں۔ خداوند کریم اس حسین گلدستہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے، آمین!

شعبۂ نشرواشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

حضوری باغ روڈ، ملتان

پیش لفظ

(جلد اوّل، طبع اوّل)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللهُ تَعَالٰی:

”مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، وَکَانَ اللهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔“

(الاحزاب:۴۰)

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

”اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔“

(رواہ ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۸، واللفظ لہٗ، والترمذی ج:۲ ص:۴۵)

قرآنِ کریم اور اَحادیثِ متواترہ کی بنا پر اُمتِ مسلمہ کا قطعی اور متواتر عقیدہ چلا آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصبِ نبوّت پر فائز نہیں کیا جائے گا، اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص نبوّت کا دعویٰ کرے گا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشاد کے مطابق دجال وکذّاب ہے۔

اسلامی تاریخ میں بہت سے طالع آزماؤں نے نبوّت و رِسالت اور مسیحیت و مہدویت کے دعوے کرکے خلقِ خدا کو اَپنے دامِ تزویر کا شکار کیا، جن کی تفصیل حضرت مولانا

ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ائمہ تلبیس'' اور اس کی تلخیص ''ایمان کے ڈاکو'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

گزشتہ صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مسیحیت، مہدویت اور نبوّت کے بلند بانگ دعوے کئے اور ابلہ فریبی کے لئے اس نے قرآن و حدیث کے بے شمار نصوص کی تحریف کی۔ انبیائے کرام علیہم السلام اور سلف صالحین کی توہین و تذلیل کی، علمائے اُمت کو مغلظات سے نوازا، بالآخر ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو خائب و خاسر دُنیا سے رُخصت ہوا، اور اس کی موت نے ہر عام و خاص کے سامنے واضح کردیا کہ وہ باقرارِ خود دَجال و کذّاب اور جھوٹا تھا، اس کا ایک واضح اور دوٹوک ثبوت درج ذیل ہے:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جولائی ۱۹۰۶ء میں جناب قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار ''قلقل بجنور'' کے نام ایک خط میں لکھا:

> ''جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔۔۔۔۔
>
> وہ اپنے مبعوث ہونے کی علتِ غائی کو پالیتے ہیں، اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے۔ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں، یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دُوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلادُوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور شان دُنیا پر ظاہر کردُوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علتِ غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دُنیا مجھ سے کیوں دُشمنی کرتی ہے؟ اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی؟ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دِکھایا جو مسیحِ موعود مہدیٔ موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں، اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔''
>
> (اخبار ''بدر'' قادیان، نمبر ۲۹، جلد ۲، ۱۹ رجولائی ۱۹۰۶ء، ص: ۴)

اس خط میں مرزا قادیانی نے اپنی نام نہاد ''بعثت'' کی جو غرض بیان کی تھی، ہر

شخص سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ اس مقصد کے حصول میں وہ ناکام رہا۔ اس لئے خود اسی کے بقول سب دُنیا کو گواہ رہنا چاہئے کہ مرزا قادیانی جھوٹا تھا، کذّاب و دجال تھا۔

مرزا قادیانی کے دجل و تلبیس کو نمایاں کرنے کے لئے بہت سے اکابرِ اُمت نے کتب و رسائل اور مقالات تحریر فرمائے ہیں۔ جَزَاھُمُ اللهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔ ان کتب و رسائل کا ایک خاکہ رفیقِ محترم جناب مولانا اللہ وسایا زید مجدہٗ کی کتاب ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' میں ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔

اس ناکارہ کے قلم سے بھی قادیانی مسئلے پر متعدّد رسائل و مقالات نکلے، جو خاص خاص ضرورتوں کی بنا پر لکھے گئے تھے، چونکہ متفرق رسائل کو محفوظ رکھنا دُشوار ہوتا ہے، اس لئے بعض اَحباب کا اِصرار ہوا کہ ان رسائل کو کتابی شکل میں خاص ترتیب سے یکجا کردیا جائے۔ چنانچہ اس فرمائش کی تعمیل ''تحفۂ قادیانیت'' کی شکل میں پیشِ خدمت ہے۔ جس میں دو دَرجن سے زیادہ رسائل جمع کردیئے گئے ہیں، باقی رسائل و مقالات کو بھی اِن شاء اللہ مجموعوں کی شکل میں شائع کیا جائے گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو شرفِ قبول عطا فرمائیں، اپنے بندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور اس ناکارہ کے لئے آنحضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اپنی بے پایاں رحمت و رِضوان کا وسیلہ بنائیں، وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ ِللهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۶/۱۱/۱۴۱۳ھ

پیش لفظ

(جلد دوم، طبع اوّل)

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی!

میرے شیخ شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو اللہ تعالیٰ نے دورِ حاضر میں تردیدِ باطل اور اِحقاقِ حق میں درجۂ اِمامت پر فائز فرمایا تھا۔ خصوصاً تردیدِ قادیانیت میں ان کی خدمات رہتی دُنیا تک اُمت کی راہ نمائی کرتی رہیں گی۔

آپؒ نے جس اچھوتے انداز میں اس فتنے کا تعاقب کیا ہے، شاید اب تک کسی نے ایسا انداز اِختیار نہ فرمایا ہوگا۔ آپؒ نے مسئلۂ قادیانیت کو اس خوبصورتی سے سمجھایا کہ ہر عامی سے عامی آدمی بھی اب قادیانیت کی غلاظت و بدبو کو محسوس کرتے ہوئے قادیانیت کے بدبودار لاشے سے ناک پر ہاتھ رکھ کر گزرتا اور کنارہ کشی کرتا ہے۔

اس سلسلے کے آپؒ کے مضامین کو علماء اور عوام کی شدید خواہش پر یکجا کرکے ''تحفۂ قادیانیت'' کے نام پر شائع کیا گیا۔ تحفہ کی تین جلدیں آپؒ کی زندگی میں شائع ہوچکی تھیں کہ اب چوتھی جلد بھی پریس کے حوالے کی جاچکی ہے۔ مگر ''تحفۂ قادیانیت'' جلد دوم میں کچھ فنی اور تکنیکی اغلاط رہ گئی تھیں، اس لئے اس کا دُوسرا ایڈیشن شائع کرنے کے بجائے ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے اکابرین کے حکم پر اس کی دوبارہ نئے سرے سے کمپوزنگ کراکے اب نئی ترتیب سے اسے شائع کیا جارہا ہے، جس میں درج ذیل باتوں کا بطورِ خاص اِہتمام کیا گیا ہے:

ا:۔۔۔ اِقتباسات اور پیراگراف بنائے گئے۔

۲:۔۔۔حوالہ جات کا پوائنٹ باریک کرکے اسے اصل سے ممتاز کیا گیا۔

۳:۔۔۔تمام مرزائی حوالوں کو جدید ’’رُوحانی خزائن‘‘ سے ملانے کا اِہتمام کیا گیا۔

۴:۔۔۔پہلی اِشاعت چونکہ بہت عجلت میں ہوئی تھی، اس لئے اس میں بعض لفظی اغلاط رہ گئی تھیں، اب بطورِ خاص اس کی تصحیح کا خیال کرکے اِمکانی حد تک اس کے پروف پڑھ کر اس کی تصحیح کی ہے۔ بایں ہمہ پھر بھی ناقص کا ہر کام ناقص ہے۔ اگر اس میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو قارئین سے درخواست ہے کہ ہمیں اس کی اِطلاع فرمادیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اِصلاح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت شہیدؒ کی اس محنت وکوشش کو قبول فرمائے، اور اس کو اُمتِ مرزائیہ کی اِصلاح وہدایت کا ذریعہ بنائے، اور ہم خدام کی اس معمولی سی کوشش کو شرفِ قبول عطا فرماتے ہوئے ہماری نجات ومغفرت کا ذریعہ بنائے، آمین!

والسلام

سعید احمد جلال پوری

۲۸/۲/۱۴۲۲ھ

مقدمہ

(جلد دوم، طبع اوّل)

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم، اَمَّا بَعدُ!

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کی رَدِّ قادیانیت پر گراں مایہ تصنیف ''تحفۂ قادیانیت'' کی دُوسری جلد پیشِ خدمت ہے۔ جو حضرت مدظلہٗ کے ''۹'' مختلف رسائل ومقالہ جات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ اس تناظر میں کیا جائے کہ اس میں شامل تحریریں بیس سے پچیس سال پہلے کی ہیں۔ ایک کتابچے میں معمولی نوعیت کی تبدیلی کے علاوہ باقی تمام کو من وعن شائع کر رہے ہیں۔ اس مجموعے میں ایک رسالہ ''مرزا قادیانی کے وجوہِ ارتداد'' نامی بھی شامل ہے۔ آج سے سالہاسال قبل جنوبی افریقہ کی عدالت میں فتنۂ قادیانیت سے متعلق ایک مقدمہ دائر تھا۔ اس میں مسلمانوں کی خدمت کرنے اور عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کے وفد کی قیادت حضرت مصنف مدظلہٗ نے فرمائی تھی۔ عدالت میں مرزا قادیانی کے وجوہِ کفر وارتداد پر دلائل دینے کی غرض سے آپ نے یہ بیان مرتب فرمایا تھا۔ ربِّ کریم کا اِحسان دیکھیں کہ آج پہلی بار یہ تحریر اس وقت شائع ہو رہی ہے جس وقت کہ وہ کیس مختلف مراحل طے کرکے جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ سے اس کا فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوچکا ہے۔ اور آج سپریم کورٹ آف جنوبی افریقہ نے بھی قادیانیت کے کفر پر مہر لگا کر اُمتِ مسلمہ کے فتنۂ قادیانیت سے متعلق موقف کو صحیح تسلیم کرلیا ہے۔

ہمیں خوشی ہے کہ اس مجموعے میں فتنۂ قادیانیت سے متعلق (مذہبی وسیاسی نوعیت کا) ہمہ جہتی مواد شامل ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس وقیع علمی دستاویز کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازیں، قادیانیوں کے لئے ہدایت کا سامان، اور مسلمانوں کے زیادتیٔ اِیمان کا باعث فرمائیں، آمین!

شعبۂ نشر واشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت

صدر دفتر ملتان، پاکستان

پیش لفظ

(جلد سوم، طبع اوّل)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡدُ!

حضرتِ اقدس مرشد العلماء حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی زِید مجدہم نے جس موضوع پر قلم اُٹھایا، ربِّ کائنات نے شرفِ قبولیت عطا فرما کر اس کو مقبولیتِ عامہ نصیب فرمائی، خصوصاً عقیدۂ ختمِ نبوّت اور ردِّ قادیانیت پر حضرتِ اقدس کے قلم کی جولانیاں اپنے عروج پر ہوتی ہیں، اسی بنا پر آپ کی ان تحریروں کو اکابر علمائے کرام نے بہت زیادہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ تحریریں مختلف رسائل کی شکل میں پھیلی ہوئی تھیں، امیرِ محترم شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمد زِید مجدہم اور امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر ان رسائل کو یکجا کرکے ''تحفۂ قادیانیت'' کے نام سے ۱۹۹۳ء میں شائع کیا گیا، جس کے ۷۲۰ صفحات پر چوبیس اہم موضوع بمشکل سما سکے۔ ۱۹۹۶ء میں ''تحفۂ قادیانیت'' کی دُوسری جلد کے ۵۶۴ صفحات میں صرف ۹ موضوعات کا اِحاطہ کیا جاسکا۔ الحمدللہ! اب ''تحفۂ قادیانیت'' کی تیسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس میں حیات ونزولِ عیسیٰ اور ظہورِ مہدیؓ کے عنوان پر حضرتِ اقدس کے پانچ اہم ترین رسائل کو جمع کیا گیا ہے۔ یوں تو تمام رسائل اپنی جگہ اہم ہیں، مگر ''مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ عقل وانصاف کی عدالت میں'' اپنی مثال آپ ہے، اگر کوئی صاحبِ عقل وفہم اس کتاب کو تعصب کی عینک اُتار کر پڑھے تو قادیانیت کا سارا کچا چٹھا اس کے سامنے آجائے اور وہ بے ساختہ پکار اُٹھے کہ قادیانی مذہب باطل اور اِسلام دُشمنی پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کا سایہ ہم پر سلامت رکھے اور آپ کے فیض کو اُمت کے لئے نافع بنائے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

خاکپائے حضرتِ اقدس **محمد جمیل خان**

مقدمہ

(جلد چہارم، طبع اوّل)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی!

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نوّر اللہ مرقدہٗ کو قدرت نے تردیدِ قادیانیت کے لئے منتخب کیا تھا، آپؒ کی طالب علمی کے دور سے ہی تربیت اس ماحول میں ہوئی تھی، چنانچہ جامعہ خیر المدارس میں تعلیم کے دوران آپؒ جمعہ کی تقریر سننے کے لئے حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد تشریف لے جاتے تھے۔ اسی کا فطری اثر تھا کہ ''قادیانیت'' کی نفرت دِل میں بیٹھی ہوئی تھی، ابتدائی تدریسی دور میں جب آپؒ کی نظر ''صدقِ جدید'' کے اس شذرہ پر پڑی جس میں مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے لاعلمی یا غلط فہمی کی بنا پر قادیانیوں کی حمایت کی تھی، تو آپؒ تڑپ اُٹھے، اور فوری طور پر اس کا جواب لکھ کر ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند کو اِرسال کردیا، جو نہایت آب و تاب کے ساتھ ''دارالعلوم'' میں شائع ہوا۔ اس کے بعد آپؒ اپنی تدریسی مصروفیات میں منہمک ہوگئے تاآنکہ قدرت کی طرف سے تردیدِ قادیانیت کے لئے آپ کو زندگی وقف کرنے کا حکم نامہ محدث العصر علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ملا، اور آپؒ نے اپنی قلمی جولانیوں کا رُخ تردیدِ قادیانیت کی طرف ایسا پھیرا کہ آج اس موضوع پر سب سے زیادہ لٹریچر آپؒ کا تحریر کردہ ہے جو ''تحفۂ قادیانیت'' کی شکل میں ہزاروں صفحات پر مشتمل ہے، جو تین جلدوں میں شائع ہوچکا ہے۔ آپؒ کے سانحۂ شہادت کے بعد ظاہری طور پر یہ سلسلہ منقطع ہوگیا مگر آپؒ کے بعض مضامین جن میں آپؒ کی وہ پہلی تحریر بھی شامل ہے، اب چوتھی

جلد کی شکل میں پیشِ خدمت ہے۔ جس میں حسبِ سابق حضرت شہیدؒ کے معاونِ خصوصی رفیقِ مکرم مولانا سعید احمد جلال پوری کی تدوین وترتیب کی محنت وکاوش قابلِ تحسین ہے، اسی طرح مولانا نعیم امجد سلیمی، برادرم عبداللطیف طاہر، جناب سیّد اطہر عظیم، برادرم حافظ عتیق الرحمن لدھیانوی کی معاونت بھی شامل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس مجموعے کو حضرتِ شہیدؒ کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین!

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

(مفتی) محمد جمیل خان

خاکپائے حضرت شہیدِ اسلامؒ

پیش لفظ

(جلد پنجم، طبع اوّل)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

مرورِ زمانہ کے ساتھ جہاں اور بہت سی تبدیلیاں رونما ہوجاتی ہیں، وہاں لوگوں کا ذوق و مزاج، ان کا طرزِ زندگی، بود و باش کے طریقے، وعظ و نصیحت کا انداز اور سمجھنے سمجھانے کے اسلوب میں بھی تغیر آجاتا ہے۔ جس طرح معاشرے میں بہت سے دنیاوی انقلابات برپا ہوجاتے ہیں، اسی طرح دینی، مذہبی اور مسلکی اعتبار سے بھی ترقی و تنزلی کے معیار بھی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً: آج سے سو سال پہلے جو دینی تصلّب اور پختگی تھی، یقیناً وہ آج نظر نہیں آتی، جن امور کو اب سے پچاس سال پیشتر شرافت و دیانت کے خلاف سمجھا جاتا تھا، افسوس کہ اب وہی چیزیں ترقی کا معیار سمجھی جانے لگی ہیں، اور جن کو کسی زمانہ میں معائب جانا جاتا تھا، چشمِ بددُور! اب وہی محاسن شمار ہونے لگے ہیں۔

ایک دور تھا کہ ننگے سر پھرنے، سگریٹ پینے، کھڑے ہوکر کھانے، مردوں اور عورتوں کی مخلوط محافل اور غیر محارم سے اختلاط کو شرافت و دیانت کے خلاف تصور کیا جاتا تھا، مگر صد افسوس! کہ اب ان تمام اُمور کو ”فیشن“ کا نام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جوں جوں خیر مٹتی گئی اس کی جگہ شر آتا گیا، تو لوگوں کی دینی اور ملّی غیرت بھی کمزور ہوتی گئی، اور جیسے جیسے لوگوں کی دین و ملت سے وابستگی کمزور ہوتی گئی، اسی تیزی سے باطل اپنے پر پُرزے نکالنے لگا، اور اس نے نت نئے انداز سے مسلمانوں کو اپنے دام میں پھانسنے کے ہتھکنڈے اور سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے حربے ایجاد کئے۔ مگر چونکہ اسلام ایک آفاقی دین ہے، اور وہ قیامت تک باقی رہے گا، اس لئے اس کے خلاف کی جانے والی ہر سازش نے ناکامی کا منہ دیکھا۔

''فتنۂ قادیانیت'' نے اپنی پیدائش سے لے کر آج تک کتنے انداز بدلے؟ کیا کیا حربے اختیار کئے؟ اور مسلمانوں کو کس کس طرح دین و ایمان سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی؟ اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس کو ''فتنۂ قادیانیت'' کے ساتھ کسی قدر واسطہ اور سابقہ رہا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہر دور اور ہر زمانہ میں باطل کی سرکوبی کے لئے اپنے کچھ خاص بندوں کو منتخب فرماتے ہیں، جن کی رات دن اور صبح و شام اسی فکر میں گزرتی ہے کہ کس طرح باطل کا راستہ روکا جائے؟ چنانچہ اِنہیں رجالِ کار میں سے ایک ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بھی تھے، جنھوں نے ''قادیانیت'' کا تار و پود بکھیرنے کے لئے نہایت خوبصورت اور اچھوتا انداز اختیار کیا، اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق قادیانی شبہات کا جواب دیا۔ بلا مبالغہ حضرت شہیدؒ کے سہل، عام فہم، سلیس و شستہ انداز اور مدلل تحریر و تقریر کی وجہ سے ''قادیانیت'' کے ایوان میں بھونچال آ گیا۔

حضرت شہیدؒ نے اس موضوع پر متعدد رسائل و مقالات سپرد قلم کئے، جو پاکستان و بیرون پاکستان اخبارات و مجلّات میں شائع ہوئے، عدالتی کاروائیوں کا حصہ بنے، اور مستقل کتابچوں کی شکل میں بھی اشاعت پذیر ہوئے۔ چنانچہ آپؒ کے رسائل و مقالات کو یکجا کتابی شکل میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تو بحمداللہ ''تحفۂ قادیانیت'' کے نام سے اس کی چار ضخیم جلدیں شائع ہوکر خاص و عام کے ہاں شرفِ قبولیت حاصل کر چکی ہیں، پیش نظر پانچویں جلد بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں ۹۴ مقالات و مضامین اور شذرات کو شامل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے خدام کی اس محنت کو شرفِ قبول عطا فرما کر ذریعۂ نجات، حضرت شہیدؒ کی بلندیٔ درجات، تمام کارکنان کے لئے باعث شفاعت اور قادیانی عوام کے لئے ہدایت کا وسیلہ بنائے، آمین!

خاکپائے حضرت لدھیانوی شہیدؒ

سعید احمد جلال پوری

۰۳/۱/۱۴۲۲ھ

پیشِ لفظ
(جلد ششم، طبع اوّل)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

اللہ تعالیٰ کو دین کی حفاظت و صیانت کا کام لینا آتا ہے، وہ جب اور جس سے چاہیں اپنے دین کی خدمت لے سکتے ہیں، اسی طرح وہ جب کسی کو دین کے کسی شعبہ کے لئے منتخب فرماتے ہیں، تو استعداد و صلاحیت، اسباب و وسائل اور اس کے مناسب محنت کا میدان بھی مہیا فرمادیتے ہیں۔

ایسے ہی جب کوئی باطل پرست، دین و مذہب کے خلاف سر اُٹھاتا ہے، اس کی سرکوبی کے لئے نہ صرف کسی کو کھڑا کرنا جانتے ہیں، بلکہ باطل اور باطل پرستوں کی ذہنی، فکری سوچ کا تعاقب، ان کی نام نہاد تحقیقات کا حدودِ اربعہ اور ان کی نئی نئی موشگافیوں کے تار و پود بکھیرنے کی صلاحیت بھی ودیعت فرمادیتے ہیں۔

اُسے لسان و بیان اور قلم و قرطاس، سیف و سنان کا اسلوب اور جرأت و ہمت سے بولنے اور لکھنے کے ڈھنگ سے معمور فرمادیتے ہیں۔

ان سب سے بڑھ کر اس کے دل و دماغ میں حق و صداقت کی اہمیت، ایمان و اسلام اور دین و مذہب کی ترقی، اس کی راہ میں پیش آنے والی رُکاوٹیں دور کرنے کا جذبہ اور ولولہ بھی عطا فرمادیتے ہیں۔

ایسے ہی کفر و شرک، ظلم و تعدی، جور و عدوان اور عصیان و طغیان سے نفرت کا جذبہ بھی ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیتے ہیں۔

یہاں تک کہ اس کو کھانا پینا، سونا جاگنا، بیوی بچوں، مال و دولت، راحت و آرام، چین و سکون وغیرہ سب ہی کو اس مقصد کے لئے قربان کرنا، آسان لگتا ہے۔

دین، دینی اقدار کی سربلندی اور کفر و ضلال کی تردید اور مدعیٔ کاذب مرزا غلام احمد قادیانی کی تغلیط کے سلسلہ میں ہمارے مخدوم و محبوب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو یہی مقام حاصل تھا، چنانچہ بارہا مشاہدہ ہوا کہ آپ کسی دُور دَراز کے سفر سے تھکے ہارے پہنچے، ادھر کوئی مرزائی یا قادیانیت زدہ آ گیا، جیسے ہی اس نے قادیانیت پر کوئی سوال کیا، آپ کو اپنی ساری تھکن بھول گئی اور گھنٹوں اس سے بیٹھ کر ایمان و کفر اور کذبِ مرزا پر بات کرتے اور دلائل و براہین سے اُسے قادیانی دجل و فریب سے آشنا کرتے، مرزا کی دسیسہ کاریاں سمجھاتے، نہایت سوز و درد سے اس کا ایمان بچانے کی فکر کرتے، اور دُودھ کا دُودھ اور پانی کا پانی کر کے بتلاتے۔

یہ اسی جذبۂ خیرخواہی و نصح کی برکت ہے کہ آپ نے اُمت کو قادیانی مسئلہ سمجھانے، مسیلمۂ پنجاب کے مکر و فریب کے خدوخال واضح کرنے اور قادیانی اُمت کو حقائق سے آگاہ کرنے کے لئے زندگی وقف کر دی، آپ نے مناظرے اور مباہلے کئے، خطابات و تقاریر کیں، رسائل و کتب اور مقالات و مضامین لکھ کر قادیانیت کو ننگا کیا۔ جب آپ کے لکھے گئے مقالات و مضامین اور رسائل و کتب کو یکجا کیا گیا تو ”تحفۂ قادیانیت“ کے نام سے اس کی کئی جلدیں وجود میں آ گئیں۔ پیشِ نظر مجموعہ اس سلسلہ کی چھٹی جلد ہے، جو اَب تک غیر مطبوعہ مضامین، مقالات و خطابات اور محاضرات کا مجموعہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اُمت کے لئے مفید بنائے، قادیانیت زدہ افراد کے لئے ہدایت، ہمارے اور حضرت شہیدؒ کے لئے مغفرت و نجاتِ آخرت کا ذریعہ بنائے، آمین!

خاکپائے حضرت لدھیانوی شہیدؒ

سعید احمد جلال پوری

۱۴۲۵/۱۱/۶ھ

فہرست

عقیدۂ ختمِ نبوّت 21

عقیدۂ ختمِ نبوّت 22

''خاتم النبیین'' کے معنی 65

عقیدۂ ختمِ نبوّت کا منکر ملعون و مردُود ہے 71

منکرینِ ختمِ نبوّت سے بغض ایمان کا حصہ ہے 88

منکرینِ ختمِ نبوّت کے لئے اصلی شرعی فیصلہ 103

توہینِ انبیاء کفر ہے! 108

عقیدۂ ختمِ نبوّت: ایک سوال کا جواب 110

دار العلوم دیوبند اور عقیدۂ تحفظ ختمِ نبوّت 116

مسئلۂ ختمِ نبوّت اور حضرت نانوتویؒ 213

حریمِ نبوّت کی پاسبانی کا اِعزاز! 237

تحریکِ ختمِ نبوّت اور حضرت بنوریؒ 241

اِرتداد کا مقابلہ اور اس دور میں اس کا مصداق 272

عقیدۂ ختمِ نبوّت کے لئے کام کرنے والوں کے لئے خصوصی اِنعام 296

ختمِ نبوّت اور برطانوی مسلمانوں کی ذمہ داری 298

حیات ونزولِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام 307

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کا عقیدہ چودہ صدیوں کے مجدّدین واکابرِ اُمت کی نظر میں 308

نزولِ مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں سے ہے 581

رفع الی السماء کا مفہوم! 584

رفع ونزولِ عیسیٰؑ کا منکر کافر ہے! ایک سوال اور اس کا جواب 587

عقیدۂ ختم نبوّت

عقیدۂ ختمِ نبوّت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

قرآن وسنت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ نبوّت و رِسالت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوّت کی آخری کڑی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصبِ نبوّت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔"

(الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:۔۔۔ "محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

تمام مفسرین کا اس پر اِتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصبِ نبوّت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اِمام حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ اس آیت کے ذیل میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"فھٰذہ الآیۃ نص فی أنہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الأولیٰ، والأحریٰ: لأن مقام

الرسالة أخص من مقام النبوة فان کلّ رسول نبی ولَا ینعکس وبذٰلک وردت الأحادیث المتواترة عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حدیث جماعة من الصحابة رضی اللّٰہ عنھم۔“ (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۴۹۴)

ترجمہ:۔۔۔ ”یہ آیت اس مسئلے میں نص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجۂ اَولیٰ نہیں ہوسکتا، کیونکہ مقامِ نبوّت مقامِ رِسالت سے عام ہے، کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا، اور اس مسئلے پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر اَحادیث وارِد ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں۔“

اِمام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”قال ابن عطیة: ھٰذہ الألفاظ عند جماعة علماء الأُمّة خلفًا وسلفًا متلقاة علی العموم التام مقتضیة نصًّا أنه لَا نبی بعدہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔“

(تفسیر قرطبی ج:۱۴ ص:۱۹۶)

ترجمہ:۔۔۔ ”ابن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم وجدید علمائے اُمت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں، جو نصِ قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔“

حجۃ الاسلام اِمام غزالی رحمہ اللہ ”الاقتصاد“ میں فرماتے ہیں:

”ان الأُمّة فھمت بالاُجماع من ھٰذا اللفظ ومن

قرائن أحواله أنه أفهم عدم نبی بعده أبدا۔۔۔۔۔ و أنه لیس فیه تأویل ولَا تخصیص، فمنکر هٰذا لَا یکون الا منکر الْاجماع۔" (الْاقتصاد فی الْاعتقاد ص:۳۲۱)

ترجمہ:۔۔۔"بے شک اُمت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور اس پر اِجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تأویل و تخصیص نہیں، پس اس کا منکر یقیناً اِجماعِ اُمت کا منکر ہے۔"

ختمِ نبوّت اور اَحادیثِ نبویہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر اَحادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اِعلان فرمایا اور ختمِ نبوّت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تأویل کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ متعدّد اَکابرؒ نے ان احادیثِ ختمِ نبوّت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے، چنانچہ حافظ ابنِ حزم ظاہریؒ کتاب "الفصل فی الملل و الأهواء و النحل" میں لکھتے ہیں:

"وقد صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوته و أعلامه و کتابه أنه أخبر أنه لَا نبی بعده۔" (کتاب الفصل ج:۱ ص:۷۷)

ترجمہ:۔۔۔"وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب (قرآنِ کریم) کو نقل کیا ہے، انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت ''خاتم النبیین'' کے تحت لکھتے ہیں:

''وبذالک وردت الأحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ عنھم۔'' (تفسیر ابن کثیر ج:۳ ص:۴۹۴)

ترجمہ:۔۔۔''اور ختمِ نبوّت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیثِ متواترہ وارِد ہوئی ہیں، جن کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔''

اور علامہ سیّد محمد آلوسی رحمہ اللہ تفسیر ''رُوح المعانی'' میں زیرِ آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

''وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السُّنَّۃ وأجمعت علیہ الاُمَّۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان أصرّ۔''

(رُوح المعانی ج:۲۲ ص:۱۴)

ترجمہ:۔۔۔''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے، احادیثِ نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور اُمت نے جس پر اِجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو، اس کو کافر قرار دِیا جائے گا، اور اگر وہ اس پر اِصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔''

حدیث ۱:۔۔۔

''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بُنْیَانًا فَأَحْسَنَهٗ وَأَجْمَلَهٗ الا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِیَةٍ مِّنْ زَوَایَاهُ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ: هَلَّا وُضِعَتْ

هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ! وَأَنَا خَاتَمُ النَبِيِّينَ!" (صحیح البخاری، کتاب المناقب ج:۱ ص:۵۰۱، صحیح مسلم ج:۲ ص:۸۴۲ واللفظ لہٗ)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا، مگر اس کے کسی کونے میں ایک اِینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اِینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری) اِینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہؓ سے بھی مروی ہے:

۱:... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، ان کی حدیث کے الفاظ صحیح مسلم میں درج ذیل ہیں:

"قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ۔"

(مسند احمد ج:۳ ص:۱۶۳، صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۰۱، مسلم ج:۲ ص:۸۴۱، ترمذی ج:۱ ص:۱۰۹)

ترجمہ:... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس میں اس اِینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا، پس میں نے نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا۔"

۲:... حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ، ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"مَثَلِيْ فِي النَّبِيِّيْنَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَأَحْسَنَهَا

وَأَکْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا وَتَرَکَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسَ یَطُوْفُوْنَ بِالْبِنَاءِ، وَیَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَیَقُوْلُوْنَ: لَوْ تُمَّ مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ! وَأَنَا فِی النَّبِیِّیْنَ مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ۔" قَالَ التِّرْمِذِیُّ: هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

(مسند احمد ج:۵ ص:۱۳۷، ترمذی ج:۲ ص:۲۰۱)

ترجمہ:... "انبیائے کرام میں میری مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بڑا حسین وجمیل اور کامل ومکمل محل بنایا، مگر اس میں ایک اِینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس لوگ اس محل کے گرد گھومتے اور اس کی عمدگی پر تعجب کرتے اور یہ کہتے کہ: کاش! اس اِینٹ کی جگہ بھی پُر کردی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نبیوں میں اس اِینٹ کی جگہ ہوں۔" اِمام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳:... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، مسندِ احمد میں ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"مِثْلِیْ وَمِثْلَ النَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَأَتَمَّهَا الا لَبِنَةٍ وَّاحِدَةٍ فَجِئْتُ أَنَا فَأَتْمَمْتُ تِلْکَ اللَّبِنَةِ۔"

(مسند احمد ج:۳ ص:۹، واللفظ لہ، صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۴۸، جامع الاصول ج:۸ ص:۵۳۹)

ترجمہ:... "میری اور دُوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے محل بنایا، پس اس کو پورا کردیا، مگر صرف ایک اِینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس میں آیا اور میں نے اس اِینٹ کو پورا کردیا۔"

ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ختمِ نبوّت کی ایک محسوس مثال بیان فرمائی ہے اور اہلِ عقل جانتے ہیں کہ محسوسات میں کسی تأویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

حدیث ۲:.....

"عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُضِّلْتُ عَلَی الْأَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ، أُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْأَرْضُ طُهُوْرًا وَّمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔"

(صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۹۹، مشکوٰة ص:۵۱۲)

ترجمہ:۔۔۔"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے چھ چیزوں میں انبیائے کرامؑ پر فضیلت دی گئی ہے: ① مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں، ② رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، ③ مالِ غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے، ④ رُوئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے، ⑤ مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، ⑥ اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔"

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، اس کے آخر میں ہے:

"وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ إِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلَی النَّاسِ عَامَّةً۔" (مشکوٰة ص:۵۱۲)

ترجمہ:۔۔۔"پہلے انبیاء کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا، اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔"

حدیث ۳:۔۔۔

"عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ: أَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی، إِلَّا أَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔“

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۳۳)

وَفِیْ رِوَایَۃِ الْمُسْلِمِ: ”أَنَّہٗ لَا نُبُوَّۃَ بَعْدِیْ“

(صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۷۸)

ترجمہ:۔۔۔”سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: ”میرے بعد نبوّت نہیں۔“

یہ حدیث متواتر ہے اور حضرت سعدؓ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ کی جماعت سے بھی مروی ہے:

۱:۔۔۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

(مسند احمد ج:۳ ص:۳۳۸، ترمذی ج:۲ ص:۲۱۴، ابن ماجہ ص:۱۲)

۲:۔۔۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔(کنزالعمال ج:۱۱ ص:۶۰۷ حدیث نمبر:۳۲۹۳۴)

۳:۔۔۔حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

(کنز ج:۱۳ ص:۱۵۸ حدیث نمبر:۳۶۴۸۸، مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۱۰)

۴:۔۔۔اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔

(مسند احمد ج:۶ ص:۴۳۸، مجمع ج:۹ ص:۱۰۹، کنز ج:۱۱ ص:۶۰۷ حدیث نمبر:۳۲۹۳۷)

۵:۔۔۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

(کنزالعمال ج:۱۱ ص:۶۰۳ حدیث نمبر:۳۲۹۱۵، مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۰۹)

۶:۔۔۔ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۹ ص:۱۱۱)

۷:۔۔۔جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً ج:۹ ص:۱۱۰)

۸:۔۔۔اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا۔ (ایضاً ج:۹ ص:۱۰۹)

۹:۔۔۔براء بن عازب رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً ج:۹ ص:۱۱۱)

۱۰:۔۔۔زید بن ارقم رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً ج:۹ ص:۱۱۱)

۱۱:۔۔۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

(مجمع ج:۹ ص:۱۱۰، خصائص کبریٰ سیوطی ج:۲ ص:۲۴۹)

۱۲:۔۔۔حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ۔

(کنز ج:۱۳ ص:۱۹۲ حدیث نمبر:۳۶۵۷۲، مجمع ج:۹ ص:۱۰۹)

۱۳:۔۔۔مالک بن حسن بن حویرث رضی اللہ عنہ۔

(کنز ج:۱۱ ص:۶۰۶ حدیث نمبر:۳۲۹۳۲)

۱۴:۔۔۔زید بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ۔(کنز ج:۱۳ ص:۱۰۵ حدیث نمبر:۳۶۳۴۵)

واضح رہے کہ جو حدیث دس سے زیادہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہو، حضراتِ محدثین اسے احادیثِ متواترہ میں شمار کرتے ہیں، چونکہ یہ حدیث دس سے زیادہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے اس لئے مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس کو متواترات میں شمار کیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ”ازالۃ الخفا“ میں ”مآثرِ علیؓ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”فمن المتواتر: أنت مِنّی بمنزلة هارون من موسیٰ۔“

(إزالة الخفاء مترجم ج:۴ ص:۴۴۴، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ:۔۔۔”متواتر اَحادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی۔“

حدیث ۴:۔۔۔

”عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ، وَإِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ۔" (صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۱، واللفظ لہٗ، صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۲۶، مسند احمد ج:۲ ص:۲۹۷)

ترجمہ:... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دُوسرا نبی آتا تھا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔"

بنی اسرائیل میں غیرتشریعی انبیاء آتے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے انبیاء کی آمد بھی بند ہے، البتہ مجدّدینِ اُمت ضرور آئیں گے جیسا کہ ابوداوٴد وغیرہ کی حدیث میں آیا ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔" (ابوداوٴد ج:۲ ص:۲۳۲)

ترجمہ:... "بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرے گا جو اس کے لئے دِین کی تجدید کریں گے۔"

حدیث ۵:...

"عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔"

(ابوداوٴد ج:۲ ص:۲۲۸، واللفظ لہٗ، ترمذی ج:۲ ص:۴۵)

ترجمہ:... "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔''

یہ مضمون بھی متواتر ہے، اور حضرت ثوبانؓ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے:

۱:...حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

(صحیح بخاری ج:۱ ص:۵۰۹، صحیح مسلم ج:۲ ص:۳۹۷)

۲:...حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(کنز العمال ج:۱۴ ص:۱۹۸ حدیث نمبر:۳۸۳۷۲)

۳:...ابوبکرہ رضی اللہ عنہ۔ (مشکل الآثار ج:۴ ص:۱۰۴)

۴:...عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما۔(فتح الباری ج:۶ ص:۶۱۷ حدیث نمبر:۳۶۰۹)

۵:...عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما۔(فتح الباری ج:۱۳ ص:۸۷ حدیث نمبر:۷۱۲۱)

۶:...عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۷:...علی رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۸:...سمرہ رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۹:...حذیفہ رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۱۰:...انس رضی اللہ عنہ۔ (ایضاً)

۱۱:...نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۷ ص:۳۳۴)

تنبیہ:...ان تمام احادیث کا متن مجمع الزوائد (ج:۷ ص:۳۳۲-۳۳۴) میں ذکر کیا گیا ہے۔

حدیث ۶:...

''عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ

انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ۔‘‘

(ترمذی ج:۲ ص:۵۱، مسند احمد ج:۳ ص:۲۶۷)

ترجمہ:۔۔۔’’حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: رسالت و نبوّت ختم ہوچکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔‘‘

اِمام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کو اِمام احمدؒ نے مسند میں بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ’’فتح الباری‘‘ میں اس حدیث میں بروایت ابویعلیٰ اتنا اِضافہ نقل کیا ہے:

’’وَلٰکِنْ بَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتِ، قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتِ؟ قَالَ: رُؤْیَا الْمُسْلِمِیْنَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ۔‘‘

(فتح الباری ج:۱۲ ص:۳۷۵)

ترجمہ:۔۔۔’’لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ: مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: مؤمن کا خواب جو نبوّت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔‘‘

اس مضمون کی حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہے:

۱:۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (صحیح بخاری ج:۲ ص:۱۰۳۵)

۲:۔۔۔حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا۔

(کنزالعمال ج:۱۵ ص:۳۷۰ حدیث نمبر:۴۱۴۲۱، مجمع الزوائد ج:۷ ص:۱۷۲)

۳:۔۔۔حضرت حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ۔

(حوالہ بالا)

۴:۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ (صحیح مسلم ج:۱ ص:۱۹۱، سنن نسائی ج:۱ ص:۱۶۸، ابوداؤد ج:۱ ص:۱۲۷، ابن ماجہ ص:۲۷۸)

۵:۔۔۔حضرت اُمِّ کرز الکعبیہ رضی اللہ عنہا۔

(ابن ماجہ ص:۲۷۸، احمد ج:۶ص:۱۸۳، فتح الباری ج:۲۱ص:۳۷۵)

۶:۔۔۔حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ۔

(مسند احمد ج:۵ص:۴۵۴، مجمع الزوائد ج:۷ص:۱۷۳)

حدیث ۷:۔۔۔

"عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، بَیْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا۔"

(صحیح بخاری ج:۱ص:۱۲۰، واللفظ لہ، صحیح مسلم ج:۱ص:۲۸۲)

ترجمہ:۔۔۔"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا آخری نبی ہونا اور اپنی اُمت کا آخری اُمت ہونا بیان فرمایا ہے، یہ مضمون بھی متعدّد احادیث میں آیا ہے:

۱:۔۔۔"عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: (فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ، وَفِیْهِ:) وَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْیَا وَالْأَوَّلُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمَقْضِیّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ۔"

(صحیح مسلم ج:۱ص:۲۸۲، نسائی ج:۱ص:۲۰۲)

ترجمہ:۔۔۔"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ ہم اہلِ دُنیا میں سب سے آخر میں آئے، اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے، جن کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے کیا جائے گا۔"

۲:۔۔۔ ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: (فَذَکَرَ حَدِیْثَ الشَّفَاعَۃِ، وَفِیْہِ:) نَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ نَحْنُ آخِرُ الْاُمَمِ وَأَوَّلُ مَنْ یُّحَاسِبُ۔“ (مسند احمد ج:۱ ص:۲۸۲)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیثِ شفاعت میں) فرمایا کہ: ہم سب سے پچھلے اور سب سے پہلے ہیں، ہم تمام اُمتوں کے بعد آئے، اور (قیامت کے دن) ہمارا حساب و کتاب سب سے پہلے ہوگا۔“

۳:۔۔۔ ”عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا خَاتِمُ الْأَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ خَاتِمُ مَسَاجِدَ الْأَنْبِیَاءِ۔“

(کنز العمال ج:۱۲ ص:۲۷۰ حدیث نمبر:۳۴۹۹۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔“

۴:۔۔۔ ”عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کُنْتُ أَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ۔“

(کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۰۹ و ۴۵۲ حدیث نمبر:۳۱۹۱۶، ۳۲۱۲۶)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری تخلیق سب نبیوں سے پہلے ہوئی، اور بعثت (دُنیا میں تشریف آوری) سب

کے بعد ہوئی۔‘‘

۵:۔۔۔ ’’عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّیْ عِنْدَ اللهِ فِیْ أَوَّلِ الْکِتَابِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ۔‘‘

(مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۲۳، مسند احمد ج:۴ ص:۱۲۷، مستدرک حاکم ج:۲ ص:۶۰۰، واللفظ لہٗ، کنز العمال ج:۱۱ حدیث:۳۱۹۶۰-۳۲۱۱۴)

ترجمہ:۔۔۔ ’’حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین (آخری نبی) لکھا ہوا تھا، جبکہ ابھی آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا جارہا تھا۔‘‘

۶:۔۔۔ ’’عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثِ الشَّفَاعَةِ: فَیَأْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ: یَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِیَاءِ۔‘‘

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۶۸۵)

ترجمہ:۔۔۔ ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیثِ شفاعت میں مروی ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگ (دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔‘‘

۷:۔۔۔ ’’عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَّأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ۔‘‘

(سنن دارمی ج:۱ ص:۱۳۰، کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۰۴ حدیث نمبر:۳۸۸۱۳)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نبیوں کا قائد ہوں اور فخر سے نہیں کہتا، اور میں نبیوں کا خاتم ہوں اور فخر سے نہیں کہتا، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور فخر سے نہیں کہتا۔“

۸:۔۔۔ **”عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا کَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ -ثَلَاثَ مَرَّاتٍ- وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔“** (مسند احمد ج:۲ ص:۱۷۲، ۲۱۲)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے، گویا ہمیں رُخصت فرمارہے ہوں، پس فرمایا: میں محمد نبیٔ اُمی ہوں -تین بار فرمایا- اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

۹:۔۔۔ **”عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا: لَمَّا خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ خَبَّرَهٗ بِبَنِیْهِ فَجَعَلَ یَرٰی فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلٰی بَعْضٍ فَرَأَی نُوْرًا سَاطِعًا فِیْ أَسْفَلِهِمْ فَقَالَ: یَا رَبِّ! مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا ابْنُکَ أَحْمَدُ، هُوَ الْأَوَّلُ وَهُوَ الْآخِرُ وَهُوَ أَوَّلُ شَافِعٍ وَّأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔“**

(کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۳۷ حدیث:۳۲۰۵۶)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جب اللہ تعالیٰ نے

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو ان کی اولاد کی آزمائش فرمائی، پس ایک دُوسرے کے فضائل کا ان پر اِظہار کیا، پس حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے (یعنی اولاد کے) نیچے ایک نور بلند ہوتا ہوا دیکھا تو عرض کیا: یا رَبّ! یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ آپ کے صاحب زادے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، یہی اوّل ہیں، یہی آخر ہیں، یہی سب سے پہلے سفارش کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے انہی کی سفارش قبول کی جائے گی۔“

۱۰:۔۔۔ ”عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثِ الْإِسْرَائِ: وَأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَثْنٰی عَلٰی رَبِّهٖ فَقَالَ: کُلُّکُمْ أَثْنٰی عَلٰی رَبِّهٖ وَأَنَا مُثْنٍ عَلٰی رَبِّیْ اَلْحَمْدُ ِللهِ الَّذِیْ أَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّأَنْزَلَ عَلَیَّ الْقُرْاٰنَ فِیْهِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْئٍ وَّجَعَلَ أُمَّتِیْ خَیْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ أُمَّتِیْ وَسَطًا وَّجَعَلَ أُمَّتِیْ هُمُ الْأَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِکْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا۔ فَقَالَ إِبْرَاهِیْمُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: بِهٰذَا فَضَلَکُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔“

(مجمع الزوائد ج:۱ ص:۹۶)

”فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی: قَدِ اتَّخَذْتُکَ خَلِیْلًا وَّهُوَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاةِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَبِیْبُ الرَّحْمٰنِ وَأَرْسَلْتُکَ إِلَی النَّاسِ کَافَّةً وَّجَعَلْتُ أُمَّتَکَ هُمُ الْأَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ۔۔۔ وَجَعَلْتُکَ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا۔“

(ایضاً ج:۱ ص:۷۱)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیثِ

معراج میں مروی ہے کہ (انبیائے کرام علیہم السلام کے مجمع میں حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام نے تحدیثِ نعمت کے انداز میں حق تعالیٰ شانہٗ کی حمد و ثنا بیان فرمائی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ربّ کی حمد و ثنا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آپ حضرات نے اپنے ربّ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی ہے، اب میں بھی اپنے ربّ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں۔

(اور وہ یہ ہے:)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا، تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا، مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں (مہماتِ دِین میں سے) ہر چیز کا بیان ہے، اور میری اُمت کو خیرِ اُمت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لئے نکالی گئی، اور میری اُمت کو معتدل اُمت بنایا، اور میری اُمت کو ایسا بنایا کہ وہی پہلے ہیں اور وہی پچھلے ہیں، اور اس نے میرا سینہ کھول دیا، میرا بوجھ اُتار دیا، اور میری خاطر میرا ذِکر بلند کردیا، اور مجھ کو فاتح اور خاتم (کھولنے والا اور بند کرنے والا) بنایا۔" یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کو مخاطب کرکے فرمایا: ان ہی اُمور کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے سبقت لے گئے ہیں۔"

نیز اسی حدیثِ معراج میں ہے کہ:

"حق تعالیٰ شانہٗ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) فرمایا کہ: میں نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا اور یہ توراۃ میں لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمن کے محبوب ہیں، اور میں نے آپ کو تمام اِنسانوں کی طرف مبعوث فرمایا، اور آپ کی اُمت کو ایسا بنایا کہ وہی

اوّل ہیں اور وہی آخر ہیں ۔۔۔۔۔ اور میں نے آپ کو تخلیق میں سب نبیوں سے اوّل رکھا اور بعثت میں سب سے آخر۔“

۱۱:۔۔۔ ”عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ حَدِیْثِ الْإِسْرَائِ: ثُمَّ سَارَ حَتّٰی أَتٰی بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَنَزَلَ فَرَبَطَ فَرَسَہٗ إِلٰی صَخْرَۃٍ ثُمَّ دَخَلَ فَصَلّٰی مَعَ الْمَلَائِکَۃِ فَلَمَّا قُضِیَتِ الصَّلَاۃُ قَالُوْا: یَا جِبْرِیْلُ! مَنْ ھٰذَا مَعَکَ؟ قَالَ: ھٰذَا مُحَمَّدٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔“ (المواھب اللدنیة ج:۲ ص:۷۱)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیثِ معراج میں مروی ہے کہ: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے، یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچے، پس اُتر کر سواری کو چٹان سے باندھ دیا، پھر اندر داخل ہوئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، انہوں نے پوچھا کہ: اے جبریل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا کہ: یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔“

۱۲:۔۔۔ ”عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ شَمَائِلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: وَبَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔“

(شمائل ترمذی ص:۳)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے درمیان مہرِ نبوّت تھی اور آپ خاتم النبیین ہیں۔“

۱۳:۔۔۔ ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ حَدِیْثِ الشَّفَاعَۃِ: فَیَأْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُوْنَ: اِشْفَعْ لَنَا إِلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَنَا۔ فَیَقُوْلُ: إِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ، إِنِّیْ اُتُّخِذْتُ وَاُمِّیْ إِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ

اللهِ، وَلٰکِنْ أَرَأَیْتُمْ لَوْ أَنَّ مَتَاعًا فِیْ وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَیْهِ أَکَانَ یُوْصَلُ أَیْ مَا فِی الْوِعَاءِ حَتّٰی یُفْضَی الْخَاتَمُ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: لَا! فَیَقُوْلُ: فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَضَرَ الْیَوْمَ۔“

(مسند ابوداؤد طیالسی ص:۳۵۳)

ترجمہ:... ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیثِ شفاعت میں مروی ہے کہ (حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے بعد) لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ یہ عذر کریں گے کہ: مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنایا گیا، اس لئے میں اس کا اہل نہیں۔ پھر فرمائیں گے کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کچھ سامان کسی ایسے برتن میں ہو جسے سربمہر کردیا گیا ہو، جب تک مہر کو نہ توڑا جائے کیا اس برتن کے اندر کی چیز تک رسائی ممکن ہے؟ حاضرین اس کا جواب نفی میں دیں گے، تو آپ فرمائیں گے کہ: پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج یہاں موجود ہیں، ان کی خدمت میں جاؤ!“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس تشبیہ سے مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، لہٰذا جب تک نبیوں کی مہر کو نہ کھولا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا آغاز نہ فرمائیں تب تک انبیاء علیہم السلام کی شفاعت کا دروازہ نہیں کھل سکتا، اور نہ کسی نبی کی شفاعت کا حصول ممکن ہے، لہٰذا تم لوگ سب سے پہلے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں، پہلے ”نبیوں کی مہر“ کو کھولو، آپ سے شفاعت کا آغاز کراؤ، تب کسی اور نبی کی شفاعت ممکن ہے، واللہ اعلم!

۴۱:... ”عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ... قَالَ: أَنَا آخِرُ الْأَنْبِیَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ۔“ (ابن ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ:۔۔۔’’حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں آخری نبی ہوں اورتم آخری اُمت ہو۔‘‘

۱۵:۔۔۔حضرت ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

’’لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدِکُمْ۔‘‘ (مجمع الزوائد ج:۳ ص:۲۷۳، کنز العمال ج:۱۵ ص:۹۴۷ حدیث نمبر:۴۳۶۳۸)

ترجمہ:۔۔۔’’میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔‘‘

۱۶:۔۔۔اِمام بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الرؤیا میں حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ:

’’قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِیْ۔‘‘ (ختمِ نبوّت کامل ص:۲۷۲)

ترجمہ:۔۔۔’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں۔‘‘

۱۷:۔۔۔طبرانی وبیہقی نے ابن زمیل رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب کی تعبیر اِرشاد فرمائی، اس کا آخری حصہ یہ ہے:

’’وَأَمَّا النَّاقَۃُ فَھِیَ السَّاعَۃُ عَلَیْنَا تَقُوْمُ، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِیْ۔‘‘ (خصائص کبریٰ سیوطیؒ ج:۲ ص:۱۷۸)

ترجمہ:۔۔۔’’لیکن اُونٹنی (جس کو تم نے مجھے اُٹھاتے ہوئے دیکھا) پس وہ قیامت ہے، وہ ہم پر قائم ہوگی، میرے بعد

کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں۔“

۸۱:۔۔۔ ”عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا أَبَا ذَرٍّ! أَوَّلُ الرُّسُلِ آدَمُ وَآخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ۔“

(کنز العمال ج:۱۱ ص:۴۸۰ حدیث نمبر:۳۲۲۶۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر! نبیوں میں سب سے پہلے نبی آدم ہیں اور سب سے آخری نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔“

حدیث ۸:۔۔۔

”عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔“ (ترمذی ج:۲ ص:۲۰۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔“

یہ حدیث حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات سے بھی مروی ہے:

۱:۔۔۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ۔

(فتح الباری ج:۷ ص:۵۱، مجمع الزوائد ج:۹ ص:۶۸)

۲:۔۔۔ عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۹ ص:۶۸)

”لَوْ“ کا لفظ فرضِ محال کے لئے آتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نبوّت کی صلاحیت کامل طور پر پائی جاتی ہے، مگر چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کسی کا نبی ہونا محال ہے اس لئے باوجود صلاحیت کے حضرت عمرؓ نبی نہیں بن سکتے۔
امامِ ربانی مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''در شان حضرت فاروق رضی اللہ عنہ فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ''لَوْ کَانَ بَعْدِی نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ'' یعنی لوازم وکمالاتیکہ در نبوّت درکار است ہمہ را عمرؓ دارد اما چوں منصبِ نبوّت بخاتم الرسل ختم شدہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بدولت منصبِ نبوّت مشرف نگشت۔'' (مکتوب:۲۴ ص:۳۲، دفتر سوم)

ترجمہ:۔۔۔''حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔'' یعنی وہ تمام لوازمات وکمالات جو نبوّت کے لئے درکار ہیں سب حضرت عمرؓ میں موجود ہیں، لیکن چونکہ منصبِ نبوّت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوچکا ہے اس لئے وہ منصبِ نبوّت کی دولت سے مشرف نہیں ہوئے۔''

حدیث ۹:۔۔۔

''عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعَمٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: إِنَّ لِیْ أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِیَ الَّذِیْ یَمْحُو اللہُ بِیَ الْکُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔ (متفق علیہ)۔''

(مشکوٰۃ ص:۵۱۵)

ترجمہ:۔۔۔''حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: میرے چند نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں

ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے، اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اُٹھائے جائیں گے، اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اسمائے گرامی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی دلالت کرتے ہیں، اوّل ’’الحاشر‘‘، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ ’’فتح الباری‘‘ میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’إشارة إلٰی أنه لیس بعده نبی ولَا شریعة ـــــ فلما کان لَا اُمّة بعد اُمّته لأنه لَا نبی بعده، نسب الحشر إلیه، لأنه یقع عقبه۔‘‘ (فتح الباری ج:۶ ص:۵۵۷)

ترجمہ:۔۔۔’’یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور کوئی شریعت نہیں۔۔۔۔۔۔سو چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں، اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے حشر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردیا گیا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔‘‘

دُوسرا اِسمِ گرامی ’’العاقب‘‘، جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے کہ:

’’اَلَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ‘‘

ترجمہ:۔۔۔آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

اس مضمون کی احادیث مندرجہ ذیل حضرات سے بھی مروی ہیں:

۱:۔۔۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ان کی حدیث کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

’’کَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسَمِّیْ لَنَا

نَفْسَهُ أَسْمَاءً، فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّيُ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔" (صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۶۱)

ترجمہ:۔۔۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے اپنے چند اَسمائے گرامی ذکر فرماتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، مقفی (سب نبیوں کے بعد آنے والا) ہوں، حاشر ہوں، نبیٔ توبہ ہوں، نبیٔ رحمت ہوں۔"

۲:۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، ان کی روایت کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

"قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَأَنَا الْمُقَفِّيُ، وَأَنَا الْحَاشِرُ وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ۔"

(شمائل ترمذی ص:۲۶، مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۸۴)

ترجمہ:۔۔۔ "فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبیٔ رحمت ہوں، میں نبیٔ توبہ ہوں، میں مقفی (سب نبیوں کے بعد آنے والا) ہوں، میں حاشر ہوں، اور نبیٔ ملاحم (مجاہد نبی) ہوں۔"

۳:۔۔۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ان کی روایت کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

"أَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ أُحْشَرُ النَّاسَ عَلٰى قَدَمَيَّ۔" (مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۸۴)

ترجمہ:۔۔۔ "میں احمد ہوں، میں محمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں میں جمع کیا جائے گا۔"

۴:۔۔۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"أَنَا أَحْمَدُ وَمُحَمَّدٌ وَالْحَاشِرُ وَالْمُقَفِّيُ وَالْخَاتَمُ۔" (مجمع الزوائد ج:۸ ص:۲۸۴)

ترجمہ:۔۔۔”میں احمد ہوں، محمد ہوں، حاشر ہوں، مقفی ہوں اور خاتم ہوں۔“

۵:۔۔۔مرسل مجاہدؒ، ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”أَنَا مُحَمَّدٌ وَّأَحْمَدُ، أَنَا رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ، أَنَا رَسُوْلُ الْمَلْحَمَةِ، أَنَا الْمُقْفِيْ وَالْحَاشِرُ، بُعِثْتُ بِالْجِهَادِ وَلَمْ أُبْعَثْ بِالزُّرَّاعِ۔“ (طبقات ابن سعد ج:۱ ص:۵۰۱)

ترجمہ:۔۔۔”میں محمد ہوں اور احمد ہوں، میں رسولِ رحمت ہوں، میں ایسا رسول ہوں جسے جنگ کا حکم ہوا ہے، میں مقفی اور حاشر ہوں، میں جہاد کے ساتھ بھیجا گیا ہوں، کسان بنا کر نہیں بھیجا گیا۔“

۶:۔۔۔حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ۔ (فتح الباری ج:۶ ص:۵۵۵)

حدیث ۱۰:۔۔۔

متعدّد اَحادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت اور درمیانی اُنگلی کی طرف اِشارہ کرکے فرمایا:

”بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ“

ترجمہ:۔۔۔”مجھے اور قیامت کو ان دو اُنگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔“

اس مضمون کی احادیث مندرجہ ذیل حضرات سے مروی ہیں:

۱:۔۔۔سہل بن سعد رضی اللہ عنہ۔ (بخاری ج:۲ ص:۹۶۳، مسلم ج:۲ ص:۴۰۶)

۲:۔۔۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ (بخاری ج:۲ ص:۹۶۳)

۳:۔۔۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ (بخاری ج:۲ ص:۹۶۳)

۴:۔۔۔مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ۔ (ترمذی ج:۲ ص:۴۴)

۵:۔۔۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔ (مسلم ج:۱ ص:۲۸۴، نسائی ج:۱ ص:۲۳۴)

۶:۔۔۔سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ۔ (جامع الاصول ج:۱۰ ص:۳۸۵)

۷:۔۔۔ بریدہ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد ج:۵ ص:۳۴۸)

۸:۔۔۔ابی جبیرہ رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۳۱۲)

۹:۔۔۔جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ۔ (مسند احمد ج:۵ ص:۱۰۳)

۱۰:۔۔۔وہب السوائی رضی اللہ عنہ۔ (مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۳۱۱)

۱۱:۔۔۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ۔ (کنز ج:۱۴ ص:۱۹۵، مسند احمد ج:۴ ص:۳۰۹)

ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان اِتصال کا ذِکر کیا گیا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری قربِ قیامت کی علامت ہے، اور اَب قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ اِمام قرطبی رحمہ اللہ ''تذکرہ'' میں لکھتے ہیں:

''وأما قوله بعثت أنا والساعة كهاتين، فمعناه أنا النبي الأخير فلا يليني نبي آخر، وإنما تليني القيامة كما تلي السبابة الوسطىٰ وليس بينهما إصبع أخرىٰ...... وليس بيني وبين القيامة نبي۔''

(التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة ص:۷۱۱)

ترجمہ:۔۔۔''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی کہ: ''مجھے اور قیامت کو ان دواُنگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے'' اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد اور کوئی نبی

نہیں، میرے بعد بس قیامت ہے، جیسا کہ اُنگشتِ شہادت درمیانی اُنگلی کے متصل واقع ہے، دونوں کے درمیان اور کوئی اُنگلی نہیں ۔۔۔۔۔۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔“

علامہ سندھی رحمہ اللہ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

”التشبیه فی المقارنة بینهما، أی لیس بینهما إصبع أُخریٰ کما أنه لَا نبی بینه صلی اللّٰہ علیه وسلم وبین الساعة۔“ (حاشیہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ برنسائی ج:۱ ص:۴۳۲)

ترجمہ:۔۔۔”تشبیہ دونوں کے درمیان اِتصال میں ہے (یعنی دونوں کے باہم ملے ہوئے ہونے میں ہے) یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی اور اُنگلی نہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور قیامت کے درمیان اور کوئی نبی نہیں۔“

اکابرِ اُمت رحہم اللہ کی تصریحات

چونکہ مسئلہ ختمِ نبوّت پر قرآنِ کریم کی آیات اور اَحادیثِ متواترہ وارِد ہیں، اس لئے یہ عقیدہ اُمت میں متواتر چلا آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص منصبِ نبوّت پر فائز نہیں ہوسکتا، اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے وہ مرتد اور دائرۂ اِسلام سے خارج ہے۔ یہاں چند اکابر رحہم اللہ کی تصریحات نقل کی جاتی ہیں:

۱:۔۔۔علامہ علی قاری رحمہ اللہ شرح فقہِ اکبر میں لکھتے ہیں:

”دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللّٰہ علیه وسلم کفر بالإجماع۔“ (شرح فقہ الأکبر ص:۲۰۲)

ترجمہ:۔۔۔”ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت

کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔“

۲:۔۔۔ حافظ ابنِ حزم اندلسی رحمہ اللہ کتاب ”الفصل فی الملل والأهواء والنحل“ میں لکھتے ہیں:

”قد صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوته وأعلامه وکتابه أنه أخبر أنه لَا نبی بعده إلّا ما جاءت الأخبار الصحاح من ”نزول عیسٰی علیه السلام“ الذی بعث إلٰی بنی إسرائیل وادعی الیهود قتله وصلبه فوجب الْإقرار بهٰذه الجملة وصح أن وجود النبوّة بعده علیه السلام باطل لَا یکون البتة۔“

(کتاب الفصل ج:۱ ص:۷۷)

ترجمہ:۔۔۔ ”جس کثیر التعداد جماعت اور جمِ غفیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت اور نشانات اور قرآن مجید کو نقل کیا ہے، اسی کثیر التعداد جماعت اور جمِ غفیر کی نقل سے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی ثابت ہوچکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ البتہ صحیح احادیث میں یہ ضرور آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ وہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے تھے اور یہود نے جن کو قتل کرنے اور صلیب دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ پس اس اَمر کا اِقرار واجب ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبوّت کا وجود باطل ہے، ہرگز نہیں ہوسکتا۔“

حافظ ابنِ حزم رحمہ اللہ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”هٰذا مع سماعهم قول الله تعالٰی: ”وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ“ وقول رسول الله صلی الله علیه وسلم: ”لَا نبی بعدی“ فکیف یستجیز مسلم أن یثبت بعده علیه

السلام نبیًّا فی الأرض حاشا ما استثناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الآثار المسندۃ الثابتۃ فی نزول عیسَی ابن مریم علیہ السلام فی آخر الزمان۔“

(کتاب الفصل ج:۴ ص:۱۸۱، مکتبہ دارالمعرفہ، شارع بلس، بیروت، لبنان)

ترجمہ:۔۔۔”اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ“ اور حضور علیہ السلام کا اِرشاد: ”لَا نبی بعدی“ سن کر کوئی مسلمان کیسے جائز سمجھ سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد زمین میں کسی نبی کی بعثت ثابت کی جائے سوائے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے آخر زمانے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث مسندہ سے ثابت ہے۔“

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”وأما من قال: إن اللہ عزّ وجلّ فلان، لِانسان بعینہ، أو أن اللہ یحل فی جسم من أجسام خلقہ، أو أن بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیًّا غیر عیسَی ابن مریم فإنہ لَا یختلف اثنان فی تکفیرہ۔“

(کتاب الفصل ج:۳ ص:۲۴۹-۲۵۰)

ترجمہ:۔۔۔”جس شخص نے کسی انسان کو کہا کہ یہ اللہ ہے، یا یہ کہا کہ اللہ اپنی خلقت کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے، یا یہ کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے، سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے، پس ایسے شخص کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں۔“

۳:۔۔۔حافظ فضل اللہ تورپشتی (متوفی ۶۳۰ھ) کا اسلامی عقائد پر ایک رسالہ ”معتمد فی المعتقد“ کے نام سے فارسی میں ہے، جس میں عقیدۂ ختمِ نبوّت بہت تفصیل

سے لکھا ہے، اور آخر میں منکرینِ ختمِ نبوّت کے خارج اَز اِسلام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ اس کے چند ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:

"وازاں جملہ آنست کہ تصدیق وی کند کہ بعد از وی ہیچ نبی نباشد مرسل ونہ غیر مرسل، ومراد از خاتم النبیین آنست کہ نبوّت را مہر کرد ونبوّت بآمدن او تمام شد یا بمعنی آنکہ خدا تعالیٰ پیغمبری را بوی ختم کردہ وختم خدای حکم است بدآنچہ ازاں نخواہد گردانیدن۔"

(معتمد فی المعتقد ص:۴۹)

ترجمہ:۔۔۔ "من جملہ عقائد کے یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، نہ رسول اور نہ غیر رسول، اور "خاتم النبیین" سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت پر مہر لگادی، اور نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے حدِ تمام کو پہنچ گئی۔ یا یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پیغمبری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے مہر لگادی اور خدا تعالیٰ کا مہر کرنا اس بات کا حکم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں بھیجے گا۔"

"واحادیث بسیار از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درست شدہ است کہ نبوّت بآمدن او تمام شد وبعد از وی دیگری نباشد وازاں احادیث یکی را معنی آنست کہ: در اُمتِ مَن نزدیک سی دجال کذاب باشند کہ ہر یک از ایشاں دعویٰ کند کہ من نبی ام وبعد از من ہیچ نبی باشد۔" (ص:۵۹)

ترجمہ:۔۔۔ "اور بہت سی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں کہ نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر پوری ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں

ہوگا۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ: میری اُمت میں تقریباً تیس جھوٹے دجال ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

”وروایات واحادیث دریں باب افزوں از انست کہ بر تواں شمردن۔ وچوں ازیں طریق ثابت شد کہ بعد از وی ہیچ نبی نباشد ضرورت رسول ہم نباشد زیرا کہ ہیچ رسول نباشد کہ نبی نباشد چوں نبوّت نفی کردہ رسالت بطریق اَولیٰ منفی باشد۔“ (ص:۶۹)

ترجمہ:۔۔۔”اور اس باب میں روایات و احادیث حدِ شمار سے زیادہ ہیں۔ جب اس طریقے سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو بدیہی بات ہے کہ رسول بھی نہ ہوگا، کیونکہ کوئی رسول ایسا نہیں ہوتا جو نبی نہ ہو، جب نبوّت کی نفی کردی تو رِسالت کی نفی بدرجہ اَولیٰ ہوگئی۔“

”بحمد اللہ ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازاں است کہ آں را بکشف وبیان حاجت افتد اما ایں مقدار از قرآن از ترس آں یاد کردیم کہ مبادا زندیقی جاہلی را در شبہتی اندازد۔

ومنکر ایں مسئلہ کسی تواند بود کہ اصلا در نبوّت او معتقد نہ باشد کہ اگر برسالتِ او معترف بودی ویرا در ہر چہ ازاں خبر داد صادق دانستی۔

وبہماں حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او بیش از ما بداں درست شدہ است ایں نیز درست شد کہ وی باز پسین پیغمبراں است در زمانِ او و تا قیامت بعد از وی ہیچ نبی نباشد، وہر کہ دریں بشک است دراں نیز بشک است و آنکس کہ گوید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است۔“ (ص:۷۹)

ترجمہ:۔۔۔ ''بحمد اللہ! یہ مسئلہ اہلِ اسلام کے درمیان اس سے زیادہ روشن ہے کہ اس کی تشریح و وضاحت کی ضرورت ہو۔ اتنی وضاحت بھی ہم نے قرآنِ کریم سے اس اندیشے کی بنا پر کردی کہ مبادا کوئی زِندیق کسی جاہل کو شبہ میں ڈالے۔

اور عقیدۂ ختمِ نبوّت کا منکر وہی شخص ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر بھی اِیمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتا۔

اور جن دلائل اور جس طریقِ تواتر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رِسالت و نبوّت ہمارے لئے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجے کے تواتر سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا، اور جس شخص کو اس ختمِ نبوّت میں شک ہو، اسے خود رِسالتِ محمدی میں بھی شک ہوگا، اور جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوا تھا، یا اَب موجود ہے، یا آئندہ کوئی نبی ہوگا، اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوسکتا ہے، وہ کافر ہے۔''

۴:۔۔۔حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ آیت ''خاتم النبیین'' کے تحت لکھتے ہیں:

''فمن رحمة الله تعالٰى بالعباد إرسال محمد صلى الله عليه وسلم إليهم، ثم من تشريفه لهم ختم الأنبياء والمرسلين به وإكمال الدين الحنيف له، وقد أخبر الله تبارك وتعالٰى فى كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم فى السُّنَّة

المتواترة عنه: أنه لَا نبی بعده، لیعلموا أن کل من ادعی هٰذا المقام بعده فهو کذّاب، أفّاک، دجّال، ضالّ، مضلّ، ولو تخرق وشعبذ وأتیٰ بأنواع السحر والطلاسم والنیرنجیات فکلها محال وضلال عند اُولی الألباب، کما أجری اللّٰہ سبحانه علٰی ید الأسود العنسی بالیمن ومسیلمة الکذّاب بالیمامة من الأحوال الفاسدة والأقوال الباردة ما علم کل ذی لب وفهم وحجی أنهما کاذبان ضالّان لعنهما اللّٰہ تعالٰی، وکذٰلک کل مدع لذٰلک إلٰی یوم القیامة حتّٰی یختموا بالمسیح الدّجال، فکل واحد من هٰؤلآء الکذّابین یخلق اللّٰہ معه من الاُمور ما یشهد العلماء والمؤمنون بکذب من جاء بها۔“

(ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم ج:۳ ص:۴۹۴، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۵ھ)

ترجمہ:۔۔۔ ”پس بندوں پر اللہ کی رحمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجنا، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام انبیاء اور رُسل علیہم السلام کو ختم کیا، اور دینِ حنیف کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کامل کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیثِ متواترہ میں خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں، تاکہ اُمت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس مقامِ نبوّت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، اِفترا پرداز، دجال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، اگرچہ شعبدہ بازی کرے، اور قسم قسم کے جادو، طلسم اور نیرنگیاں دِکھلائے، اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی

ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی (مدعیٔ نبوّت) کے ہاتھ پر یمن میں، اور مسیلمہ کذّاب (مدعیٔ نبوّت) کے ہاتھ پر یمامہ میں اَحوالِ فاسدہ اور اَقوالِ باردہ ظاہر کئے، جن کو دیکھ کر ہر عقل وفہم اور تمیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونوں جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعیٔ نبوّت پر۔ یہاں تک کہ وہ مسیحِ دجال پر ختم کردیئے جائیں گے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسے اُمور پیدا فرمادے گا کہ علماء اور مسلمان اس کے جھوٹے ہونے کی شہادت دیں گے۔“

۵:۔۔۔علامہ سفارینی حنبلی رحمہ اللہ ”شرح عقیدہ سفارینی“ میں لکھتے ہیں:

”ومن زعم أنها مكتسبة فهو زنديق يجب قتله، لأنه يقتضي كلامه واعتقاده أن لا تنقطع وهو مخالف للنص القرآني والأحاديث المتواتر بأن نبيّنا صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين عليهم السلام۔“

(محمد بن احمد سفارینی ج:۲ ص:۲۵۷ مطبعۃ المنار، مصر ۱۳۲۳ھ)

ترجمہ:۔۔۔”جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوّت حاصل ہوسکتی ہے، وہ زِندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ اس کا کلام وعقیدہ اس بات کو مقتضی ہے کہ نبوّت کا دروازہ بند نہیں، اور یہ بات نصِ قرآن اور اَحادیثِ متواترہ کے خلاف ہے، جن سے قطعاً ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں (علیہم السلام)۔“

۶:۔۔۔علامہ زرقانی رحمہ اللہ شرح مواہب میں اِمام احمد بن حبان رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

”من ذهب إلى أن النبوّة مكتسبة لا تنقطع أو إلى أن

الولی أفضل من النّبی فھو زندیق یجب قتلہ لتکذیب القرآن وخاتم النبیین۔“

(شرح المواھب اللدنیۃ ج:۶ ص:۱۸۸، مطبوعہ ازہریہ، مصر ۱۳۲۷ھ)

ترجمہ:۔۔۔”جس شخص کا یہ مذہب ہو کہ نبوّت کا دروازہ بند نہیں بلکہ حاصل ہوسکتی ہے، یا یہ کہ ولی، نبی سے افضل ہوتا ہے، ایسا شخص زِندیق اور واجب القتل ہے، کیونکہ وہ قرآنِ کریم کی آیت ”خاتم النبیین“ کی تکذیب کرتا ہے۔“

۷:۔۔۔ اور سیّد محمد آلوسی بغدادی رحمہ اللہ تفسیر ”رُوح المعانی“ میں آیت ”خاتم النبیین“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السُّنَّۃ وأجمعت علیہ الأُمّۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل إن أصرّ۔“

(رُوح المعانی ج:۲۲ ص:۱۴)

ترجمہ:۔۔۔”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن ناطق ہے، جن کو سنت نے واشگاف کیا ہے اور جن پر اُمت کا اِجماع ہے، پس اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر قرار دِیا جائے گا اور اگر وہ اِصرار کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔“

۸:۔۔۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ ”الشفاء“ میں لکھتے ہیں:

”وکذٰلک من ادعی نبوّۃ أحد مع نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم أو بعدہ۔۔۔۔ أو من ادعی النبوّۃ لنفسہ أو جوّز اکتسابھا ۔۔۔۔ وکذٰلک من ادعی منھم أنہ یوحی إلیہ وإن لم یدع النبوّۃ

۔۔۔۔۔۔فھؤلآء کلھم کفّار مکذّبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لأنہ أخبر صلی اللہ علیہ وسلم أنہ خاتم النبیین لَا نبی بعدہ، وأخبر عن اللہ تعالٰی أنہ خاتم النبیین وأنہ اُرسل کافۃ للناس وأجمعت الأُمّۃ علٰی حمل ھٰذا الکلام علٰی ظاھرہ وإن مفھومہ المراد بہ دون تأویل ولَا تخصیص فلا شک فی کفر ھٰؤلآء الطوائف کلھا قطعًا إجماعًا وسمعًا۔“

(الشفاء ج:۲ ص:۲۴۶-۲۴۷)

ترجمہ:۔۔۔”اسی طرح جو شخص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کے نبی ہونے کا مدعی ہو۔۔۔۔۔۔ یا خود اپنے لئے نبوّت کا دعویٰ کرے، یا نبوّت کے حصول کو، اور صفائے قلب کے ذریعے مرتبۂ نبوّت تک پہنچنے کو جائز رکھے۔۔۔۔۔۔اسی طرح جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے خواہ صراحۃً نبوّت کا دعویٰ نہ کرے، تو یہ سب لوگ کافر ہیں، کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور پوری اُمت کا اس پر اِجماع ہے کہ یہ کلام ظاہر پر محمول ہے اور یہ کہ بغیر کسی تاویل وتخصیص کے اس سے ظاہری مفہوم ہی مراد ہے۔ اس لئے ان تمام لوگوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں، اور ان کا کفر کتاب وسنت اور اِجماع کی رُو سے قطعی ہے۔“

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

”وقد قتل عبدالملک بن مروان الحارث المتنبّی وصلّبه وفعل ذٰلک غیر واحد من الخلفاء والملوک بأشباههم وأجمع علماء وقتهم علٰی صواب فعلهم والمخالف فی ذٰلک من کفرهم کافر۔“

(الشفاء ج:۲ ص:۲۵۷)

ترجمہ:۔۔۔”اور خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مدعیٔ نبوّت حارث کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا تھا، اور بے شمار خلفاء و سلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ اور اس دور کے تمام علماء نے بالاجماع ان کے اس فعل کو صحیح اور دُرست قرار دیا۔ اور جو شخص مدعیٔ نبوّت کے کفر میں اس اِجماع کا مخالف ہو، وہ خود کافر ہے۔“

فقہائے اُمت کے فتاویٰ

۱:۔۔۔فتاویٰ عالمگیری

”إذا لم یعرف الرجل أن محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الأنبیاء فلیس بمسلم، ولو قال: ”أنا رسول اللہ“ أو قال بالفارسیة: ”من بیغمبرم“ یرید به من بیغام می برم یکفر۔“

(فتاویٰ ہندیہ ج:۲ ص:۲۶۳ مطبوعہ بولاق، مصر)

ترجمہ:۔۔۔”جب کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں، اور اگر کہے کہ: ”میں رسول ہوں“ یا فارسی میں کہے کہ: ”میں پیغمبر ہوں“ اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں، تب بھی کافر ہوجاتا ہے۔“

۲:۔۔۔فتاویٰ بزازیہ

”ادعی رجل النبوّۃ، فقال رجل: ”ھات بالمعجزۃ!“ قیل یکفر، وقیل لَا۔“ (الفتاویٰ البزازیہ بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ج:۶ ص:۳۲۸ مطبوعہ بولاق، مصر)

ترجمہ:۔۔۔”ایک شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا، دُوسرے نے اس سے کہا کہ: ”اپنا معجزہ لاوٴ!“ تو یہ معجزہ طلب کرنے والا بقول بعض کے کافر ہوگیا، اور بعض نے کہا نہیں۔“

۳:۔۔۔البحر الرائق شرح کنز الدقائق

”ویکفر بقوله: ”إن کان ماقال الأنبیاء حقًّا أو صدقًا“ وبقوله: ”أنا رسول الله“، ویطلبه المعجزة حین ادعی رجل الرسالة وقیل إذا أراد إظهار عجزه لَا یکفر۔“

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج:۵ ص:۱۳۰، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔۔۔”اگر کوئی کلمۂ شک کے ساتھ کہے کہ: ”اگر انبیاء کا قول صحیح اور سچ ہو“ تو کافر ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ: ”میں اللہ کا رسول ہوں“ تو کافر ہوجاتا ہے۔ اور جو شخص مدعیٔ نبوّت سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہوجاتا ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ اگر اس کا عجز ظاہر کرنے کے لئے معجزہ طلب کرے تو کافر نہیں ہوتا۔“

۴:۔۔۔جامع الفصولین

”قال: ”أنا رسول الله“ أو قال بالفارسیة: ”من بیغامبرم“ یرید به بیغام می برم کفر۔ ولو أنه حین قال هٰذه الکلمة طلب منه غیره معجزة قیل کفر الطالب، قال المتأخرون: لو کان غرض الطالب تعجیزه لَا یکفر۔“ (جامع الفصولین ج:۲ ص:۳۰۳، مطبعۃ ازہر ۱۳۰۰ھ)

ترجمہ:۔۔۔”کسی شخص نے کہا کہ: ”میں اللہ کا رسول

ہوں'' یا فارسی زبان میں کہا کہ: ''میں پیغمبر ہوں'' مراد اس کی یہ تھی کہ میں پیغام لے جاتا ہوں، کافر ہوجائے گا۔ اور جب اس نے یہ بات کہی تو دُوسرے آدمی نے اس سے معجزہ طلب کیا تو کہا گیا ہے کہ معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر ہوجائے گا۔ اور متأخرین نے کہا کہ: اگر اس کا مقصد اس کو عاجز کرنا تھا تو کافر نہیں ہوگا۔''

۵:۔۔۔فقہِ شافعی کی مستند کتاب **مغنی المحتاج** شرح منہاج میں ہے:

''(أو) نفی (الرسل) بأن قال: ''لم یرسلھم اللہ'' أو نفی نبوّۃ نبی أو ادعی نبوّۃ بعد نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم أو صدق مدعیھا أو قال: ''النبی صلی اللہ علیہ وسلم أسود، أو أمرد، أو غیر قرشی'' أو قال: ''النبوّۃ مکتسبۃ أو تنال رتبتھا بصفاء القلوب'' أو ''أوحی إلیّ'' ولم یدع النبوّۃ (أو کذب رسولًا) أو نبیًّا أو سبہ أو استخف بہ أو باسمہ أو باسم اللہ۔۔۔۔ (کفر)۔''

(مغنی المحتاج ج:۴ ص:۱۳۵)

ترجمہ:۔۔۔''یا کوئی شخص رسولوں کی نفی کرے اور یوں کہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں بھیجا'' یا کسی خاص نبی کی نبوّت کا انکار کرے، یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے، یا مدعیٔ نبوّت کی تصدیق کرے، یا یہ کہے کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔نعوذ باللہ۔۔۔ کالے تھے، یا بے ریش تھے، یا قریشی نہیں تھے'' یا یہ کہے کہ: ''نبوّت حاصل ہوسکتی ہے، یا قلب کی صفائی کے ذریعے نبوّت کے رُتبے کو پہنچ سکتے ہیں'' یا نبوّت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ کہے کہ: ''مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے'' یا کسی رسول و نبی کو جھوٹا کہے، یا نبی کو بُرا بھلا کہے، یا کسی نبی کی تحقیر کرے، یا اللہ تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرے تو ان سب صورتوں میں کافر ہوجائے گا۔''

۶:۔۔۔مغنی ابن قدامہؒ (جو فقہِ حنبلی کا مستند فتاویٰ ہے)

”ومن ادعی النبوّۃ أو صدق من ادعاھا فقد ارتد لأن مسیلمۃ لمّا ادعی النبوّۃ فصدّقہ قومہ صاروا بذٰلک مرتدین وکذٰلک طلیحۃ الأسدی ومصدّقوہ۔۔۔۔وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”لَا تقوم الساعۃ حتّٰی یخرج ثلاثون کذّابون کلّھم یزعم أنہ رسول اللہ“۔

ومن سبّ اللہ تعالٰی کفر سوائٌ کان مازحًا أو جادًا، وکذٰلک من استھزأ باللہ تعالٰی أو بآیاتہٖ أو برُسلہٖ أو کتبہٖ۔ قال اللہ تعالٰی: ”وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ، قُلْ أَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤُنَ۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ“۔ وینبغی أن لَا یکتفی من الھازئ بذٰلک مجرد الإسلام حتّٰی یؤدب أدبًا یزجرہ عن ذٰلک فإنہ إذا لم یکتف ممن سبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتوبۃ فممن سَبّ اللہ تعالٰی أولٰی۔“ (مغنی ابن قدامۃ ج:۱۰ ص:۲۱۱)

ترجمہ:۔۔۔”جو شخص نبوّت کا دعویٰ کرے، یا مدعیٔ نبوّت کی تصدیق کرے، وہ مرتد ہے، کیونکہ مسیلمہ نے جب نبوّت کا دعویٰ کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ بھی اس کی وجہ سے مرتد قرار پائی۔ اسی طرح طلیحہ اسدی اور اس کے تصدیق کنندگان بھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے نکلیں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ رسول اللہ ہے۔“

جو شخص اللہ تعالیٰ کو۔۔۔نعوذ باللہ۔۔۔گالی دے، وہ کافر ہے، خواہ بھول کر دے، یا بطورِ مزاح، یا واقعی سچ مچ۔ اسی طرح جو شخص

اللہ تعالیٰ کا، یا اس کی آیات کا، یا اس کے رسولوں کا، یا اس کی کتابوں کا مذاق اُڑائے وہ بھی کافر ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ”اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم تو بس یونہی دِل لگی اور ہنسی کھیل کر رہے تھے، آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ سے، اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے ہنسی کر رہے تھے؟ بہانے نہ بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے ہو۔“ اور چاہئے کہ ایسے ہنسی کرنے والے کے صرف اسلام لانے پر اِکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس کو عقل سکھانے کے لئے کچھ سزا بھی دی جائے تاکہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے، کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ناشائستہ الفاظ کہنے والے کی توبہ پر اِکتفا نہیں کیا جاتا تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے حق میں گستاخانہ الفاظ کہے وہ بدرجۂ اَولیٰ تعزیر کا مستحق ہے۔“

۷:... الشرح الکبیر شرح المقنع بھی فقہِ حنبلی کا مستند فتاویٰ ہے اور اس میں بھی لفظ بلفظ وہی عبارت ہے جو مغنی ابن قدامہؒ سے اُوپر نقل کی گئی ہے۔

(شرح کبیر برحاشیہ مغنی ج:۱۰ ص:۱۱۱)

خلاصۂ بحث

گزشتہ بالا سطور سے واضح ہوچکا ہے کہ قرآنِ کریم، احادیثِ متواترہ، فقہائے اُمت کے فتاویٰ اور اِجماعِ اُمت کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا اِستثنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے علی الاطلاق خاتم ہیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی معنی و مفہوم میں بھی نبی نہیں کہلاسکتا، نہ منصبِ نبوّت پر فائز ہوسکتا ہے، اور جو شخص اس کا مدعی ہو، وہ کافر اور دائرۂ اِسلام سے خارج ہے۔

اور یہ خاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلیٰ ترین شرف و منزلت اور عظیم الشان اِعزاز و اِکرام ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی بن کر

آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو سوال ہوگا کہ اس نئے نبی کو کچھ نئے علوم بھی دیئے گئے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ اس نئے نبی کو نئے علوم نہیں دیئے گئے بلکہ وہی علوم اس پر دوبارہ نازل کئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے گئے تھے، تو قرآن مجید اور علومِ نبوی کے موجود ہوتے ہوئے دوبارہ انہی علوم کو نازل کرنا کارِ عبث ہوگا، اور حق تعالیٰ شانہٗ عبث سے منزّہ ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ بعد کے نبی کو ایسے علوم دیئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے تھے تو اس سے۔۔۔ نعوذ باللہ۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ناقص ہونا، قرآنِ کریم کا تمام دِینی اُمور کے لئے واضح بیان (تِبیَانًا لِکُلِّ شَیئٍ) نہ ہونا اور دِینِ اسلام کا کامل نہ ہونا لازم آئے گا، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، قرآنِ کریم کی اور دِینِ اسلام کی سخت توہین ہے۔

علاوہ ازیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس پر اِیمان لانا لازم ہوگا، اور اس کا اِنکار کفر ہوگا، ورنہ نبوّت کے کیا معنی؟ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُوسرے انداز میں توہین وتنقیص ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دِین پر اِیمان رکھنے کے باوجود کافر رہے، اور ہمیشہ کے لئے دوزخ کا مستحق ہو، جس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اِیمان لانا بھی۔۔۔ نعوذ باللہ۔۔۔ کفر سے بچانے اور دوزخ سے نجات دِلانے کے لئے کافی نہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ تمام مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

محمد یوسف لدھیانوی

''خاتم النبیین'' کے معنی

محترم ایڈیٹر صاحب رسالہ ''ختمِ نبوّت'' کراچی

آپ کے رسالہ میں ''ختمِ نبوّت'' پر کافی بحث ہوئی ہے اور حیات مسیح علیہ السلام پر بھی۔ ایک احمدی دوست پڑھتے ہیں اور باتیں بھی ہوتی رہتی ہیں، انہوں نے حسبِ ذیل اعتراضات کئے ہیں، مہربانی فرما کر رسالہ ''ختمِ نبوّت'' میں وضاحت فرمائی جاوے۔

ا:۔۔۔خاتم النبیین کے معنی کئے گئے ہیں: ''آخری نبی'' وہ کہتے ہیں ہم بھی آپؐ کو آخری نبی ان معنوں میں مانتے ہیں کہ آپؐ آخری شارع نبی ہیں، جن کی شریعت کامل اکمل ہونے کی وجہ سے تا قیامت کے لئے کافی ہے۔ پھر وہ منکر ختمِ نبوّت کیسے ہوئے؟ ان معنوں میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ظاہر ہے، مگر جو معنی ہم کرتے ہیں کہ آپؐ بلحاظ زمانہ آخری نبی ہیں اور محض آخری ہونے میں کوئی فضیلت نظر آئی، کیا آپ کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ جس سے محض آخری ہونے سے فضیلت ظاہر ہو؟

۲:۔۔۔نیز عقیدۃً تو ہمارے علماء بھی آپؐ کو آخری نبی نہیں مانتے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو خدا کے رسول اور نبی ہیں، کی انتظار ہے، جن کے متعلق آتا ہے: ''اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیا'' (مریم) ''ورسولاً الی بنی اسرائیل''۔

اس لئے ہمارے بزرگوں نے بھی لکھا ہے مثلاً امام جلال الدین سیوطیؒ: ''من قال بسلب نبوتہ کفر حقا'' (حجج اکرام ص:۱۳۱) بلکہ: ''فھو رسول ونبی کریم علی حالہ'' (ص:۲۲۴) ایسا ہی حضرت محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے (فتوحات مکیہ ج:۱ ص:۵۷۰)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر فرمایا ہے، چار دفعہ انہیں ''نبی اللہ عیسیٰ واصحابہ'' فرمایا ہے (صحیح مسلم ج:۲

کتاب الفتن باب ذکر صفت الدجال ص:۲۷۷ مصری)۔

جب ایک نبی اللہ کے ہم بھی منتظر ہیں تو آخر پر وہ نبی اللہ عیسیٰ آنے والے ہیں، پس قادیانی ایک نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مان لینے کی وجہ سے کافر کیسے ہوئے؟ اب یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ نبی اللہ جو مستقل نبی ہیں، بعد میں آسکتے ہیں، تو اُمتِ محمدیہ میں سے کوئی کیوں نہیں ہوسکتا، جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ محمدیہ کے علماء کی یہ شان بیان فرمائی ہے: ”علماء امتی کأنبیاء بنی اسرائیل“ امید ہے کہ احسن طریق پر اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔

خاکسار بشیر احمد نبی سر روڈ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی!

ج:۔۔۔قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کی خبر دی گئی ہے، اور یہ اُمتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے، یہاں صرف دو آیتوں کا حوالہ دیتا ہوں:

ا:۔۔۔سورۂ الزخرف میں ہے: ”وانہ لعلم للساعۃ“ (اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نشان ہے قیامت کا) اس آیت کریمہ کی تفسیر صحیح ابن حبان میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح منقول ہے:

”عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالیٰ: وانہ لعلم للساعۃ۔ قال: نزول عیسی بن مریم من قبل یوم القیامۃ۔“ (صحیح ابن حبان ج:۹ ص:۲۸۸ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، موارد الظمآن ص:۴۳۶)

ترجمہ:۔۔۔”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت

سے پہلے نازل ہونا قیامت کا نشان ہے۔‘‘

۲:۔۔۔آیت کریمہ: ’’هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله‘‘ کی تفسیر کرتے ہوئے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

’’یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا (اس آیت کریمہ میں) وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔۔۔۔۔سو چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے، اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں اِبتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے، یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص:۴۹۸، ۴۹۹ طبع پنجم، لاہور)

اسی آیت کی تفسیر مرزا صاحب اپنی آخری کتاب ’’چشمۂ معرفت‘‘ میں جو ان کے انتقال سے پہلے شائع ہوئی، اس طرح فرماتے ہیں:

’’یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے، یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے، اور چونکہ وہ

عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلّف ہو، اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

(چشمۂ معرفت ص:۸۳، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۹۱)

ان دو آیتوں میں پہلی آیت کی تفسیر مسلمانوں کے نبی مقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ ہے، اور دوسری آیت کی تفسیر قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذکر کردہ ہے، جس پر ان کے الہام کی بھی مہر ہے اور اس کے لئے انہوں نے گزشتہ صدیوں کے تمام اکابر اُمت کے اتفاق و اجماع کا بھی حوالہ دیا ہے، پس یہ آپ کے قادیانی دوست کی بددینی و شقاوت ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر، مرزا صاحب کی ”الہامی تفسیر“ اور تمام مجددین اُمت کی اجماعی و اتفاقی تفسیر کو ”قرآن پر تہمت“ کا نام دیتے ہیں۔ دراصل ایسے محروم القسمت لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہیں رکھتے، جب کہ مرزا صاحب ازالۂ اوہام میں فرماتے ہیں:

”حال کے نیچری، جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت قال اللہ اور قال الرسول کی باقی نہیں رہی، یہ بے اصل خیال پیش کرتے ہیں کہ جو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہ تمام خبریں ہی غلط ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص:۶۵۵، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۵۳)

”یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے، جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے، انجیل بھی اس کی مصدق ہے، اب اس قدر ثبوت پر

پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں، درحقیقت ان لوگوں کا کام جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی، اس لئے جو بات ان کی اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کرلیتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص:۵۵۷، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

''مسلمانوں کی بدقسمتی سے یہ فرقہ بھی اسلام میں پیدا ہوگیا ہے جس کا قدم دن بدن الحاد کے میدانوں میں آگے ہی آگے چل رہا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص:۵۵۹، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۱)

مرزا صاحب کے ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ:

۱:۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی پیش گوئی متواتر احادیث میں موجود ہے، اور اس کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے۔

۲:۔۔۔تمام اُمتِ اسلامیہ نے اس پیش گوئی کی قطعی حیثیت کو بالاتفاق قبول کیا ہے اور پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے۔

۳:۔۔۔یہ عقیدہ نہ صرف قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں موجود ہے بلکہ انجیل بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔

۴:۔۔۔جو لوگ اس عقیدے کا انکار کرتے ہیں وہ بے دین نیچری ہیں، اور ان کے انکار کا منشا اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان کے دلوں میں کفر و الحاد بھرا ہوا ہے، اور خدا و رسول پر ایمان اور ان کے ارشادات کی عظمت سے ان لوگوں کے سینے خالی ہیں، اللہ تعالیٰ عقل و ایمان نصیب فرمائے۔

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۲ ش:۱۷)

عقیدۂ ختمِ نبوّت کا منکر ملعون و مردُود ہے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، اَمَّا بَعْدُ!

سب سے پہلے عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی طرف سے اور ہمارے حضرت امیر دامت برکاتہم کی طرف سے میں آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، شکریہ تو ایک رسمی چیز ہے اور عموماً لوگ کیا ہی کرتے ہیں، مگر میرے شکریہ کا مدعا یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کی نسبت سے حق تعالیٰ شانہ نے ہمیں یہاں جمع ہونے کا موقع بخشا اور توفیق عطا فرمائی ہے، حق تعالیٰ شانہ اس پاک ذات کی برکت سے ہمیں اپنے فضل و کرم سے جنت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں جمع فرمائے۔ آپ سب حضرات کہیے: آمین! اور اِن شاء اللہ قبول ہوجائے تو میری اور آپ کی نجات کے لئے اتنا کافی ہوجائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے مسلمانوں کے جلسے کا اجتماع ہوا تھا اور فلاں اور فلاں اسی نسبت سے اس میں شریک ہوئے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوئے، حدیث تو لمبی ہے، مگر یہاں میں صرف اس کا ایک جملہ نقل کرنا چاہتا ہوں کہ: حق تعالیٰ شانہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ: میں نے ان سب کی بخشش کردی! فرشتوں نے عرض کیا: یا اللہ! ایک بندہ چلتے چلتے سرِ راہ ان میں بیٹھ گیا، وہ تو ان میں سے نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان سب کے ساتھ اس کی بھی بخشش کردی، اس لئے کہ: ”اُولٰئِکَ قَوْمٌ لَّا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ“

یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی محروم نہیں رکھا جا سکتا۔

یہ میرے ان اکابر کا قافلہ ہے جنہوں نے مشکل وقت میں ختم نبوّت کا جھنڈا بلند کیا ہے، یہ میرے ان بزرگوں کا قافلہ ہے جن کے ہاتھ میں امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ختمِ نبوّت کا جھنڈا دے کر ان کو ''امیرِ شریعت'' کا خطاب دیا، امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہٗ کو صرف یہ خطاب ہی نہیں دیا بلکہ انہوں نے خود ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔

میرے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے تھے: ''بیعت کرنے والوں میں سے پانچواں آدمی میں تھا۔''

اس بیعت کی محفل میں پانچ سو علمائے کرام موجود تھے، پانچ سو کے پانچ سو علمائے کرام نے حضرت امیرِ شریعت کے ہاتھ پر بیعت کی، تو یہ حضرت امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کا قافلہ ہے۔ اگر چلتے چلتے ہمیں بھی ان کے ساتھ بیٹھنے کی توفیق ہو جائے اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہماری بھی بخشش فرما دیں، تو کیا مضائقہ ہے؟

حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے نبی اُمّی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کی نسبت سے یہاں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اس طرح کیا ہی اچھا ہو کہ حق تعالیٰ شانہ کل قیامت کے دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں بھی پناہ عطا فرما دے! اور اِن شاء اللہ ملے گی! اِن شاء اللہ ملے گی! میرے آقا بہت لاج رکھنے والے ہیں، ہم بہت کمزور ہیں، بہت گناہ گار ہیں، بہت ہی زیادہ پست ہمت ہیں، نہ عقل، نہ خرد، نہ زبان، نہ بیان، کچھ بھی تو پاس نہیں، صرف اتنا ہے کہ آقا کی امانت ختمِ نبوّت کا جھنڈا اُٹھائے پھر رہے ہیں، اِن شاء اللہ محروم نہیں رہو گے، اِن شاء اللہ محروم نہیں رہو گے۔ میرے ایک بزرگ نے یہاں مسلمانوں کے اتحاد کا ذکر کیا تھا، اور اس کی طرف اشارہ کیا تھا، یہ کسی اور جلسے کا موضوع ہے اور اس اجلاس میں افسوس ہے کہ اس موضوع پر تفصیل سے بات نہیں ہو سکتی۔

علماء، انبیاء کے وارث:

لیکن اتنی بات جانتا ہوں اور آپ حضرات کو بھی بتادینا چاہتا ہوں کہ آپ حضرات علمائے کرام کے اختلاف سے زیادہ پریشان نہ ہوا کریں، تم لوگ اس معاملہ میں زیادہ حساس ہوجاتے ہو، اور آپس کی مجلسوں میں بیٹھ کر ان علمائے کرام پر تنقید کرتے ہو کہ مولوی ایسا کر رہے ہیں، مولوی ایسا کر رہے ہیں، نہ بھائی! نہ! ایسا نہ کرو! تمہیں معلوم ہے کہ یہ علمائے کرام میرے نبی کے وارث ہیں، کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **"العلماء ورثة الأنبياء!"** (علماء، انبیاء کے وارث ہیں)۔

اس اُمت کا ظرف:

تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جنگِ جمل میں ایک طرف امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور دوسری طرف ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں، دونوں کو "رضی اللہ عنہم" کہتے ہیں یا نہیں؟ ان کی تلواریں آپس میں چل رہی ہیں، اور ہم "رضی اللہ عنہم" کہہ رہے ہیں۔ اس اُمت کو تو اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا ظرف عطا فرمایا ہے، تم مولویوں کے معمولی سے اختلافات سے گھبراتے ہو؟ نہ بھائی! نہ!

علماء مقصد پر متحد ہیں:

الحمدللہ ثم الحمدللہ! میں پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ علمائے کرام کے درمیان کتنے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں، مگر الحمدللہ! مقصد پر وہ متحد و متفق ہیں، باقی جس طرح میرے جیسے کمزور آدمی کو بیماریاں لگتی رہتی ہیں، اسی طرح علمائے کرام کے طبقے میں بھی کمزوریاں آگئی ہیں، ہمارے ان دوستوں کو، جن کو "علمائے کرام" کہتے ہیں، کچھ کچھ امراض لاحق ہوجاتے ہیں، کوئی حرج نہیں، سب کا احترام کرو۔

علماء کے خلاف زبان نہ کھولو:

خبردار! علمائے اُمت کے خلاف کوئی لفظ تمہاری زبان سے نہیں نکلنا چاہئے، تم ان کو نہ دیکھو! ان کی نسبت کو دیکھو! ان کا احترام دین کا احترام ہے، ان کا احترام دراصل نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی نسبت کا احترام ہے، اور جس شخص کو یہ احترام نصیب ہوگیا وہ بڑا خوش قسمت ہے، اگر کبھی تمہارے دل کا چور تمہیں ستائے اور علمائے کرام کی غیبت پر آمادہ کرے تو اُسے کہو:

دامن کو ذرا دیکھ! ذرا بندِ قبا دیکھ!

اپنے دامن پر ذرا نگاہ ڈال لیا کرو، اور سوچا کرو کہ میرے اندر کتنے عیوب ہیں؟ یعنی ذرا اپنا محاسبہ کرلیا کرو۔

اکابرؒ فرماتے ہیں: مبارک ہے وہ آدمی جسے اپنے عیوب پر نظر کرنے، نے دوسرے کے عیوب سے اندھا کردیا ہو، اس لئے کہ میرے پاس اپنے عیوب اتنے ہیں کہ میں کسی کی کیا برائی کروں؟

قادیانی کلمہ طیبہ سے کیا مراد لیتے ہیں؟

میرے بھائی، میرے عزیز، میرے محبوب لیڈر مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے طارق محمود صاحب نے ہمارے امیر حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ۔۔۔سب کہو: رحمۃ اللہ علیہ، اللہ ان تمام بزرگوں کی قبروں کو نور سے بھردے۔۔۔ کے جسٹس منیر کی عدالت کے ایک قصے کا ذکر کیا تھا، میں بھی ان کا ایک واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

قادیانی کہتے ہیں اور کچھ ہمارے پڑھے لکھے بھائی اور کچھ اَن پڑھ بھائی بھی کہتے ہیں، کچھ زیادہ عقل والے اور کچھ کم عقل والے بھی کہتے ہیں کہ قادیانی ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہی تو پڑھتے ہیں، یہ کون سی بری بات ہے؟ کیا نعوذ باللہ کلمہ پڑھنا برا ہے؟ آخر تم لوگ ان کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو؟

پہلا جواب:

اس کا ایک جواب تو سورۂ منافقون کی ابتدائی آیات میں قرآن کریم نے دیا تھا، جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

”اِذَا جَآئَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ، وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ۔“ (المنافقون:۱)

ترجمہ:۔۔۔”(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) جب آتے ہیں آپؐ کے پاس منافق لوگ تو پکی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ واقعی اور قطعی طور پر آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ واقعی آپؐ اللہ کے رسول ہیں (بات صحیح کہتے ہیں)، لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔“

یعنی بات سچی کہتے ہیں، لیکن کمال کی بات یہ ہے کہ دنیا کی سب سے زیادہ سچی بات کہہ کر دنیا کے سب سے بڑے جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ جھوٹے ہیں، بھائی! جھوٹ میں نے بھی کبھی اپنی زندگی میں بولا ہوگا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کبھی گواہی نہیں دی کہ محمد یوسف جھوٹا ہے، اور جھوٹ تو کبھی آپ کے منہ سے بھی نکل ہی گیا ہوگا، اور نکل بھی جاتا ہے، کیونکہ کبھی منہ سے آخر غلط بات نکل جاتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ: فلاں آدمی جھوٹا ہے، لیکن جب دنیا کا سب سے سچا قول اور سچی حقیقت جس سے زیادہ سچی دنیا میں کوئی حقیقت نہیں ہے، یعنی کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ منافقوں کے منہ سے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ جوش کے ساتھ فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ قطعی طور پر جھوٹے ہیں! بات سچ کہتے ہیں لیکن صدقِ دل سے نہیں کہتے، اس لئے جھوٹے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ یہ بات کیوں کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: یہ اپنا کفر چھپانے کے لئے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رہے ہیں، ایک جواب تو اللہ تعالیٰ نے دے دیا کہ جیسے منافقین کا قسمیں کھا کھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار غلط ہے، ایسے ہی قادیانیوں کا کلمہ پڑھنا بھی غلط ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے فریب و فراڈ کو آشکارا کرنے کے لئے سورۂ منافقین نازل فرمائی، مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ قادیانیوں کا فریب و فراڈ آشکارا

کرنے کے لئے ان کا تعاقب کریں اور ان کو کلمہ کا جھوٹا سہارا نہ لینے دیں، کیونکہ قادیانی قطعی طور پر کافر ہونے اور غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ ماننے کے باوجود جب تمہارے سامنے آتے ہیں تو کبھی کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' دیواروں پر لگاتے ہیں، کبھی سینوں پر لگاتے ہیں، کبھی کاروں پر لگاتے ہیں، کبھی گاڑیوں پر لگاتے ہیں، تو جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اور مسلمان ہمیں کلمے سے روکتے ہیں، ہم یہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ ہم کسی کو کلمے سے نہیں روکتے، بلکہ قادیانیوں کے سب سے بڑے فراڈ اور سب سے بڑے جھوٹ کو واضح کرنے کے لئے ان کو اس سے روکتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کے بارے میں قاضی صاحبؒ کا جواب:

ایک اور جواب جو ہمارے قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے دیا تھا، وہ بھی سماعت فرماویں، ہوا یہ کہ سیالکوٹ کی ایک تحصیل میں کلمہ طیبہ کا مقدمہ تھا، جج قادیانیوں کی حمایت میں قاضی صاحبؒ سے بحث کرنے لگا۔

دیکھو! کھلے عام عدالتوں میں ان مسائل پر بحث ہوئی، خود ججوں نے اپنے اشکالات پیش کئے، گویا قادیانیوں کی وکالت کا سا انداز اپنایا، اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا، لیکن اس کے باوجود بھی قادیانی کہتے ہیں کہ ہمیں انصاف نہیں ملتا۔ یعنی ان کا خیال ہے کہ لوگ جھوٹ کو سچ کیوں نہیں کہتے؟ ہاں! اگر جھوٹ کو سچ کہہ دیں تو پھر قادیانیوں کو انصاف مل جائے، لیکن بہرحال ہماری عدالتوں کو یہ کہنا پڑا کہ جھوٹ، جھوٹ ہے، اور سچ، سچ ہے۔

تو قاضی صاحبؒ نے سمجھایا کہ جج صاحب یہ اسلام کا شعار ہے، کسی قوم کا شعار اپنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بہت سارے دلائل دیئے، لیکن جج صاحب کی سمجھ میں نہیں آیا، جج کہنے لگا: قاضی صاحب! یہ متبرک کلمہ ہے، کوئی اگر اس کلمہ کو پڑھتا ہے تو آپ کیوں چڑتے ہیں؟ حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنے ترکش کا آخری تیر پھینکتے ہوئے کہا: جج صاحب! گستاخی کی معافی چاہتے ہوئے گزارش کروں گا کہ اگر میں آپ کی عدالت کے سامنے ایک کمرہ بنا کر اور اس پر آپ کے عہدے ''سیشن جج'' کی تختی لگا کر بیٹھ کے عدالت

کرنے لگوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟ جج نے جواب دیا: کیوں نہیں ہوگا! قاضی صاحب نے کہا: کیوں؟ جج کہنے لگا: اس لئے کہ یہ عہدے اور القاب یعنی سیشن کورٹ، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ، سیشن جج، جسٹس وغیرہ یہ خاص عدالتوں اور ایک معیار کے حامل افراد کے لئے مخصوص ہیں، دوسرا کوئی استعمال نہیں کرسکتا! قاضی صاحبؒ کہنے لگے: جج صاحب! بحمداللہ مسئلہ آپ نے خود ہی حل کردیا ہے، اس لئے کہ اگر سیشن جج آپ کا لقب ہے اور اس کو کوئی دوسرا استعمال نہیں کرسکتا تو ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے، اگر آپ کے لقب اور عہدہ کا استعمال توہینِ عدالت ہے اور عدالت کے تقدس کے خلاف ہے، تو کسی کافر کے سینہ پر ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لگنا اسلام کی توہین ہے اور اسلام کے تقدس کے خلاف ہے۔ جج صاحب کی سمجھ میں بات آگئی اور کہنے لگے: آپ نے گھنٹہ بھر تقریر کی لیکن بات سمجھ میں نہیں آئی، لیکن اس مثال سے بات بالکل واضح ہوکر سامنے آگئی۔

دُوسرا جواب:

دنیا کا نظام درہم برہم ہوجائے اگر کسی ایک کا شعار دوسرے کو استعمال کرنے کی اجازت دے دی جائے اور تو اور اس معمولی ڈاکیہ کا بھی ایک مخصوص شعار، وردی اور لباس ہے، اس کو بھی دوسرا کوئی نہیں پہن سکتا، اگر پہنے گا تو فراڈیہ کہلائے گا۔

ایک اور بات کہوں وہ یہ کہ ڈاکیہ سرکاری ملازم ہے، سرکاری ملازم جب وردی میں ہو تو اس کی توہین سرکار کی توہین سمجھی جاتی ہے، اگر کسی نے ڈاکیہ کی توہین کی تو یہ اس کی توہین نہیں ہے بلکہ اس کی وردی کی توہین ہے، پرانے زمانہ میں تو اس بیچارے کی تنخواہ بھی ساٹھ روپے ہوا کرتی تھی، تو اگر ایک ساٹھ روپے تنخواہ کے ملازم کی توہین، حکومت اور سرکار کی توہین کہلاتی ہے تو کسی کافر کے کلمۂ اسلام لگانے سے اسلام کی توہین نہیں ہوگی؟ اسی طرح ایک سپاہی کی بھی۔۔۔ خواہ سپاہی پولیس کا ہو یا مسلح افواج کا۔۔۔ ایک خاص وردی ہوتی ہے، اور ان کے مختلف رینک ہوتے ہیں، پھر ہر رینک کے الگ الگ نشانات ہوتے ہیں، اگر فوج کے کسی معمولی افسر کی یا بڑے افسر کی وردی دوسرا کوئی پہن لے تو فراڈ کے جرم میں پکڑا جائے

گا کہ نہیں؟ اور وردی کی حالت میں سرکاری افسر کی توہین، سرکار کی توہین اور بغاوت کہلائے گی کہ نہیں؟

کلمہ طیبہ اسلام کا شعار!

میرے بھائیو! سمجھ لو، لکھے پڑھے بھی سمجھ لیں، اَن پڑھ بھی سمجھ لیں، کہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' اسلام کا شعار اور اسلام کا بورڈ ہے، اسلام کا لباس ہے، جو شخص غیرمسلم ہوتے ہوئے اس نام کو استعمال کرے گا، یہ سرکار کی توہین ہے اور اس کو قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بلکہ اس پر چارسوبیس کا مقدمہ بنے گا۔

پھر یہ کلمہ تو میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا پڑھا جاتا ہے، کیونکہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد وہ ذاتِ پاک ہے جن کے جوتے کی نوک سے انسانیت کو ہدایت نصیب ہوئی، (اللہ تعالیٰ کی کروڑوں، کروڑوں رحمتیں اور صلوٰۃ وسلام ان پر ہوں)، لیکن چودہویں صدی کے سب سے بڑے فراڈی، سب سے بڑے جھوٹے اور مسیلمہ کذاب کے بھائی غلام احمد قادیانی نے کہا:

> ''محمد رسول اللہ والذین معه۔۔۔۔ الخ۔ اس وحی میں مجھے محمد رسول اللہ کہا گیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص:۳)

قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر ہم سے بہت ناراض ہے اور کہتا ہے کہ مجلس تحفظِ ختم نبوّت والے اور ان کے ہم نوا مولوی ہمیں کہیں بھی ٹکنے نہیں دیتے، میں نے سنا ہے کہ اس کی تقریر کا ایک تہائی حصہ مولویوں کو گالیاں دینے پر صرف ہوتا ہے، مثلاً: اگر ایک گھنٹہ کی تقریر ہو تو اس میں بیس منٹ تک صرف مولویوں کو گالیاں سناتا ہے۔

مرزائیوں کی صحیح خدمت یہ تھی۔۔۔!

مرزا طاہر! تم ہم سے ناراض ہوتے ہو، حالانکہ ہم پر ناراض تو نبی آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونا چاہئے تھا کہ ہم ان کے نالائق اُمتیوں کے ہوتے

ہوئے بھی غلام احمد جیسا دجال اپنے آپ کو ''محمد رسول اللہ'' کہلواتا ہے اور ہم اس کی زبان گدی سے پکڑ کر نہیں کھینچ لیتے! مرزا طاہر! تیری، تیرے باپ کی اور تیرے دادا کی صحیح خدمت یہ تھی کہ وہ زبان کاٹ دی جاتی، جس سے ''محمد رسول اللہ'' کا لفظ غلام احمد کے لئے نکلا تھا، تم ہمیں کہتے ہو کہ ہم تم پر زیادتی کرتے ہیں، اس موضوع پر میرے دو مستقل رسالے ہیں، ایک ''کلمہ طیبہ کی توہین'' کے نام سے اور دوسرا ''قادیانیوں کو دعوتِ اسلام'' کے نام سے ہے۔

تیسرا جواب:

ہر تاجر کا ایک صنعتی ''مارکہ'' ہوتا ہے، اس کو استعمال نہیں کیا جاسکتا، اگر کوئی دوسرا اس کو استعمال کرے گا تو عدالت میں اس کو چیلنج کیا جائے گا، جب فوجی وردی کو، پولیس کی وردی کو اور ہر صنعتی ''مارکہ'' و مونوگرام کو تحفظ حاصل ہے، تو آخر کیا بات ہے کہ اُمتِ مسلمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی حفاظت نہیں کرسکتی؟ سنو! مسلمان ہر بات برداشت کرسکتا ہے، لیکن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین برداشت نہیں کرسکتا۔

جب توہین کی بات آگئی تو سرِ راہ ایک اور بات بھی سن لو، وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، سبحان اللہ! ساتوں آسمان نیچے رہ گئے اور آپؐ اُوپر تشریف لے گئے، چلتے چلتے وہاں تک پہنچے کہ فرشتوں، قدوسیوں اور آسمان والوں کے امام حضرت جبریل علیہ السلام نے کہہ دیا کہ: یا رسول اللہ! اب آگے آپ خود ہی تشریف لے جایئے! میری طرف سے معذرت! چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اس کو نظم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام
کہ در دوستی مخلصم یافتی
عنان رفاقت چرا تافتی

گر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ترجمہ:۔۔۔ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: اے وحی کے لانے والے فرشتے! ذرا اُوپر چلو، جب تم نے دوستی میں مجھ کو مخلص پایا ہے تو اب رفاقت کو کیوں چھوڑ رہے ہو؟ چلو نا آگے چلو، انہوں نے کہا: آقا! اگر ایک بال برابر اُوپر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کی تجلی میرے پَروں کو جلادے گی۔‘‘

یعنی پھر جبریل، جبریل نہیں رہے گا، بھسم ہوجائے گا۔ یہ تو آپؐ ہی کا حوصلہ ہے کہ آگے چل سکتے ہیں، جبریل کا کام یہاں ختم ہوگیا، نورانیوں کی پرواز ختم، اور میرے آقا سیّد البشر صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے جارہے ہیں۔

معراج کے متعلق قادیانی گستاخی:

مجھے گستاخی کا لفظ نہیں بولنا چاہئے تھا، لیکن میں ’’نقلِ کفر، کفر نباشد!‘‘ کے طور پر نقل کرتا ہوں کہ دجال ولعینِ قادیان غلام احمد کہتا ہے: ’’معراج پر جانے والا ہگنے موتنے والا وجود نہیں تھا۔‘‘ ۔۔۔ استغفراللہ ثم استغفراللہ۔۔۔ کتا بھونکتا ہے، بھلا اس سے کوئی پوچھے کہ کیا تیری ماں نے کبھی نہیں ہگا موتا تھا؟ کیا تو نے کبھی اپنے ماں کے بارہ میں بھی ایسی بدترین زبان استعمال کی تھی؟ کیا کبھی کسی شریف انسان نے اپنے باپ کے لئے ہگنے موتنے کا لفظ کہا ہے؟ تجھے شرم نہ آئی! اگر تجھے کفر کا اظہار ہی کرنا تھا تو اس گستاخانہ لہجے میں کرنا تھا؟ معراج پر جانے والا۔۔۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔۔۔ ہگنے موتنے والا وجود نہیں تھا، استغفراللہ، نقلِ کفر، کفر نباشد!

ہماری نئی نسل اور ختمِ نبوّت کا معنی:

ہمارے ڈاکٹر سلمان صاحب نے ختمِ نبوّت کے معنی بیان کئے ہیں، اچھا کیا۔ ہمارے باوا صاحب ایک دن مجھے کہنے لگے کہ: ختمِ نبوّت پر ایک رسالہ لکھو! میں

نے کہا: اس کا کیا کروگے؟ کہنے لگے کہ: نئی نسل نہیں جانتی کہ ختمِ نبوّت کیا چیز ہے؟ اللہ اکبر! میرے بھائیو! کیا واقعی ہمارے بچے اب یہ بھی نہیں جانتے کہ ختمِ نبوّت کیا چیز ہے؟ میرے بھائیو! ختمِ نبوّت کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپؐ کے آنے سے نبوّت پر مہر لگ گئی ہے، اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، خَاتَمُ النَّبِیّٖن زبر کے ساتھ ہو یا خَاتِمُ النَّبِیّٖن زیر کے ساتھ ہو، دونوں کے ایک ہی معنی ہیں، آخری نبی یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں اور علمِ الٰہی میں نبیوں کی ایک فہرست بنائی گئی تھی، ان میں اوّل نمبر پر تھے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نمبر پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ ونور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ہے ''خاتم النبیین''، جس کا میں نے حضرت اقدس مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ترجمہ کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان اور عجیب اتفاق ہے کہ جس دن وہ اصل فارسی رسالہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر آیا تو اس دن حضرت شاہ صاحب سفرِ آخرت پر روانہ ہوئے، اور جس دن اس کا اُردو ترجمہ طبع ہوکر منصۂ شہود پر آیا تو میرے شیخ حضرت بنوری نور اللہ مرقدہٗ دارِ بقا کے لئے ہم سے رُخصت ہوئے۔

تو امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب قدس سرہٗ اپنے اس رسالہ میں ''خاتم النبیین'' کا معنی سمجھاتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

ایک عجیب مثال:

> ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو۔۔۔۔۔صدرِ جلسہ کی حیثیت سے لایا گیا ہے کہ ساری تمہید پہلے ہوا کرتی ہے، اور صدرِ جلسہ کی آمد کے بعد جلسہ کا اختتام ہوجاتا ہے، اور مقصد ختم ہوجانے کے بعد سوائے کوچ کا نقارہ بجانے کے اور کوئی کام باقی نہیں رہ جاتا، ورنہ لازم آئے گا کہ مقصد ابھی تک پورا نہیں ہوا۔''
>
> (ترجمہ خاتم النبیین ص:۱۷۰)

گویا یہ دنیا ایک جلسہ تھا، اللہ تعالیٰ نے ایک جلسہ بلایا تھا، اور باری باری مقرر آتے رہے، اپنی تقریریں کرتے رہے، آخر میں صدرِ جلسہ تشریف لائے اور انہوں نے خطبہ صدارت پڑھا اور جلسہ ختم ہوگیا۔ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات کی پوری بارات کے دولہا تھے، اس کائنات کے جلسے کے صدر تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، خطبہ صدارت ارشاد فرما کر تشریف لے گئے، اس کے بعد کسی اور مقرر نے نہیں آنا بلکہ اب قیامت ہی نے آنا ہے، اب صرف اکھاڑ پچھاڑ کی دیر ہے۔

ایک شبہ:

تم اعتراض کروگے کہ ہم تو ابھی تک زندہ ہیں اور کائنات کے جلسہ میں لوگ مزید آرہے ہیں، یعنی انسان پیدا ہو رہے ہیں تو جلسہ کیونکر ختم ہوا؟

جواب:

نہیں بھائی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف بری سے ہی لوگ چلنا شروع ہوگئے، آخر اتنا بڑا جلسہ ہے، اس کو اُکھاڑنے پچھاڑنے میں بھی تو کچھ دیر لگے گی؟

حضرت نانوتویؒ کے متعلق حضرت گولڑویؒ کا ارشاد:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کسی فردِ بشر کے سر پر تاجِ نبوّت نہیں رکھا جائے گا، اور یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ ہمارے شیخ المشائخ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانیٔ دار العلوم دیوبند۔۔۔سب کہو رحمۃ اللہ علیہ، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔۔۔

مجھے حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے نام پر ایک بات یاد آگئی، ہمارے مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے بانی ارکان میں سے تھے اور جماعت کے رُوحِ رواں اور آخر میں امیر تھے، ایک عرصہ تک جماعت کے ناظم رہے، انہوں نے سنایا تھا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف والے۔۔۔سب کہو: رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔کی خدمت میں

کسی نے عرض کیا: مولوی قاسم کے بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرتؒ نے ارشاد فرمایا: شاید تم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بارے میں پوچھتے ہو؟ کہنے والے نے کہا تھا: ''مولوی قاسم کے بارے میں کیا رائے ہے؟'' جس پر حضرتؒ نے مندرجہ بالا القاب کے ساتھ اِستفسار فرمایا، اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: ''وہ حضرتِ حق کی صفتِ علم کا مظہرِ اَتمّ تھے!'' یعنی اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کا اس دُنیا میں کامل نمونہ تھے۔ آج کون ہے مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرنے والا؟ میں حلفاً کہتا ہوں کہ آج کے دور کے علمائے کرام میں سے کوئی بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اُردو کتاب کی دوسطروں کا ترجمہ نہیں کرسکتا۔

''آبِ حیات'' کے مطالعہ کا شوق اور۔۔۔:

مجھے بھی ایک دفعہ شوق چرایا تھا، جوانی کا عالم تھا، دماغ خوب کام کرتا تھا، طبیعت تیز تھی، میں نے سوچا کہ یہ کتاب ''آبِ حیات'' کیوں سمجھ میں نہیں آتی؟ ہم نے ''قاضی مبارک'' حل کیا، ہم نے ''حمداللہ'' حل کیا، ''اقلیدس'' حل کیا، ''شرح چغمینی'' حل کی، کون سی کتاب ہے جو ہمارے سامنے اٹک جائے اور جس میں ہم نے اوّل نمبر نہ لیا ہو؟ الحمدللہ! یہ میرے تعلیمی زمانہ کا ریکارڈ رہا ہے۔ آپؒ کی اُردو کی کتاب ہے ''آبِ حیات''، جس کا موضوع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ناسوتی دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی زندہ ہیں، سب کہو: زندہ ہیں! کہو: زندہ ہیں! علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ آپؐ زندہ ہیں! میں نے سوچا کہ ''آبِ حیات'' ایک اُردو کی کتاب ہے، کیوں نہیں سمجھوں گا؟ میں نے کتاب خریدی اور پڑھنا شروع کیا۔

شروع میں حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں: میں حج کو گیا دو قبلوں کی زیارت ہوئی، ایک قبلے کو تو آپ بھی جانتے ہیں یعنی بیت اللہ شریف، دوسرے قبلہ سے مراد ہیں پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نوّر اللہ مرقدہٗ، جو ہمارے شیخ الطائفہ، ہمارے پیرانِ پیر اور جن کے ہم سب غلام ہیں، اس لئے کہ ہمارا سلسلۂ طریقت ان ہی تک پہنچتا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کا کمال:

حضرت حاجی صاحبؒ نے کمال کیا، کوئی قادری تھا، کوئی چشتی تھا، کوئی سہروردی تھا اور کوئی نقشبندی تھا، مگر حضرتؒ نے ان چاروں سلسلوں کو جمع کردیا تاکہ جھگڑا ہی ختم ہوجائے۔ الحمدللہ! ہمارے سلسلے میں چاروں سلسلے جمع ہوگئے، چاروں قطب ہماری آنکھوں کا نور ہیں، اور تمام سلسلوں کے اقطاب کا ہم احترام کرتے ہیں۔

پھر حضرت نانوتویؒ نے نصف صفحے پر اپنے شیخ ومرشد کے القاب تحریر فرمائے ہیں، اور پھر فرمایا کہ: جب میرے پیر ومرشد نے میری اس تحریر کو دیکھ کر تصدیق کردی تو مجھے اطمینان ہوگیا۔

بڑوں کی تصدیق کے بغیر اپنی بات قابلِ اعتماد نہیں:

ایک بات خوب ذہن نشین کرلو اور اس کو ہمیشہ یاد رکھو کہ جو بات تمہارے منہ سے نکلے، جب تک بڑوں کی طرف سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے، تمہاری بات لائقِ اعتماد نہیں، اس لئے خاص طور پر نوجوان علمائے کرام میری بات سن لیں کہ جو بات تمہارے منہ سے نکلے، جب تک اس کے لئے اپنے بڑوں سے سند نہ لاؤ، اس وقت تک تمہاری وہ بات قابلِ اعتماد نہیں، بلکہ مسترد کردینے کے قابل ہے۔ علم وہی باعثِ برکت ہے جو اکابرؒ سے چلا آتا ہے، رنگ بھر دینا دوسری بات ہے، شیشہ وہی ہے، نقش ونگار سے مزین کردینا دوسری بات ہے، لیکن نئی نئی بدعتیں ایجاد کرنا اور نئی نئی باتیں اختراع کرنا، یہ قابلِ قبول نہیں۔ حدیثِ نبویؐ "من أحدث فی أمرنا ھٰذا ما لیس منه فھو رد" کے مصداق وہ مردود ہے۔

ایک فقرہ نہیں سمجھ سکا:

اس کے بعد حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں: اب ان باتوں کو چھوڑیئے، کام کی بات کیجئے! پھر اس کے بعد کتاب کے موضوع پر بات شروع فرمائی، واللہ العظیم! مسجد میں بیٹھا ہوں، باوضو ہوں، اس کے بعد حضرتؒ نے جو فقرہ تحریر فرمایا، میری عقل میں نہیں آیا،

چکرا گیا، اس سے آگے پڑھ ہی نہیں سکا، ہر چند سوچا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ آگے دیکھا، پیچھے دیکھا، سوچتا رہا، جب عقل اور کھوپڑی شریف میں نہیں آیا تو کتاب بند کردی اور سمجھ لیا کہ ہم جاہل ہیں، عالم کہلانے کے یہ لوگ مستحق ہیں جن کی اُردو کا ایک فقرہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

شیخ الہندؒ نے ''آبِ حیات'' اپنے شیخ سے حرفاً حرفاً پڑھی:

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے مشائخ کے شیخ ہیں اور حضرت نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ کے بلاواسطہ شاگرد ہیں، فرماتے تھے کہ: دوتین بار یہ کتاب حضرت الاستاذ سے حرفاً حرفاً پڑھی، اب اس کے بعد کچھ کچھ سمجھ آنے لگی۔ آج تم مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارتوں پر اعتراض کرتے ہو؟ تمہیں معلوم نہیں وہ کون تھے؟ اس وقت میرا یہ موضوع نہیں ہے، ورنہ میں بتاتا کہ وہ کون تھے؟ عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت نانوتوی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' ص:۷ پر ختمِ نبوّت کی وہ عقلی دلیل بیان کی ہے جس کو میں نے اپنی کتاب میں نقل کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن سچ پوچھو تو نقل مطابق اصل نہ ہوسکی، ایسی قطعی دلیل بیان کی ہے کہ کوئی صاحبِ عقل اس کو توڑ نہیں سکتا۔

مسئلۂ ختمِ نبوّت کا ثبوت:

خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ ختمِ نبوّت قرآن مجید کی ایک سو سے زیادہ آیاتِ کریمہ اور دوسو سے زیادہ احادیثِ طیبہ سے ثابت ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ اوّل سے لے کر آج تک تمام اُمتِ مسلمہ اس پر متفق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یاد رکھو! جو شخص کہتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی بن سکتا ہے یا بنا ہے یا بنے گا، یا کوئی ہے یا کوئی ہوگا یا ہوا تھا، اس کے جھوٹے اور بے ایمان ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ہمارے حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی کتاب ''ختمِ نبوّت کامل'' میں کتب

سابقہ کے حوالے بھی جمع فرما دیئے ہیں کہ ان سابقہ کتب میں بھی لکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور میں نے بتایا کہ عقلِ سلیم کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ایک طرف اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا نبیؐ، اُمتِ مسلمہ، کتبِ سابقہ اور عقلِ سلیم کا فیصلہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کسی کے سر پر تاجِ نبوّت نہیں رکھا جائے گا، مگر دوسری طرف قادیانی کہتے ہیں کہ نبوّت جاری ہے ۔۔۔نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!۔۔۔ کیوں بھائی! ختمِ نبوّت کا مسئلہ سمجھ میں آگیا کہ نہیں؟

تحفظِ ختمِ نبوّت کے لئے صدیقِ اکبرؓ کی پیروی کی ضرورت:

میرے استاذِ محترم تھے حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن سے میں نے ترمذی شریف پڑھی تھی، ان کا ماہنامہ ''الصدیق'' کے نام سے ملتان سے ایک پرچہ نکلتا تھا، اس کی لوح پر ایک شعر لکھا ہوتا تھا:

تیز بُرّاں بہر زندیق باش
اے مسلمان پیروِ صدیق باش

ہر زندیق کے لئے کاٹنے والی تلوار بن جاؤ، اے مسلمانو! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیرو بن جاؤ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے ساتھ مناظرے نہیں کئے تھے، مسیلمہ کذاب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اس قسم کی کوئی بات اس نے کی تھی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جا! میں تجھ سے بات نہیں کروں گا، میرا نمائندہ تجھ سے بات کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا، لیکن چونکہ اس وقت نبوّت کا سورج چڑھا ہوا تھا، اس لئے تاریکی پھیلنے کا کوئی امکان نہیں تھا، اِدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، اُدھر یہ برساتی کیڑے مکوڑے نکلنے شروع ہوئے، یعنی مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور ایک سجاح نامی عورت تھی وہ بھی نبوّت کی مدعیہ تھی، اسی سجاح نے بعد میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ عقد

کرلیا تھا، کسی نے پوچھا کہ: مسیلمہ نے تجھے کیا مہر دیا؟ کہنے لگی: دو نمازیں معاف کردیں! گویا یہ اس کا مہر تھا۔ تو مسیلمہ کذاب کے ساتھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مناظرہ نہیں کیا، بلکہ سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں لشکر بھیجا، شدت کی جنگ ہوئی، بارہ سو صحابہؓ جن میں سات سو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو حافظِ قرآن تھے، جن میں سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ بھی تھے، سب شہید ہوگئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی زید بن خطابؓ بھی شہید ہوئے، دوسری طرف مسیلمہ کذاب کے بیس ہزار ساتھی بھی مسیلمہ کذاب کے ساتھ حدیقۃ الموت میں واصلِ جہنم ہوئے، حدیقۃ الموت کا معنی ہے ''موت کا باغ''، جس جگہ مسیلمہ کذاب اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہوا تھا بعد میں اس کا نام ''حدیقۃ الموت'' رکھا گیا۔

ہر مسلمان کا فرض!

میرے بھائیو! ختمِ نبوّت کا سب سے پہلا منکر مسیلمہ کذاب تھا، اور مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کرنے والے سب سے پہلے اُمتی خلیفۂ اوّل حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، اور ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لئے انہوں نے بارہ سو صحابہ کرامؓ شہید کرائے، جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ تھے اور ان میں کے ایک ایک کا وجود پوری دنیا پر بھاری تھا، گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ختمِ نبوّت کی حفاظت نوکِ تلوار سے کی۔ اس لئے آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی کہلوانے والے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ کم سے کم جھوٹے نبی کا مقابلہ زبان سے تو کرے، میں تمہیں ایک فارمولا دینا چاہتا ہوں، لیکن تم پہلے یہ بتاؤ کہ اس پر عمل کروگے؟ (جی ہاں! اِن شاء اللہ ضرور کریں گے!)۔

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت والے سال میں ایک مرتبہ برمنگھم میں کانفرنس کرلیتے ہیں، تم نے بھی ختمِ نبوّت زندہ باد کے نعرے لگادیئے، اور سمجھ لیا کہ ختمِ نبوّت کا کام ہوگیا، بھائی! ہمارے اس طرزِ عمل پر شاید قادیانی بھی ہنستے ہوں گے کہ ختمِ نبوّت کا ایک نعرہ لگا کر

چلے جاتے ہیں اور پھر سال بھر خاموشی رہتی ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایک سال کے بعد پھر یہ اکابر علمائے اُمت تشریف لائیں گے اور آپ کو متوجہ کریں گے اور آپ پھر ایک نعرہ لگادیں گے، کیا ایسا نہیں ہے؟ میں کہتا ہوں اب ایسا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ پورے برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے دفاتر کھولے جائیں، اور ان پر ختمِ نبوّت کے بورڈ لگنے چاہئیں تاکہ قادیانیوں کو بخار چڑھے، اس سال کا ہدف پورے برطانیہ میں پچاس دفاتر کا قیام ہے، کیا اس کے لئے کوشش کروگے؟ کیا یہ دفاتر قائم کروگے؟ آئندہ سال ۔۔۔اللہ تعالیٰ زندگی عطا فرمائے۔۔۔ جب میں کانفرنس میں آؤں تو عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے پچاس دفتر ہونے چاہئیں، جن پر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت حلقہ فلاں کا بورڈ ہونا چاہئے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی جلد:۱۳، شمارہ:۱۵ ۴ تا ۱۰ رفروری ۱۹۹۵ء)

منکرینِ ختمِ نبوّت سے بغض اِیمان کا حصہ ہے

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى!

انسان میں پسند و ناپسند کا جذبہ:

انسان میں اللہ تعالیٰ نے دو جذبے رکھے ہیں، ایک پسند کا، اور ایک نفرت و ناپسندیدگی کا۔ پسند کے جذبہ کے ذریعہ اُسے جو چیز پسند آئے وہ اس کی چاہت کرتا ہے، آپ میں سے بھی ہر ایک آدمی اپنی پسندیدہ چیز کی چاہت رکھتا ہوگا۔ اور اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے انسان میں ایک جذبہ ایسا پیدا فرمایا ہے کہ جس چیز سے اسے نفرت ہو، وہ اس سے بھاگتا ہے، اور اس سے ایک درجہ کی عداوت رکھتا ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، جس انسان میں یہ دو جذبے نہ ہوں، آپ اس کے بارے میں بے تکلف کہہ سکتے ہیں کہ وہ حقیقت میں انسان ہی نہیں ہے۔

پسندیدہ سے محبت اور ناپسندیدہ سے نفرت:

اسی کے ساتھ یہ بھی کہ جس درجے کی جو چیز ناپسندیدہ ہو، آدمی کو اس سے اتنی ہی نفرت ہوتی ہے، ہماری شریعت کی زبان میں اسی جذبہ کا نام ہے:

"الحب فی اللہ و البغض فی اللہ"

ترجمہ:۔۔۔"اللہ کی خاطر کسی سے محبت رکھنا، اور اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھنا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی:

”أحب الأعمال الی اللہ، الحب فی اللہ و البغض فی اللہ۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل، اللہ کی خاطر کسی سے محبت رکھنا اور اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھنا ہے۔

اللہ کے لئے محبت کرنے والوں کا اعزاز:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک منادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا دے گا اور اعلان کرے گا: ”أین المتحابّون فیّ؟“ یعنی وہ لوگ کہاں ہیں؟ کھڑے ہوجائیں وہ لوگ جو صرف میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اعلان سن کر کچھ لوگ کھڑے ہوجائیں گے ان کے بارے میں حکم ہوگا کہ جنت میں چلے جاؤ، اس کے بعد باقیوں کا حساب وکتاب ہوگا۔

کسی سے اللہ کی خاطر محبت رکھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”أحب الأعمال“ فرماتے ہیں، یعنی سب سے محبوب ترین عمل، اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا عمل نہیں۔

دُشمنانِ خدا سے بغض کی تلقین:

اور اسی کا دوسرا پہلو ہوگا اللہ کی خاطر کسی سے بغض رکھنا، چنانچہ فرمایا:

”قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیٓ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ، اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ۔۔۔۔۔“

(الممتحنۃ:۴)

ترجمہ:۔۔۔”تم کو چال چلنی چاہئے اچھی ابراہیم کی، اور جو اس کے ساتھ تھے، جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو: ہم الگ ہیں تم

سے اور ان سے کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا، ہم منکر ہوئے تم سے اور کھل پڑی ہم میں تم میں دُشمنی اور بیر ہمیشہ کو، یہاں تک کہ تم یقین (ایمان) لاؤ اللہ اکیلے پر۔'' (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے لئے بہت اچھا نمونہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات میں اور ان کے ساتھ ایمان والوں میں کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم بری ہیں تم سے اور ان چیزوں سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا، ہم تمہارے ساتھ کفر کرتے ہیں، یعنی انکار کرتے ہیں، اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان دُشمنی اور بغض کا مظاہرہ ہوگا، اور یہ دُشمنی جب تک رہے گی؟ جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہیں لاؤ گے۔۔۔!

کسی کو بُرا نہ کہنے کا نظریہ غلط ہے!

تو یہ نظریہ کہ کسی کو بُرا نہ کہو، نہایت غلط ہے، اور یہ حقیقت میں سچ اور جھوٹ، حق اور باطل، اسلام اور کفر اِن کی لکیروں کو مٹادینے کا نام ہے کہ کفر و اسلام میں امتیاز تک نہ رہے، گویا نہ اسلام، اسلام رہے، نہ کفر، کفر رہے، نہ حق، حق رہے، اور نہ باطل، باطل رہے۔

ذاتِ نبوی سے محبت و عداوت ہمارے تعلق کی بنیاد:

جس شخص کو جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہوگا، ہماری اس کے ساتھ اتنی ہی محبت ہوگی، اور جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنا دُشمنی ہوگی یا اس کے دِل میں آپ کی جتنا مخالفت ہوگی، ہمیں بھی اس کے ساتھ اتنی ہی دُشمنی ہوگی، یہ ہے صحیح بات۔

صحابہ کرامؓ سے محبت و تعلق بھی ذاتِ نبوی کی وجہ سے:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہمارا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی نہ ہوتی تو نہ ہم ابوبکرؓ کو جانتے، نہ عمرؓ

کو جانتے، نہ عثمانؓ کو جانتے، نہ علیؓ کو جانتے، نہ طلحہؓ، زبیرؓ کو اور نہ کسی دوسرے صحابی کو۔

کفار سے عداوت کی وجہ بھی ذاتِ نبوی:

دوسری طرف ہمیں ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ اور بڑے اور موٹے موٹے کافروں کے ساتھ بغض و عداوت اور دُشمنی ہے صرف اس لئے کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُشمنی تھی۔

ذاتِ نبوی سے ادنیٰ بغض بھی زندقہ ہے:

یہاں اس سلسلہ کے دو واقعات ذکر کردیتا ہوں، ایک یہ کہ ایک صاحب اکثر نماز میں سورۃ ”تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ“ پڑھا کرتے تھے، ایک بزرگ نے فتویٰ دیا کہ یہ زندیق ہے، اور فرمایا کہ: دراصل اس کے اس سورۃ پڑھنے کا منشا یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کی برائی بیان کرنا چاہتا ہے، اور ابولہب کی برائی اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دُشمن تھا، بلکہ اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ اس واقعہ سے یہ واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عزیز کی محض اس لئے برائی کرنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عزیز ہے، یہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دُشمنی ہے، اس لئے اس نظریہ سے ”تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ“ پڑھنے والا زندیق ہے، کیونکہ اس کا مقصد اور اس کا منشا۔۔۔ نعوذ باللہ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی پر عیب لگانا ہے۔

ذاتِ نبوی سے عداوت کی وجہ سے ابولہب سے عداوت عین اِیمان ہے:

اسی طرح ایک اور ایوبؔ صاحب ہیں، ان کے نعتیہ کلام کا مجموعہ میرے پاس آیا، اس کے دیباچے میں لکھتے لکھتے، لکھتے ہیں کہ یوں تو مجھے اللہ تعالیٰ کا سارا کلام ہی محبوب ہے، مگر سب سے زیادہ مجھے ”تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ“ محبوب ہے، اس لئے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمن کی برائی ہے۔ دیکھئے! یہاں بھی وہی بات ہے، مگر یہ بات خالص

ایمان کی ہے، کیونکہ "تَبَّتْ یَدَا أَبِیْ لَهَبٍ" میں کسی کافر کا تذکرہ نہیں کیا گیا، صرف ابولہب کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس لئے کہ یہ اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حد سے زیادہ ایذا پہنچاتے تھے، باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب ترین عزیز اور سگا چچا تھا، مگر جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کے لئے پہنچتے، یہ بدبخت بھی وہاں پیچھے چلا جاتا اور کہتا: یہ میرا بھتیجا ہے، اور پاگل ہوگیا ہے۔۔۔۔ نعوذ باللہ۔۔۔ اور اس کی بیوی اُمِّ جمیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی سے عداوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی اور اس کی بیوی کی مذمت بیان فرمائی اور پوری سورۃ، سورۂ لہب کو نازل کیا۔

اِیمان کی علامت!

تو ایمان کی علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں سے دوستی رکھنا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں سے دُشمنی رکھنا۔

اچھے کو اچھا اور برے کو برا کہو!

بس میں نے ساری بات کا اتنا خلاصہ نکالا ہے کہ یہ نظریہ غلط ہے کہ کسی کو بُرا نہ کہو، یہ نظریہ صحیح نہیں۔ صحیح نظریہ یہ ہے کہ اچھے کو اچھا کہو، اور برے کو بُرا کہو، اور جس درجے کا بُرا ہو اس کو اس درجے کا بُرا سمجھو۔

اب کسی کو نبوّت نہیں دی جائے گی:

دوسری بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوّت عطا نہیں کی جائے گی، اگر کسی نبی کی ضرورت پڑے گی تو پہلے نبیوں میں سے کسی کو لایا جائے گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب عالمِ انسانیت میں ایسی کوئی شخصیت باقی نہیں رہی، جس کے سر پر تاجِ نبوّت رکھا جائے۔

قتلِ دجال کے لئے حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے:

چنانچہ جب دجال کے مقابلے کے لئے ایک نبی کی ضرورت پیش آئے گی تو اللہ

تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے ایک نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دجال کے قتل کرنے کے واسطے آسمان سے نازل فرمائیں گے، کیوں بھائی! ٹھیک ہے ناں! یہ تو آپ سب لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ قربِ قیامت میں دجال نکلے گا، اور اس کو قتل کرنے اور تہ تیغ کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے، اور اس عقیدے کو پکا کرو۔

دجال کے خروج سے پہلے۔۔۔:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب منبر پر علماء دجال کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی علماء نے تو خروجِ دجال کا انکار نہیں کیا، لیکن عوام میں بہت بڑی تعداد ایسے پڑھے لکھے جاہلوں کی پیدا ہوچکی ہے، جو دجال کے آنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا انکار کرتی ہے، بلکہ یوں کہتے ہیں کہ کانا دجال تو افسانہ ہے۔

نزولِ عیسیٰ ختمِ نبوّت کے منافی نہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے ختمِ نبوّت کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، بلکہ ختمِ نبوّت اور پکی ہوجاتی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" اور آخری نبی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ کے بعد کسی کو نبی بنا دیتا، آسمان سے پہلے والے نبی کے اُتارنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٔ نبوّت کرنے والا دجال ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اب جیسا کہ مولانا سلیم دھرات صاحب نے آپ کو حدیث سنائی تھی کہ: "ثلاثون کذابون" اور ایک روایت میں "دجّالون" کا لفظ بھی آتا ہے، یعنی تیس جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ: "انہ نبی اللّٰہ" کہ وہ اللہ کا نبی ہے، "وأنا خاتم النبیین لَا نبی بعدی!" حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ختمِ نبوّت کا اعلان میدانِ عرفات میں!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں فرمایا تھا:

"أنا آخر الأنبياء وأنتم آخر الأمم۔"

(ابنِ ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ:۔۔۔"میں آخری نبی ہوں، اور تم آخری اُمت ہو۔"

اور "مجمع الزوائد" میں ہے:

"یا أیھا الناس! انه لَا نبی بعدی ولَا اُمة بعدکم۔۔۔۔"

(ج:۸ ص:۲۶۳)

ترجمہ:۔۔۔"اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں ہے۔"

مدعیٔ نبوّت سے بڑا جھوٹا کوئی نہیں:

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص منصبِ نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے نبی بنایا ہے، وہ دُنیا کا سب سے بڑا جھوٹا، سب سے بڑا دجال و کذّاب ہے۔

منصبِ نبوّت سے بڑا کوئی منصب نہیں:

اس لئے کہ عالمِ اِمکان میں نبوّت سے بڑھ کر کوئی منصب نہیں ہے، سب سے بڑا منصب نبوّت ہے، نبوّت سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں، اور جو شخص جھوٹے طور پر نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے، دُنیا میں اس سے بڑا کوئی جھوٹا نہیں ہوسکا۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "کذّابون" فرمایا۔

مدعیٔ نبوّت منصب چھیننا چاہتا ہے:

جو شخص نبوّت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ حقیقت میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت تمہارے لئے کافی نہیں، میرے پاس آؤ! گویا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کو چھیننا چاہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاجِ رسالت اپنے سر پر رکھنا چاہتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسندِ نبوّت پر وہ خود بیٹھنا چاہتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں:

آپ حضرات جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب شخص نہیں ہے، حتیٰ کہ ماں باپ، بہن بھائی، اعزہ واقربا اور دُنیا کا کوئی رشتہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

”لَا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب الیه من والده وولده والناس أجمعین۔“ (صحیح بخاری ج:۱ ص:۷)

ترجمہ:... ”کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک محبوب نہ بن جاؤں، اس کے والد سے، اس کی اولاد سے اور تمام انسانوں سے۔“

حضرت تھانویؒ مجدّد تھے:

حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ ... سب کہو نوّر اللہ مرقدہٗ ... اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے... آپؒ چودہویں صدی کے مجدّد تھے... میں نے ایک مقام پر کہا تھا کہ مجدّد اس کو کہتے ہیں جو دین کی تجدید کرے، چنانچہ اس پوری صدی میں اور حضرتؒ کی حیات میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں آیا جس پر حضرتؒ نے قلم نہ اُٹھایا ہو، مجھے کوئی ایک مسئلہ بتاؤ جس پر آپؒ نے نہ لکھا ہو، اسلامی فنون وعلوم میں سے ایک فن اور ایک علم ایسا نہیں جس پر حضرتؒ نے تالیفات نہ فرمائی ہوں، اور کتابیں نہ لکھی ہوں، اس کو مجدّد کہتے ہیں، ایک ہزار سے زیادہ آپ کی تالیفات ہیں، بلاشبہ اتنا بڑا کام کہ آج کل ایک پوری اکیڈمی اور پورا ادارہ مل کر کرنے لگے تو شاید وہ بھی نہ کرسکے، مگر تنِ تنہا اس ایک آدمی نے یہ سارا کام کیا، جبکہ اس کے ساتھ اسفار بھی ہوتے، وعظ وارشاد کی محفلیں بھی

ہوتیں، تعلیم وتلقین بھی ہوتی تھی، اکیلی خشک تصنیف وتألیف ہی نہیں تھی، پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جو بات بھی قلم سے نکل گئی، پتھر کی لکیر ثابت ہوگئی۔

حضرت تھانویؒ کی بے نفسی:

اس کے علاوہ بے نفسی، للّٰہیت واخلاص کا یہ عالم تھا کہ ایک مستقل رسالہ جاری کیا تھا کہ اگر میری کتابوں میں کوئی غلطی ملے تو مجھے مطلع کرو، میں اس سے رجوع کرلوں گا۔ دوسری طرف نفس پرستی کا یہ عالم ہے کہ لوگوں کی غلطیوں کو اُچھالتے رہتے ہیں، مگر کوئی مان کر نہیں دیتا۔

یہ ہمارے اکابر کا طرۂ امتیاز ہے اور اللہ کے فضل سے مستقل ایک ''ترجیح الراجح'' کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے، اور اس میں اعلان کر رکھا ہے کہ کوئی صاحبِ علم اگر میرے کسی فقرے پر کسی تحریر پر معترض ہوں تو مجھے نشاندہی کریں، میں اس پر غور کروں گا اور غور کرنے کے بعد اگر ان کی بات راجح معلوم ہوئی تو فوراً اپنی بات سے رجوع کرلوں گا، اور اگر مجھے ان کی بات پر شرحِ صدر نہ ہوا تو میں علماء سے یہ کہوں گا کہ وہ خود اس مسئلہ پر غور کریں، میری رائے تو یہ ہے، مگر فلاں صاحب اس کے مقابلے میں یہ رائے دیتے ہیں، علماء اس پر غور کریں گے کہ کیا ہونا چاہئے؟ مسئلہ کیا ہے؟

اپنے نفس سے بدگمانی:

ہمارے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانویؒ کے خلیفۂ اجل تھے، حضرتؒ نے کئی دفعہ ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت حکیم الاُمتؒ کی اپنی ذات کا مسئلہ آتا تھا تو آپؒ خود اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تھے، بلکہ علماء کو جمع کرکے مسئلہ پوچھتے تھے، تاکہ اپنا نفس کوئی تأویل نہ کرے، خیر یہ دوسرا موضوع ہے۔

محبتِ نبوی کے مقابلے میں سب محبتیں ہیچ ہیں، ایک قصہ:

میں کیا بات کر رہا تھا؟ ہاں! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے حضرت حکیم الاُمتؒ کی

خدمت میں ایک آدمی آیا، کہنے لگا کہ: حدیث میں تو یہ آتا ہے کہ تم میں سے کوئی موٴمن نہیں ہوگا جب تک کہ میری محبت سب سے بڑھ کر نہ ہو، لیکن مجھے جتنی اپنے والد سے محبت ہے اتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا: خان صاحب! تمہیں غلط فہمی ہے، اپنے باپ سے تمہیں محبت ہوگی! اور ہوتی ہے، اپنے والد سے کس کو محبت نہیں ہوتی؟ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سامنے یہ سب ہیچ ہے اور کچھ نہیں۔ خان صاحب اصرار کرنے لگے کہ نہیں مجھے جتنی اپنے باپ سے محبت ہے، اتنی کسی سے نہیں۔ حضرتؒ خاموش ہوگئے، اب اس سے کیا مناظرہ کریں، اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ خیر ہونے لگا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سن کر خان صاحب جھوم رہے ہیں اور عش عش کر رہے ہیں، حضرتؒ نے اچانک ٹھہر کر فرمایا: خان صاحب! اس بات کو چھوڑیئے، تمہارے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے، یہ کہنا چاہئے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جمال پوری طرح جلوہ آرا تھا، اور خان صاحب کا دِل اس جمال کے تذکرہ سے اُڑا جارہا تھا، حضرتؒ نے اچانک رُک کر فرمایا کہ: خیر! اس بات کو تو چھوڑیئے، آپ کے والد بہت اچھے تھے۔ خان صاحب کہنے لگے: حضرت! یہ آپ نے کیا غضب ڈھایا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو رہا تھا، آپ میرے باپ کا تذکرہ لے بیٹھے! حضرتؒ نے فرمایا: کیوں خان صاحب؟ آپ تو کہتے تھے کہ باپ کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے، جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے، اس کا تذکرہ بھی دِل کو محبوب ہوتا ہے، اور جی چاہتا ہے کہ ذکر چلتا رہے۔

گناہ گار سے گناہ گار مسلمان کا دِل محبتِ نبوی سے لبریز!

تو مجھے آپ کو یہ لطیفہ سنانا تھا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان، بلکہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ کتنا ہی گناہگار سے گناہگار مسلمان کیوں نہ ہو، لیکن اگر اس کے قلب کو اور اس کے دِل کے دریچہ کو کھول کر دیکھو، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بھرا ہوا ہوگا۔

محبتِ نبوی کا ایک عجیب قصہ!

اب اس پر بھی ایک اور لطیفہ سنا دوں! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاذ شیخ ابوطاہر مکی رحمہ اللہ کی اپنے ایک ہم عصر یعنی ہم زمانہ بزرگ سے مخالفت چل رہی تھی، اس دوران شیخ ابوطاہرؒ کو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، تو ایسا لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہیں اور اِلتفات نہیں فرمایا، انہوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ: حضور! میری غلطی معلوم ہوجائے تو میں اس کی اصلاح کرلوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بزرگ کا نام لے کر ارشاد فرمایا: تم اس سے دُشمنی کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ فلاں بزرگ کو۔۔۔ جو کہ فوت ہوچکے ہیں۔۔۔ بُرا بھلا کہتے ہیں۔

حضرت مدنیؒ سے دِلی محبت کا قصہ!

جیسے کوئی آدمی ہمارے حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کو بُرا بھلا کہے۔۔۔ اور ہمیں بُرا لگتا ہے، اسی طرح شیخ ابوطاہر مکیؒ کو بھی یہ بات بُری لگتی تھی، اس لئے وہ ان سے دُشمنی رکھتے تھے۔

میرے سامنے میرے والد کا انتقال ہوا، اور میرے مشائخ کا بھی انتقال ہوا، لیکن میں جتنا دو بزرگوں کی وفات پر رویا ہوں، مجھے زندگی میں یاد نہیں ہے کہ کسی کی وفات پر اتنا رویا ہوں، ایک شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ۔۔۔ جس وقت حضرتؒ کے وصال کی خبر مجھے ملی ہے، آپ یقین جانیں مجھے بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے جہان تاریک ہوگیا، اور میں بے اختیار روتا تھا، حالانکہ صرف ایک دفعہ زیارت کی تھی، کوئی ان کا شاگرد بھی نہیں تھا، ان کا مرید بھی نہیں تھا، کوئی خاص تعلق بھی نہیں تھا، لیکن بس وہ قلبی تعلق جو شروع سے تھا، اس کی وجہ سے بے اختیار روتا تھا، اور دوسرے حضرت جی مولانا محمد یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، تبلیغی جماعت والے، ان کے وصال پر بھی میں جتنا رویا ہوں، اتنا کبھی نہیں رویا۔

خیر! تو شیخ ابوطاہرؒ نے کہا کہ: حضور! میں اس شخص سے دُشمنی اس لئے رکھتا ہوں

کہ فلاں بزرگ جو فوت ہوچکے ہیں، یہ آدمی اس سے عداوت رکھتا ہے، اس کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ یعنی جس کو تم بُرا سمجھتے ہو، وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ: حضور! آپ کے کسی اُمتی کے بارے میں میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ اُسے حضور سے محبت نہ ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! تو اس کے معنی ہوئے کہ میری محبت کی وجہ سے تم نے محبت نہیں رکھی، بلکہ فلاں بزرگ کی دُشمنی کی وجہ سے تم نے اس سے دُشمنی رکھی؟ شیخ ابوطاہرؒ نے کہا کہ: حضور! میں توبہ کرتا ہوں، آج سے دُشمنی ختم، آپ کی محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔ صبح ہوئی تو ایک طباق میں دراہم۔۔۔ سمجھ لو روپے۔۔۔ رکھے اور اس کے اُوپر ایک نفیس جوڑا رکھا، اور خود لے کر اس بزرگ کے پاس پہنچے، جس کو بُرا بھلا کہا کرتے تھے، وہ طنزیہ انداز میں کہنے لگے کہ: آج کیسے آنا ہوگیا؟ انہوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ذکر کیا، اور کہا کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں توبہ کرلی ہے، آئندہ آپ سے میری دُشمنی ختم۔ وہ بزرگ فرمانے لگے: آپ مجھ سے دُشمنی رکھتے کیوں تھے؟ فرمایا: بس اس کو چھوڑ دیں! فرمایا: پھر بھی! کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ فلاں بزرگ تھے ناں میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ کے مقبول بندے تھے، اور تم اس کو بُرا بھلا کہتے تھے، اور مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا تھا۔ وہ بزرگ کہنے لگے: اچھا! اگر وہ اللہ کے مقبول بندے تھے تو میں بھی آئندہ ان کو بُرا بھلا کہنے سے توبہ کرتا ہوں، مجھے غلط فہمی ہوئی تھی۔

توغرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے محبت رکھنا، اور بغض کی وجہ سے بغض رکھنا، یہ ایمان کا حصہ ہے۔

پھر سب سے بدترشخص وہ ہے جو دعویٰ نبوّت کرے، اس لئے مدعیٔ نبوّت سے عداوت رکھنا بھی اللہ اور رسول سے محبت کی وجہ سے ہونی چاہئے، اور یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیلمہ کو ”کذّاب“ لکھوانا:

ابھی ہمارے ساتھی، مسیلمہ کذّاب کا ذکر کر رہے تھے، تو مسیلمہ کذّاب نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط بھیجا تو اس خبیث نے لکھا:

"من مسیلمۃ رسول اللّٰہ الٰی محمد رسول اللّٰہ"

یعنی مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے یہ خط محمد رسول اللہ کے نام ہے۔ گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "محمد رسول اللہ" مانتا تھا، اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا منکر بھی نہیں تھا، لیکن رسالت کو اپنے لئے بھی ثابت کرتا تھا، اس لئے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا:

"من محمد رسول اللّٰہ الٰی مسیلمۃ الکذّاب"

(محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذّاب کے نام)

سب سے بڑا جھوٹا، چنانچہ وہ دن اور آج کا دن ہے کہ مسلمان جب بھی مسیلمہ کا نام لیتے ہیں "مسیلمہ کذّاب" کہتے ہیں۔

غلام احمد قادیانی، مسیلمہ کذّاب سے ایک قدم آگے:

مسیلمہ کذّاب نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ: "آپ بھی رسول اللہ ہیں اور میں بھی اللہ کا رسول ہوں"، لیکن غلام احمد قادیانی نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی "محمد رسول اللہ" ہوں۔

اب میں اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل نہیں کرتا، وقت زیادہ ہوگیا۔

ہماری دُشمنی کا سب سے بڑا مظہر مرزا قادیانی:

تو دنیا میں ہماری دُشمنی کا سب سے بڑا مظہر اگر ہوسکتا ہے تو وہ غلام احمد قادیانی ملعون دجال ہے، تو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی محبت ہوگی، اس کو غلام احمد سے اتنا ہی بغض ہوگا۔

مرزا قادیانی کے مقابلہ میں کام کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں:

آخر میں اب ایک اور بات کہہ کر اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں، وہ یہ کہ: جو لوگ اس ملعون و دجال کے مقابلے میں کام کر رہے ہیں، خواہ کسی درجے میں بھی کام کرنے والے ہوں، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں، تمہیں معلوم ہوگا کہ امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری نوّر اللہ مرقدہٗ جن کے ہاتھ پر امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ نے

قادیانی مسئلہ پر کام کرنے کی بنا پر بیعت کی تھی، حمایت الاسلام کے جلسے میں پانچ ہزار کا مجمع تھا، اور حضرت شاہ صاحبؒ کی وجہ سے ہندوستان کے چیدہ چیدہ علماء جمع تھے، شاہ صاحبؒ نے اُٹھ کر اعلان فرمایا کہ قادیانی فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک امیر منتخب کرنا چاہئے، اور عطاء اللہ شاہ بخاری نوجوان ہیں، صالح ہیں، کیونکہ حضرت شاہ صاحبؒ اس وقت نوجوان تھے۔ لہٰذا میں اس مسئلے کے لئے ان کو امیرِ شریعت مقرر کرتا ہوں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، پھر بھرے جلسے میں آپؒ نے امیرِ شریعتؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور حضرت کشمیریؒ کتنے اُونچے درجے کے آدمی تھے؟ دیکھنے والے ہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میرے اُستاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ بیان فرماتے تھے کہ اس وقت امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کپکپی طاری تھی، اتنا بڑا خطیب اور ہندوستان کا خطیبِ اعظم، صرف اتنے الفاظ بول سکا کہ: بھائیو! یہ نہ سمجھو کہ حضرت شاہ صاحبؒ میرے ہاتھ پر بیعت فرما رہے ہیں، بلکہ میری بیعت کو قبول فرما رہے ہیں۔

امیرِ شریعتؒ کو بارگاہِ نبوی سے سلام:

مولانا عبداللہ درخواستی صاحب دامت برکاتہم اب بھی زندہ ہیں، ان سے پوچھ لو، حج پر گئے، وہاں ان کو مکاشفہ ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، یہ وہاں ٹھہرنے کی نیت سے گئے تھے، فرمایا: ٹھہرو نہیں، واپس جاؤ! اور میرے بیٹے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کو میرا سلام کہہ دو۔

حاجی مانکؒ کو روزانہ زیارتِ نبوی کا اعزاز:

سندھ میں ہوتے تھے حاجی مانکؒ، انہوں نے ایک خنزیر قادیانی کو قتل کیا، اس لئے کہ اس ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی کوئی بات کی جو حاجی مانکؒ سے برداشت نہ ہوئی، تو کلہاڑی لے کر ماردی، اور قتل کر کے بمع کلہاڑی کے تھانے پہنچ گئے، اور کہا کہ: میں اس خنزیر کو مار کے آیا ہوں، مجھے گرفتار کرو۔

ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اس کے مقدمہ کی پیروی کے لئے عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کی طرف سے ہمیشہ تشریف لاتے تھے، کیونکہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت نے ہی

حاجی مانک ؒ کا مقدمہ لڑا تھا، اور اللہ کے فضل سے اللہ نے ان کو رہائی عطا فرمائی تھی، چند سال کی سزا ہوئی تھی، حالانکہ وہ خود اقرار کر رہے تھے کہ میں نے مارا ہے، وکلاء نے کہا بھی کہ: حاجی صاحب! آپ کے اس کیس کا کوئی گواہ نہیں ہے کہ آپ نے مارا ہے۔۔۔ حالانکہ تھانہ میں خود کلہاڑی پہنچائی تھی۔۔۔ آپ یہ کہہ دیں کہ یہ تھانے والے غلط کہتے ہیں، میں نے نہیں مارا، بس عدالت میں مکر جائیں۔ اس پر حاجی صاحب ؒ فرمانے لگے: تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے کہ مجھے یہ مشورہ دیتے ہو؟ فرمانے لگے: جس دن سے مجھے جیل میں بند کیا گیا ہے، اس دن سے روزانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، جبکہ زندگی میں کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باوجود تمنا کے خواب میں زیارت نہیں ہوئی تھی، کیا میں مکر کر اس نعمت سے محروم ہو جاؤں؟

جج کا محبتِ نبوی سے مجبور ہونا:

اسی کا ایک جز اور بھی رہ گیا ہے، وہ یہ کہ قاتل خود اقرار کرتا ہے اور قانون اس کو پھانسی کی سزا دیتا ہے، لیکن جج نے فیصلہ لکھا کہ: مجھے معلوم نہیں کہ کون سی طاقت ہے جو مجھے حاجی صاحب کو سزائے موت دینے سے منع کرتی ہے، بہرحال قانون کا احترام ضروری ہے، اس لئے میں اتنے سال کی سزا ان کو دیتا ہوں۔ اس لئے کہ حاجی مانک نے جس غیرت میں آکر اس مردار اور خنزیر کو قتل کیا ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اس کی بنیاد پر کسی کو قتل نہیں کرتا، میں چونکہ جج ہوں عدالت کی کرسی پر ہوں، قانون کا احترام میرا فرض ہے، اس لئے میں اتنے عرصہ کی علامتی سزا حاجی مانک کو دیتا ہوں، اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ان کو بری کر دیتا۔

اسی طرح کے اور بھی بے شمار واقعات میرے سینے میں محفوظ ہیں، اس وقت صرف یہ دو باتیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ ختمِ نبوّت کے لئے کام کرو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بن جاؤ گے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کے لئے کام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں اور بدترین دُشمن غلام احمد قادیانی سے بغض کی علامت ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

منکرینِ ختمِ نبوّت کے لئے
اصلی شرعی فیصلہ

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی!

س:۔۔۔ خلیفہ اول بلافصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے منکرینِ ختمِ نبوّت کے خلاف اعلانِ جنگ کیا اور تمام منکرینِ ختمِ نبوّت کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرینِ ختمِ نبوّت واجب القتل ہیں، لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو ''غیرمسلم'' قرار دینے پر ہی اکتفا کیا، اس کے علاوہ اخبارات میں آئے دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ: ''اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ انہیں پورے پورے دیئے جائیں گے۔'' ہم نے قادیانیوں کو نہ صرف تحفظ اور حقوق فراہم کئے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منکرینِ ختمِ نبوّت اسلام کی رو سے واجب القتل ہیں یا اسلام کی طرف سے اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق اور تحفظ کے حقدار ہیں؟

ج:۔۔۔ منکرینِ ختمِ نبوّت کے لئے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا، پاکستان میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا، ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے، لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیرمسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں بلکہ مسلمان کہلانے پر مصر ہوں تو مسلمان، حکومت سے یہ مطالبہ کرسکتے ہیں کہ ان کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔ کسی اسلامی حکومت میں مرتدین اور زنادقہ کو سرکاری عہدوں پر فائز کرنے

کی کوئی گنجائش نہیں، یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے اربابِ حل وعقد کی توجہ کا متقاضی ہے۔

ایک قادیانی نوجوان کے جواب میں:

ج:۔۔۔آپ کا جوابی لفافہ موصول ہوا، آپ کی فرمائش پر براہ راست جواب لکھ رہا ہوں اور اس کی نقل ''جنگ'' کو بھی بھیج رہا ہوں۔

اہل اسلام قرآن کریم، حدیث نبویؐ اور اجماع اُمت کی بنا پر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ خود جناب مرزا صاحب کو اعتراف ہے کہ:

> ''مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیشین گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے اور صحاح میں جس قدر پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔''
>
> (ازالہ اوہام ص:۷۵۵، روحانی خزائن ج:۳ ص:۴)

لیکن میرا خیال ہے کہ جناب مرزا صاحب کے ماننے والوں کو اہل اسلام سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ جناب مرزا صاحب نے سورۃ الصّف کی آیت:۹ کے حوالے سے ان کی دوبارہ تشریف آوری کا اعلان کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا (اس آیت میں) وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص:۴۹۸، ۴۹۹)

جناب مرزا صاحب قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ثبوت محض اپنی قرآن فہمی کی بنا پر نہیں دیتے بلکہ وہ اپنے ''الہام'' سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس آیت کا مصداق ثابت کرتے ہیں، جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

''اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی ''پہلی زندگی'' کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشین گوئی میں اِبتدا سے اس عاجز کو بھی شریک کر رکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیشین گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر۔'' (ایضاً ص:۴۹۹)

صرف اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ مرزا صاحب اپنے الہام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی الہامی پیشین گوئی بھی کرتے ہیں، چنانچہ اسی کتاب کے ص:۵۰۵ پر اپنا ایک الہام: **''عسی ربکم ان یرحمکم علیکم''** درج کر کے اس کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں:

''یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے ''جلالی طور پر'' ظاہر ہونے کا اشارہ ہے، یعنی اگر طریق وحق اور نرمی اور لطف اور احسان قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور یہ زمانہ اس زمانے کے لئے بطور ارہاص کے واقع ہوا ہے۔ یعنی اس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ

اتمام حجت کرے گا۔ اب بجائے اس کے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اتمام حجت کررہا ہے۔‘‘

ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ آنے پر ایمان نہ رکھا جائے تو نہ صرف یہ قرآن کریم کی قطعی پیشین گوئی کی تکذیب ہے، بلکہ جناب مرزا صاحب کی قرآن فہمی، ان کی الہامی تفسیر اور ان کی الہامی پیشین گوئی کی بھی تکذیب ہوگی۔ پس ضروری ہے کہ اہل اسلام کی طرح مرزا صاحب کے ماننے والے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے پر ایمان رکھیں، ورنہ اس عقیدے کے ترک کرنے سے قرآن وحدیث کے علاوہ مرزا صاحب کی قرآن دانی بھی حرف غلط ثابت ہوگی اور ان کی الہامی تفسیریں اور الہامی انکشافات سب غلط ہوجائیں گے، کیونکہ:

’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘

(چشمہ معرفت ص:۲۲۲)

اب آپ کو اختیار ہے کہ ان دو باتوں میں کس کو اختیار کرتے ہیں، حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کو؟ یا مرزا صاحب کی تکذیب؟

جناب مرزا صاحب کے ازالہ اوہام (ص:۱۲۹) والے چیلنج کا ذکر کرکے آپ نے شکایت کی ہے کہ نوے سال سے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔

آں عزیز کو شاید یہ علم نہیں کہ حضرات علمائے کرام ایک بار نہیں، متعدد بار اس کا جواب دے چکے ہیں، تاہم اگر آپ کا یہی خیال ہے کہ اب تک اس کا جواب نہیں ملا تو یہ فقیر (باوجودیکہ حضرات علماء احسن اللہ جزاہم کی خاکِ پا بھی نہیں) اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے حاضر ہے۔ اسی کے ساتھ مرزا صاحب کی کتاب البریۃ (ص:۲۰۷) والے اعلان کو بھی ملالیجئے، جس میں موصوف نے بیس ہزار روپیہ تاوان دینے کے علاوہ اپنے عقائد سے توبہ کرنے اور اپنی کتابیں جلادینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

تصفیہ کی صورت یہ ہے کہ جناب مرزا صاحب کے موجودہ جانشین سے لکھوادیا

جائے کہ یہ چیلنج اب بھی قائم ہے اور یہ کہ وہ مرزا صاحب کی شرط پوری کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ کوئی ثالثی عدالت، جس کے فیصلہ پر فریقین اعتماد کرسکیں، خود ہی تجویز فرمادیں۔ میں اس مسلّمہ عدالت کے سامنے اپنی معروضات پیش کروں گا۔ عدالت اس پر جو جرح کرے گی اس کا جواب دوں گا، میرے دلائل سننے کے بعد اگر عدالت میرے حق میں فیصلہ کردے کہ میں نے مرزا صاحب کے کہنے کو توڑ دیا اور ان کے چیلنج کا ٹھیک ٹھیک جواب دے دیا تو ۲۰ ہزار روپے آں عزیز کی اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ کو چھوڑتا ہوں، دوسری دونوں باتوں کو پورا کرنے کا معاہدہ پورا کرادیجئے گا۔ اور اگر عدالت میرے خلاف فیصلہ صادر کرے تو آپ شوق سے اخبارات میں اعلان کرادیجئے گا کہ مرزا صاحب کا چیلنج بدستور قائم ہے اور آج تک کسی سے اس کا جواب نہ بن پڑا۔ اگر آپ اس تصفیہ کے لئے آگے بڑھیں تو اپنی جماعت پر بہت احسان کریں گے۔

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۱۵ ش:۴۷)

توہینِ انبیاء کفر ہے!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی جماعت اس کائنات میں سب سے افضل و اکمل اور مقدس ترین جماعت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت و نبوّت کے لئے منتخب کیا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی تحقیر و تنقیص چونکہ اس منصب رفیع کی توہین ہے اس لئے باجماع اُمت یہ بدترین کفر و ارتداد ہے۔ جیسا کہ قاضی عیاض مالکیؒ نے اپنی بےنظیر کتاب ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ میں، حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ نے ”الصارم المسلول علیٰ من سب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ میں، شیخ ابن عابدین حنفیؒ نے ”تنبیہ الولاۃ والحکّام“ میں اور ان سب سے پہلے الامام المجتہد قاضی ابو یوسفؒ نے ”کتاب الخراج“ میں اس کی تصریح کی ہے کہ ایسا شخص مرتد اور واجب القتل ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کے وجوہ بےشمار ہیں، ان میں سے ایک خبیث ترین سبب یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے قریب قریب تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی مختلف عنوانات سے تنقیص کی ہے، خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں تو مرزا نے ایسی گستاخیاں کی ہیں جن سے پہاڑوں کے جگر شق ہوجائیں، قادیانی اُمت، مرزا صاحب کی ان مغلظات پر تاویلات کا پردہ ڈالنا چاہتی ہے لیکن تاویلات کے ذریعہ سیاہ کو سفید کر دکھانا، رات کو دن ثابت کرنا اور کفر و ارتداد کو عین اسلام جتانا ناممکن ہے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ شانہ

جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے ایک رسالہ بنام ’’حضرت مسیح علیہ السلام، مرزا قادیانی کی نظر میں‘‘ (جسے حال ہی میں مجلس تحفظ ختمِ نبوّت نے شائع کیا ہے) میں ایک طرف عیسیٰ علیہ السلام کے اس مقام و مرتبہ کی نشاندہی فرمائی ہے جو قرآن کریم کی آیات بینات سے ثابت ہے اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کی ان دل خراش اور ایمان سوز عبارتوں کو جمع کر کے ان تمام تاویلات اور معذرتوں کا جائزہ لیا ہے جو اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب یا ان کے مریدوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کی قسمت میں ایمان نہیں یا جنہوں نے ’’خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ‘‘ کے مصداق مرزا صاحب کی محبت میں عقل و شعور کے سارے دریچے بند کر لئے ہیں، ان کے حق میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی، لیکن جن کے دل میں اس حق و انصاف کی کوئی رمق یا عقل و شعور کی ادنیٰ حس بھی موجود ہے، اگر وہ اس رسالہ کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں گے تو ان پر اِن شاء اللہ یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیر و تنقیص کر کے اپنے لئے کون سا مقام منتخب کیا ہے؟

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ رسالہ اس سے پہلے دو بار شائع ہو چکا ہے، لیکن قادیانی صاحبان اس کا آج تک کوئی جواب نہیں دے سکے، بہر حال یہ رسالہ جہاں قادیانیوں کے لئے دعوت غور و فکر ہے وہاں ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی تازیانۂ عبرت ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے باپ دادا یا ماں بہن کے حق میں وہ الفاظ استعمال کرے جو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں استعمال کئے ہیں تو ہمارا ردعمل کیا ہوگا؟

اسی سے وہ فیصلہ کر سکیں گے کہ مرزا صاحب کے بارے میں ہماری ایمانی غیرت کا تقاضا کیا ہے؟

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۱ ش:۲۲)

عقیدۂ ختمِ نبوّت:
ایک سوال کا جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

یوکے ختمِ نبوّت کانفرنس کے موقع پر جنگ لندن نے حضرت شہیدؒ کے پینل انٹرویو کا پروگرام بنایا۔ اس موقع پر آپؒ سے قادیانیوں سے متعلق اور کئی ایک دوسرے سوالات کئے گئے، وہ سوال و جواب درج ذیل ہیں:

--------------------سعید احمد۔

افتخار قیصر:…مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب ہمارا سوال آپ سے یہ ہے کہ قادیانی جب اپنے آپ کو مسلمان کہلانے یا کہنے پر مصر ہیں تو آپ ان کو کافر قرار دینے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی:…ایمان اور اسلام دراصل کچھ عقائد اور کچھ احکام کا نام ہے۔ یہ کوئی انسان کا بنایا ہوا مذہب نہیں کہ جیسا عقل میں آیا، کرلیا، یا جس چیز کی ضرورت محسوس کی اس کے مطابق مذہب کو موڑ لیا۔ اسلام نام ہے اس دین کا جو اللہ تعالیٰ نے حضور آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے قیامت تک کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے کچھ احکام اصولی ہیں اور کچھ فروعی۔ اصولی احکام اور عقائد میں کسی طور پر بھی تبدیلی نہیں کی جاسکتی، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ ایسے احکام ہیں جن میں سے کسی ایک حکم میں تبدیلی کرنے سے ایمان اور اسلام سلامت نہیں رہتا۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی توحید

میں ایک شخص کو شریک کرے یا ہزاروں کو، وہ مشرک کہلائے گا۔ کوئی شخص نماز کا انکار کرے یا نمازوں کی تعداد اور نمازوں کی رکعات کا، وہ شخص مسلمان نہیں رہ سکتا اگرچہ مذہب کی تمام باتوں کو تسلیم کرتا ہو، یہی صورتحال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کی حیثیت سے نہ ماننا یہ سب کفریہ عقائد ہیں۔ اس تناظر میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں کو پرکھتے ہیں تو خود بخود ان کے بارے میں فیصلہ ہو جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی مبلغ اسلام، مناظر اسلام کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش ہوئے، علمائے کرام نے کچھ تعارض نہیں کیا بلکہ بعض علمائے کرام ان کے طریقۂ کار سے اختلاف کے باوجود ان کے ساتھ شریک رہے، مناظر اسلام سے مجدد کی طرف انہوں نے پرواز کی، علمائے کرام نے ان کے اس دعویٰ کی تردید کی لیکن کفر کا فتویٰ جاری نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک چھلانگ اور لگائی اور مجدد سے مہدی بنے۔ علمائے کرام کے پاس اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ان کے اس باطل عقیدے کے سامنے بند باندھتے۔ علمائے لدھیانہ سے لے کر علمائے دیوبند تک نے ان کے اس عقیدہ کو کفریہ قرار دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی مہدی سے مسیح موعود بنے اور آخر کار بلندی کی طرف پرواز کرتے ہوئے نبوّت کے منصب پر فائز ہو گئے، قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے ان آیات کو اپنے بارے میں قرار دیا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک ایک نبی کی توہین کی، ازواجِ مطہرات، اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے توہین آمیز جملے تحریر کئے اور واضح طور پر کہا کہ مجھ پر وحی آتی ہے، اپنی اطاعت کو لوگوں پر لازمی قرار دیا، اپنے اوپر ایمان نہ لانے والوں کو کافر، خنزیر کی اولاد اور بدکاروں کی اولاد کہا، انگریز کی وفاداری کو حکم الٰہی قرار دیا، انگریز حکومت کو اللہ کا سایہ قرار دیا، جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا: ’’چھوڑ دو اے دوستو اب جہاد کا خیال۔‘‘ قادیان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے افضل قرار دیا، قادیان میں ایک مینارہ تعمیر کرا کر کہا کہ اس مینارہ کے ذریعہ میرا (مسیح موعود کا) نزول ہوا۔ ان تمام عقائد کی بنیاد پر پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم

کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا، آج سے ساٹھ سال قبل ۱۹۲۸ء میں ماریشس کی ایک عدالت نے سب سے پہلے فیصلہ دیا کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یہ کوئی الگ مذہب ہے۔ قیام پاکستان سے قبل بہاول پور کی عدالت نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر قادیانی لڑکے اور مسلمان لڑکی کے نکاح کو منسوخ کیا۔ آئینی ترمیم کے بعد ہائی کورٹ، سپریم کورٹ نے قادیانیوں کے عقائد کی بنیاد پر فیصلہ دیا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے عقائد مختلف ہیں اس لئے قادیانی مذہب الگ مذہب ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت پینتالیس اسلامی ممالک کے علمائے کرام نے متفقہ طور پر فتویٰ دیا کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ تمام ائمہ حرمین شریفین قادیانی جماعت کے کفر کا اعلان کرتے ہیں، عالم دنیا کے ایک ارب بیس کروڑ سے زائد مسلمان، قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہیں۔ خود قادیانی جماعت کا سربراہ جھوٹا مدعی نبوّت اعلان کرتا ہے کہ مجھے تسلیم نہ کرنے والا ہم میں سے نہیں۔ اس کے باوجود کیسے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ قادیانی جماعت مسلمان ہے اور علمائے کرام زبردستی ان کو کافر بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

دراصل قادیانیوں کے موجودہ سربراہ نے اپنی حکمت عملی تبدیل کرلی ہے اور وہ سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکا دے کر قادیانی بنانے کی مہم چلائے ہوئے ہیں، اگر ان کو اپنے دین پر یقین ہے، وہ اس کو سچا سمجھتے ہیں تو پھر اپنے اوپر اسلام کا لبادہ کیوں اوڑھتے ہیں؟ دنیا کو دھوکا کیوں دیتے ہیں؟ واضح اعلان کریں کہ ہم قادیانی ہیں، ہمارا اپنے پیغمبر پر ایمان ہے، اس کی عبارتوں کو کیوں چھپاتے ہیں؟ الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک ایک لفظ کو دنیا کے سامنے واضح پیش کرتے ہیں، اپنے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، کوئی لبادہ اوڑھ کر دنیا کو دھوکا نہیں دیتے، مرزا طاہر اس طرح میدان میں آئیں خود بخود ان کو اپنی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔

افتخار قیصر:۔۔۔گزشتہ دنوں مرزا طاہر کا ایک بیان اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ

ضیاء الحق مرحوم اس کے مباہلے کے نتیجے میں ہلاک ہوئے، اس سلسلے میں آپ کیا کہیں گے؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی:۔۔۔ دراصل یہ قادیانی جماعت کا بہت پرانا حربہ ہے، ان کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی یہی طریقہ تھا، کبھی کسی ملک میں سورج گرہن ہوا، چاند کو گہن لگا، مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو اپنی نشانی ظاہر کردیا۔ کسی ملک کو شکست ہوئی یا فتح ہوئی اس کو اپنا معجزہ قرار دے دیا۔ مرزا طاہر نے علمائے پاکستان کو مباہلہ کا چیلنج دیا، میرے سمیت پاکستان کے بہت سے علمائے کرام نے اس چیلنج کو قبول کیا، برطانیہ کے علمائے کرام نے بھی قبول کیا، مباہلے کے معروف طریقے کے مطابق وقت دیا کہ فلاں جگہ آجاؤ یا ہمیں بلالو، دونوں فریق اللہ تعالیٰ سے حق طلب کریں گے، کسی ایک کے لئے حق ظاہر ہوجائے گا۔ مرزا طاہر نے راہِ فرار اختیار کرکے اپنے خودساختہ مباہلے کا اعلان کردیا کہ دونوں اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں، ایک دوسرے کے لئے بددعا کریں، لعنت کرتے رہیں، خودبخود حق ظاہر ہوجائے گا۔ مجھ سمیت سینکڑوں علمائے کرام نے چیلنج قبول کیا، ان کو تو کچھ نہیں ہوا، وہ علمائے کرام بہت اطمینان سے اپنے ملک میں رہ کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں، کسی ایک عالمِ دین کو خراش تک نہیں آئی، لیکن جنرل ضیاء الحق مرحوم جن کا مباہلے سے کوئی تعلق نہیں تھا، کبھی انہوں نے اعلان نہیں کیا کہ میں نے مباہلہ قبول کیا ہے، وہ ایک حادثہ کا شکار ہوگئے اور اکیلے نہیں کئی جنرلوں کے ساتھ، ساتھ امریکی سفیر بھی تھا، کیا تمام لوگوں نے مباہلے کا چیلنج قبول کیا تھا؟ یہ تمام باتیں لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ہیں۔ قومی اسمبلی میں یحییٰ بختیار نے مرزا ناصر پر جرح کی، مفتی محمودؒ، شاہ احمد نورانی اور دیگر علمائے کرام نے محنت کی، راجہ ظفرالحق نے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس تیار کیا، ان تمام لوگوں کو تو کچھ نہیں ہوا، ضیاء الحق شہید ہوگئے تو مرزا طاہر مباہلے میں جیت گئے۔۔۔! عجیب منطق ہے۔ قادیانیت کا مقابلہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت سے ہے، گزشتہ سو سال میں کسی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے رکن کو کچھ نہیں ہوا، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ کے مطابق مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اس دنیا سے رخصت ہوا، اپنی پیش گوئی کے مطابق وہ خود جھوٹا ہوگیا، اسی طرح مرزا طاہر بھی اپنے دعویٰ کے مطابق جھوٹا ہوا کیونکہ

مباہلے کے چیلنج کو پندرہ سال ہونے کو آئے ہیں، کسی عالم دین پر تباہی نہیں آئی بلکہ مرزا طاہر اپنے ملک سے فرار رہے، اپنے مرکز ربوہ نہیں جاسکتا، باطل پر تو وہ ہوا نہ کہ علمائے کرام، اس لئے مرزا طاہر اپنے دعوؤں کے مطابق خود جھوٹا ہوگیا۔

افتخار قیصر:۔۔۔ یہ گفتگو تو آپ کے خاص موضوع کے حوالے سے تھی، آپ گزشتہ کئی سال سے انگلینڈ تشریف لا رہے ہیں یہاں عید کا مسئلہ سب سے اہم ہے، مسلمان اس سلسلے میں ہمیشہ اختلافات کا شکار رہتے ہیں، ہر شہر میں کئی کئی عیدیں ہوتی ہیں، اس سلسلے میں آپ کچھ فرمائیں گے کہ مسلمان کس طرح ایک دن عید منائیں؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی:۔۔۔ دراصل رمضان المبارک اور عید کا تعلق رؤیت ہلال سے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔‘‘ عیسوی سن متعین سن ہے، اس کی تاریخیں مقرر ہیں، لیکن قمری تاریخوں کا تعین ہر ماہ ہوتا ہے، کبھی ۲۹ تاریخ کو، کبھی ۳۰ تاریخ کو، چاند کی اطلاع پر روزے یا عید کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یورپ کے موسمی حالات کی وجہ سے عام طور پر یہاں چاند کا دیکھا جانا ایک ناممکن سی بات ہے، اس لئے عام طور پر اس سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے جبکہ فقہی مسائل کی رو سے ان جیسے ممالک کے لئے مسائل موجود ہیں، اگر ان مسائل کے مطابق احکام بتائے جائیں تو اختلاف کی کوئی وجہ نہیں، فقہ کی رو سے جن ممالک میں چاند نہیں دیکھا جاتا تو وہاں سے جو قریب ترین اسلامی ملک ہوتا ہے اس کی ’’رؤیت‘‘ (چاند دیکھنے) کا اعتبار ہوتا ہے، اور اس کی چاند کی اطلاع پر عید یا رمضان المبارک کا اعلان کیا جاتا ہے، اس اعتبار سے انگلینڈ سے قریب ترین ملک مراکش ہے، اس لئے مراکش کے چاند پر انگلینڈ کے لوگ روزے رکھیں گے اور عید کریں گے۔ ہماری رائے میں انگلینڈ میں مختلف ملکوں کے فقہی احکامات کو مدنظر رکھنے ہی کی وجہ سے اختلاف ہوتا ہے۔ علمائے کرام کو ایک متفقہ ضابطہ طے کر کے پورے انگلینڈ میں ایک ہی دن عید کرنی چاہئے تاکہ مسلمانوں کی اجتماعیت نظر آئے اور لوگ دین کے خلاف پروپیگنڈہ نہ کریں۔

افتخار قیصر:۔۔۔ یہاں رہنے والے بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں آپ کیا کہیں گے؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی:۔۔۔یورپی ممالک میں تعلیم لازمی اور مفت ہونے کی وجہ سے بہت مسائل جنم لے رہے ہیں، مسلمان بچوں کو ان اسکولوں میں لازمی تعلیم حاصل کرنا پڑتی ہے اسی وجہ سے نئی نسل ایک طرف اسلام سے دور ہو رہی ہے، دوسری طرف ان میں ایسی اخلاقی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے معاشرہ میں رہنے کے قابل نہیں رہتے، اس لئے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، سب سے بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان ان ممالک میں اپنے اسکول قائم کریں اور ان اسکولوں میں بہترین عصری علوم کا انتظام کریں، اور اس کے ساتھ ساتھ ان اسکولوں میں دینی تعلیم بھی ضرورت کے مطابق دی جائے، امریکہ اور ساؤتھ افریقہ میں اس قسم کے بہترین اسکول قائم کئے گئے ہیں۔لیکن انگلینڈ میں اس کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔ دراصل انگلینڈ میں تعلیم فری ہے اور لوگ اس فری تعلیم سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، مسلمانوں کے اپنے اسکولوں میں لازمی طور پر فیس ادا کرنی ہوگی۔

بہرحال اگر اپنے اسکول قائم نہ کئے جاسکیں تو دوسری صورت یہ ہے کہ مسلمان لازمی طور پر اپنے بچوں کو اسکول کے بعد مساجد میں بھیجیں اور ان مساجد میں قرآن کی تعلیم کے ساتھ ضروریاتِ دین کی تعلیم دی جائے، اس طرح مسلمان بچے اسکول کی تعلیم سے لادینی اثرات قبول نہیں کریں گے۔اسی طرح والدین کو چاہئے کہ وہ خود جب نماز کے لئے آئیں تو بچوں کو بھی ساتھ لے کر آئیں، اسی طرح گھر میں اسلامی تعلیمات کے بارے میں وقتاً فوقتاً بچوں کو آگاہ کیا جائے، انگریزی میں اسلام سے متعلق کافی لٹریچر شائع ہوگیا ہے، وہ ان کو مطالعہ کے لئے دیں، بچوں کے ذہنوں میں اسلام سے محبت اور وابستگی پیدا کریں اس طرح نئی نسل میں اسلامی شعور پیدا ہوگا اور قوم اور نئی نسل گمراہ نہیں ہوگی۔

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۶۱ ش:۳۱)

دارالعلوم دیوبند
اور
عقیدۂ تحفظِ ختم نبوّت

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا

اسلام حق تعالیٰ شانہ کا نازل کردہ آخری دین، آخری قانون سماوی اور آخری پیغام ہدایت ہے، جو اس کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آخری امت، اُمتِ محمدیہ کو عطا کیا گیا، اسلام کو یہ شرف وفضیلت حاصل ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے، چنانچہ فرمایا: ”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔“ اور اُمتِ مرحومہ کو یہ اعزاز بخشا کہ وہ جارحہ خداوندی کی حیثیت سے دین متین کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے، اور جب کوئی فتنہ سر اٹھائے تو فوراً اس کی گوش مالی و سرکوبی کرے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے:

”یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاھلین۔“ (مشکوٰۃ ص:۶۳)

ترجمہ:۔۔۔ ”ہر آئندہ نسل میں اس علم دین کے حامل ایسے عادل اور ثقہ لوگ ہوں گے جو اسے غالیوں کی تحریف، باطل پرستوں کے غلط دعوؤں اور جاہلوں کی تاویل سے پاک صاف کریں گے۔“

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

گویا حق تعالیٰ نے صرف دین کی حفاظت کا وعدہ نہیں فرمایا بلکہ اس کے متضمن حافظان دین وملت کی حفاظت کا بھی قطعی اور یقینی وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ تاریخ اسلام پر نظر ڈالیں تو ہمیں ہر صدی میں اس جنود ربانی (خدائی فوج) کا کوئی نہ کوئی دستہ حفاظت دین کے محاذ پر اَعداء اللہ سے مصروفِ پیکار اور دشمنان دین کی تحریف وتاویل کے راستہ میں آہنی دیوار نظر آتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان مجاہدین اسلام کی پوری تاریخ وعدۂ الٰہی: ”اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔“ کی عملی تفسیر ہے۔

گیارہویں سے چودھویں صدی تک کا ہندوستان کا زمانہ ہے، اس موقع پر ایک بات اہل نظر کو صاف نظر آئے گی کہ دینی قطبیت کا مرکز دوسرے اسلامی ملکوں سے ہندوستان کو منتقل ہوگیا، چنانچہ دینی و مذہبی علوم وفنون، حدیث وتفسیر کی خدمت اور ہدایت خلق اور احیائے سنن ورد بدعات کے لحاظ سے ہندوستان تمام دوسرے اسلامی ملکوں پر سبقت لے گیا۔ کیونکہ ان صدیوں میں ہندوستان میں جو ہستیاں نمودار ہوئیں، ان کی نظیر دوسرے ملکوں میں نہیں ملتی۔ مثلاً گیارہویں صدی کے آغاز میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (متوفی: ۱۰۳۴ھ)، اور بارہویں صدی کے وسط میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی: ۱۱۷۶ھ) اور تیرھویں صدی کے وسط میں مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلویؒ اور مولانا سیّد احمد بریلوی شہیدؒ (شہادت: ۱۲۴۶ھ)۔

(مقدمہ تجدید دین کامل مولانا سیّد سلیمان ندویؒ ص: ۳۰)

حضرت سیّد شہیدؒ کے بعد انہی کے متوسلین میں ایک ایسی شخصیت نمایاں ہوئی جو عشق ومعرفت، زہد وتقویٰ، اخلاص وایمان، فہم وفراست، علم وعمل اور حال وقال میں اپنے اسلاف کی صحیح جانشین تھی اور جسے قدرت نے اس دور میں اُمتِ اسلامیہ کی اصلاح وتربیت کا مرکز ومحور بنایا تھا۔ یہ قطب العالم شیخ العرب والعجم مولانا شاہ امداد اللہ مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ) کی ذات گرامی تھی، جو اکابر دیوبند کی مرشد ومربی اور ہندوستان میں تحریک دعوت وعزیمت اور تحفظ دین کی مؤسس وبانی تھی۔ ”دار العلوم دیوبند“ حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ کے سوز دروں کا مظہر اور ان کی سحر گاہی دعاؤں کا ثمرہ تھا۔ دار العلوم

دیو بند کی بنیاد رکھی جا چکی تھی، کسی شخص نے مکہ مکرمہ میں حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضرت! ہم نے دیو بند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے، اس کے لئے دعا فرمائی جائے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا:

"سبحان اللہ! آپ فرماتے ہیں ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے، یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سربسجود ہو کر گڑ گڑائی ہیں کہ خداوندا ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ علم کا کوئی ذریعہ پیدا کر! یہ مدرسہ انہی سحر گاہی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔"

(بیس بڑے مسلمان ص:۴۲۱ طبع سوم)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شکست و ناکامی کے بعد اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل نظر بظاہر تاریک تھا، انگریز کے منحوس قدم ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کا نام ونشان مٹانے پر تلے ہوئے تھے اور انگریز بڑے طمطراق سے یہ اعلان کر رہا تھا:

۱:... "جس طرح کل ہمارے بزرگ کُل کے کُل ایک ساتھ عیسائی ہوگئے تھے اسی طرح یہاں (ہندوستان میں) بھی (تمام لوگ) ایک ساتھ عیسائی ہو جائیں گے۔"

(مسلمانوں کا روشن مستقبل ص:۱۴۲)

۲:... "خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیر نگیں ہے تا کہ عیسیٰ مسیح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے۔ ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت، تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنا چاہئے۔"

(علمائے حق کے مجاہدانہ کارنامے ج:۱ ص:۶۲)

۳:... "ان بدمعاش مسلمانوں کو بتادیا جائے کہ خدا

کے حکم سے صرف انگریز ہی ہندوستان پر حکومت کریں گے۔''

(علمائے ہند کا شاندار ماضی آخری حصہ ص:۴۳)

۴:۔۔۔''میں اس عقیدے سے چشم پوشی نہیں کرسکتا کہ مسلمانوں کی قوم اصولاً ہماری دشمن ہے، اس لئے ہماری حقیقی پالیسی یہ ہے کہ ہم ہندوؤں کی رضا جوئی کرتے ہیں۔''

(ان ہیپی انڈیا ص:۹۹۳)

مسلمانوں کی بے کسی و بے بسی اور سفید طاغوت کی ان ''تعلیوں'' کے پیش نظر سطحی نظر کے لوگوں نے اگر یہ رائے قائم کی کہ: ''اب اسلام صرف چند سالوں کا مہمان ہے۔''
(موج کوثر، شیخ محمد اکرم ص:۱۰۸)

تو بلاشبہ وہ معذور تھے، لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ یہی رائے انہوں نے اس وقت بھی قائم کی تھی جب وصال نبوی کے بعد پورا خطہ عرب آتش ارتداد کی لپیٹ میں آگیا تھا، اور پھر گیارہویں صدی میں یہی رائے اس وقت بھی (کم از کم ہندوستان کی حد تک) قائم کی گئی جب ہندوستان کا مطلق العنان طاغوت اکبر جل جلالہ کا نعرہ لگاتے ہوئے دین الٰہی تصنیف کررہا تھا۔ ان تمام موقعوں پر حق تعالیٰ شانہ کا وعدۂ ''حفاظت دین'' کبھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شکل میں ظہور پذیر ہوا اور کبھی اس نے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کو کھڑا کیا، آج وہی وعدہ ''دارالعلوم دیوبند'' کی شکل میں پورا کیا جارہا ہے۔

سیّدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ نہ ہوتے تو اسلام فتنہ ارتداد کی نذر ہوگیا ہوتا، اہل نظر آج یہ کہتے ہیں کہ انگریز کے دور تسلط میں دارالعلوم دیوبند کا لطیفہ غیبی ظہور پذیر نہ ہوتا، جو حضرت حاجی صاحبؒ کے بقول اوقات سحر گاہی میں پیشانیاں رگڑ رگڑ کر گڑگڑانے سے ظہور پذیر ہوا تو شاید انگریز کی مراد برآتی، اور اسلام ہندوستان سے رخصت ہوگیا ہوتا۔

دارالعلوم دیوبند نے مسلمانوں کو کیا دیا؟ اس پر بہت سے حضرات بہت کچھ لکھیں گے، مجھے صرف اس قدر کہنا ہے کہ تجدید و اِحیائے دین کی جو تحریک گیارہویں صدی

سے ہندوستان کو منتقل ہوئی تھی، اور اپنے اپنے دور میں مجدد الف ثانیؒ، محدثِ دہلویؒ اور شہیدِ بالاکوٹ جس امانت کے حامل تھے، دار العلوم اس وراثت و امانت کا حامل تھا، لوگ ''مدرسہ عربی دیوبند'' کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں، کوئی اسے علوم اسلامیہ کی یونیورسٹی سمجھتا ہے، کوئی جہادِ حریت کے مجاہدین کی تربیت گاہ اسے قرار دیتا ہے، کوئی اسے دعوت و عزیمت اور سلوک و تصوف کا مرکز سمجھتا ہے، لیکن میں حضرت حاجی صاحبؒ کے لفظوں میں اسے ''بقائے اسلام اور تحفظ دین کا ذریعہ'' سمجھتا ہوں۔

دوسرے لفظوں میں آپ چاہیں تو کہہ سکتے ہیں، مجددینِ اُمت کا جو سلسلہ چلا آ رہا تھا دار العلوم دیوبند ــــ اپنے دور کے لئے ــــ مجددین اُمت کی تربیت گاہ تھی، یہیں سے مجددِ اسلام حکیم الامت تھانویؒ نکلے، اسی سے دعوت و تبلیغ کی تجدیدی تحریک ابھری، جس کی شاخیں چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں، یہیں سے تحریک حریت کے داعی تیار ہوئے، یہیں سے فرق باطلہ کا توڑ کیا گیا، یہیں سے محدثین، مفسرین، فقہاء اور متکلمین کی کھیپ تیار ہوئی۔ مختصر یہ کہ دار العلوم دیوبند نے نہ صرف یہ کہ نابغہ شخصیتیں تیار کیں، بلکہ اسلام کی ہمہ پہلو تجدید واِحیاء کے لئے عظیم الشان اداروں کو جنم دیا ــــ اس لئے دار العلوم کو اگر تجدید واِحیائے دین کی یونیورسٹی کا نام دیا جائے تو شاید یہ اس کی خدمات کا صحیح عنوان ہوگا۔ ان صفحات میں صرف ایک پہلو یعنی عقیدۂ ختمِ نبوّت کے متعلق دار العلوم کی خدمات کا تذکرہ ہوگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوّت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا نظریہ ایجاد کیا، جس کا خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار تو چھٹی صدی عیسوی میں مکہ میں مبعوث ہوئے تھے اور دوسری مرتبہ (نعوذ باللہ) مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں قادیاں کی ملعون بستی میں۔ مکی بعثت کا دور تیرھویں صدی ہجری پر ختم ہوگیا اور اب چودھویں صدی سے قیامت تک قادیانی بعثت و نبوّت کا دور ہوگا۔ اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو تیرھویں صدی کے بعد کالعدم قرار دے کر خاتم النبیین کا منصب خود سنبھال لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات مخصوصہ

کو اپنی جانب منسوب کرنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بے دریغ تحریف کر ڈالی۔ اسلامی عقائد کا مذاق اڑایا، انبیاء علیہم السلام کو فحش گالیاں دیں، تمام اُمتِ مسلمہ کو گمراہ اور کافر و مشرک قرار دیا۔ قصر اسلام کو منہدم کرکے ''جدید عیسائیت'' کی بنیاد رکھی۔ انگریز کی ابدی غلامی کو مسلمانوں کے لئے فرض و واجب قرار دیا، مسئلہ جہاد کو حرام اور منسوخ ٹھہرایا اور مجاہدین اسلام کو منکر خدا قرار دیا۔ جن لوگوں کو قادیانیت کی گہرائی کا علم نہیں، اور وہ اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں، انہیں اس فتنہ کی شدت کا احساس نہیں ہوسکتا، واقعہ یہ ہے کہ صدر اول سے لے کر آج تک جتنے فتنے پیدا ہوئے ان سب کی مجموعی فتنہ پردازی بھی فتنہ قادیانیت کے سامنے شرمندہ ہے۔ اگر ملاحدہ و زنادقہ اور مدعیان نبوّت و مہدویت کی تحریفات کو ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں قادیانی تحریفات کو جگہ دی جائے تو یقین ہے کہ قادیانی کی تحریفات کا پلڑہ بھاری رہے گا۔

طاغوت برطانیہ نے اپنے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوّت کا دعویٰ ایسے دور میں کرایا جب کہ مسلمانوں کی تلوار ٹوٹ چکی تھی، جب ان کا تاج لٹ چکا تھا، جب ان کے لئے آزادی کا نام جرم تھا۔ جب جہاد اور وہابیت ہم معنی ہوگئے تھے، جب غلامان ہند بلکہ اسلامیان عالم کا فیصلہ سفید آقاؤں کے رحم و کرم پر تھا، اگر مرزا صاحب نے حریم نبوّت میں قدم رکھنے کی جرأت، دور صدیقی نہیں، بلکہ عثمانی دور خلافت ترکیہ، میں بھی کی ہوتی تو ان کا انجام اسود کذاب اور مسیلمہ کذاب سے مختلف نہ ہوتا، خود مرزا صاحب کو بھی اس اسلامی غیرت کا جو مدعیان کذاب کے معاملہ میں مسلمانوں میں یکایک ابھر آتی ہے، پورا پورا احساس تھا، چنانچہ اپنی جماعت کو گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کرنے کا (جو ان کی زندگی کا مشن اور ان کے دعوئ نبوّت کی اصل غرض تھی، اور جس کے لئے انہیں بطور خاص مامور کیا گیا تھا) حکم دیتے ہوئے انہیں گورنمنٹ برطانیہ کی اصل قدر و قیمت کا احساس دلاتے ہیں:

> ''خدا تعالیٰ کی حکمت و مصلحت ہے کہ اس نے گورنمنٹ
> کو اس بات کے لئے چن لیا تا کہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہوکر

ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے، اور ترقی کرے، کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم (خلافت ترکیہ) کی عمل داری میں رہ کر یا مکہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں (مسلمانوں) کے حملوں سے بچ سکتے ہو؟ نہیں! ہرگز نہیں! بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاؤ گے۔ تم سن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبداللطیف۔۔۔۔ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اس قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے، امیر حبیب اللہ خان نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا، پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئے گی؟ بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتوؤں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔"

(تبلیغ رسالت ج:۱۰ ص:۱۲۳، مجموعہ اشتہارات ج:۳ ص:۵۸۴)

سیاسی نبوّت:

ختمِ نبوّت کے صریح اعلان اور اُمتِ اسلامیہ کے متواتر اقدامات کے بعد یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص (جو دماغی طور پر معذور نہ ہو) سنجیدگی کے ساتھ دعویٰ نبوّت بھی کر سکتا ہے، اس لئے اسود کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک مدعیانِ نبوّت کی تاریخ کا بغور مطالعہ کرو تو ہر مدعی نبوّت کے دعویٰ کا کوئی نہ کوئی سیاسی یا معاشی سراغ ضرور ملے گا۔ (اِلّا یہ کہ کوئی شخص مراقی بخارات اور خشکی دماغ سے مجبور ہو کر یہ دعویٰ کرے تو بے چارہ معذور ہے) مرزا صاحب کی نبوّت کے محرکات شاید پس منظر میں رہ جاتے لیکن بعض وجوہ و اسباب ایسے پیش آئے کہ مرزا صاحب کو (اشاروں کنایوں میں) ان محرکات کی نشاندہی کرنا پڑی، ان محرکات میں سب سے قوی محرک آسمان مغرب کی وحی تھی، جس نے مرزا صاحب کو دعویٰ نبوّت کے لئے آمادہ کیا تھا، اور یہی وحی "خفی" ان کے بہت سے ابتدائی

معجزات کی تشکیل کرتی تھی۔ عیار انگریز نے قادیانی نبوّت کا تخم سرزمین ہند (پنجاب) میں کیوں کاشت کیا؟ یہ سوال بڑی اہمیت رکھتا ہے، مختصراً اس کے مقاصد حسب ذیل تھے:

الف:۔۔۔۱۸۵۷ء کے بعد اگرچہ انگریز کا پنجہ استبداد ہندوستان پر پوری طرح گڑ چکا تھا، اور اسیران قفس ہند کے لئے پھڑ پھڑانے کی گنجائش بھی باقی نہیں رہنے دی گئی تھی، لیکن انگریز اس خطرے سے بے نیاز نہیں تھا کہ یہ بے بال و پر اسیران قفس کسی موقع پر اپنی اسیری کے خلاف پھر بغاوت کر ڈالیں۔ ان کے ''ذہنی مشغلہ'' اور ''روحانی توجہ'' کے لئے ضروری تھا کہ نہ صرف مذاہب عالم کو (جن کا مرکز بدقسمتی سے اس وقت ہندوستان تھا) آپس میں ٹکرادیا جائے بلکہ یہ بھی قرین آئین جہانداری تھا کہ ہر مذہب میں نئے نئے فرقے پیدا کئے جائیں اور پھر ہر فرقے میں نئی نئی قلمیں لگا لگا کر ہندوستان کو مذاہب وافکار کا نگار خانہ بنادیا جائے۔ تاکہ آوازۂ حریت بلند کرنے کی اول تو کسی کو فرصت ہی نہ ملے، اور اگر کسی گوشے سے ایسی آواز اٹھے بھی تو اس افتراقی غلغلہ کے شور میں دب کر رہ جائے، اور پرستاران مذاہب کی نظر میں وہ آواز صدائے بے ہنگام قرار دی جائے۔ ''سفید آقا'' کے عیارانہ فلسفہ نے اسے ''آزادی مذاہب'' کا تمغہ کہہ کر غلامان ہند کو عطا کیا تھا ــــ اس دور میں جو مذہبی کشتیاں لڑی گئیں ــــ یا صحیح لفظوں میں یوں کہئے کہ غلامان ہند کو اس پر مجبور کیا گیا ــــ اس کی مثال کسی قوم کے دور زوال میں ہی مل سکتی ہے، عروج اقبال کا دوران سے مبرا ہوتا ہے۔ اس دور میں کون کون سے فرقے وجود میں آئے؟ اور انہوں نے کیا کردار ادا کیا؟ اور ان سے اسلام اور ملت اسلامیہ کو کیا کیا نقصان پہنچا؟ ان سوالات سے پردہ اٹھانا اگرچہ ایک تلخ فریضہ ہے لیکن ہم آنے والے مؤرخ کے قلم کو اس سے نہیں روک سکتے۔ یہاں صرف قادیانی نبوّت کو لیجئے جو انگریز کے سایہ عاطفت میں پھل پھول رہی تھی، علمائے حق کی جتنی قوت اس ایک فتنہ کے استیصال میں خرچ ہوئی، اگر یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہندوستان میں نہ ہوتا تو غور کیجئے کہ ہندوستان کی تاریخ کا رخ کیا ہوتا؟ اور ۱۸۵۷ء میں جو کچھ ہم سے مکمل غصب کرلیا گیا تھا اس کی بازیابی میں کتنی آسانی ہوجاتی؟

ب:۔۔۔ایشیا، افریقہ بالخصوص برصغیر پر انگریزی تسلط کا مقصد صرف جسموں پر حکمرانی اور یہاں کے مادی و اقتصادی فوائد کا استحصال نہیں تھا، بلکہ وہ اس سے بڑھ کر عالم اسلام کو ذہنی ارتداد کے عمیق گڑھے میں دھکیلنا چاہتا تھا، اگرچہ لارڈ میکالے کی تعلیمی اسکیم (کہ ہندوستانیوں کو اس نہج پر تعلیم دی جائے کہ اگر وہ عیسائی نہ بنیں تو کم از کم مسلمان بھی نہ رہیں۔) اپنی جگہ کافی کامیاب تھی، بہت سے مسلم مفکرین، اسلامی عقائد و اعمال میں تشکیک پیدا کرنے کے لئے نئے نئے فلسفے اور نظریئے پیش کررہے تھے۔اور ان کو غذا مہیا کرنے کے لئے مستشرقین مغرب کی ایک پوری فوج شب و روز محنت کررہی تھی، لیکن یہ تمام تر کوششیں ایک محدود حلقے پر اثرانداز تھیں، عوام پر ان کا اثر واسطہ در واسطہ تھا، اور پھر جو لوگ ان نظریات کو پیش کررہے تھے وہ کوئی زیادہ مؤثر نہ تھے۔

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ لا الٰہ اِلاَّ اللہ محمد رسول اللہ کے دو حرفی عہد پر رکھی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مدعی الوہیت کا وجود ناقابل برداشت ہے۔اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوّت کی بساط نبوّت پر قدم رکھنے کی گستاخی بھی لائق تحمل نہیں۔یہی عقیدہ، ختمِ نبوّت کا عقیدہ کہلاتا ہے جس پر صدر اول سے آج تک اُمتِ مسلمہ قائم رہی ہے۔

جو لوگ لا الٰہ اِلاَّ اللہ محمد رسول اللہ کے ایمان و اقرار سے سرشار ہو کر اسلامی برادری میں شامل ہوں، ان پر یہ فریضہ عائد کیا گیا کہ وہ باغیان رسول اللہ کے خلاف بھی سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیان نبوّت کے طلسم سامری کو بھی پاش پاش کر ڈالیں، اسی فریضہ کا نام ''تحفظ ختم نبوّت'' ہے اور تاریخ شہادت دے گی کہ اُمتِ مسلمہ نے کسی دور میں بھی اس فریضہ سے تغافل نہیں کیا۔

ختمِ نبوّت کا سب سے پہلا باغی یمن میں عبہلہ نامی ایک شخص ہوا۔جس کے سر میں دعوائے نبوّت کا سودا سمایا اور اس نے چند دنوں میں یمن کے بیشتر علاقہ پر حکومت قائم کرلی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو اس سے قتال و جہاد کا تحریری حکم صادر فرمایا۔بالآخر حضرت فیروزؓ کے خنجر نے اس کی جھوٹی نبوّت کا آخری فیصلہ سنا دیا، تاریخ کے ریکارڈ میں اس کا افسانہ ''اسود کذّاب'' کے نام سے محفوظ ہے۔

ختمِ نبوّت کا دوسرا غدار مسیلمہ کذّاب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جس نے نبوّت محمدیہ میں شرکت کا دعویٰ کیا تھا، حضرت صدیق اکبرؓ نے ''اللہ کی تلوار'' (خالد بن ولیدؓ) کو اس کی سرزنش کے لئے روانہ فرمایا، یہ کذاب اپنے بیس ہزار امتیوں کو لے کر حدیقۃ الموت کے راستے سفرِ جہنم پر روانہ ہوا (حدیقۃ الموت اس باغ کا نام ہے جہاں مسیلمہ کذاب قتل ہوا)۔ صرف اس ایک معرکے میں مسلمانوں کو ''تحفظ ختمِ نبوّت'' کے لئے اتنی بڑی قربانی دینا پڑی کہ گیارہ سو سے چودہ سو تک اشراف صحابہ شہید ہوئے۔ (عمدۃ القاری ج:۸۱ ص:۱۸۲) ان میں سات سو سے زیادہ وہ اصحاب تھے جو قراء کہلاتے تھے، یعنی قرآن کریم کے حافظ، قاری اور متخصص عالم ___ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبداللہ، حضرت عمر کے برادر اکبر زید بن خطاب، خطیب الانصار ثابت بن قیس شماس، مدرسہ نبوّت کے سب سے بڑے قاری سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ان کے مولیٰ و مربی حضرت ابوحذیفہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ آفتاب نبوّت کے ان درخشندہ ستاروں کے نام سے حدیث و تاریخ کا کون سا طالب علم ناواقف ہے؟ ان میں سے ایک ایک کا وجود پوری اُمت پر بھاری تھا، یا صحیح لفظوں میں بجائے خود اُمت تھا، لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ مقتل یمامہ میں شمع نبوّت کے ان پروانوں نے ختمِ نبوّت پر کٹ مرنے کا کیا حسین مگر دلگداز منظر پیش کیا؟ گویا حافظ شیراز نے انہی کی زبان سے کہا تھا:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ختمِ نبوّت کا تیسرا باغی طلیحہ اسدی تھا، جس کے مقابلہ کے لئے وہی اللہ کی تلوار چمکی، لیکن بہت سے حامیوں کو مروا کے اسے جلد ہی راہ فرار اختیار کرنے میں عافیت محسوس ہوئی، ملک شام پہنچ کر سانس لی اور ہمیشہ کے لئے دعویٰ نبوّت سے توبہ کی۔ کم از کم ان تین مدعیان نبوّت کا انجام ہمارے سامنے ہے جنہوں نے دورِ نبوی میں نبوّت کا دعویٰ کیا، اور صحابہ کرامؓ نے سیف و سنان سے ان کی تواضع کی۔ گویا صدرِ اول ہی سے اُمتِ مسلمہ کے لئے یہ اصول طے کر دیا گیا تھا کہ مدعیان نبوّت کا فیصلہ مباحثہ مناظرہ کی بزم آرائیوں سے

نہیں ہوتا بلکہ تلوار کی نوک اور نیزے کی انی اس کا فیصلہ چکاتی ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں اسلام کو جن فتنوں کا سامنا کرنا پڑا، ان میں سب سے بدتر اور منحوس فتنہ وہ تھا جسے دنیا ''فتنہ قادیانیت'' کے نام سے جانتی ہے۔ اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی (متوفی: ۱۳۲۶ھ) اور ان کے متعلقین کسی پر نیچریت کی اور کسی پر دہریت کی چھاپ تھی، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوّت سے انگریز کو اس ذہنی ارتداد کے لئے دو اہم ترین فائدے نظر آئے، اول یہ کہ یہ تحریک صرف خواص اور پڑھے لکھے روشن خیال افراد تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ اس کا دائرہ کار عوام کی سطح تک پھیل جائے گا، دوم یہ کہ جو نظریات ملحدان یورپ اور ان کے شاگردان عزیز نیچریت یا دہریت کی تہمت کی بنا پر مسلمانوں سے قبول کرانے میں کامیاب نہیں ہوسکے وہی نظریات ''وحی والہام'' کی سند سے قادیانی نبوّت پیش کرے گی، اور مسلمان اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیں گے۔

مشرق ومغرب کے تمام ملاحدہ کے سارے افکار اور ان کی تمام جدوجہد کا خلاصہ اگر نکالا جائے تو یہ ہے کہ اسلام اپنی موجودہ شکل میں جو اس وقت مسلمانوں کے سامنے ہے (نعوذ باللہ) لائق اعتبار اور قابل اعتماد نہیں اور جن لوگوں نے قادیانی اور اس کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ٹھیک یہی خلاصہ قادیانی تحریک کے عقائد وافکار کا ہے، کسی قادیانی کے سامنے مرزا صاحب کے الہام کے خلاف کوئی آیت پڑھیئے، کوئی حدیث پیش کیجئے، کسی صحابی کی سند لایئے، کسی امام ومجدد، کسی ولی وقطب کی تحریر پیش کیجئے، آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ اس کا ذہن ان میں سے کسی چیز پر بھی ایمان لانے یا اعتماد کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ظاہر ہے کہ ذہنی ارتداد اور مزاجی تشکیک کی یہ کیفیت انگریز اگر صرف مستشرقین کے حملوں اور لارڈ میکالے کے نظریہ تعلیم کی یورش کے ذریعہ پیدا کرنا چاہتا تو اسے کامیابی نہ ہوتی یہی فلسفہ ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ افراد جو دہریت اور نیچریت کا شکار تھے، انہیں اپنے افکار ونظریات کے لئے جب الہامی سند مہیا ہوئی تو فوراً اس کی پناہ میں آگئے، حکیم نورالدین، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، محمد احسن امروہوی اور مسٹر محمد علی لاہوری، یہ قادیانیت کا ہراول دستہ ہے، جو پہلے نیچری تھا پھر مرزائی ہوا۔

ج:۔۔۔ ہندوستان کے سیاسی حالات کے پس منظر میں انگریز کو جس چیز نے سب سے زیادہ بے چین کر رکھا تھا وہ اسلام کا مسئلہ جہاد تھا، جہاد کی تلوار انگریزی جارحیت کے سر پر ہر وقت لٹک رہی تھی، اور انگریز اس تلوار کو ہمیشہ کے لئے توڑ دینا چاہتا تھا، یورپ کے مستشرقین نے اسلامی جہاد کے مسئلہ کو نہایت گھناؤنی شکل میں پیش کرنے کے لئے اگرچہ بہت سے صفحات سیاہ کئے، جناب سر سیّد صاحب اور مولوی چراغ علی وغیرہ نے بھی اس کی تعبیرات اس انداز سے کیں کہ جہاد کا دبدبہ اور اس کی سنگینی انگریز کے ذہن سے ختم ہو جائے۔ لیکن انگریز بدستور خائف رہا، اور جہاد کے عملی تجربوں نے جو وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی طرف سے دہرائے جاتے تھے، اسے بے چین کئے رکھا تا آنکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے وحی آسمانی کے ذریعہ اس کے آئندہ منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا، ظاہر ہے مستشرقین کے طومار اور سر سیّد کے افکار کا وہ وزن نہیں تھا جو مرزا قادیانی کے ''الہام'' کا ہوسکتا تھا۔ مرزا قادیانی کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن، ان کے وجود کا سب سے بڑا مقصد، ان کی نبوّت و مسیحیت کا سب سے بڑا کارنامہ اور ان کے الہامی تیر کا سب سے اہم نشانہ یہی مسئلہ جہاد ہے۔ باقی سب تمہید ہے اور یہی انگریز کی اس دور میں سب سے بڑی ضرورت تھی۔

د:۔۔۔ انگریز کے پاس اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے سی۔ آئی۔ ڈی کا بہت مضبوط جال موجود تھا، اور پھر مخبری کے لئے ''کالے قوانین'' کی ایک فوج بھی خفیہ خدمات پر مامور تھی۔ جن میں ہر طبقہ اور ہر سطح کے لوگ تھے، ان میں ''امیر'' بھی اور ''میر'' بھی، ''شریف'' بھی اور ''شاہ'' بھی، نواب بھی تھے اور خان بہادر بھی، مے نوش بھی تھے اور زاہد دین فروش بھی، علماء بھی تھے اور مشائخ بھی، طالب علم بھی تھے اور مریدان صفا کیش بھی، الغرض غلامان ہند میں ہر سطح کے لوگ موجود تھے، جو ''خدمات خاص'' بجالاتے اور سفید آقا کے دربار میں خلعت و خطابات سے نوازے جاتے۔

اس نازک دور میں سرکار کو بروقت اطلاع دے دینا کہ فلاں فرد یا فلاں جماعت حضور گورنمنٹ کے خلاف باغیانہ ''خیالات'' رکھتی ہے، معمولی خدمت نہ تھی، داد و دہش

کے دہانے کھل جاتے، انعام واکرام کی بارش ہوتی، عزت ووجاہت کو چار چاند لگ جاتے، جائدادیں تقسیم کی جاتیں، ریشمی رومال پکڑ کر انگریز افسر کے حوالے کردینے پر ''خان بہادر'' کا لقب اور کئی مربے جائداد مل جاتی تاہم اب تک ایک ''نبی'' کی نشست خالی تھی، اس کے لئے جناب مرزا غلام احمد قادیانی (جو آقایان فرنگ کے پشتینی وفادار اور یار غار تھے) سے بہتر اور کس شخصیت کا انتخاب موزوں ہوسکتا تھا؟ مرزا صاحب ایک نبی کی حیثیت سے اپنی اُمت سمیت ''مردان احرار'' کی خفیہ رپورٹ کی خدمات انجام دینے کے لئے مامور ہوئے یا مرزا صاحب کی اصطلاح میں یوں کہئے کہ انہیں اس کار خیر کی ''وحی'' والہام ہوا۔ یہ کہانی خود مرزا صاحب کی زبان سے بھی معلوم ہوگی، وہ لکھتے ہیں:

> ''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں (ظاہر ہے کہ دلوں کی بات تو مرزا صاحب کو وحی کے ذریعہ ہی معلوم ہوسکتی تھی۔ ناقل) میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا ہے، تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں، جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں، اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہوسکتے ہیں جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ (گورنمنٹ کی اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہوسکتی ہے کہ ایک نبی جو جبرائیل سے پوچھ پوچھ کر لوگوں کے نہایت مخفی ارادوں کی گورنمنٹ کو اطلاع دینے کے لئے میسر ہو۔ ناقل) کے خلاف ہیں، اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدے سے اپنی مفسدانہ حالتیں ثابت کرتے ہیں لیکن ہم

گورنمنٹ میں بادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح (کیوں نہیں ایک نبی کی اطلاع اور وہ بھی لوگوں کے عقیدوں کے بارے میں گورنمنٹ کو اس سے بہتر خفیہ مواد اور کہاں سے مل سکتا تھا۔ ناقل) اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی ایسے لوگوں کے نام مع پتہ نشان کے یہ ہیں۔''

(تبلیغ رسالت ج:۵ ص:۱۱)

چونکہ مرزا صاحب یہ کارِ خیر بقول ان کے نافہم، ناحق شناس، شریر اور منکر مسلمانوں کے خلاف، اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹکل خیرخواہی کی نیت سے انجام دیتے تھے، اس لئے یہ ان کی ''سیاسی نبوّت'' کا سب سے اونچا فریضہ سمجھنا چاہئے۔ اور یہ مسلمان، جن کو مرزا صاحب نافہم وغیرہ خطابات سے نواز رہے ہیں، اور جن کی مخبری کو قرین مصلحت کہہ کر آقایانِ نعمت کا حق ادا کر رہے ہیں، یہ چور اور ڈاکو نہیں ہیں۔ ان کا بس ایک جرم ہے کہ ان کا دماغ فرنگی کافروں سے گلوخلاصی کی تدبیر کیوں سوچنے لگتا ہے؟ اور ان کے دل آزادیٔ وطن کے لئے کیوں بے تاب ہیں؟ اور مسلمانوں کی مخبری صرف برٹش انڈیا ہی میں انجام نہیں دی جاتی تھی، بلکہ ''ملأ اعلیٰ'' کا حکم تھا کہ قادیانی تبلیغ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر تمام بلاد اسلامیہ میں پھیل جائیں، اور انگریزوں کی خدمات بجالائیں، مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تصنیف کر کے بلادِ شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کئے، اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصافِ حمیدہ درج کئے، اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے۔ اور ہزارہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں، اور بعض شریف عربوں کو

وہ کتابوں دے کر بلاد شام وروم کی طرف روانہ کیا، اور بعض کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے، اور اس طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجیں اور یہ ہزارہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا (اس سے بڑھ کر نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوگا کہ جس کار خیر پر آدمی مامور ہو اسے بصد شوق و رغبت بجا لائے۔ ناقل)۔'' (تبلیغ رسالت ج:۳ ص:۱۹۶)

قادیان کی سیاسی نبوّت نے ''تبلیغ اسلام'' کے پردے میں عالم اسلام میں سازشوں کے کیا کیا جال پھیلائے؟ مسلمانوں میں منافرت پھیلانے کے لئے کیا کچھ کیا؟ اور کیا کیا خفی وجلی خدمات انجام دی گئیں؟ یہ تفصیل اس مقالہ کے احاطہ سے باہر ہے۔

۱: سب سے پہلا انکشاف:

یوں تو رد قادیانیت اور تحفظ ناموس رسالت کا کام کم وبیش قریباً تمام اسلامی فرقوں نے کیا، اور سبھی کو کرنا بھی چاہئے تھا، مگر دارالعلوم دیوبند جو حضرت حاجی صاحبؒ کے بقول ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ دین کی خاطر وجود میں لایا گیا تھا، اسے اس سلسلہ میں چند ایسے امتیازات کا شرف حق تعالیٰ نے عطا فرمایا جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوسکا۔ سب سے پہلی بات تو یہی کہ قادیانی فتنہ کا جرثومہ ابھی رونما نہیں ہوا تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے مرشد ومربی حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ نے بطور کشف اس کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی اور علمائے اُمت کو اس کی جانب متوجہ فرمایا۔ ''تاریخ مشائخ چشت'' میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ کے ''ملفوظات طیبہ'' سے نقل کیا ہے کہ حضرت پیر صاحبؒ حج پر تشریف لے گئے اور حجاز میں قیام کا ارادہ فرمایا، مگر حضرت قطب عالم حاجی صاحبؒ نے انہیں باصرار وتاکید ہندوستان کی واپسی کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

''در ہندوستان عنقریب یک فتنہ ظہور کند، شما ضرور در ملک

خود واپس بروید، واگر بالفرض شما در ہند خاموش نشستہ باشید تاہم آن فتنہ ترقی نہ کند، ودر ملک آرام ظاہر شود۔''

ترجمہ:۔۔۔''ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ رونما ہوگا، آپ وطن واپس جایئے، اگر بالفرض آپ خاموش بھی بیٹھے رہیں تب بھی وہ فتنہ ترقی نہیں کرسکے گا، اور ملک میں سکون ہوجائے گا۔''

(بحوالہ ''بیس بڑے مسلمان'' ص:۸۹ طبع سوم)

اسی نوعیت کا واقعہ اس ناکارہ نے اپنے اکابر اساتذہ سے حضرت اقدس مولانا عبدالرحیم سہارنپوریؒ کے بارے میں بھی سنا تھا کہ قادیانیت کے نفس ناطقہ حکیم نورالدین صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی کے دام میں پھنسنے سے پہلے) کسی ضرورت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حکیم جی کو بطور نصیحت فرمایا کہ قادیاں سے ایک مدعی نبوّت اٹھے گا، اس سے بحث ومناظرہ کی غرض سے بھی اس کے پاس نہ جائیو۔ (الخ)

۲: حضرت نانوتویؒ کا فتویٰ:

حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے کسی جگہ ایک عجیب مضمون تحریر فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ ذہن میں اس قدر محفوظ ہے کہ زمانۂ نبوّت میں تو حق تعالیٰ شانہ، اپنی منشا کا اظہار بذریعہ وحی فرماتے تھے مگر وحی کا سلسلہ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ بند ہوچکا ہے، اس لئے زمانہ وحی کے بعد اگر کوئی معاملہ کسی پر مشتبہ ہوجائے اور اسے یہ معلوم کرنا ہو کہ اس معاملہ میں منشا خداوندی کیا ہے تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ اولیاء اللہ اور عارفین کے قلوب کس جانب مائل ہیں؟ جس جانب ان اکابر کا رجحان ہو اسی کو منشا الٰہی کے مطابق سمجھنا چاہئے۔

یہ حق تعالیٰ شانہ کی حکمت بالغہ تھی کہ قادیانی فتنہ کے ظہور سے قبل ہی اکابر اولیاء اللہ کے قلوب کو اس کے رد وتعاقب کی طرف متوجہ فرمایا۔ قادیانی نبوّت کا فتنہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ) بانی دارالعلوم دیوبند کے وصال کے بعد رونما ہوا، مگر حق

تعالیٰ نے ایک تقریب ایسی پیدا کردی کہ حضرت نانوتویؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کبریٰ پر ایک رسالہ ''تحذیر الناس'' تحریر فرمایا جس میں مسئلہ ختمِ نبوّت کو اس قدر مدلل فرمایا کہ قادیانی تاویلات کے تمام راستے مسدود ہوگئے۔ ختمِ نبوّت پر اچھوتا استدلال کرتے ہوئے آپؒ فرماتے ہیں:

''بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوّت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپؐ کے اور انبیاء موصوف بالعرض، اس صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (تمام انبیائے کرام کے آخر میں نہیں بلکہ ان کے) اول یا اوسط میں رکھتے تو انبیائے متأخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا، حالانکہ خود فرماتے ہیں: ''ما ننسخ من آیة او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا۔'' ... اور انبیائے متأخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیائے متأخرین پر وحی آتی اور افاضہ علوم کیا جاتا، ورنہ نبوّت کے پھر کیا معنی؟ سو اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی ہوتے تو بعد وعدہ محکم: ''انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحٰفظون۔'' کے جو بنسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہیے اور بہ شہادت آیت: ''و نزلنا علیک الکتٰب تبیانًا لکل شیء'' جامع العلوم ہے، کیا ضرورت تھی؟ اور اگر علوم انبیائے متأخرین علوم محمدی کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا ''تبیانًا لکل شیء'' ہونا غلط ہوجاتا۔'' (تحذیر الناس ص:۸ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

حضرت نانوتوی قدس سرہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کبریٰ کی تین قسمیں قرار دیتے ہیں، زمانی، مکانی، مرتبی۔ ان کے نزدیک آیت کریمہ: ''خاتم النبیین'' خاتمیت کی تینوں اقسام پر حاوی ہے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار شرف و منزلت کے بھی خاتم النبیین ہیں، باعتبار زمانہ کے بھی، باعتبار مکان کے بھی:

''سوا گر (آیت میں خاتمیت کے تینوں اقسام کا) اطلاق اور عموم (مراد) ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ (اگر ان تینوں اقسام میں سے صرف ایک قسم مراد ہے تو وہ خاتمیت مرتبی ہو سکتی ہے، اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ اور تصریحات نبوی مثل: ''انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الّا انہ لَا نبی بعدی۔'' او کما قال، جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی ہے، کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو یا الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ، باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات، متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے، ایسا ہی اس کا (یعنی ختمِ نبوّت زمانی کا) منکر بھی کافر ہوگا۔''

(تحذیر الناس ص:۹، ۱۰ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

اور ''جوابات محذورات عشرہ'' میں فرماتے ہیں کہ تحذیر الناس کے صفحہ نہم کی سطر دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک (آیت خاتم النبیین کی) وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہو جائیں۔ اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے، چنانچہ شروع تقریر سے واضح ہے، سو پہلی صورت میں تو (جب کہ آیت کا مدلول مطابقی خاتمیت مرتبی کو قرار دیا جائے) تاخر زمانی بدلالت التزامی ثابت ہوتا ہے اور دلالت التزامی اگر دربارہ توجہ الی المطلوب مطابقی سے کم تر ہو، مگر دلالت ثبوت اور دلنشینی میں مدلول التزامی، مدلول مطابقی سے زیادہ ہوتا ہے، اس لئے کہ کسی چیز کی خبر تحقق اس کے برابر نہیں ہو سکتی، کہ اس کی وجہ اور علت بھی بیان کی جائے، اگر کسی

شخص کو کسی عہدہ پر ممتاز فرمائیں، تو اور امیدوار قبل ظہور وجہ ترجیح بے شک غل مچائیں گے، اور بعد وضوح وجہ وعلت پر مجال دم زدن نہیں رہتی۔" (مناظرۂ عجیبہ ص:۷۰،۷۱ مکتبہ قاسم العلوم کورنگی)

"الغرض معنی مختار احقر سے کوئی عقیدہ باطل نہ ہوگیا، بلکہ وہ رخنہ جو درصورت اختیار تاخر زمانی وانکار ومنع خاتمیت مرتبی پر پڑتا نظر آتا تھا، بند ہوگیا، پھر تو اس پر خاتمیت زمانی بھی مدلول "خاتم النبیین" رہی، البتہ دو شقوں میں سے ایک شق پر تو مدلول التزامی، اور دوسری شق پر۔۔۔۔۔۔ مدلول مطابقی۔"

(مناظرۂ عجیبہ ص:۲۷،۳۷ مکتبہ قاسم العلوم لانڈھی)

حضرت نانوتوی قدس سرہ کی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین بمعنی "آخری نبی" ہونا قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے اور اس کا منکر اسی طرح کافر ہے، جس طرح تعداد رکعات کا منکر کافر ہے، اور یہ کہ آپؐ کی خاتمیت مرتبی، خاتمیت زمانی کو مستلزم ہے، اگر آپؐ مراتب نبوّت کے خاتم ہیں تو بلاشبہ زمانی نبوّت کے بھی خاتم ہیں۔۔۔۔۔۔ اس تقریر سے قادیانی فتنہ پردازوں کی ساری منطق غلط ہوجاتی ہے اور "خاتم النبیین" میں ان کی ساری تحریفات پادر ہوا ثابت ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پہلے شخص تھے جنھوں نے قادیانی تحریفات کا رد کیا اور قادیانی ملاحدہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوّت کے قائل ہیں، ان کو متواترات دین کا منکر قرار دے کر ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔

۳: فتویٰ تکفیرِ قادیانی:

اکابر دیوبندؒ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا تعاقب سب سے پہلے شروع کیا اور ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا قادیانی نے مجددیت کے پردے میں اپنے الہامات کو "وحی الٰہی" کی حیثیت سے براہین احمدیہ میں شائع کیا تو

لدھیانہ کے علماء (مولانا محمد، مولانا عبداللہ، مولانا اسمٰعیل رحمہم اللہ) نے جو حضرات دیوبند کے منتسبین میں سے تھے، فتویٰ صادر فرمایا کہ یہ شخص مسلمان نہیں بلکہ اپنے عقائد ونظریات کے اعتبار سے زندیق اور خارج از اسلام ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ، دجال قادیان کے حالات سے پوری طرح واقف نہ تھے، اس لئے بعض لوگوں نے جو مرزا قادیانی سے حسن ظن رکھتے تھے علمائے لدھیانہ کی مخالفت میں حضرت گنگوہیؒ سے فتویٰ منگوالیا۔ ۲۱ر جمادی الاول ۱۳۰۱ھ کو علمائے لدھیانہ، دارالعلوم دیوبند کے جلسہ سالانہ پر تشریف لے گئے اور قادیانی مسئلہ میں حضرت گنگوہیؒ اور دیگر اکابر سے بالمشافہ گفتگو فرمائی، رفع نزاع کے لئے دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کو جو صاحب کشف تھے، حکم تسلیم کیا گیا اور انہوں نے مندرجہ ذیل تحریری فیصلہ دیا:

> ”یہ شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) لامذہب (دہریہ) معلوم ہوتا ہے، اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا، معلوم نہیں اس کو کس کی رُوح سے اُنسیت ہے۔ (عزازیل کی رُوح سے ہوسکتی ہے۔ ناقل) مگر اس کے اِلہامات اولیاء اللہ کے اِلہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے۔“

اس تنقیح وتشریح کے بعد حضرت گنگوہیؒ نے بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروؤں کو زندیق اور خارج اَز اِسلام قرار دیا۔ حضرت گنگوہیؒ تمام اکابر دیوبند کے مقتدا تھے، ان کا فتویٰ گویا پوری جماعت کا متفقہ فتویٰ تھا، یہی وجہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی اس ضرب کی ٹیس کو آخر زندگی تک محسوس کرتا رہا۔

مکتوب عربی میں مرزا قادیانی نے ان اکابر اُمت کو مندرجہ ذیل الفاظ سے نوازا ہے:

> ”اخرهم الشيطان الأعمىٰ والغول الأغوىٰ يقال له رشيد احمد الجنجوهي و هو شقي كالأمروهي ومن الملعونين۔“ (انجام آتھم ص:۲۵۲، روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۲۵۲)

ترجمہ:۔۔۔’’ان میں سے آخری شخص وہ اندھا شیطان اور بہت گمراہ دیو ہے، جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ (مولانا احمد حسن) امروہی کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے۔‘‘

یہ تمام تفصیلات ’’رئیس قادیان‘‘ جلد دوم مولفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری، ص:۸۱۴ میں ملاحظہ کی جائیں۔

دوسرا فتویٰ:

صفر ۱۳۳۱ھ میں دارالعلوم دیوبند سے قادیانی کے خلاف ایک اور فتویٰ جاری ہوا، جس پر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ رئیس المدرسین دیوبند، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور دیگر تمام اکابر دیوبند کے علاوہ دوسرے مشاہیر علمائے ہند کے دستخط ہیں۔ یہ فتویٰ مولانا محمد سہول صاحبؒ کے قلم سے ہے جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و نظریات اس کی کتابوں سے نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

’’جس شخص کے ایسے عقائد و اقوال ہوں، اس کے خارج از احاطہ، اہلسنّت والجماعت اور احاطہ اسلام سے (خارج) ہونے میں کسی مسلمان کو خواہ جاہل ہو یا عالم، تردد نہیں ہوسکتا، لہٰذا مرزا غلام احمد اور اس کے جملہ متبعین درجہ درجہ مرتد، زندیق، ملحد، کافر اور فرقِ ضالہ میں یقیناً داخل ہیں۔۔۔الخ۔‘‘

یہ طویل فتویٰ ”القول الصحیح فی مکائد المسیح“ کے نام سے شائع ہوا۔

تیسرا فتویٰ:

۲۱ر رجب ۱۳۳۱ھ کو ایک اور مبسوط فتویٰ دارالعلوم دیوبند کے مفتیٔ اعظم عارف باللہ حضرت مولانا عزیز الرحمن کے قلم سے صادر ہوا۔ اس پر بھی تمام مشاہیر علمائے ہند کے دستخط ہیں اور یہ ’’فتویٰ تکفیرِ قادیاں‘‘ کے نام سے طبع ہوا۔

علمائے حرمین کا فتویٰ:

مکہ ومدینہ (زادہما اللہ شرفاً وعظمۃً) اسلام کا مرکز ومنبع ہیں۔ اور وہاں کے علمائے کرام کے فتاویٰ کو ہر دور میں عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ اکابر دیوبند میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی قدس سرہ نے قادیانی کے خلاف کفر وارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا جس پر دیگر علمائے حرمین کے دستخط ہیں۔ (ملخصاً) (رئیس قادیان ج:۲ ص:۱۱)

۴: مسئلۂ تکفیر اور علمائے دیوبند کا امتیاز

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف جو فتوے صادر کئے گئے ان میں علمائے دیوبند کا ایک اور خصوصی امتیاز بھی نمایاں ہوا، اور وہ تھا ان کا مسلک اعتدال۔ مسئلہ تکفیر بہت ہی نازک مسئلہ تھا۔ ایک مسلمان کو کافر کہنا بہت ہی سنگین جرم ہے، اور دوسری طرف کسی کھلے کافر کو مسلمان کہنے پر اصرار کرنا بھی معمولی بات نہیں۔ بدقسمتی سے جس دور میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کافرانہ دعوے کئے، عام طور سے لوگ اس مسئلہ میں افراط وتفریط کا شکار تھے، ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کے صریح کفریات پر اسے کافر کہنے کو خلاف مصلحت سمجھتا تھا اور دوسرا گروہ وہ تھا جس نے گیہوں کے ساتھ گھن پیسنے کا مشغلہ شروع کر رکھا تھا۔

پہلے گروہ کی تفریط قادیانی تحریک کو انگیز کر رہی تھی، اور قادیانی ملاحدہ بڑے طمطراق سے ایسے لوگوں کو پیش کر دیتے تھے جو انہیں کافر نہیں سمجھتے اور دوسرے گروہ کے افراط نے خود مسئلہ تکفیر کی مٹی پلید کر دی تھی، اور قادیانی ملاحدہ ان کے تکفیری فتووں کے طومار کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے یہ کہہ دیتے تھے کہ مولویوں کے پاس کفر بڑا سستا ہے، یہ ہر شخص کو جو ان کے خیالات کے خلاف کوئی بات کہہ دے فوراً کفر کا تحفہ پیش کر دیا کرتے ہیں۔

ان دونوں گروہوں کا طرز عمل نہ صرف افسوسناک تھا بلکہ اس سے خطرہ پیدا ہو چلا تھا کہ خدانخواستہ ان لوگوں کی بے احتیاطی اور افراط وتفریط سے کفر واسلام کی حدود ہی مٹ کر نہ رہ جائیں۔ حق تعالیٰ شانہ، علمائے دیوبند کو بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے آگے بڑھ کر اسلام اور کفر کے حدود کو ممیز کیا اور لوگوں کو بتایا کہ اسلام اور کفر کے

درمیان خط فاصل کیا ہے اور وہ کون سی حد ہے جس کو عبور کر لینے کے بعد آدمی صریح اسلام سے خارج ہوکر کفر کے خارزار میں جا نکلتا ہے۔ اس موضوع پر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ''اکفار الملحدین فی شیء من ضروریات الدین'' میں تحقیق وتفتیش کا حق ادا فرمایا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اردو میں ''وصول الافکار الی اصول الانکار'' نامی رسالہ تحریر فرمایا، اور دیگر اکابر دیوبند نے بھی اس موضوع پر رسائل تحریر فرمائے۔ اس مسئلہ کو خوب منقح کردیا۔ اصول تکفیر پر مفصل لکھنے کی ان سطور میں گنجائش نہیں، خلاصہ یہ ہے کہ وہ امور جن کا دین محمدیؐ میں داخل ہونا تواتر یا شہرت سے ثابت ہے، وہ ''ضروریات دین'' کہلاتے ہیں۔ ان سب کو ایک ایک کر کے تسلیم کرنا اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کردینا یا تاویل کے ذریعہ ان میں سے کسی ایک کے مفہوم کو بدل ڈالنے کا نام کفر ہے۔ علمائے دیوبند نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرووٴں کی تحریفات پیش کر کے واضح کیا کہ یہ لوگ ''ضروریات دین'' کے منکر ہیں، اس لئے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

بعض لوگوں نے اسلام اور کفر کے فیصلہ کے لئے ایک آسان سا اصول تلاش کرلیا ہے، جو شخص کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو، بس وہ مسلمان ہے ورنہ کافر۔ ظاہر ہے کہ یہ اصول صریحاً غلط ہے، فرض کیجئے ایک شخص کلمہ پڑھتا ہے، نماز روزے کا قائل اور بہت سی عبادت وریاضت بھی کرتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ نعوذ باللہ قرآن کی فلاں آیت ثابت نہیں، کیا ایسے شخص کو مسلمان تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب ذرا غور کیجئے کہ قرآن کریم کا کلام الٰہی ہونا ہمیں کس ذریعہ سے معلوم ہوا؟ ہر شخص اس کا جواب یہی دے گا کہ قرآن کا قرآن ہونا اُمت کے تواتر سے ثابت ہے۔ چودہ سو سال سے یہی قرآن مسلمانوں کے پاس تواتر سے چلا آتا ہے۔ یہی قرآن، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ اس لئے اس کے کسی ایک حرف میں بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ بس جس طرح قرآن کریم کے ہم تک پہنچنے کا ذریعہ اُمتِ اسلامیہ کا تواتر ہے اور اس تواتر کا منکر کافر ہے، اسی طرح دینِ محمدی (علی صاحبہ الصلوٰة والسلام) میں سے جو چیزیں ہمیشہ سے مسلم چلی آتی رہی ہیں، ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ اور پھر صرف الفاظ

کے تواتر کو تسلیم کر لینا کافی نہیں بلکہ قرآن کریم کی کسی آیت یا کسی متواتر عقیدہ کا جو مفہوم و معنی اُمت میں ہمیشہ سے مسلم رہا ہے، اس کا تسلیم کرنا بھی ضروری ہے، ورنہ اس کا انکار کر کے قرآن کریم یا احادیث متواترہ کو نئے معنی پہنانا کفر ہی کی ایک قسم ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تمام مسلمان یہ تسلیم کرتے آئے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم ۔۔۔۔۔ جن کے آخری زمانہ میں نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے، ان سے مراد وہی بنی اسرائیلی پیغمبر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علی وسلم سے قبل مبعوث ہوئے تھے، اس کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائی اُمت کا یہ دعویٰ ہے کہ عیسیٰ بن مریم سے مراد غلام احمد ہے، دمشق سے مراد قادیان ہے، مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ان تمام مضحکہ خیز تاویلوں کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے لے کر آج تک کسی نے عیسیٰ بن مریم کا مطلب نہیں سمجھا اور نعوذ باللہ پوری کی پوری ملت اسلامیہ گمراہ اور کافر و مشرک رہی ۔۔۔۔۔ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح تکذیب اور اُمت کے کروڑوں اکابر کی تحمیق و تجہیل نہیں؟ اگر اس کے بعد بھی ایک شخص کو دائرہ اسلام میں پناہ مل سکتی ہے تو کہنا چاہئے کہ اسلام کا کوئی متعین مفہوم ہی سرے سے موجود نہیں، حاصل یہ ہے کہ اسلام کے کسی ایک قطعی مسئلہ کا لفظی، معنوی انکار دراصل پورے دین کا انکار ہے۔

۵: علمائے دیوبند تحقیق کے میدان میں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جن نظریات و افکار کا اظہار کیا اور جس طرح اسلام کے مسلّمہ اصولوں میں قطع و برید کی، واقعہ یہ ہے کہ کوئی شخص دیانت و امانت کے ساتھ ان کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس کی توقع صرف اس شخص سے کی جا سکتی ہے جو خشکی دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہو، یا دین و ایمان کو غارت کر کے اس نے اپنے اغراض مشؤمہ کی تکمیل کی ٹھان لی ہو۔ اس لئے غلام احمد قادیانی اور اس کے مخصوص حواریوں کے بارے میں علمائے دیوبند کی قطعی رائے یہ تھی کہ یہ لوگ اس حد کو عبور کر چکے ہیں، جس سے واپسی ناممکن ہے، یہ ظلی،

بروزی نبوّت کا ڈرامہ اور مسیحیت و مہدویت کے دعوے ایک سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ ہیں اور اس کے پردہ میں مخصوص اغراض و مقاصد کارفرما ہیں۔ البتہ عام لوگ جو کسی غلط فہمی سے قادیانیت کے دام فریب کا شکار ہیں، ان کی اصلاح ضروری ہے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر مرزائی لیڈروں نے جو غلط فہمیاں اُمت میں پھیلا دی ہیں، ان کا ازالہ بھی لازم ہے۔ اس مقصد کے لئے علمائے دیوبند نے رد قادیانیت پر قلم اٹھایا اور قادیانی فتنہ پردازوں کے تمام شبہات کا جواب لکھا۔ اس موضوع پر جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں، غالباً کسی ملحدانہ تحریک پر اتنا لٹریچر تیار نہیں ہوا ہوگا۔

اس سلسلہ میں امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ (المتوفی ۱۳۵۲ھ) اور حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا کارنامہ ناقابل فراموش ہے۔ ان حضرات نے اور ان کے احباب و تلامذہ نے قادیانیت سے متعلق ہر مسئلہ پر گرانقدر کتابیں تالیف فرمائیں۔ اور اُمتِ اسلامیہ کو قادیانی دجل و فریب سے آگاہ کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کر دیں۔ یہاں اکابر دیوبند اور ان کے متوسلین کی تالیف کردہ کتابوں کی ایک مختصر سی فہرست پیش کی جاتی ہے:

۱:	الشہاب	مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
۲:	القادیانی والقادیانیہ	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
۳:	ایمان و کفر	مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ
۴:	آئینہ قادیانی	محمد عبدالرحمن مونگیریؒ
۵:	آئینہ کمالات مرزا	سیّد محمد علی مونگیری
۶:	المتنبیٔ القادیانی	مولانا مفتی محمودؒ
۷:	التصریح بما تواتر فی نزول المسیح	مولانا انور شاہ کشمیریؒ
۸:	اکفار الملحدین	ایضاً
۹:	الاسس القادیانیۃ للحرکۃ القادیانیۃ	سیّد عباس

۰۱:	الانکلیز والقادیانیۃ	محمد عمر
۱۱:	الہامات مرزا	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
۲۱:	القول المحکم	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۳۱:	اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف	ایضاً
۴۱:	اطلاع رحمانی	مولانا محمد اسحق رحمانی
۵۱:	اغلاط ماجدیہ	مولانا عبداللطیف رحمانی
۶۱:	اکھنڈ بھارت	مولانا محمد شریف جالندھریؒ
۷۱:	اسلامی تبلیغی انسا ئیکلو پیڈیا	مولانا مفتی محمد شفیع ؒ
۸۱:	الکاویہ علی الغاویہ	مولانا محمد عالم آسیؒ
۹۱:	ائمہ تلبیس	مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ
۰۲:	ایمان کے ڈاکو	ایضاً
۱۲:	اردو ترجمہ اکفار الملحدین	مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ
۲۲:	اسلام اور مرزائیت	مولانا عتیق الرحمن
۳۲:	تحفہ قادیانیت (اردو۔انگلش)	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
۴۲:	مرگ مرزائیت	طاہر رزاق
۵۲:	قادیانی افسانے	ایضاً
۶۲:	الہامی گرگٹ	عالمی مجلس
۷۲:	غدار کی تلاش	ایضاً
۸۲:	اسلام اور معاشی اصلاحات	مرتضیٰ خان میکشؒ
۹۲:	اشد العذاب	مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ
۰۳:	اول السبعین	ایضاً
۱۳:	صحیفۃ الحق	ایضاً
۲۳:	ثانی السبعین	ایضاً

۳۳:	قادیان میں زلزلہ	ایضاً
۴۳:	پاکستان میں مرزائیت	مرتضیٰ خان میکشؒ
۵۳:	پاکستان کا غدار	مولانا عبداللطیف
۶۳:	ترک مرزائیت	مولانا لال حسین اخترؒ
۷۳:	تفسیر رحمانی	ابواحمد رحمانی
۸۳:	تنبیہ رحمانی	ایضاً
۹۳:	تحیۃ الاسلام	مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ
۰۴:	تازیانہ عبرت	مولانا کرم الدین جہلمیؒ
۱۴:	تحقیق لاثانی	محمد یعقوب سنوری
۲۴:	تکمیل دین اور ختم نبوّت	چوہدری افضل حقؒ
۳۴:	چودھویں صدی کے مدعیان نبوّت	مولانا محمد عالم آسی
۴۴:	حقیقت مرزائیت	مولانا علم الدینؒ
۵۴:	حقیقت مرزائیت	مولانا عبدالکریم
۶۴:	مسیح علیہ السلام مرزا قادیانی کی نظر میں	مولانا لال حسین اخترؒ
۷۴:	پانچ سوالوں کا جواب	فرزند توحیدؒ
۸۴:	حقیقت مرزا	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۹۴:	تحقیق ناقد	عبدالکریم ناقد
۰۵:	حیات ونزول مسیح	ڈاکٹر عبداللہ جتوئیؒ
۱۵:	حمل مرزا	مولانا لال حسین اخترؒ
۲۵:	حیات عیسیٰ علیہ السلام	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۳۵:	خاتم النبیین	علامہ انور شاہ کشمیریؒ
۴۵:	ختم نبوّت فی القرآن	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ
۵۵:	ختم نبوّت فی الحدیث	ایضاً

۶۵:	ختمِ نبوّت فی الآثار	ایضاً
۷۵:	ختمِ نبوّت اور بزرگان دین	مولانا لال حسین اخترؒ
۸۵:	ختمِ نبوّت اور نزول عیسیٰ علیہ السلام	مولانا عبدالرشید
۹۵:	ختمِ نبوّت	مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ
۰۶:	خواجہ غلام فرید عارف ربانی اور مرزا غلام احمد قادیانی	مولانا لال حسین اخترؒ
۱۶:	الخطاب المليح فی تحقیق المهدی والمسیح	مولانا اشرف علی تھانویؒ
۲۶:	دعاوی مرزا	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
۳۶:	دعاوی مرزا	مولانا اللہ وسایا مبلغ فیصل آباد
۴۶:	دین مرزا کفر خالص	مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ
۵۶:	احتساب قادیانیت	مولانا لال حسین اخترؒ
۶۶:	دوسری شہادت آسمانی	ابواحمد رحمانی
۷۶:	دعاوی مرزا	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۸۶:	رئیس قادیاں	مولانا ابوالقاسم دلاوریؒ
۹۶:	شرائط نبوّت	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۰۷:	صاعقہ آسمانی بر فتنہ قادیانی	حکیم محمد یعقوب
۱۷:	صحیفہ رحمانی	ابواحمد رحمانی
۲۷:	صحیفہ رحمانی نمبر ۳۱	ایضاً
۳۷:	صحیفہ رحمانی نمبر ۵۱	ایضاً
۴۷:	صحیفہ رحمانی نمبر ۶۱	ایضاً
۵۷:	چیلنج محمدیہ نمبر ۸۱ صحیفہ احمدیہ	ابومحمود محمد اسحق
۶۷:	صحیفہ رحمانی نمبر ۹۱	ایضاً
۷۷:	صحیفہ رحمانی نمبر ۰۲	ایضاً
۸۷:	نامہ حقانی کذب مسیح قادیانی نمبر ۳۲	ایضاً

۷۹:	صحیفہ نمبر ۴۲	ایضاً
۸۰:	صولت محمدیہ برفرقہ غلمدیہ	حافظ محمد عبدالسلام
۸۱:	صحیفہ رحمانیہ نمبر ۱۲	محمد اسحٰق
۸۲:	عقیدۃ الاسلام	مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ
۸۳:	عشرہ کاملہ	جناب محمد یعقوب پٹیالویؒ
۸۴:	عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوّت	علامہ خالد محمود
۸۵:	عبرت ناک موت	مولانا لال حسین اخترؒ
۸۶:	علامات قیامت اور نزول مسیح علیہ السلام	مولانا محمد رفیع عثمانی
۸۷:	فتویٰ تکفیر قادیان	مختلف بیانات علمائے اسلام
۸۸:	فیصلہ آسمانی حصہ اول	مولانا ابواحمد رحمانی
۸۹:	تتمہ فیصلہ آسمانی حصہ دوم	ایضاً
۹۰:	فیصلہ آسمانی حصہ دوم	ایضاً
۹۱:	فیصلہ آسمانی حصہ سوم	ایضاً
۹۲:	فتنہ مرزائیت	محمد امیر الزمان کشمیری
۹۳:	فتنہ قادیانیت	مولانا بنوریؒ
۹۴:	فتنہ مرزائیت اور مسئلہ ختمِ نبوّت	محمد اکرم زاہد
۹۵:	قادیانی نبوّت	ابوسیف عتیق الرحمن فاروقی
۹۶:	قادیانی فتنہ	مولانا عتیق الرحمن
۹۷:	قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۹۸:	قادیانی نبوّت کا خاتمہ	مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ
۹۹:	قادیانی مفتی کا جھوٹ اسہال میں وصال	مولانا لال حسین اخترؒ
۱۰۰:	قادیانیت	مولانا ابوالحسن علی ندویؒ
۱۰۱:	قادیانی دجل کا جواب	قاضی مظہر حسین چکوال

۱۰۲:	قادیانی ریشہ دوانیاں	مولانا لال حسین اخترؒ
۱۰۳:	کشف الستار عن القادیانیہ۔۔۔	مولوی محمد عمر ملتانی
۱۰۴:	کشف تلبیس	حافظ محمد اسحق قریشی
۱۰۵:	مرزائیوں کا سیاسی کردار	مولانا محمد علی جالندھریؒ
	(مولانا محمد علی جالندھری کی تقریر)	مرتب محمد سعید الرحمن علویؒ
۱۰۶:	کفر و اسلام کی حدود اور قادیانیت	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۱۰۷:	کذبات مرزا	ابوعبیدہ نظام الدین کوہاٹی
۱۰۸:	لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ ابن مریم	مولانا محمد ادریس صاحبؒ
۱۰۹:	مرزا غلام احمد کی تصویر کے دو رخ	جانباز مرزاؒ
۱۱۰:	مرزائیت کا سیاسی محاسبہ	ایضاً
۱۱۱:	مرزائیت سے اسلام تک	اللہ وسایا ڈیروی
۱۱۲:	مسلمان کون ہے اور کافر کون	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۱۳:	معیار صداقت	سیّد ابواحمد رحمانی
۱۱۴:	مسلک الختام فی ختم نبوّت خیر الانام	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۱۵:	مسئلہ ختمِ نبوّت علم و عقل کی روشنی میں	مولانا محمد اسحق سندیلویؒ
۱۱۶:	منکوحہ آسمانی	ابوعبیدہ
۱۱۷:	مولانا نانوتویؒ پر مرزائیوں کا بہتان	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۱۸:	مرزائیوں کے خطرناک ارادے	مولانا عبدالرحیم صاحب
۱۱۹:	مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں	جانباز مرزاؒ
۱۲۰:	مسلمانوں کو مرزائیت سے نفرت کے	
	اسباب اور مرزا کے متضاد اقوال	حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ
۱۲۱:	میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی	مرتبہ قاضی خلیل احمد
۱۲۲:	مرزا غلام احمد کی آسان پہچان	مولانا عبدالرحیم اشعر

۱۲۳:	مرزا قادیانی اور غیر محرم عورتیں	مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کوئٹہ
۱۲۴:	مسلمانوں کی نسبت مرزائیوں کا عقیدہ بلا تبصرہ	مولانا لال حسین
۱۲۵:	مرزا بشیر الدین (خلیفہ قادیانی جواب دیں)	مولانا محمد علی جالندھریؒ
۱۲۶:	نزولِ عیسیٰ	مولانا بدر عالم صاحبؒ
۱۲۷:	نبوّت قادیانی	انجمن تائید اسلام
۱۲۸:	نصرت اسلام (مناظرہ مابین خالد محمود اور قاضی نذیر)	
۱۲۹:	وزیر خارجہ	جانباز مرزاؒ
۱۳۰:	ہدایت الممتری عن غوایۃ المفتری	مولانا محمد عبدالغنی خانؒ
۱۳۱:	مرزائی نامہ	مولانا مرتضیٰ احمد میکشؒ
۱۳۲:	چودہ میزائیل	مولانا منظور احمد

یہ معلوم کتابوں کی فہرست ہے ورنہ تلاش وجستجو کی جائے تو بہت سی کتابیں اور بھی ہوں گی، جو اب نایاب ہوچکی ہیں، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' مطبوعہ عالمی مجلس ملتان۔

میدانِ مباحثہ:

مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری تگ و دو کاغذی پتنگ بازی تک محدود تھی۔ انہوں نے علمائے اُمت کو للکارنے اور پھر قادیان کے ''بیت الفکر'' کے گوشہ عافیت میں پناہ گزیں ہوجانے کا فن بطور خاص ایجاد کیا تھا۔ مرزا صاحب کی اس حکمت عملی سے مباحثہ کی اول تو نوبت ہی نہ آتی، اگر مرزا صاحب کی بدقسمتی سے اس کا موقع آہی جاتا تو ان کی شکست و ناکامی ہی ''فتح مبین'' کا بروز اختیار کرلیتی تھی۔ یہاں بطور مثال چند واقعات کا مختصر تذکرہ کافی ہوگا:

۱:... ۳۱ مئی ۱۸۹۱ء کو مرزا صاحب نے علمائے لدھیانہ کو مناظرہ کا چیلنج کیا کہ حیات مسیح پر مجھ سے مناظرہ کرلیں۔ علمائے لدھیانہ نے جواب دیا کہ ہم آج سے آٹھ سال

پہلے آنجناب کے کفر اور خروج از اسلام کا فتویٰ دے چکے ہیں، اس لئے کوئی جگہ تجویز کر کے ہمیں مطلع کیجئے۔ ہم بلا تاخیر وہاں پہنچ جائیں گے۔ آنجناب پہلے اپنا اسلام ثابت کر کے دکھائیں، اس کے بعد حیات مسیح اور دیگر مسائل پر بھی گفتگو ہو جائے گی۔ لیکن مرزا صاحب نے اس کے جواب میں ''خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید'' پر عمل کیا۔ اور علمائے لدھیانہ کا چیلنج آج تک قائم ہے۔ کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکا، نہ اِن شاء اللہ قیامت تک دے سکتا ہے (اس مباحثہ طلبی کی روئداد رئیس قادیاں جلد دوم مؤلفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری میں ملاحظہ فرمائیے)۔

۲:۔۔۔ مرزا صاحب کے منجھلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم، اے نے سیرۃ المہدی صفحہ ۲ ۸۳ جلد اوّل میں مرزا صاحب کے پانچ مباحثوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک آریہ سے ہوا، ایک عیسائی اور تین مسلمانوں سے، بدقسمتی یہ کہ ان میں سے چار کی روئداد پڑھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب میدان چھوڑ کر بھاگے۔ اور بعد میں ان کی یہ شکست ''فتح مبین'' قرار پائی۔۔۔۔۔ اور پانچویں مباحثہ میں تو مولانا عبدالحکیم کلانوری نے مرزا صاحب سے دعویٰ نبوّت سے توبہ کرائی، اور ان سے یہ تحریر لی کہ وہ آئندہ نبوّت کا لفظ استعمال نہیں کیا کریں گے۔ یہ ان کی پہلی فتح مبین تھی۔ لیکن بعد میں مرزا صاحب نے توبہ توڑ ڈالی، اور اس تحریری توبہ نامہ سے انحراف کیا، یہ ان کی دوسری فتح مبین تھی (اس کی تفصیل مرزا صاحب کے اشتہارات میں موجود ہے)۔

۳:۔۔۔ مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ مباحثات کی وادیٔ پُرخار میں ان کے پاؤں شل ہو چکے ہیں اور مباحثوں میں ان کی ذلت نما ''فتح'' دن بدن نمایاں ہو رہی ہے تو انہوں نے الہامی اعلان کر دیا کہ وہ آئندہ علماء سے مباحثہ نہیں کیا کریں گے۔ (انجام آتھم ص:۲۸۲) یہ مرزا صاحب کی فتح کا آخری اعلان تھا۔

۴:۔۔۔ مرزا صاحب کے اس بہادرانہ اعلان کے بعد لازم تھا کہ قادیانی صاحبان کبھی مناظرہ و مباحثہ کا نام نہ لیتے، لیکن انہیں شاید یہ احساس تھا کہ وہ علم و فضل اور فہم و دانائی میں مرزا صاحب سے فائق ہیں، اس لئے اگر مرزا صاحب نے مناظروں اور

مباحثوں سے ''توبہ'' کرلی ہے تو یہ حکم صرف انہی کی ذاتی لیاقت سے متعلق ہے، ان کی اُمت پر اس کی تعمیل واجب نہیں، چنانچہ قادیانی صاحبان، مرزا صاحب کے اس اعلان کے بعد بھی مناظرہ کے چیلنج کرتے رہے (خود مرزا صاحب کی زندگی میں بھی، اور ان کے انتقال بمرض ہیضہ کے بعد بھی)۔ مناظروں کی نوبت اکثر پیش آئی۔ نتیجہ وہی ''فتح'' بصورت شکست۔ مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ جو دارالعلوم دیوبند کے رئیس المناظرین تھے، اور جنہیں قادیانی خانوادہ سے گفتگو اور مباحثہ کے بہت سے مواقع پیش آئے تھے، قادیانی مباحثوں پر بلیغ تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''علمائے اسلام نے مرزا صاحب کی لغویات باطلہ کا پورا رد اور خود ان کا کذاب و مفتری ہونا ایسا ثابت کردیا کہ منصف کے لئے تو کافی ہی ہے، مرزائی ہٹ دھرموں کے بھی منہ بند کردیئے اور قلم توڑ دیئے، اور ان کو جواب کی تاب نہ رہی، لہٰذا اب نہ مناظرہ کی ضرورت، نہ مباہلہ کی، فقط جاہل مریدوں کو جہنم تک پہنچانے کے لئے یہ راہ اختیار کی جاتی ہے کہ کہیں مناظرہ کا اشتہار، کہیں مباہلہ کا چیلنج، ورنہ وہ نہ مناظرہ کرسکیں نہ مباہلہ:

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہمیں عام مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ علمائے اسلام اپنا فرض ادا فرماچکے، اور نہ ماننا اور نہ تسلیم کرنا یہ محض ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے ہے، ورنہ مناظرے بھی ہوچکے، اور جس کو فتح دینی تھی اور جس کو ذلیل کرنا تھا وہ بھی ہوچکا۔۔۔۔۔

سرور شاہ (قادیانی) امیر وفد مونگیر سے دریافت کرلو حافظ روشن علی صاحب، مختار احمد صاحب شاہ جہانپوری، غلام رسول پنجابی (قادیانی مناظر) ان میں سے جو زندہ ہوں ان سے دریافت

کرلو۔۔۔۔۔ موضع مونگیر و بھاگلپور کے رہنے والوں سے دریافت کرلو۔۔۔۔۔ (مونگیر کے مناظرہ میں) جب ذلت کی کوئی حد باقی نہ رہی تو امیر وفد نے فرمایا کہ ''یہ بھی حضرت کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ ایک جگہ تمہیں ذلت ہوگی۔'' جی ہاں! کیوں نہیں؟ اگر اسی بدعقیدہ پر مر گئے جب بھی خدا چاہے، پیش گوئی ہی پوری ہوگی۔''

(صحیفۃ الحق ص:۲،۳)

۵:۔۔۔علمائے دیوبند کے جواب میں ۱۶ر جولائی ۱۹۲۵ء کے ''الفضل'' میں خاص مرزا محمود صاحب کے قلم سے قرآن دانی کے دو چیلنج شائع ہوئے، مولانا سیّد مرتضیٰ حسن دیوبندیؒ نے ''قادیاں میں قیامت خیز بھونچال'' میں اس کا جواب تحریر فرمایا۔ اس کی تمہید میں لکھتے ہیں:

''دونوں پرچوں کے مضامین کے جواب کا نام ''واقعۃ الواقعۃ'' اور لقب ''عذاب اللہ الشدید علی المنکر العنید'' ہے، جس میں ڈیڑھ درجن سے زائد قادیانیوں کی وہ شکستیں اور علمائے دیوبند کی وہ صاف اور ظاہر فتحیں اور قیامت خیز نصرتیں بیان کی گئی ہیں کہ مرزا محمود صاحب تو کیا اگر خود بالفرض مرزا صاحب بھی بروز فرمائیں تو ان کو، خدا چاہے۔ بجز اقرار یا سکوت اور دم بخود رہنے کے کوئی چارہ ہی نہ ہوگا، چونکہ وہ رسالہ طویل ہوگیا ہے، طبع میں کچھ دیر ہوگی، بدیں وجہ صرف خلیفہ صاحب کے چیلنج کے متعلق یہ ''زلزلۃ الساعۃ'' نمونہ کے طور پر شائع کیا جاتا ہے۔''

اس کے بعد حضرت نے مرزا محمود صاحب کے چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے انہیں تین ہفتہ میں اس کا جواب لکھنے کی فرمائش کی، مگر مرزا محمود نے حسب سابق خاموشی میں ہی سلامتی سمجھی، اس کے بعد حضرت نے بھی سکوت ہی اختیار فرمایا، اسی رسالہ میں خلیفہ صاحب

کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''صاحب زادہ صاحب! آپ! اور معارف قرآنیہ بیان فرمائیں؟ اور وہ بھی علمائے دیوبند کے سامنے؟

دعویٰ زبان کا لکھنؤ والوں کے سامنے
ہے جیسے بوئے مشک غزالوں کے سامنے

سن لو! ایک گھنٹہ میں فیصلہ ہوتا ہے، ہمارا خیال ہے کہ معارف قرآنیہ تو درکنار؟ آپ تو علمائے محققین کے دو چار ورق بھی صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر ان کی عبارت کا صحیح مطلب بیان نہیں کرسکتے، بٹالہ، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، اور تمہارا جی چاہے تو کابل چلے چلو۔ محققین اسلام نے جو کتابیں لکھی ہیں اور جن معارف الٰہیہ کو بیان کیا ہے، جو جگہ ہم تجویز کریں اس جگہ سے کتاب کے دو ورق کی صحیح عبارت مجمع عام میں پڑھ کر بامحاورہ ترجمہ کرنے کے بعد مطلب صحیح بیان کردو، اگر مطلب غلط بیان کیا تو اسی مجمع میں آپ پر اعتراض کیا جائے گا، آپ جواب دیں، اگر آپ نے صحیح عبارت پڑھ کر صحیح مطلب بیان کردیا، تو ہم مجمع عام میں یہ اقرار کریں گے کہ مرزا محمود صاحب کو عبارت پڑھنے کا سلیقہ ہے۔'' (ص:۸)

مرزا محمود نے اس کے جواب میں ایسی چپ سادھی کہ ''خبرے نیست کہ ہست'' کا مضمون صادق آیا۔

۶:...مولانا سیّد مرتضیٰ حسن صاحبؒ نے ایک رسالہ ''اول السبعین'' کے نام سے تحریر فرمایا، جس میں لاہوری جماعت کے امام مسٹر محمد علی صاحب اور قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا محمود صاحب سے مسئلہ نبوّت کے بارے میں ان کے مذہب کی وضاحت طلب کرنے کے لئے ستر سوالات کئے، اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جواب خواہ دونوں امیر

صاحبان خود لکھیں، یا اپنے کسی ماتحت سے لکھوائیں، مگر دستخط ان دونوں صاحبوں کے ہونے لازم ہیں۔ قادیانی اُمت کے ذمہ دار اس رسالہ کے جواب میں جب سے اب تک خاموش ہیں۔

مباحثۂ مونگیر کا تذکرہ مولانا مرتضیٰ حسنؒ کی عبارت میں ابھی اوپر گزر چکا ہے جس میں قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور مرزائیوں کے امیر وفد سرور شاہ کو بھی ذلت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہ رہا۔ اسی نوعیت کا ایک مباحثہ فیروز پور میں ہوا، جس میں قادیانیوں نے من مانی شرائط پر مناظرہ کیا، لیکن علمائے دیوبند کے ہاتھوں ایسی شکست اٹھائی کہ انہیں مدت تک نہ بھولی۔ اس مباحثہ کا مختصر سا تذکرہ ''بیس بڑے مسلمان'' میں بالفاظ ذیل کیا گیا ہے:

''فیروز پور میں مرزائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ طے پایا، اور عام مسلمانوں نے جو فن مناظرہ سے ناواقف تھے، مرزائیوں کے ساتھ بعض ایسی شرائط پر مناظرہ طے کرلیا، جو مسلمان مناظرین کے لئے خاصی پریشان کن ہوسکتی تھیں، دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے صدر مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت (مولانا محمد انورؒ) شاہ صاحب کشمیری (کے مشورے سے مناظرے کے لئے) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا سیّد محمد بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تجویز ہوئے۔ یہ حضرات جب فیروز پور پہنچے تو مرزائیوں کی شرائط کا علم ہوا کہ انہوں نے کس طرح دجل سے من مانی شرائط سے مسلمانوں کو جکڑ لیا ہے، اب دو ہی صورتیں تھیں کہ یا تو ان شرائط پر مناظرہ کیا جائے یا پھر انکار کردیا جائے، پہلی صورت مضر تھی، دوسری صورت مسلمانان فیروز پور کے لئے سبکی کا باعث ہوسکتی تھی کہ دیکھو تمہارے مناظر بھاگ گئے۔ انجام کار انہی شرائط پر مناظرہ کرنا منظور کرلیا گیا، اور حضرت شاہ صاحبؒ کو تار دے دیا گیا۔ اگلے روز مقررہ وقت پر مناظرہ شروع ہوگیا اور عین اسی وقت دیکھا گیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ بہ نفس نفیس

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، انہوں نے آتے ہی اعلان فرمایا کہ جایئے ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم نے جتنی شرائط مسلمانوں سے منوالی ہیں، اتنی شرائط اور من مانی لگوالو۔ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں، مناظرہ کرو اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو، چنانچہ اسی بات کا اعلان کردیا گیا، اور مفتی صاحبؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا سیّد بدر عالم صاحبؒ نے مناظرہ کیا، اس میں مرزائیوں کی جو درگت بنی، اس کی گواہی آج بھی فیروز پور کے در و دیوار دے سکتے ہیں، مناظرے کے بعد شہر میں جلسہ عام ہوا، جس میں حضرت شاہ صاحبؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تقریریں کیں، یہ تقریریں فیروز پور کی تاریخ میں یادگارِ خاص کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بہت سے لوگ جو قادیانی دجل کا شکار ہوچکے تھے، اس مناظرہ اور جلسہ کے بعد اسلام میں واپس لوٹ آئے۔" (بیس بڑے مسلمان ص:۹۳،۹۴ طبع سوم)

خلاصہ یہ کہ مرزائیوں کے ساتھ علمائے دیوبند کے سینکڑوں تقریری و تحریری مباحثے ہوئے اور بحمد للہ ہر موقع پر قادیانیوں کو میدان ہارنا پڑا۔ اسی سلسلہ میں علمائے دیوبند کی جانب سے متواتر ایک سال تک اشتہارات بھی نکلتے رہے مگر قادیانیوں نے جواب دہی سے توبہ کرلی۔

۷: عدالت کے کٹہرے میں:

مرزا غلام احمد قادیانی ایک زمانہ میں سیالکوٹ کچہری میں محرر کے فرائض انجام دیتے تھے، نیز اسی زمانہ میں منصبی کے امتحان کی بھی تیاری کی تھی جس میں ناکامی ہوئی، اس لئے مرزا غلام احمد اور اس کی ذریت کو "مقدمہ بازی" کا خوب شوق تھا، لیکن قسمت کا پھیر کچھ ایسا تھا کہ انہیں ہمیشہ ناکامی ہی ہوئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ میں جو مقدمہ

بازی ہوئی اس کا تذکرہ قادیانی لٹریچر میں بھی موجود ہے، کچھ مقدموں کی روئداد محترم مرزا جانباز مرزاؒ کی کتاب ’’مرزائیت عدالت کے کٹہرے میں‘‘ نیز مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ کی کتاب ’’رئیس قادیاں‘‘ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ یہاں صرف دو مقدموں کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی طبعی جبلت کے مطابق حضرت مولانا کرم الدین صاحب سکنہ موضع بھیں جہلم (حضرت مولانا قاضی مظہر حسین چکوال کے والد ماجد) کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال کئے تھے، مولانا نوجوان تھے انہوں نے مرزا قادیانی کو عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کیا، اور جہلم میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کردیا۔ قادیانی گروہ نے یہ مقدمہ جہلم سے گورداسپور منتقل کرالیا، بہرحال یہ مقدمہ ایک طویل مدت تک مرزا قادیانی اور ان کی ذریت کے لئے تماشا عبرت بنا رہا۔ بالآخر عدالت بالا نے مرزا قادیانی کو مجرم قرار دیتے ہوئے اس پر جرمانہ عائد کیا، جو عدالت بالا میں قادیانی اپیل پر معاف کیا گیا۔ اس مقدمہ کی دلچسپ روئداد اس زمانہ میں سراج الاخبار جہلم اور دیگر اخبارات میں شائع ہوتی رہی۔ بعدازاں ’’تازیانہ عبرت‘‘ کے نام سے دوبار کتابی شکل میں بھی شائع ہوئی۔ جو غالباً مولانا قاضی مظہر حسین صاحب سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

۲:...دوسرا ’’مقدمہ بہاولپور‘‘ کے نام سے مشہور ہے۔ اس مقدمہ کی تقریب یہ ہوئی کہ ایک مسلمان لڑکی مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش کا شوہر مسمی عبدالرزاق ولد جان محمد اسلام سے مرتد ہوکر مرزائی بن گیا تھا، زوجہ کی طرف سے ۲۴/جولائی ۱۹۲۶ء کو احمد پور شرقیہ کی عدالت میں دعویٰ کیا گیا کہ:

’’مدعیہ اب تک نابالغ رہی ہے، اب عرصہ دو سال سے بالغ ہوئی ہے، مدعا علیہ ناکح مدعیہ نے مذہب اہلسنّت والجماعت ترک کرکے قادیانی مرزائی مذہب اختیار کرلیا ہے اور اس وجہ سے وہ مرتد ہوگیا ہے، اس کے مرتد ہوجانے کے باعث مدعیہ اب اس کی

منکوحہ نہیں رہی، کیونکہ وہ شرعاً کافر ہوگیا ہے، اور بموجب احکام شرع شریف بوجہ ارتداد مدعا علیہ، مدعیہ مستحق انفراق زوجیت ہے اس لئے ڈگری تنسیخ نکاح بحق مدعیہ صادر کی جاوے، اور یہ قرار دیا جاوے کہ مدعیہ بوجہ مرزائی ہوجانے مدعا علیہ کے اس کی منکوحہ جائز نہیں رہی، اور نکاح بوجہ ارتداد مدعا علیہ قائم نہیں رہا۔‘‘

(فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص:۵ طبع اوّل)

یہ مقدمہ ابتدائی عدالت سے دربار معلّٰی تک پہنچا اور وہاں سے بایں حکم ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں واپس کردیا گیا کہ ’’مستند مشاہیر علمائے ہند کی شہادت لے کر بروئے احکام شرع شریف فیصلہ کیا جاوے۔‘‘

اگرچہ یہ مقدمہ سات سال سے چل رہا تھا اور مدعا علیہ قادیانی بڑے فخر سے اعلانیہ کہتا تھا کہ قادیان کا خزانہ اور منظم جماعت اس کی پشت پر ہے، مگر مسلمانوں نے اسے ایک شخص کا مقدمہ سمجھا، اور مدعیہ کی مالی امداد کی طرف بھی توجہ نہ کی، لیکن ڈسٹرکٹ عدالت نے ـــ جو اس مقدمہ کی سماعت کے لئے ریاست کے سربراہ نے بطور کمیشن مقرر کی تھی ـــ فریقین کو اپنے اپنے مسلک کے مستند اور مشاہیر علماء کو بغرض شہادت پیش کرنے کا حکم دیا تو مسلمانان بہاولپور کا احساس بیدار ہوا کہ کہیں مدعیہ کی کسمپرسی و ناداری اسے شہادت شرعی پیش کرنے سے قاصر نہ رکھے۔ چنانچہ انجمن مؤید الاسلام بہاولپور نے مدعیہ کی جانب سے اس مقدمہ کی پیروی شروع کردی۔ بالآخر دو سال کی کامل تحقیق و تنقیح کے بعد ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو عالی جناب محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے اس مقدمہ کا تاریخی فیصلہ مدعیہ کے حق میں صادر کرتے ہوئے قرار دیا کہ:

’’مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کاذب مدعی نبوّت ہیں، اس لئے مدعا علیہ (عبدالرزاق قادیانی) بھی مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے سے مرتد قرار دیا جائے گا، لہٰذا ڈگری بدیں مضمون بحق مدعیہ جاری کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد

مدعا علیہ سے اس کی زوجہ نہیں رہی، مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی ازاں مدعا علیہ لینے کی حقدار ہوگی۔‘‘ (فیصلہ مقدمہ بہاولپور ص:۱۴۹)

یہ ایک مسلمان ریاست کے مسلمان جج کا تاریخی فیصلہ تھا جو اسلام اور مرزائیت کی پوری تحقیق کے بعد صادر کیا گیا، اور پھر ایک ایسی عدالت کی جانب سے تھا جس کی حیثیت عدالت خاص کی تھی اس لئے یہ فیصلہ آئندہ کے لئے نشان راہ ثابت ہوا، اور بحمدللہ آئندہ اس قسم کے تمام فیصلے اسی کے مطابق ہوئے۔ حضرات اکابر دیوبند نے اس مقدمہ میں جو کارنامہ انجام دیا اس کا تعارف کراتے ہوئے مولانا ابوالعباس محمد صادق نعمانی، جن کی وساطت سے یہ فیصلہ شائع ہوا، تحریر فرماتے ہیں:

’’مدعیہ کی طرف سے شہادت کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مولانا سیّد محمد مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، حضرت مولانا محمد نجم الدینؒ صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور اور مولانا محمد شفیع صاحبؒ مفتی دارالعلوم دیوبند پیش ہوئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری نے تمام ہندوستان کی توجہ کے لئے جذب مقناطیسی کا کام کیا، اسلامی ہند میں اس مقدمہ کو غیرفانی شہرت حاصل ہوگئی، حضرات علمائے کرام نے اپنی اپنی شہادتوں میں علم وعرفان کے دریا بہادیئے اور فرقہ ضالہ مرزائیہ کا کفر وارتداد روز روشن کی طرح ظاہر کردیا، اور فریق مخالف کی جرح کے نہایت مسکت جواب دیئے۔

خصوصاً حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہادت میں ایمان، کفر، نفاق، زندقہ، ارتداد، ختمِ نبوّت، اجماع، تواتر، متواترات کے اقسام، وحی، کشف، الہام کی تعریفات اور ایسے اصول وقواعد بیان فرمائے جن کے مطالعہ سے ہر ایک انسان علیٰ وجہ البصیرت بطلان مرزائیت کا یقین کامل حاصل کرسکتا ہے۔

پھر فریق ثانی کی شہادت شروع ہوئی، مقدمہ کی پیروکاری اور شہادت پر جرح کرنے اور قادیانی دجل وتزویر کو آشکارا کرنے کے لئے شہرۂ آفاق مناظر حضرت مولانا ابوالوفاء صاحب نعمانی شاہجہان پوریؒ تشریف لائے، مولانا موصوف مختار مدعیہ ہوکر تقریباً ڈیڑھ سال مقدمہ کی پیروکاری فرماتے رہے، فریق ثانی کی شہادت پر ایسی باطل شکن جرح فرمائی جس نے مرزائیت کی بنیادوں کو کھوکھلا اور مرزائی دجل وفریب کے تمام پردوں کو پارہ پارہ کرکے فرقہ مرزائیہ ضالہ کا ارتداد آشکارا عالم کردیا۔ فریقین کی شہادت کے ختم ہونے کے بعد مولانا موصوف نے مقدمہ پر بحث پیش کی، اور فریق ثانی کی تحریری بحث کا تحریری جواب الجواب نہایت مفصل اور جامع پیش کیا۔'' (تقریب مقدمہ فیصلہ بہاولپور)

جہاد مسلسل:

تحفظ ختمِ نبوّت کے سلسلہ میں اکابر دیوبند کا ایک خصوصی امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے قادیانی فتنہ کے آغاز سے لے کر آج تک ان کا تعاقب جاری رکھا۔ مسند احمد (ج:۲ ص:۲۴۷) میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے:

''ماسالمناھن منذ حاربناھن یعنی الحیّات''

ترجمہ:... ''ہم نے ان سانپوں سے جب سے جنگ شروع کی ہے تب سے کبھی ان کے ساتھ صلح نہیں کی۔''

قادیانی ٹولہ اسلام کے لئے مارِ آستین کی حیثیت رکھتا تھا، اس لئے ارشاد نبوی کے مطابق اکابر دیوبند جب سے مرزائی ٹولے کے خلاف نبرد آزما ہوئے، آج تک نہ صلح کی جانب مائل ہوئے اور نہ ہتھیار اتارے، بلکہ وہ پہلے دن سے لے کر آج تک بدستور محاذ پر ڈٹے ہوئے ہیں، اور جب تک یہ قزاقان ناموس رسالت اپنے کیفر کردار کو نہیں پہنچ

جاتے اِن شاء اللہ محاذ آرائی جاری رہے گی۔

خوش قسمتی سے اکابر دیو بند میں کوئی نہ کوئی ایسی شخصیت موجود رہی جو اپنے دور میں مرجع خلائق تھی، جس کے دل کی دھڑکنیں اُمتِ مسلمہ کے جذبہ جہاد کو بیدار رکھتی تھیں، جسے علماء و مشائخ میں قطبیت کبریٰ کا مقام حاصل تھا، جس کا سینہ عشق رسالت کے نور سے منور تھا، اور جس کے انفاس قدسیہ زندیقان قادیاں کے کفر و ارتداد کے لئے آتش سوزاں کا حکم رکھتے تھے۔

گزشتہ سطور میں قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ اور ان کے خلیفۂ ارشد حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ کے بعد یہ قیادت و سیادت شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن دیو بندیؒ کے حصہ میں آئی جن کا وجود ہی انگریز اور انگریزی نبوّت سے بغاوت کا نام تھا، یو پی کے انگریز گورنر سر جیمس ایسٹن کے بقول:

”اگر اس شخص کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس کوچہ سے نہیں اڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا۔“

”اگر اس شخص کی بوٹی بوٹی بھی کر دی جائے تو ہر بوٹی سے انگریزوں کے خلاف عداوت ٹپکے گی۔“

(بحوالہ ”بیس بڑے مسلمان“ ص:۲۲۱ طبع سوم)

”اور ”ریشمی خطوط“ سازش کیس کے مرتبین کے الفاظ میں (حضرت شیخ الہندؒ کو) ”حضرت مولانا“ بھی کہا جاتا ہے۔ ریشمی خطوط کے مکتوب الیہ، مدرسہ اسلامیہ دیو بند کے صدر مدرس، پارسائی اور تقدس کے لئے مشہور ان کے مرید، جن میں سرکردہ مسلمان بھی ہیں، ہندوستان بھر میں ہیں۔۔۔۔۔۔

ہندوستان میں ”اتحاد اسلامی کی سازش“ میں مولانا کی یہ

رہنمایانہ قائدانہ شخصیت بڑی سرکردہ ہے۔“ (تحریک شیخ الہندؒ انگریزی سرکار کی زبان میں ص:۲۴۴ شائع کردہ مکتبہ رشیدیہ ۱۲۳ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

حضرت شیخ الہند قدس سرہ اگرچہ انگریز کی ذُرّیت (قادیانی ٹولہ) سے نہیں بلکہ براہِ راست قادیانی نبوّت کے خالق (انگریز بہادر) سے ٹکرا رہے تھے، لیکن انہوں نے ذُرّیتِ برطانیہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا، ”**القول الصحیح فی مکائد المسیح**“ نامی فتویٰ کا تذکرہ اوپر کر چکا ہوں، جس میں کذاب قادیان کی عبارتیں درج کر کے اس کے کفر و ارتداد کا فتویٰ علمائے دیوبند کی جانب سے مرتب کیا گیا ہے، حضرت شیخ الہندؒ اس پر تحریر فرماتے ہیں:

(کل جوابات صحیح ہیں)

”مرزا ــــ **علیه مایستحقه** ــــ کے عقائد و اقوال کا کفریہ ہونا ایسا بدیہی مضمون ہے کہ جس کا انکار کوئی منصف فہیم نہیں کرسکتا۔ جن کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔“ (مہر) (بندہ محمود عفی عنہ دیوبندی، صدر المدرّسین دار العلوم دیوبند)

حضرت شیخ الہندؒ کے بعد آپ کے تلامذہ نے، جو آسمان علم و فضل اور تقدس و تقویٰ کے مہر و ماہ تھے، قادیانی نبوّت کا تعاقب کیا، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور دیگر اکابرؒ نے اس تحریک کا علم بلند کیا۔

اس دور کے امام و مقتدا حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ تھے، فتنہ قادیانیت کی شدت نے حضرت کشمیریؒ کو ماہی بے آب کی طرح بے چین اور مضطرب کر دیا تھا، حضرت العلامہ مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ ”**نفحة العنبر فی هدی الشیخ الأنور**“ میں حضرت کشمیریؒ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

”جب یہ تاریک فتنہ پھیلا تو مصیبت عظمیٰ سے غم اور اضطراب کی ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ کسی کروٹ چین نہ آتا

تھا، رات کی نیند حرام ہوگئی، مجھے قلق تھا کہ قادیانی نبوّت سے دین میں ایسا رخنہ واقع ہوجائے گا جس کو بند کرنا دشوار ہوگا، اسی قلق و اضطراب اور بے چینی میں چھ مہینے گزر گئے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اِلقا کیا کہ عنقریب اس فتنہ کا شور وشغب اِن شاء اللہ جاتا رہے گا، اور اس کی قوت وشوکت ٹوٹ جائے گی، چنانچہ ایک طویل مدت کے بعد میرا اضطراب رفع ہوا اور سکون قلب نصیب ہوا۔" (ص:۳۰۴ طبع جدید)

حضرت کشمیریؒ نے اس اضطراب و بے چینی کا اظہار اپنے بعض قصائد میں بھی کیا ہے، ایک طویل عربی قصیدہ میں جو "اکفار الملحدین" میں طبع ہوا ہے، آپ نے قادیانی فتنہ کی شدت و گہرائی کی طرف اُمتِ اسلامیہ کو متوجہ فرمایا ہے، اس قصیدہ کا زور بیان، قلق و اضطراب آج بھی اُمتِ اسلامیہ کا خون گرما دینے کی صلاحیت رکھتا ہے:

"اَلَا یا عباد اللہ قوموا وقوموا
خطوبا المت ما لھن یدانِ"

ترجمہ:۔۔۔اے اللہ کے بندو! اٹھو اور ان فتنوں کے کس بل نکال دو، جو ہر جگہ چھا رہے ہیں، اور جن کے برداشت کرنے کی تب وتاب نہیں رہی۔

"وقد کاد ینقض الھدی ومنارہ
وزحزح خیر ما لذاک تدان"

ترجمہ:۔۔۔ان فتنوں کی شدت سے ہدایت کے نشانات مٹا چاہتے ہیں، خیر وصلاح سمٹ رہی ہے اور پھر اس کے تدارک کی کوئی صورت نہیں بن پڑے گی۔

"یسب رسول من اولی العزم فیکم
تکاد السماء والأرض تنفطران"

ترجمہ:۔۔۔ایک اولو العزم رسول (سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام) کوتمہارے سامنے گالیاں دی جارہی ہیں قریب ہے کہ قہر الٰہی سے زمین وآسمان پھٹ پڑیں۔

”وحارب قوم ربهم ونبيه
فقوموا لنصر الله اذ هو دان“

ترجمہ:۔۔۔ایک ناہنجار قوم (مرزائیوں) نے اپنے رب اوراس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی چھیڑ رکھی ہے، پس اللہ کی مدد کے بھروسے اٹھو، کہ وہ بہت ہی قریب ہے۔

”وقد عيل صبری فی انتهاک حدوده
فهل ثم داع او مجيب اذانی“

ترجمہ:۔۔۔حدود اللہ کو توڑتے دیکھ کر صبر کا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ چکا ہے، پس کیا اس بھری دنیا میں کوئی حدود الٰہی کے تحفظ کے لئے پکارنے والا یا میری دعوت پر لبیک کہنے والا ہے؟

”واذ عز خطب جبت مستنصرا بكم
فهل ثم غوث يالقوم يدانی“

ترجمہ:۔۔۔اور جب مصیبت حد برداشت سے نکل گئی تب میں نے مدد کے لئے تمہارے دروازے پر دستک دی، پس اے قوم! کیا کوئی فریاد رس ہے جو آگے بڑھ کر میرے دکھ درد میں شریک ہوجائے؟

”لعمری لقد نبهت من كان نائما
واسمعت من كانت له اذنان“

ترجمہ:۔۔۔بخدا! میں ان لوگوں کو جو خواب غفلت میں مست تھے، بیدار کر چکا ہوں اور ہر ایسے شخص کو جسے قدرت نے سننے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، سنا چکا ہوں۔

”ونادیت قوما فی فریضة ربھم
فھل من نصیر لی من اھل زمان“

ترجمہ:۔۔۔اور میں قوم مسلم کو ان کے رَبّ کی جانب سے عائدشدہ فریضے کے سلسلہ میں پکار چکا ہوں، پس کیا اہل خانہ میں کوئی شخص میری مدد کو اُٹھے گا؟

”دعوا کل امر واستقیموا لما دھی
وقد عاد فرض العین عند عیان“

ترجمہ:۔۔۔سب کچھ چھوڑ کر اس فتنہ عظمیٰ کے مقابلہ میں کمربستہ ہوجاؤ، اس لئے کہ اس فتنہ کا مشاہدہ ہوجانے کے بعد اس کا استیصال ہر شخص پر فرض عین ہوگیا ہے۔

”الَا فاستقیموا واستھیموا لدینکم
فموت علیہ اکبر الحیوان“

ترجمہ:۔۔۔ہاں اٹھو! اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے دیوانہ وار جان کی بازی لگادو، بخدا! دین کی خاطر جان دے دینا ہی سب سے اعلیٰ واشرف زندگی ہے۔

”وعند دعاء الرب قوموا وشمروا
حنانا علیکم فیہ اثر حنان“

ترجمہ:۔۔۔اور جب تحفظ دین کے لئے رَبّ تعالیٰ کی طرف سے پکارا جارہا ہے تو دیر کیوں کرتے ہو؟ اُٹھو اور کمر ہمت چست باندھ لو، اس راستے میں تم پر رحمتوں پر رحمتیں نازل ہوں گی۔

(اکفار الملحدین ص:۱۱۰ تا ۱۱۲)

حضرت کشمیریؒ کے قلب صافی پر اس فتنہ کی شدت کا جو اثر تھا وہ ان اشعار سے نمایاں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس فتنہ کے استیصال کے لئے مامور من اللہ تھے، اور ان کی تمام صلاحیتیں اس پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ قادیانیت کے قصر الحاد کو پھونک ڈالیں۔ حضرت امام العصرؒ نے قادیانی الحاد پر تابڑتوڑ حملے کئے اور ان کے کفر وارتداد کو عالم آشکار کرنے کے لئے قلم اٹھایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، قادیانی قزاقوں کے سب سے بڑے حریف تھے، مرزا اور مرزائی اُمت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جس دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے ایک باغیرت وحمیت مسلمان کا خون کھول جاتا ہے اور جو شخص اس کے بعد بھی قادیانیوں کے بارے میں کسی نرمی یا مصالحت کا رویہ رکھتا ہے اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ یا تو دین وایمان سے محروم ہے، یا پھر اس کی غیرت و حمیت کو مصلحت کی دیمک چاٹ گئی ہے، امام العصرؒ فرماتے ہیں:

”فشانی شان الأنبیاء مکفر
ومن شک قل ھذا لأول ثان“

ترجمہ:۔۔۔انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے والا قطعاً کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے تو صاف کہہ دو کہ یہ بھی پہلے کا دوسرا ہے۔

حضرت امام العصرؒ نے قادیانیت کے تعاقب میں جو کارنامے انجام دیئے اس کی تفصیل کے لئے یہ مقالہ کافی نہیں، مختصر یہ کہ:

الف:۔۔۔ حضرت نے خود بھی ان تمام مسائل پر قلم اٹھایا جو اسلام اور قادیانیت کے درمیان زیر بحث تھے، مثلاً حیات عیسیٰ علیہ السلام پر تین کتابیں تالیف فرمائیں:

”التصریح بما تواتر فی نزول المسیح۔“

”عقیدۃ الإسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام۔“

’’تحیۃ الإسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام۔‘‘

یہ تینوں کتابیں اپنے رنگ میں بے نظیر ہیں۔ ختم نبوّت کے موضوع پر فارسی میں رسالہ ’’خاتم النبیین‘‘ تالیف فرمایا۔ (جس کا اردو ترجمہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت ملتان نے شائع کیا ہے) جو آیت ختمِ نبوّت کی تفسیر میں دقیق معارف کا ذخیرہ ہے۔ ان تمام رسائل میں قادیانی دجل وفریب سے نقاب کشائی فرمائی اور قادیانیوں کے کفر و ارتداد کو ثابت کرنے کے لئے ’’اکفار الملحدین‘‘ تالیف فرمائی۔

ب:۔۔۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے تلامذہ میں مولانا سیّد بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد چراغ گوجرانوالہ اور دیگر بہت سی ایسی نابغہ شخصیتیں موجود تھیں، جن کو حضرت شاہ صاحبؒ نے ردقادیانیت پر مامور فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے تلامذہ سے عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ اور ردقادیانیت کے لئے کام کرنے کا عہد لیتے تھے، اور ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفاعت سے وابستہ ہونا چاہتا ہے وہ قادیانی درندوں سے ناموس رسالت کو بچائے۔ ان حضرات نے حضرت شاہ صاحبؒ کی وصیت کے مطابق فتنہ قادیانیت کے تعاقب کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا۔

ج:۔۔۔ قادیانی اُمت کا مذہبی و دینی سطح پر محاسبہ تو علمائے اُمت شروع سے کرتے آرہے تھے، لیکن جدید طبقہ میں قادیانیوں سے رواداری کا مرض سرایت کئے ہوئے تھا، وہ سمجھتے تھے کہ قادیانیوں کے خلاف جو کچھ مذہبی اسٹیج سے کہا جارہا ہے وہ صرف ملاؤں کی افتادطبع کا نتیجہ ہے، حضرت امام العصرؒ نے قادیانیت کے خلاف جدید طبقہ تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے مولانا ظفر علی خانؒ ایڈیٹر ’’زمیندار‘‘ اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم کو آمادہ کیا۔ مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ لکھتے ہیں:

’’باخبر حضرات جانتے ہیں کہ پنجاب کے خصوصاً اور

ہندوستان کے عموماً انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں قادیانی فتنہ کی شر انگیزی اور اسلام کشی کا جو احساس پایا جاتا ہے اس میں بڑا دخل ڈاکٹر اقبال مرحومؒ کے اس لیکچر کا ہے جو ختمِ نبوّت پر ہے اور ساتھ ہی اس مقالے کا ہے جو انگریزی میں قادیانی تحریک کے خلاف شائع ہوا تھا۔ لیکن یہ شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ دونوں تحریروں کا اصل باعث حضرتنا الاستاذ مولانا سیّد محمد انور شاہؒ ہی تھے۔‘‘

(بیس بڑے مسلمان ص:۲۷۷)

علامہ اقبال مرحوم نے اپنے خطبات و مقالات اور گفتگوئے مجالس میں قادیانیت کا فلسفی اور فلسفیاتی رنگ میں تجزیہ کیا، جس سے جدید طبقہ کو یہ سمجھنے میں مدد ملی کہ قادیانیت کا پس منظر کیا ہے، اور اُمتِ مسلمہ کے حق میں اس کے نتائج کس قدر مہلک ہوں گے؟ ڈاکٹر صاحب کے ان مقالات کا اردو ترجمہ حرفِ اقبال، اقبال اور قادیانی، ارمغان اقبال، انوار اقبال اور دیگر کتب و رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔

مولانا ظفر علی خان مرحوم علی گڑھ کے گریجویٹ تھے، مگر اکابر دیوبند سے تعلق و وابستگی نے انہیں واقعی ’’مولانا‘‘ بنا دیا تھا۔ موصوف نے ۱۹۱۰ء سے ’’زمیندار‘‘ کی ادارت سنبھالی اور نازک ترین دور میں قادیانیت کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور جب تک جسم میں توانائی رہی وہ اس محاذ پر لڑتے رہے، آغا شورش کاشمیری مرحوم نے ’’تحریک ختم نبوّت‘‘ کے صفحہ ۱۶ سے صفحہ ۷۴ تک مولانا ظفر علی خانؒ کی اس داستان وفا کی تفصیلات قلم بند کی ہیں، ۱۹۳۳ء کے ایک مقدمہ کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے کہ:

’’عدالت نے وہ نوٹس پڑھ کر سنایا، جو اس مقدمہ کی بنیاد تھا کہ تمہارے اور احمدی جماعت کے درمیان اختلاف ہے تم نے اس کے عقائد اور اس کے مذہبی پیشوا پر حملے کئے ہیں، جس سے نقص امن کا اندیشہ ہو گیا ہے، وجہ بیان کرو کہ تم سے کیوں نہ نیک چلنی کی ضمانت طلب کی جائے۔‘‘

مولانا نے عدالت کو جواب دیتے ہوئے کہا:

''میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے ہاتھوں مرزائیوں کو کسی قسم کا گزند نہ پہنچے گا، لیکن جہاں تک مرزا غلام احمد کا تعلق ہے ہم اس کو ایک بار نہیں ہزار بار دجال کہیں گے، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی میں اپنی نبوّت کا ناپاک پیوند جوڑ کر ناموسِ رسالت پر کھلم کھلا حملہ کیا ہے، اپنے اس عقیدے سے میں ایک منٹ کے کروڑویں حصے کے لئے بھی دستکش ہونے کو تیار نہیں، اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا غلام احمد دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا۔ میں اس سلسلہ میں قانونِ انگریزی کا پابند نہیں، میں قانونِ محمدی کا پابند ہوں۔''

(تحریکِ ختمِ نبوّت، مولفہ آغا شورش مرحوم ص:۸۶)

د:... حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ نے تحریکِ ختمِ نبوّت کو باقاعدہ منظم کرنے کے لئے خطیب الامت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیر شریعت'' مقرر کیا، اور انجمن خدام الدین کے ایک عظیم الشان اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۳۰ء میں ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہندوستان کے ممتاز ترین پانچ سو علماء کی بیعت ان کے ہاتھ پر کرائی، ظاہر بین نظریں یہ دیکھ رہی تھیں دار العلوم دیوبند کا صدر المدرسین حجۃ الاسلام علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ ''امیر شریعت'' کے ہاتھ پر بیعت کر رہا تھا، لیکن خود ''امیر شریعت'' کا تاثر یہ تھا کہ:

''آپ یہ نہ سمجھیں کہ حضرت (مولانا سیّد محمد انور شاہؒ) نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے، بلکہ حضرت نے مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمایا ہے۔ یہ کہہ کر شاہ جیؒ زار و قطار رونے لگے اور ان کا سارا جسم کانپنے لگا۔'' (حیاتِ امیرِ شریعت مؤلفہ محترم مرزا جانباز ص:۱۵۵)

بہرحال یہ بحث تو اپنی جگہ ہے کہ حضرت امام العصر کشمیریؒ، حضرت امیر شریعتؒ

کے ہاتھ پر بیعت کررہے تھے؟ ان سے فتنہ قادیانیت کے استیصال کا عہد لے رہے تھے؟ مگراس میں کیا شک ہے کہ حضرت امیر شریعتؒ اوران کی جماعت نے قادیانیت کے محاذ پر جو کام کیا وہ حضرت امام العصرؒ کی باطنی توجہ اور دعاہائے سحری کا ثمر تھا۔

حضرت امام العصرؒ کے وصال کے بعد امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت تھانویؒ نے نہایت شفقت سے حالات سنے اور تشریف آوری کی غرض دریافت فرمائی، شاہ جیؒ نے بے تکلفی سے عرض کیا کہ حضرت العلامہ مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ ہمارے روحانی پیشوا تھے، انہوں نے ہمیں ردقادیانیت کے کام پر لگادیا، چنانچہ مجلس احرار اسلام کا شعبہ تبلیغ اس کے لئے وقف ہے، حضرت کشمیریؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد آپ سے دعائیں لینے کے لئے حاضر ہوا ہوں، حضرت حکیم الامت نے دریافت کیا کہ آپ کی جماعت کا رکن بننے کے لئے کیا کوئی شرط بھی ہے؟ عرض کیا کہ ایک روپیہ سالانہ رکنیت کی فیس ادا کر کے ہر مسلمان، جماعت کا رکن بن سکتا ہے، حضرتؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو معلوم نہیں کہ زندگی کے کتنے دن باقی ہیں، تاہم مجھے پچّیس سال کے لئے اپنی جماعت کا رکن بنالیجئے اور اگر اس سے زیادہ جیتا رہا تو پھر رکنیت کی تجدید کرلوں گا، یہ کہہ کر پچّیس روپے عطا فرمائے اور پچّیس سال کے لئے رکنیت قبول فرمالی۔ (روایت مولانا محمد علی جالندھریؒ)

بظاہر یہ ایک معمولی نوعیت کا واقعہ ہے، لیکن اس سے مسئلہ ختمِ نبوّت کے ساتھ علمائے دیوبند کے غیر معمولی شغف کا اندازہ ہوتا ہے، حضرت امام العصرؒ مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ، مجلس احرار اسلام کا رخ فتنہ قادیانیت کی طرف موڑنے کے لئے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ’’امیر شریعت‘‘ کے منصب پر کھڑا کرتے ہیں، اور خود بنفس نفیس ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان پر کامل اعتماد کا اظہار فرماتے ہیں، ادھر حضرت حکیم الامت تھانویؒ مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ کی رکنیت قبول فرما کر گویا امیر شریعتؒ کی اس جہاد میں قیادت کو قبول فرماتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ جب تک حیات رہے ان کی توجہ اور دُعا اور ہر قسم کی اعانت

مجاہدین ختمِ نبوّت کے شاملِ حال رہی، ان کے وصال کے بعد قطب العالم حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ اس قافلہ کے سالار بن گئے، ''احرار اسلام'' کے اکابر حضرت رائے پوریؒ کے حلقہ ارادت میں منسلک اور حضرتؒ کی عنایات و توجہات سے مستفید تھے، جن لوگوں کو حضرت رائے پوریؒ کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا انہیں علم ہے کہ حضرتؒ، قادیانی فتنہ کے بارے میں کس قدر گہرا احساس رکھتے تھے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی نسبت حضرت رائے پوریؒ کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔ حضرتؒ، مجاہدین ختمِ نبوّت کی سرپرستی فرماتے، ان کی مالی خدمت کرتے، انہیں مفید مشورے دیتے، ان سے کار گزاری کی باقاعدہ رپورٹ سنتے، اور ان حضرات کی بے حد قدردانی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔

حضرت رائے پوریؒ کے حکم سے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''القادیانی والقادیانیۃ'' عربی میں تالیف فرمائی، اور پھر حضرت کے مکرر حکم سے اس کا اردو ایڈیشن ''قادیانیت'' کے نام سے مرتب فرمایا۔ دونوں کتابوں کا ایک ایک حرف حضرتؒ نے سنا، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کی کتاب ''شہادۃ القرآن'' کو بھی حرفاً حرفاً سن کر اس کی اشاعت کا (عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت ملتان کو) حکم فرمایا، اس سلسلہ میں حضرت رائے پوریؒ کے عجیب وغریب واقعات ایسے ہیں جن کو یہاں ذکر کرنا افشائے راز کے زمرہ میں آئے گا۔

۹: تنظیمِ ملت اور علمائے دیوبند:

علمائے اُمت قادیانی فتنہ کا مقابلہ انفرادی طور پر اپنے اپنے رنگ میں شروع ہی سے کر رہے تھے، مگر علمائے دیوبند نے محسوس کیا کہ ''تحفظ ختمِ نبوّت'' کے لئے مسلمانوں کو منظم کرنے کی ضرورت ہے، اس کے لئے ایک ایسی مضبوط جماعت ہونی چاہئے جو ناموس رسالت کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہ کرے، اور وہ فتنہ قادیانیت کے استیصال کو اپنا مشن بنالے، اس کے لئے حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی نظر انتخاب ''مجلس احرار اسلام'' پر

پڑی، اور فتنہ قادیانیت کا منظم مقابلہ کرنے کے لئے ''احرارِ اسلام'' کے قائد حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیرِ شریعت'' مقرر فرمایا۔

''احرارِ اسلام'' کے سرفروش، فرنگی اقتدار سے نبرد آزما تھے، ادھر قادیانی نبوّت فرنگی اقتدار کی سیاسی شطرنج کا مذہبی مہرہ تھی، اس لئے ''احرارِ اسلام'' کو جس قدر نفرت انگریز اور انگریزی اقتدار سے تھی اور اس سے کئی سوگنا زیادہ قادیانی کی سیاسی نبوّت سے تھی، جس نے اسلام کی تحریف وتکذیب اور برطانیہ کی خوشامد وچاپلوسی کو اپنا شعار بنا رکھا تھا، ''احرارِ اسلام'' نے قادیانی نبوّت کے مقابلہ میں جو کچھ کیا اس کا تذکرہ، ''تاریخِ احرار''، ''حیاتِ امیرِ شریعت'' اور ''تحریکِ ختمِ نبوّت'' میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، مختصراً چند امور کی جانب یہاں اشارہ کردینا مناسب ہوگا۔

تحریکِ کشمیر:

۱۹۳۱ء میں کشمیر کی ڈوگرہ حکومت کے خلاف مسلمانانِ کشمیر نے علمِ حریت بلند کیا، قادیانی خلیفہ مرزا محمود نے موقع کو غنیمت سمجھ کر ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی'' کی تشکیل کی، جس کا صدر خود مرزا محمود قادیانی تھا، اور سیکریٹری شپ بھی قادیانیوں کے ہاتھ میں تھی، ہندوستان کے بڑے نام آور لوگ اس کمیٹی کے رکن تھے، اس کمیٹی کا مقصد مسلمانانِ کشمیر کی دادرسی ظاہر کیا گیا، لیکن اندرونی مقاصد کچھ اور تھے، ان میں سب سے بڑا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ ہندوستان کے چوٹی کے لیڈر مرزا محمود کی قیادت میں متحد ہیں، اور وہ انہیں اپنا قائد اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں، یہ گویا ان مذہبی فتووں کا جواب تھا جو علمائے اُمت کی جانب سے قادیانیوں کے خلاف صادر ہو رہے تھے، ''احرارِ اسلام'' نے اس قادیانی سازش کا بروقت نوٹس لیا اور قادیانی عزائم کو طشت ازبام کیا، نتیجہ ''آل انڈیا کشمیر کمیٹی'' اپنی موت آپ مرگئی اور علامہ محمد اقبال مرحوم نے اپنے بیانات میں قادیانی ذہنیت کو جو اس کمیٹی کے قیام میں کارفرما تھی، عالم آشکارا کردیا۔

قادیان میں داخلہ:

قادیانی خلیفہ (میرزا محمود) قادیاں کی آبائی ریاست میں کوس ''لمن الملک الیوم'' بجا رہا تھا، قادیان میں مرزائی جماعت کے علاوہ نہ کسی کی جان محفوظ تھی، نہ عزت و آبرو کا لحاظ تھا، دن دہاڑے قتل ہوجاتے اور کوئی باز پرس نہ کرسکتا، غریب مظلوموں کا بائیکاٹ کردیا جاتا، دکانداروں سے عہد لیا جاتا کہ وہ خلیفہ صاحب کے خلاف منشا کسی کے پاس خورد و نوش کی کوئی چیز فروخت نہیں کریں گے۔ ''احرار اسلام'' نے قادیاں کے حسن بن صباحی طلسم کو توڑنے کے لئے ۱۹۳۴ء میں قادیان میں اپنا دفتر قائم کردیا، اور مظلومان قادیاں کی دادرسی کے لئے ایک ڈیفنس کمیٹی بنادی گئی۔ ''احرار اسلام'' کی اس جرأت نے خلیفہ قادیاں کو چراغ پا کردیا، اور ظلم وستم میں اضافہ ہونے لگا، لیکن تابکے؟ بالآخر وہ وقت آیا کہ خلیفہ قادیان کے ''خفیہ اسرار'' کی شہادت دینے کے لئے پردہ نشینان قادیاں عدالت میں پہنچ گئیں، قادیان میں کیا کچھ ہوتا تھا؟ اور ''احرار اسلام'' کے جانفروشوں نے قادیانی مظالم کا کس جرأت و مردانگی سے مقابلہ کیا؟ یہ ایک طویل داستان ہے جو دردناک بھی ہے اور عبرت آموز بھی مگر افسوس ہے کہ یہ فرصت اس کے لئے موزوں نہیں۔

احرار تبلیغ کانفرنس:

قادیان کی سنگینی توڑنے کے لئے ''احرار اسلام'' نے ۲۱، ۲۲، ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی تاریخوں میں ''قادیان تبلیغ کانفرنس'' منعقد کرنے کا فیصلہ کرلیا، اس فیصلے کا اعلان ہونا تھا کہ قادیان میں صف ماتم بچھ گئی۔ آقایان فرنگ کے در دولت پر دستک دی گئی کہ ''احرار'' ہمارے مقدس شہر پر چڑھائی کررہے ہیں، خلیفہ محمود نے ہر وقت صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ایک محکمہ قائم کردیا، ادھر میرزا محمود نے اپنے طویل طویل خطبوں میں اپنی مظلومیت و بےبسی اور خوف و ہراس کا صور پھونکنا شروع کیا، حکومت برطانیہ کب برداشت کرسکتی تھی کہ اس کے چہیتے خاندان اور ان کی سیاسی نبوّت کو کوئی آنچ آئے، نتیجتاً قادیان کے حدود میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی گئی۔

مجبوراً احرار کو ''تبلیغ کانفرنس'' قادیان کے حدود کے متصل موضع رجادہ میں منعقد

کرنا پڑی، کانفرنس کی صدارت امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمائی، اور ہندوستان کے اطراف واکناف سے مسلمانانِ ہند ’’تبلیغ کانفرنس‘‘ میں شرکت کے لئے پہنچ گئے۔ شاہ جیؒ نے اس موقع پر صدارتی تقریر فرمائی جو عشاء کے بعد سے شروع ہوکر اذان فجر تک جاری رہی۔ اس میں قادیانیت کا اپنے مخصوص انداز میں ایسا تجزیہ کیا کہ قادیان میں کھلبلی مچ گئی۔ مرزائی، گورنمنٹ کے دروازے پر فریاد لے کر پہنچے اور گورنمنٹ نے شاہ جیؒ پر ۱۵۳-الف کے تحت مقدمہ بنادیا۔ مقدمہ کی سماعت دیوان سکھا آنند اسپیشل مجسٹریٹ گورداسپور نے کی۔ شاہ جیؒ نے شہادت کے لئے مرزائیوں کے بڑے بڑے لوگوں کے علاوہ مرزا محمود کو بھی عدالت میں طلب کرنے کی درخواست کی، چنانچہ میرزا محمود کی شہادت تین دن تک جاری رہی، بالآخر عدالت نے شاہ جیؒ کو چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی، اس فیصلہ کے خلاف مسٹر جے، ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور میں اپیل کی گئی، مسٹر کھوسلہ نے ملزم کے جرم کو محض اصطلاحی قرار دیتے ہوئے تابرخاست عدالت سزا دی، اور ایک تاریخ ساز فیصلہ لکھا۔

مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ:

مرزائیوں نے ’’احرار‘‘ کی گوشمالی کے لئے شاہ جیؒ پر مقدمہ بنوایا تھا۔ لیکن خدا کی قدرت انہیں لینے کے دینے پڑ گئے۔ شاہ جیؒ کی تبلیغ کانفرنس کی تقریر سے مرزائیت کی ہوا کیا اکھڑی تھی جو اس مقدمے سے اکھڑی، مسٹر کھوسلہ کا یہ تاریخی فیصلہ جو قادیانیت کے لئے پیغام موت کی حیثیت رکھتا ہے طبع ہوچکا ہے، اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

> الف:۔۔۔ ’’مرافعہ گزار کے خلاف جو الزام عائد کیا گیا ہے، اس پر غور وخوض کرنے سے قبل چند ایسے حقائق وواقعات بیان کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے جن کا تعلق امور زیر بحث سے ہے، آج سے تقریباً پچاس سال قبل قادیان کے ایک باشندے مسمی غلام احمد نے دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس

کے اعلان کے ساتھ ہی اس نے ’’لاٹ پادری‘‘ کی حیثیت بھی اختیار کرلی اور ایک نئے فرقے کی بناڈالی، جس کے ارکان اگرچہ مسلمان ہونے کے مدعی تھے، لیکن ان کے بعض عقائد و اصول عام عقائد اسلامی سے بالکل متبائن تھے۔ اس فرقہ میں شامل ہونے والے لوگ قادیانی یا مرزائی یا احمدی کہلاتے ہیں، اور ان کا مابہ الامتیاز یہ ہے کہ یہ لوگ فرقہ مرزائیہ کے بانی (میرزا غلام احمد) کی نبوّت پر ایمان رکھتے ہیں۔‘‘

ب:۔۔۔ ’’مسلمانوں کی اکثریت نے مرزائیوں کے بلند بانگ دعاوی خصوصاً ان کے دینی تفوق کے دعووں پر بہت ناک منہ چڑھایا اور مرزا نے ان پر کفر کا الزام لگایا، اس کے جواب میں ان لوگوں نے بھی سخت لہجہ اختیار کیا، مگر قادیانی حصار میں رہنے والے اس سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔‘‘

ج:۔۔۔ ’’قادیانی مقابلتاً محفوظ تھے، اس حالت نے ان میں متمردانہ غرور پیدا کردیا۔ انہوں نے اپنے دلائل دوسرے سے منوانے اور اپنی جماعت کو ترقی دینے کے لئے ایسے حربوں کا استعمال شروع کردیا جنہیں ناپسندیدہ کہا جائے گا، جن لوگوں نے قادیانیوں کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا انہیں بائیکاٹ، قادیاں سے اخراج اور بعض اوقات اس سے بھی مکروہ تر مصائب کی دھمکیاں دے کر دہشت انگیزی کی فضا پیدا کی، بلکہ بسا اوقات انہوں نے ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر اپنی جماعت کے استحکام کی کوشش کی، قادیاں میں رضاکاروں کا ایک دستہ مرتب ہوا اور اس کی ترتیب کا مقصد غالباً یہ تھا کہ قادیاں میں ’’لمن الملک الیوم‘‘ کا نعرہ بلند کرنے کے لئے طاقت پیدا کی جائے۔‘‘

د:۔۔۔ ’’انہوں نے عدالتی اختیارات بھی اپنے ہاتھ میں لے لئے، دیوانی اور فوجداری مقدمات کی سماعت کی، دیوانی مقدمات میں ڈگریاں صادر کیں اور ان کی تعمیل کرائی گئی، کئی اشخاص کو قادیان سے نکالا گیا، یہ قصہ یہیں نہیں ختم ہوتا، بلکہ قادیانیوں کے خلاف کھلے طور پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے مکانوں کو تباہ کیا، جلایا اور قتل کے مرتکب ہوئے۔‘‘

ھ:۔۔۔ ’’کم ازکم دو اشخاص کو قادیان سے اخراج کی سزا دی گئی، اس لئے کہ ان کے عقائد مرزا کے عقائد سے متفاوت تھے۔ یہ اشخاص حبیب الرحمن گواہ صفائی نمبر ۸۲ اور مسمی اسماعیل ہیں۔‘‘ ’’کئی اور گواہوں نے قادیانیوں کے تشدد وظلم کی عجیب و غریب داستانیں بیان کی ہیں۔‘‘ بھگت سنگھ گواہ صفائی نے بیان کیا کہ قادیانیوں نے اس پر حملہ کیا، ایک شخص مسمی غریب شاہ کو قادیانیوں نے زدوکوب کیا، لیکن جب اس نے عدالت میں استغاثہ کرنا چاہا تو کوئی اس کی شہادت دینے کے لئے سامنے نہ آیا۔‘‘

و:۔۔۔ ’’سب سے سنگین معاملہ عبدالکریم ایڈیٹر ’’مباہلہ‘‘ کا ہے، جس کی داستان، داستان درد ہے، یہ شخص مرزا کے مقلدین میں شامل ہوا اور قادیان میں جاکر مقیم ہوگیا وہاں اس کے دل میں شکوک پیدا ہوئے اور وہ مرزائیت سے تائب ہوگیا۔ اس کے بعد اس پر ظلم وستم ہوا۔ اس نے قادیانی معتقدات پر تبصرہ کرنے کے لئے ’’مباہلہ‘‘ نامی اخبار جاری کیا۔ مرزا بشیرالدین نے ایک تقریر میں ’’مباہلہ‘‘ والوں کی موت کی پیش گوئی کی، اس تقریر میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جو مذہب کے لئے ارتکاب قتل پر بھی تیار ہوجاتے ہیں، اس تقریر کے بعد جلد ہی عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ کیا

گیا، مگر وہ بچ گیا، لیکن اس کا ساتھی قتل کر دیا گیا۔''

مولانا عبدالکریم کو مرزا محمود کے کیرکٹر پر اعتراض تھا، وہ مرزا محمود سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ پر عائد الزامات غلط ہیں تو آیئے ''مباہلہ'' کر لیجئے۔ اخبار ''مباہلہ'' میں انہوں نے مرزا محمود کو بار بار مباہلہ کا چیلنج دیا، اس کے جواب میں مرزائی جماعت کی جانب سے انہیں وہ سزا دی گئی جس کا تذکرہ فاضل جج نے کیا ہے۔ ناقل۔

ز:۔۔۔ ''محمد امین ایک مرزائی تھا اور جماعت مرزائیہ کا مبلغ تھا۔ اس کو تبلیغ کے لئے بخارا بھیجا گیا، لیکن کسی وجہ سے بعد میں اسے اس خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا، اس کی موت کلہاڑی کی ایک ضرب سے ہوئی جو چوہدری فتح محمد گواہ صفائی نمبر ۱۲ نے لگائی۔ محمد امین پر مرزا کا عتاب نازل ہو چکا تھا، محمد امین تشدد کا شکار ہوا اور کلہاڑی کی ضرب سے قتل کیا گیا۔ پولیس میں وقوعہ کی اطلاع پہنچی لیکن کوئی کاروائی عمل میں نہ آئی۔ چوہدری فتح محمد کا عدالت ہٰذا میں باقرار صالح یہ بیان کرنا تعجب انگیز ہے کہ اس نے محمد امین کو قتل کیا مگر پولیس اس معاملہ میں کچھ نہ کر سکی، جس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ مرزائیوں کی طاقت اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ گواہ سامنے آ کر سچ بولنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔''

ح:۔۔۔ ''ہمارے سامنے عبدالکریم کے مکان کا واقعہ بھی ہے کہ عبدالکریم کو قادیان سے خارج کرنے کے بعد اس کا مکان نذر آتش کر دیا گیا اور قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی سے حکم حاصل کر کے نیم قانونی طریقے پر اسے گرانے کی کوشش کی گئی۔''

ط:۔۔۔ ''یہ افسوسناک واقعات اس بات کی منہ بولتی شہادت ہیں کہ قادیان میں قانون کا احترام بالکل اٹھ گیا تھا، آتش زنی اور قتل کے واقعات ہوتے تھے، مرزا نے کروڑوں مسلمانوں کو

جواس کے ہم عقیدہ نہ تھے شدید دشنام طرازی کا نشانہ بنایا، اس کی تصانیف ایک لاٹ پادری کے اخلاق کا انوکھا مظاہرہ ہیں، جوصرف نبوّت کا مدعی نہ تھا بلکہ خدا کا برگزیدہ انسان اور مسیح ثانی ہونے کا مدعی بھی تھا۔"

ی:۔۔۔"معلوم ہوتا ہے کہ حکام غیر معمولی حد تک مفلوج ہو چکے تھے، دینی و دنیاوی معاملات میں مرزا کے حکم کے خلاف کبھی آواز بلند نہیں ہوئی، مقامی افسروں کے پاس کئی مرتبہ شکایت پیش ہوئی لیکن وہ اس کے انسداد سے قاصر رہے۔ مسل پر کچھ اور شکایات بھی ہیں لیکن یہاں ان کے مضمون کا حوالہ دینا غیرضروری ہے۔ اس مقدمہ کے سلسلہ میں صرف یہ بیان کردینا کافی ہے کہ قادیان میں جوروستم رانی کا دوردورہ ہونے کے متعلق نہایت واضح الزامات عائد کئے گئے ہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ (حکومت کی طرف سے اس صورت حال کے انسداد کے لئے) کوئی توجہ نہ ہوئی۔ ان کاروائیوں کے سدباب کے لئے اور مسلمانوں میں زندگی کی روح پیدا کرنے کے لئے تبلیغ کانفرنس منعقد کی گئی۔"

اس کے بعد فاضل جج نے تفصیل سے مقدمہ پر بحث کی ہے، ان اقتباسات سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ قادیان کے غیرمرزائی افراد کس قسم کی حالت سے دوچار تھے اور "احرار اسلام" نے کتنی سنگلاخ زمین میں اپنا کام شروع کیا تھا۔

مباہلہ کا چیلنج:

مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانہ سے مرزائی اُمت کی یہ عادت چلی آتی ہے کہ بلند بانگ دعوؤں کے ذریعہ لوگوں پر رعب جمایا جائے اور جب امتحان کا وقت آئے تو کوئی نہ کوئی حیلہ کرکے بلائے ناگہانی کو ٹالنے کی کوشش کی جائے۔ ۱۹۳۵ء میں "احرار" کی یورش

سے تنگ آ کر میرزا محمود نے ''احرار'' کو مباہلہ کی دعوت دی، اپنی طرف سے شرائط مقرر کر کے اعلان کر دیا کہ ''احرار'' ہمارے ساتھ مباہلہ کی شرائط طے کر لیں ''احرار'' تو میرزا محمود کے رخ زیبا کے عاشق تھے، انہوں نے فی الفور اعلان کر دیا کہ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں ہم فلاں تاریخ کو قادیان حاضر ہو جائیں گے۔ یہ خبر اخبار ''مجاہد'' میں چھپی تو مرزا محمود کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے، فوراً واویلا کیا کہ ''احرار'' شرائط مباہلہ طے کئے بغیر قادیان پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں ان کو روکا جائے ــــ احرار کا موقف یہ تھا کہ مباہلہ کی دعوت آپ نے دی ہے، شرائط آپ نے پیش کی ہیں، ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں عائد کی گئی، بس ذرا آنے کی اجازت ہو جائے، مگر میرزا محمود صاحب تو صرف اعلان کی حد تک مباہلہ کا رعب ڈالنا چاہتے تھے، انہیں کیا خبر تھی کہ ''احرار'' سچ مچ قادیان میں آدھمکیں گے۔ چنانچہ پھر حکومت عالیہ کے دربار میں درخواست کی گئی کہ ''احرار'' قادیان میں فلاں تاریخ کو آنے کا اعلان کر چکے ہیں، انہیں حکماً روکا جائے، حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی اور مرزا صاحب کی جان میں جان آئی۔

مباہلہ کا نتیجہ:

یہاں اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ایک طرف تو حکومت کو ''احرار'' کے قادیان آنے سے روکنے پر مجبور کیا جا رہا تھا اور دوسری طرف شیخ عبدالرحمن مصری کو (جو اس زمانہ میں مرزا محمود کے بہت بڑے معتمد تھے) احرار کو شرائط کے جال میں الجھانے کے لئے لاہور روانہ کر دیا گیا، ہدایت یہ تھی کہ جب تک حکومت کا حکم ''احرار'' کو روکنے کے لئے جاری نہیں ہو جاتا، اس وقت تک شرائط کا عقدہ حل نہ ہونے دیا جائے، چنانچہ جوں ہی حکومت نے ''احرار'' کے داخلہ قادیان پر پابندی عائد کی، فوراً شیخ عبدالرحمن مصری کو تار اور خط کے ذریعہ اطلاع دی گئی کہ اب ''احرار'' سے شرائط طے کرنے کی ضرورت نہیں، فوراً واپس چلے آؤ، اس خط اور تار کی مصدقہ نقل ہمارے پاس موجود ہے۔

لیکن اس مباہلہ کا اثر یہ ہوا کہ یہی شیخ عبدالرحمن مصری جن کو نومبر ۱۹۳۵ء میں احرار سے شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا گیا، ۱۹۳۷ء میں خود ہی مباہلہ کے میدان میں مرزا محمود کو چیلنج کرنے لگا اور جب مرزا صاحب اپنی صفائی پیش کرنے سے کنی کترا گئے تو اس نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا، عدالت میں شیخ مصری نے جو حلفیہ بیان، مرزا محمود کے بارے میں دیا، وہ یہ تھا:

> ''موجودہ خلیفہ (مرزا محمود) سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے، اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے، ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے، اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔''
>
> (فتح حق ص:۱۴ شائع کردہ: احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

شیخ مصری کا یہ بیان مذہبی تاریخ میں انوکھی مثال ہے کہ ایک مرید اپنے واجب الاطاعت خلیفہ کے بارے میں حلفیہ طور پر اپنی رائے کا اظہار عدالت میں اتنے سنگین الفاظ میں کرے ــــــ اگر شیخ مصری کے اس بیان کو احرار سے مباہلہ کا نتیجہ کہا جائے تو کیا یہ بے جا ہوگا؟

احرار کی تنفیری مہم:

''احرار'' کے نزدیک قادیانی، ناموس رسالت کے قزاق اور انگریز کے وفادار پالتو تھے، قادیانی نبوّت، سراسر مکاری وعیاری اور دجل وتلبیس کا دام فریب تھا۔ قادیانیوں کی حکومت کے لئے جاسوسی اور خوشامد، اسلام اور مسلمانوں سے غداری کے مترادف تھی، اس لئے احرار کے کسی گوشۂ دل میں مرزائیت اور مرزائیوں کی عزت واحترام کے لئے کوئی جگہ نہیں تھی، وہ قادیانیت کو کسی سنجیدہ بحث وتجزیہ کا مستحق نہیں سمجھتے تھے، ان کے خیال میں

مرزائیت، اسلام اور پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک مذاق کی حیثیت رکھتی تھی اور مرزائی جماعت ایک مسخروں کا ٹولہ تھا۔ اس لئے احرار نے علمی بحثوں سے ہٹ کر مسلمانوں کو قادیانیوں سے نفرت دلانے پر توجہ کی اور اسے اپنے مذہبی فرائض میں شامل کر لیا۔

احرار کی تنفیری مہم کے کئی پہلو تھے، ان میں سب سے اہم پہلو یہ تھا کہ مرزا غلام احمد اور ان کے حواریوں کے اخلاق و کردار کو ان کی کتابوں سے پیش کیا جاتا اور مسلمانوں کو توجہ دلائی جاتی کہ جن لوگوں کی یہ حالت ہو، کیا وہ نبی، مسیح موعود یا مذہبی پیشوا ہو سکتے ہیں؟ احرار جگہ جگہ جلسے کرتے اور مرزائی لٹریچر سے وہ مواد پیش کرتے جس سے مرزائیت ایک اضحوکہ بن کر رہ جائے، مرزائیوں کو شکایت ہوتی کہ ''احرار'' ان کے ''مسیح موعود'' کو گالیاں نکالتے ہیں، ان کے خلیفہ صاحب کی بے ادبی کرتے ہیں، لیکن یہ شکایت بے جا تھی، احرار کا جرم اگر تھا تو یہ تھا کہ وہ مرزائی لٹریچر کے آئینے میں مرزائیت کا بھیانک چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کر دیتے تھے، مثلاً سیرۃ المہدی میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد قادیانی نے بہت سے واقعات درج کئے کہ مرزا غلام احمد نامحرم عورتوں سے ربط رکھتے تھے، نامحرم جوان لڑکیاں شب تنہائی میں ان کی ''خدمت'' کیا کرتی تھیں، ان کے کمرہ خاص میں ان کے سامنے غیر عورتیں بلا تکلف برہنہ غسل فرمایا کرتی تھیں اور اس قسم کے بے شمار واقعات احرار بیان کرتے تو لوگ سن کر کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے اور مرزائیوں کی طرف سے واویلا کیا جاتا کہ احرار ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ یہاں بطور مثال ایک ''مرزائی فتویٰ'' درج کیا جاتا ہے جس سے انسانی ذہنیت کا اندازہ ہو سکے گا۔ مرزا صاحب کے خاص اخبار ''الحکم قادیاں'' شمارہ ۱۳ جلد ۱۱ مؤرخہ ۱۷/ اپریل ۱۹۰۷ء میں ''استفسار اور ان کے جواب'' کے زیر عنوان کسی محمد حسین نامی مرزائی کے چند سوالات کا جواب شائع ہوا، ان کا چھٹا سوال یہ تھا:

''سوال ششم حضرت اقدس (مرزا غلام احمد) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟'' اس کے جواب میں مرزائیوں کے مفتی صاحبان نے علم و فقاہت کے پرنوچتے ہوئے جو دلچسپ جواب دیا وہ یہ تھا:

’’جواب: وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں، بلکہ موجب رحمت و برکات ہے اور یہ لوگ احکام حجاب سے مستثنیٰ ہیں، دیکھو سوالات دوم تا پنجم کے جوابات۔ (۲) اُمت اپنے نبی کی روحانی اولاد ہوتی ہے اس لئے وہاں زنا اور تہمت زنا کا احتمال نہیں۔‘‘

ساتواں سوال مرزا صاحب کے صاحبزادوں سے متعلق تھا کہ وہ بھی نامحرم عورتوں سے اختلاط رکھتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟ اس کا جواب اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے:

’’سوال ہفتم: حضرت کے صاحبزادے غیر عورتوں میں بلاتکلف اندر کیوں جاتے ہیں؟ کیا ان سے پردہ درست نہیں؟‘‘

جواب: آپ نے اس سوال کے وقت جلدی سے کام لیا اور غور نہیں کیا کہ پردہ کرنے کی پابند عورتیں ہیں، یا عورتوں کے پردہ کرانے کے بھی پابند مرد ہی ہیں؟ غرض مردوں کو حکم ہے: ’’**یغضوا من ابصارھم**‘‘ ۸۱/۴ یعنی مرد اپنی آنکھیں نیچے رکھیں، اگر آپ یہ اعتراض کرتے کہ صاحبزادے غیر عورتوں کی طرف دیکھتے ہیں اور غض بصر نہیں کرتے اور اس کا کوئی ثبوت بھی آپ پیش کرتے تو اس کے جواب کی ضرورت بھی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ’’**لست علیھم بمصیطر**‘‘ یعنی تو ان پر داروغہ نہیں کہ ان سے عمل درآمد کراوے اور منواوے، جب مامور کسی کا داروغہ نہیں تو کیا صاحبزادے عورتوں سے پردہ کرانے کے ذمہ دار ہیں؟ مستثنیات کے ذکر میں اور قانون کے وجوہ اور منشا بیان کرتے ہوئے میں نے لکھ دیا ہے کہ ضرورت حجاب صرف احتمال زنا کے لئے ہے، جہاں ان کے وقوع کا احتمال کم ہو ان کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کردیا ہے، اس واسطے انبیاء اور اَتقیاء لوگ مستثنیٰ بلکہ بطریق اولیٰ مستثنیٰ ہیں، پس

حضرت کے صاحبزادے اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقی ہیں، ان سے
اگر حجاب نہ کریں تو اعتراض کی بات نہیں۔‘‘

(الحکم ۱۷؍اپریل ۱۹۰۷ء ص:۱۳)

اس سوال اور جواب کو بار بار پڑھئے، قادیانی مفتی یہ تسلیم کرتا ہے کہ حضرت صاحب نامحرم عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبوانے کی خدمت لیا کرتے تھے اور ان کے صاحبزادگان گرامی قدر بھی ’’بلاتکلف‘‘ نامحرم عورتوں کے مجمع میں تشریف لے جانے کے خوگر تھے، مگر مرزائی مفتی کی منطق یہ ہے کہ وہ چونکہ نبی اور نبی زادے ہیں اس لئے پردہ کا حکم الٰہی ان پر لاگو نہیں ہوتا، حکم احکام یہ تو امتیوں کے لئے ہیں، قادیان کا خانوادہ نبوّت تو اتنا مقدس ہے کہ غیرمحرم عورتیں اس سے جس قدر مس واختلاط زیادہ کریں گی اتنی ہی رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل ہوں گی۔ لَاحول ولَا قوۃ الّا باللہ۔

اب غور فرمایئے کیا یہ فتویٰ اور یہ منطق سنجیدہ بحث ونظر کی مستحق ہے؟ یہ صرف ایک مثال عرض کی گئی ہے، ورنہ قادیانی لٹریچر اس قسم کے ہزلیات وہفوات کے تعفّن سے بھرا ہوا ہے۔ جس کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جب تک مرزائی حلقوں تک محدود رہے تب تک وہ ’’اسرار ومعارف‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اور جب اسے پبلک اسٹیج پر پیش کیا جائے تو یکایک وہ گالی بن جاتا ہے، چنانچہ احرار جب اپنی تقریر میں ان قادیانی ’’اسرار و معارف‘‘ کو پیش کرتے تو مرزائی چلّا اُٹھتے کہ ہمیں گندی گالیاں دی جارہی ہیں۔ کاش! ان بھلے لوگوں سے کوئی کہتا کہ اگر تمہارے لٹریچر کا مواد پیش کردینا ہی ’’گندی گالی‘‘ ہے تو اس میں مجرم ’’احرار‘‘ ہیں یا تمہارے حضرت صاحب؟ حاصل یہ کہ احرار نے مرزائیوں کے خلاف اس قدر نفرت پھیلائی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ البیلے قصے گلی گلی پہنچ گئے، اور مرزائی کا لفظ خود مرزائیوں کے نزدیک بھی واقعۃً گالی بن کر رہ گیا قادیانیوں سے یہ عمومی نفرت نہ سنجیدہ مقالات سے پیدا ہوسکتی تھی، نہ عالمانہ بحثوں سے، نہ دارالافتاء کے فتوؤں سے۔

احرار کے تنفیری کارنامہ کا ایک پہلو یہ تھا کہ وہ مرزائیوں کی انگریز پرستی اور

اسلام دشمنی کو اس انداز سے بیان کرتے کہ انگریز اور قادیانی بیک وقت دونوں تلملا اٹھتے، مرزائیوں کی تاریخ کا سب سے بدترین باب یہ ہے کہ اس نے ایک طرف تمام عالم اسلام کو کافر گردانا، اور دوسری طرف ہر ایسے موقع پر جہاں اسلام اور انگریز کے مفاد کے درمیان ٹکراؤ ہوا، وہاں اسلام کے بجائے کافر افرنگ سے وفاداری کا مظاہرہ کیا۔

ترکی خلافت کو تاخت وتاراج کیا جارہا تھا، پورا عالم اسلام خون کے آنسو رو رہا تھا، لیکن مرزائی ٹولہ بڑی ڈھٹائی سے انگریز کی مدح وستائش اور مسلمانوں کی مذمت میں مشغول تھا۔ جسٹس منیر نے اپنی مرزائیت نوازی کے باوجود یہ تسلیم کیا ہے کہ:

> ''غیر احمدیوں کو تحریک احمدیہ کے بانی اور اس کے لیڈروں کے خلاف جو بڑی بڑی شکایات تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ وہ انگریزوں کے ''ذلیل خوشامدی'' ہیں۔''
>
> ''جب انہوں نے (مرزا غلام احمد) عقیدہ جہاد کی تاویل میں ''مہربان انگریزی گورنمنٹ'' اور اس کی مذہبی رواداری کی تعریف نہایت خوشامدانہ لہجے میں کرنی شروع کی تو اس تاویل پر چند در چند شبہات پیدا ہونے لگے، پھر جب مرزا صاحب نے ممالک اسلامی کی عدم رواداری اور انگریزوں کی فراخ دلانہ مذہبی پالیسی کا موازنہ ومقابلہ توہین آمیز انداز میں کیا تو مسلمانوں کا غیض و غضب اور بھی زیادہ مشتعل ہوگیا۔ احمدی جانتے تھے کہ ان کے عقائد، دوسرے مسلم ممالک میں اشاعت ارتداد پر محمول کئے جائیں گے اور ان کا یہ خیال اس وقت اور بھی پختہ ہوگیا جب افغانستان میں عبداللطیف (احمدی) کو سنگسار کیا گیا، جب پہلی جنگ عظیم میں (جس میں ترکوں کو شکست ہوگئی تھی) بغداد پر ۱۹۱۸ء میں انگریزوں کا قبضہ ہوگیا اور قادیان میں اس ''فتح'' پر جشن مسرت منایا گیا تو مسلمانوں میں برہمی پیدا ہوئی اور احمدی انگریزوں کے پٹھو سمجھے

جانے لگے۔‘‘ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۲۰۸)

احرار جنگ آزادی کے مجاہد تھے وہ اپنے دین و مذہب اور قوم و وطن کی آزادی کے لئے انگریزی حکومت کی آہنی دیوار سے ٹکرا رہے تھے۔ اس لئے مرزائیت سے نفرت کرنا اور نفرت دلانا احرار کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے تھا، احرار کا کوئی جلسہ اور ان کی کوئی تقریر اس سے خالی نہیں رہ سکتی تھی۔ احرار نے انگریز کی خوشامد پر اس شدت سے نفرت و بیزاری کا اظہار کیا کہ خود قادیانیوں کو اپنی روش سے نفرت ہونے لگی۔ کسی زمانہ میں وہ بڑے فخر سے انگریز پرستی کو اپنا زریں کارنامہ قرار دیتے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کی خوشامد اور وفاداری کو اپنا خاندانی پیشہ ظاہر کیا کرتا تھا، لیکن احرار کی یلغار کے بعد انہیں انگریز پرست کا لفظ گالی نظر آنے لگا۔ مرزائیوں کے بس میں ہوتا تو مرزا غلام احمد کی وہ تمام کتابیں دفن کر دیتے جن میں انگریز کی گھٹیا خوشامد درج ہے اور جن میں ملکہ برطانیہ کو ’’خدا کا نور‘‘ قرار دیا گیا ہے۔

اقلیت قرار دینے کا مطالبہ:

قادیانی اپنے عقائد و نظریات کے لحاظ سے کسی وقت بھی مسلمانوں کی صف میں شمار نہیں کئے گئے۔ لیکن انگریزی سیاست انہیں مسلمانوں میں شامل رکھنے پر بضد تھی۔ مسلمانوں کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے علامہ اقبال مرحوم نے اٹھایا۔ اس کے بعد احرار نے اس کو مستقل مشن بنا لیا۔ مرزا غلام احمد اور مرزائی جماعت کی کفریات کو پیش کر کے انہیں مسلمانوں سے جداگانہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تقریباً ہر بڑے جلسے میں کیا جاتا۔ اگرچہ تقسیم سے پہلے اور قیام پاکستان کے بعد بھی (۱۹۷۴ء تک) ارباب اقتدار نے احرار کے اس مطالبہ کو درخور اِعتنا نہ سمجھا۔ لیکن اس مطالبہ کو بار بار دہرانے کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ مطالبہ راسخ ہوتا چلا گیا اور عملی طور پر عام مسلمانوں نے قادیانیوں کو کبھی اپنی صف میں جگہ نہیں دی۔

مرزائیوں کے خلاف احرار کی مہم کا ایک پہلو یہ تھا کہ الیکشن میں کسی مرزائی کو

کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ مرزائی مسلمانوں کی سیٹ پر مسلمانوں کے نمائندوں کی حیثیت سے کھڑے ہوتے اور ارباب اقتدار کے ساتھ اپنے غیر معمولی اثر ورسوخ اور زرو دولت کے بل بوتے پر کامیاب ہونے کی کوشش کرتے۔ لیکن احرار کو جہاں پتہ چل جاتا کہ فلاں سیٹ پر مرزائی امیدوار مسلمانوں کے ووٹ سے آگے جانے کی تیاری کر رہا ہے، یہ فوراً وہاں پہنچ جاتے اور پوری قوت سے مرزائیوں کی مزاحمت کرتے۔ اکثر و بیشتر مرزائیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس محاذ پر صرف ''احرار'' نے کام کیا میں اس عنوان کو مسٹر جسٹس منیر کے ایک اقتباس پر ختم کرتا ہوں، موصوف لکھتے ہیں:

''احرار کی بڑی بڑی سرگرمیوں میں ایک یہ تھی کہ وہ کسی نہ کسی شکل میں احمدیوں کی مخالفت کرتے رہتے تھے۔ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ احرار کی پیدائش ہی احمدیوں کی نفرت سے ہوئی ہے۔ ابھی مجلس احرار کی تاسیس پر دو ہی سال گزرے تھے کہ انہوں نے ایک قرارداد منظور کی جس کا منشا یہ تھا کہ کوئی قادیانی کسی مجلس عاملہ کا ممبر منتخب نہ کیا جائے۔ قادیان تقسیم سے پہلے تقریباً خالص احمدی قصبہ تھا۔ ۱۹۳۴ء میں احرار نے قادیان میں ایک کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا، لیکن جب اس جلسے کو ممنوع قرار دیا گیا تو انہوں نے اسی سال ۱۲/اکتوبر کو قادیان سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں رجادہ کے دیانند اینگلو ویدک ہائی اسکول کے گراؤنڈ میں کانفرنس منعقد کرلی جس میں حاضرین کی تعداد ہزاروں تک تھی۔ اس کانفرنس میں احرار کے مقبول عام خطیب سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے احمدیوں کے خلاف پانچ گھنٹے کی ایک نفرت آمیز تقریر کی جس میں انہوں نے ایسی باتیں کہیں جن سے صرف یہ مقصود تھا کہ سننے والوں کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑک

اٹھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں امن وامان کے دعاوی کے ساتھ نہایت پست قسم کی دشنام طرازی اور مسخرگی سے کام لیا۔ (جسٹس صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے، قادیانی کتابوں کے حوالوں کو وہ ''پست قسم کی دشنام طرازی اور مسخرگی'' سے تعبیر فرما رہے ہیں جو شخص ناموس رسالت کے ساتھ مسخرہ پن کا مظاہرہ کرے وہ مسلمانوں کے نزدیک تو اسی کا مستحق ہے۔ ناقل) اس تقریر کی بنا پر بخاریؒ کے خلاف مقدمہ چلایا گیا جس کی سماعت کے دوران اتنی سنسنی پیدا ہوئی اور احمدیوں کے خلاف جذبات اتنے برانگیختہ ہوئے کہ خود تقریر سے بھی نہ ہوئے ہوں گے۔ (گویا شاعر کی زبان میں:

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اس میں غریب بخاریؒ کا یا احرار کا کیا قصور تھا؟ ---ناقل) اس مقدمے میں بخاریؒ کو سزا دی گئی، وہ دن اور یہ رات، ہر قابل ذکر احراری مقرر، احمدیوں، ان کے راہ نماؤں اور ان کے عقیدوں کے خلاف ہر قسم کی باتیں کہتا رہا ہے۔'' (تحقیقاتی رپورٹ ص:۱۱)

جسٹس منیر صاحب نے اور بھی بیسیوں جگہ قادیانیت کی مخالفت پر ''احرار اسلام'' کو ''خراج تحسین'' پیش کیا ہے، اور احرار رہنماؤں میں سے ایک ایک کا نام لے کر بھی ریمارکس دیئے ہیں، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''پہلا شخص جس نے خواجہ ناظم الدین وزیراعظم کی توجہ قادیانی تحریک کی سنگینی کی طرف مبذول کرائی وہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی تھا۔ قادیانیت کی مخالفت اس شخص کی زندگی کا واحد مقصد معلوم ہوتا ہے اور وہ جہاں کہیں جاتا اپنے ساتھ ایک بڑا چوبی

صندوق لے جاتا، جس میں احمدیوں کا اور احمدیوں کے خلاف لٹریچر بھرا ہوتا، زیادہ اہم سیاسی واقعات کا ذکر تو درکنار؟ پاکستان یا کسی اور شخص کو کوئی آفت پیش آجائے، کوئی افسوسناک واقعہ رونما ہوجائے، قائد ملت قتل کردیئے جائیں یا ہوائی جہاز گر پڑیں، قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے نزدیک وہ ہمیشہ احمدیوں کی سازش ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔'' (تحقیقاتی رپورٹ ص:۲۱۷)

ہم اس پر صرف اتنا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ نظریہ صرف قاضی صاحب مرحوم کا نہیں تھا، بلکہ تمام احرار کا تھا اور اب پاکستان اور عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کا ہے۔

قادیاں سے ربوہ تک:

مختصر یہ کہ ان اکابر کی قیادت میں امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ''مجلس احرار اسلام'' کے سرفروشوں نے اپنی شعلہ بار خطابت کے ذریعہ انگریز اور انگریز کی ساختہ پرداختہ قادیانی نبوّت کے خرمن امن کو پھونک ڈالا، تاآنکہ ۱۹۴۷ء میں انگریزی اقتدار رخت سفر باندھ کر رخصت ہوا تو برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ وجود پر جلوہ گر ہوا۔ اس تقسیم کے نتیجہ میں قادیانی نبوّت کا منبع خشک ہوگیا اور قادیان کی منحوس بستی دار الکفر اور دار الحرب ہندوستان کے حصہ میں آئی۔

قادیانی خلیفہ اپنی ''ارض حرم'' اور ''مکۃ المسیح'' (قادیان) سے برقعہ پہن کر فرار ہوا۔ اور پاکستان میں ربوہ کے نام سے نیا دار الکفر تعمیر کرنے کے بعد شاہوار نبوّت کی ترکتازیاں دکھانے اور پورے ملک کو مرتد کرنے کا اعلان کرنے لگا۔

قیام پاکستان کے بعد:

قادیانیوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کا تسلط ہے۔ ملک کے کلیدی مناصب ان کے قبضے میں ہیں، پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں خلیفہ

قادیاں (حال ربوہ) کا ادنیٰ مرید ہے، اس لئے پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوّت کا جعلی سکہ رائج کرنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ان کی امید افزائی کا خاص پہلو یہ بھی تھا کہ ''احرار اسلام'' کا قافلہ تقسیم ملک کی وجہ سے لٹ چکا تھا۔ تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا اور پھر ''احرار اسلام'' ناخدایان پاکستان کے دربار میں معتوب تھے، اس لئے قادیانیوں کو غرہ تھا کہ اب حریم نبوّت کی پاسبانی کے فرائض انجام دینے کی کسی کو ہمت نہیں ہوگی، لیکن وہ یہ بھول گئے تھے کہ حفاظت دین اور ''تحفظ ختمِ نبوّت'' کا کام انسان نہیں کرتے، خدا کرتا ہے اور وہ اس کام کے لئے خود ہی رجال کار بھی پیدا فرمادیتا ہے۔

مجلس تحفظ ختمِ نبوّت:

امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رُفقاء قادیانیوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھے، چنانچہ جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں میں'' ۱۹۴۹ء میں ایک مجلس مشاورت ہوئی، جس میں امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا تاج محمود لائل پوریؒ، اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ شریک ہوئے۔ غور و فکر کے بعد ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کی بنیاد رکھی گئی، اور اس کا ابتدائی میزانیہ ایک روپیہ یومیہ تجویز کیا گیا۔ چنانچہ صدر المبلغین کی حیثیت سے فاتح قادیاں حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو، جو قادیاں میں شعبہ تبلیغ احرار اسلام کے صدر تھے، ملتان طلب کیا گیا، ان دنوں مسجد سراجاں ملتان کا چھوٹا سا حجرہ مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کا مرکزی دفتر تھا۔ وہی دار المبلغین تھا، وہی دار الاقامہ تھا، وہی مشاورت گاہ تھی اور یہی چھوٹی سی مسجد اس عالمی تحریک ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کا ابتدائی کنٹرول آفس تھا۔ شہید اسلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بقول:

"وذالک فی ذات الإلٰہ وان یشاء یبارک علی اوصال شلو ممزع۔"

حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس نحیف وضعیف تحریک میں ایسی برکت ڈالی کہ آج اس کی شاخیں اقطار عالم میں پھیل چکی ہیں اور اس کا مجموعی میزانیہ لاکھوں سے متجاوز ہے۔

قیادت باسعادت:

"مجلس تحفظِ ختم نبوّت" کو یہ سعادت ہمیشہ حاصل رہی ہے کہ اکابر اولیاء اللہ کی قیادت وسرپرستی اور دُعائیں اسے حاصل رہی ہیں حضرت اقدس رائے پوریؒ آخری دم تک اس تحریک کے قائد وسرپرست رہے، ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، اور حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہٗ خانقاہ سراجیہ کندیاں، اس کے سرپرست ہیں۔ "مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت" کے بانی اور امیر اوّل امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے، امیرِ شریعتؒ کی وفات ۱۶۹۱ء میں ہوئی اور خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ ان کے جانشین مقرر ہوئے، ان کے وصال کے بعد حضرت مجاہد ملت مولانا محمد علی صاحبؒ جالندھری کو امارت سپرد کی گئی، ان کے وصال کے بعد مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اخترؒ امیرِ مجلس ہوئے، مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد عارضی طور پر فاتح قادیاں حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ کو مسندِ امارت تفویض ہوئی مگر اپنے ضعف وعوارض کی بنا پر انہوں نے اس بارِ گراں باری سے معذرت کا اظہار فرمایا، یہ ایک ایسا بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان تحریک کی پیش قدمی رُک جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ شانہ کا وعدۂ حفاظتِ دین یکا یک ایک ایسی ہستی کو اس منصبِ عالی کے لئے کھینچ لایا جو اپنے اسلاف کے علوم وروایات کی امین تھی اور جس پر ملتِ اسلامیہ کو بجا طور پر فخر حاصل تھا، میری مراد شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ سے ہے۔

تحفظِ ختم نبوّت اور رد قادیانیت، امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی

وراثت وامانت تھی اور اس کا اہل علوم انوری کے وارث حضرت شیخ بنوریؒ سے بہتر اور کون ہوسکتا تھا؟ چنانچہ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی امارت، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری نوراللہ مرقدہ کی ذہانت، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت، حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کی بلندی عزم نے نہ صرف مجلس تحفظ ختم نبوّت کی عزت وشہرت کو چار چاند لگائے بلکہ ان حضرات کی قیادت نے قصر قادیانی پر اتنی ضرب کاری لگائی کہ قادیانی تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوّت پر کذب وافترا کی آئینی مہر لگ گئی۔

غیر سیاسی جماعت:

''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کا مقصد تاسیس، عقیدہ ختمِ نبوّت کی حفاظت اور اُمتِ مسلمہ کو قادیانی الحاد سے بچانا تھا۔ اس کے لئے ضرورت تھی کہ جماعت خارزار سیاست میں الجھ کر نہ رہ جائے، چنانچہ جماعت کے دستور میں تصریح کردی گئی کہ جماعت کے ذمہ دار ارکان سیاسی معرکوں میں حصہ نہیں لیں گے، کیوں کہ سیاسی میدان میں کام کرنے کے لئے دوسرے حضرات موجود ہیں، اس لئے ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کا دائرہ عمل دعوت وارشاد، اصلاح وتبلیغ اور ردقادیانیت تک محدود رہے گا۔ اس فیصلے سے دو فائدے متصور تھے، ایک یہ کہ ''جماعت تحفظ ختمِ نبوّت'' کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا اجتماعی پلیٹ فارم رہے گا اور عقیدہ ختمِ نبوّت کا جذبہ اہل اسلام کے اتحاد واتفاق اور ان کے باہمی ربط تعلق کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔ دوم یہ کہ ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کا ارباب اقتدار سے یا کسی اور سیاسی جماعت سے تصادم نہیں ہوگا، اور اُمتِ مسلمہ کا اجتماعی عقیدہ ختمِ نبوّت اطفال سیاست کا کھلونا بننے سے محفوظ رہے گا۔

مشکلات وموانع:

حق تعالیٰ شانہ نے اس کمزورترین جماعت کو جن دینی خدمات سے سرفراز فرمایا ان کی تفصیل معلوم کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان مشکلات کا بھی ایک نظر مطالعہ کیا

جائے جو اس کے راستہ میں کوہ گراں کی طرح حائل رہیں۔

قیام پاکستان کے بعد اس نوزائیدہ مملکت میں قادیانی مرتدین کا اثر و رسوخ خوفناک حد تک بڑھ گیا تھا، مسٹر ظفر اللہ خاں قادیانی، پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ اور ملکی پالیسی کے خالق تھے۔ مسٹر ایم ایم احمد سیالکوٹ کے ڈپٹی کمشنر تھے، فوج، پولیس، عدلیہ، انتظامیہ اور قانون سروس کے اہم اور متبرک ترین کلیدی مناصب پر چن چن کر قادیانی افراد کو مقرر کیا گیا۔ یہ تمام لوگ جن کے ہاتھوں میں ملک کے نظم و نسق کی کلید تھی خلیفہ ربوہ کے مرید و مطیع تھے ان کا ہر اقدام خلیفہ کے اشارہ چشم و ابرو کا رہین منت تھا۔ گویا قادیانی خلیفہ صرف اپنی ''مرتد جماعت'' کا ہی امیر المؤمنین نہیں تھا، بلکہ اپنے مریدوں کی وساطت سے نظم مملکت میں براہ راست دخیل تھا، اور مسلمانوں پر خلافت و حکمرانی کر رہا تھا، اور ملک کی قسمت کے فیصلے ''ربوہ'' کے ''دارالندوہ'' میں کئے جاتے تھے۔

ان حالات میں خلیفہ قادیانی کے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوّت کے خلاف لب کشائی کی اجازت کیوں کر ہو سکتی تھی؟ یہی وجہ ہے کہ ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے کارکنوں کی زبان بندی، نظر بندی اور پابندی روز کا معمول بن چکی تھی۔ ان جرم ناآشناؤں کا ''جرم بے گناہی'' یہ تھا کہ کذاب قادیاں مرزا غلام احمد کی نبوّت کو غلط اور اس جھوٹی نبوّت کے پرستاروں کو ''کافر'' کہنے کی ''غلطی'' کیوں کی جاتی ہے۔ ختمِ نبوّت کے مجاہدین جہاں کہیں قادیان کی ہزلیاتی نبوّت پر لب کشائی کرتے قانون فوراً وہاں ہتھکڑی لے کر پہنچ جاتا۔ گرفتاری، مقدمہ، پیشی، سزا اور بالآخر جیل مجاہدین ختمِ نبوّت کا تحفہ تھا جو انہیں قادیانی گماشتوں کی جانب سے عطا کیا جاتا۔ بلا مبالغہ ایک ایک کارکن پر بیس بیس مقدموں کا تانتا بندھا رہتا اور پھر یہ غیر مختتم سلسلہ کہیں تھمنے کا نام نہ لیتا۔ اس جبر و تشدد اور ان ستم رانیوں کے باوجود مجاہدین ختمِ نبوّت نے ہمت نہ ہاری بلکہ ان کے کیف و سرمستی میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا اور جور و ستم کے طوفان، قید و سلاسل کا خوف اور دار و رسن کے اندیشے ان کا راستہ نہ روک سکے بلکہ اس سنگلاخ زمین میں بھی ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے آہنی عزم جوانمردوں نے سفر جاری رکھا۔ اس کسمپرسی و بے بضاعتی کے عالم میں ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' نے جن

شعبوں میں کام کیا ان کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

شعبۂ تبلیغ:

"مجلس تحفظ ختمِ نبوّت" نے ملک میں ایسا مخصوص تبلیغی نظام رائج کیا جو اپنی نوعیت کا منفرد "تبلیغی نظام" ہے۔ مجلس نے تدریجاً ایسے مبلغین کی مضبوط جماعت تیار کی جو ہر علاقہ میں بلا معاوضہ دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیں اور "مجلس تحفظ ختمِ نبوّت" ان کے مصارف کی کفیل ہو۔

ملک کے کسی حصے میں دعوت وتبلیغ اور رد قادیانیت کی ضرورت ہو، مجلس کے مرکزی دفتر کو ایک کارڈ لکھ کر وقت طے کر لیجئے۔ مجلس کا مبلغ ٹھیک وقت پر وہاں پہنچ جائے گا۔ داعی اگر کچھ خدمت کرے تو وہ مجلس کے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

اس نظام تبلیغ کا یہ فائدہ ہوا کہ لاہور سے کوئٹہ اور کراچی سے پشاور تک ہر طرف سے "مجلس تحفظ ختمِ نبوّت" کو جلسوں کی دعوتیں آنے لگیں، مبلغین کو ختمِ نبوّت اور رد قادیانیت پر اظہار خیال کرنے کے لئے وسیع میدان ہاتھ آیا اور انہوں نے ملک کے چپے چپے اور قریہ قریہ میں ختم نبوّت کی تبلیغ کی۔

مجلس کے تبلیغی اثرات کا اندازہ صرف ایک معمولی سے واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ ربوہ کی گرمی سے گھبرا کر قادیانی خلیفہ نے اپنے گرمائی ہیڈ کواٹر کے لئے ضلع سرگودھا کے ایک سرد مقام وادی سون کو منتخب کیا اور "النخلہ" کے نام سے وہاں ایک قادیانی مرکز تعمیر کیا گیا۔ پانی کے لئے ٹیوب ویل اور بجلی پیدا کرنے کے لئے ایک اعلیٰ درجے کا جنریٹر لگایا گیا۔ قادیانی خلیفہ اور اس کے حواریوں کے لئے نفیس ترین بنگلے تعمیر کئے گئے۔ ختمِ نبوّت کے کارکنوں نے مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے مرکز کو اطلاع کی، مرکز نے "النخلہ" کے متصل موضع "جابہ" میں ایک "ختمِ نبوّت کانفرنس" منعقد کرانے کا اعلان کرایا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے، امیر شریعتؒ نے اس علاقہ کے مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت کے خد و خال سے آگاہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ قادیانی مرتدین کو "النخلہ" جانے کی ہمت نہ ہوئی، آج "النخلہ" کی ویرانی "کانھم اعجاز نخل خاویة" کی شکل میں اپنے بانیوں کا

ماتم کررہی ہے۔

ختمِ نبوّت چنیوٹ کانفرنس اور جابہ کانفرنس:

''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' نے اپنے تبلیغی نظام کو مزید وسعت دینے کے لئے ایک خاص انتظام یہ کیا کہ جن علاقوں میں قادیانیوں کا زور تھا وہاں خود اپنے مصارف سے جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرنے کا اہتمام کیا اور قادیانیوں کو خود ان کے علاقوں میں للکارا، اس قسم کی بے شمار کانفرنسیں منعقد کی گئیں ان میں ''چنیوٹ ختمِ نبوّت کانفرنس'' اور ''جابہ ختمِ نبوّت کانفرنس'' کا ذکر خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ میسیحیت کا مدعی اور جدید عیسائیت کا بانی تھا، اس لئے ان کا جلسہ عیسائیوں کے تہوار کے دنوں میں ۲۵ر، ۲۶ر، ۲۷ر دسمبر کو ان کی جماعت کے ذیلی مرکز ارتداد میں، حج کے نام سے تقسیم سے قبل مرکز کفر قادیاں میں ہوتا تھا اور تقسیم کے بعد نئے مرکز ارتداد ربوہ میں ہونے لگا۔ اس لئے قادیانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی جانب سے ختمِ نبوّت کانفرنس ان ہی تاریخوں میں پہلے قادیان میں ہوتی تھی، اور اب ربوہ کے متصل چنیوٹ (اور اب مسلم کالونی ربوہ) میں ہوتی ہے۔ اس عظیم الشان کانفرنس کا انتظام ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کی طرف سے کیا جاتا ہے جس میں تمام اسلامی مکتب فکر کے نمائندے شریک ہوکر قادیانی کفر کی تردید کرتے ہیں۔ اسی طرح ''النخلہ'' کے قریب موضع ''جابہ'' میں بھی ہر سال باقاعدگی سے ختمِ نبوّت کانفرنس منعقد ہوتی ہے، اور وہاں جماعت کا دفتر اور مدرسہ بھی کام کررہا ہے۔

مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے ذیلی مراکز:

تحریک ختمِ نبوّت کی دعوت کو مزید وسعت دینے کے لئے ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کی جانب سے ایک خاص اہتمام کیا گیا کہ ہر بڑے شہر میں جماعت کا دفتر قائم کرکے وہاں دیگر عملہ کے علاوہ ایک ایسے عالم کو مبلغ کی حیثیت سے مقرر کیا گیا جو قادیانیت کے اسرار و رموز پر ماہرانہ دسترس رکھتا ہو تاکہ مسلمانوں کا رابطہ ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے ساتھ قوی اور مضبوط بنیادوں پر استوار ہو اور قادیانیوں کی مرتدانہ سرگرمیوں پر ہر لمحہ کڑی نگاہ رکھی جاسکے۔ یہ کام خاصا مشکل تھا لیکن بحمداللہ جماعت کو اس میں بڑی کامیابی ہوئی، اب خدا

تعالیٰ کے فضل وکرم سے ”مجلس تحفظِ ختم نبوّت“ کی ذیلی شاخیں چھوٹے چھوٹے قصبات میں بھی موجود ہیں اور جماعت کے ضلعی دفاتر ان کا نظم ونسق چلا رہے ہیں۔ یہی انتظام بیرونی ممالک میں بھی کیا ہے۔ اور ان تمام ممالک میں جہاں قادیانی ارتداد کا فتنہ موجود ہے۔ ”مجلس تحفظِ ختم نبوّت“ کے مراکز قائم کردیئے گئے ہیں، اور اب تک تقریباً ایک درجن ممالک میں جماعت کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں۔

مرکزی دارالمبلغین:

”جماعت مجلس تحفظِ ختم نبوّت“ کے پیش نظر ایک اہم ترین فریضہ دینی ودنیاوی علوم کے ماہر نوجوانوں کو قادیانیت کی تعلیم دی جائے تاکہ انہیں قادیانیوں سے گفتگو کرنے کا موقع ملے تو وہ پوری طرح بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ قادیانیوں سے بحث وگفتگو کرسکیں۔ اس مقصد کے لئے مجلس تحفظِ ختم نبوّت کے مرکزی دفتر میں ایک دارالمبلغین قائم ہوا اور نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے لئے دوصورتیں تجویز کی گئیں، اول وہ نوجوان جو اس کے لئے کافی وقت نہیں دے سکتے انہیں تعطیلات کے زمانے میں دارالمبلغین میں رکھا جائے اور ان کی رہائش ودیگر اخراجات کا انتظام جماعت کی جانب سے کیا جائے، دوم یہ کہ جو حضرات اس کے لئے معتد بہ وقت دے سکیں انہیں مجلس تحفظِ ختم نبوّت کے رفیق کی حیثیت سے باقاعدہ وظیفہ دیا جائے اور قادیانیت کے مقابلہ میں دلائل کے اسلحہ سے پوری طرح مسلح کیا جائے۔

اس کے علاوہ ایک خصوصی انتظام یہ کیا گیا کہ ملک کے بڑے بڑے دینی مدارس میں دارالمبلغین کے نمائندے کچھ مدت قیام کریں اور فارغ التحصیل یا منتہی طلبہ کو رد قادیانیت کی تربیت دی جائے۔ بحمداللہ مبلغین کے اس تربیتی نظام کے تحت ہر سال مبلغین کی ایک ایسی جماعت تیار ہوجاتی ہے جو اپنی اپنی جگہ تبلیغ ختم نبوّت اور رد قادیانیت کے فرائض انجام دیتی ہے، اب تک ہزاروں کی تعداد میں ایسے مبلغین تیار ہوچکے ہیں جن میں سے بعض حضرات بیرونی ممالک میں بھی کام کررہے ہیں۔ حال ہی (۱۹۷۵ء) میں مرکزی جماعت کے رہنما مولانا عبدالرحیم اشعر اور مولانا اللہ وسایا ”المجلس الاعلیٰ لشؤون الاسلامیہ“

کے صدر حسین الجشی کی دعوت پر انڈونیشیا تشریف لے گئے اور معہد الاسلامی اور دیگر اداروں کے طلباء کو قادیانیت پر تیاری مکمل کرائی۔

مناظرے اور مباحثے:

قادیانی مرتدین مناظروں اور مباحثوں کے مریض ہیں، ایک زمانے میں وہ ہند و پاک میں ہر جگہ بھولے بھالے مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر ان سے ''حیات و وفاتِ مسیح'' اور ''اجرائے نبوّت'' کے موضوع پر بحث چھیڑ لیا کرتے تھے۔ ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کو قادیانی مرتدین کی اس جارحیت کا نوٹس لینا ضروری تھا، چنانچہ ختمِ نبوّت کے مبلغین کو سینکڑوں مرتبہ قادیانیوں سے گفتگو اور مناظرہ و مباحثہ کی نوبت آئی، خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر جگہ مرتدین کو ذلت آمیز شکست کا منہ دیکھنا پڑا، اور قادیانی ٹولہ، مجلس کے مبلغین سے اس قدر زچ ہوا کہ قادیانی خلیفہ کو باقاعدہ اعلان کرنا پڑا کہ مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے کسی مبلغ سے مناظرہ نہ کیا جائے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے مرکزی دفتر کو اطلاع ہوئی کہ فلاں جگہ مرتدین، مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، جماعت کا فاضل مبلغ کتابوں کا صندوق لے کر سینکڑوں میل کی مسافت طے کر کے وہاں پہنچا تو قادیانی مرتدین نے وہاں سے راہ فرار اختیار کرنے کو سب سے بڑی فتح سمجھا۔ پورے ملک کے لئے ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کا اعلان تھا (اور اب یہ اعلان پوری دنیا کے لئے ہے) کہ کسی جگہ بھی قادیانی مرتدین، مسلمانوں کو پریشان کر رہے ہوں تو مجلس کے مرکزی دفتر کو ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' حضوری باغ ملتان پاکستان کے پتہ پر ایک اطلاع نامہ لکھ دیجئے، ختمِ نبوّت کے مجاہدین اِن شاء اللہ فوراً اس محاذ پر بھیج دیئے جائیں گے، اور قادیانی مرتدین سے نمٹ لیں گے، اِن شاء اللہ۔

مجاہدِ ملّت حضرت مولانا محمد علی جالندھری صاحبؒ یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ کسی سفر میں وہ اسٹیشن پر ایسے وقت پر پہنچے کہ ریل کے آنے میں کچھ وقت تھا، غور کیا کہ اس مختصر سے فارغ وقت کو کیسے کام میں لایا جائے، چائے کے اسٹال پر گئے، چائے نوش کی، پیسے ادا کئے اور چائے والے سے کہا: میرا نام محمد علی جالندھری ہے میں ''مجلس تحفظ ختمِ

نبوّت'' کا نمائندہ ہوں، میرا پتہ یہ ہے، اگر خدانہ کرے کسی وقت کوئی مرزائی تمہارے علاقے میں شرارت کرے تو مجھے خط لکھ دینا، مولانا مرحوم فرماتے تھے کہ سات برس بعد اس شخص کا خط آیا کہ ہمارے قصبے میں مرزائی مبلغین قادیانیت کی تبلیغ کر رہے ہیں، اور انہوں نے ایک خاندان کو مرتد کرلیا ہے، یہ خط ملتے ہی مبلغین وہاں پہنچے، قادیانیوں کو چیلنج کیا تو قادیانی بھاگ گئے، اور نو مرتد گھرانے کو قادیانیت کی حقیقت سمجھائی تو وہ دوبارہ مشرف باسلام ہوا۔ اس کے بعد قادیانیوں کو اس قصبے کا رخ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سینکڑوں واقعات میں سے یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے جو مجاہدین ختمِ نبوّت کے ذوق وشغف، محنت و خلوص اور فہم وتدبر کی ٹھیک عکاسی کرتا ہے۔

مسلم، قادیانی مقدمات:

مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کو قادیانیت کے خلاف ہمہ گیر مسائل سے واسطہ تھا، اور اس کے رہنماؤں کو ''قادیانی مسئلہ'' کے ہر پہلو پر مسلمانوں کی اعانت اور رہنمائی کی ضرورت لاحق رہتی تھی۔ چنانچہ مجلس نے ایک اہم خدمت اپنے ذمہ یہ لے رکھی تھی (اور ابھی تک اس کے ذمہ ہے) کہ اسلام اور قادیانیت کے تقابل کے سلسلہ میں جس قدر مقدمات عدالتوں میں جائیں، ان میں نہ صرف مسلمانوں کی اخلاقی وقانونی مدد کی جائے بلکہ حسب ضرورت مقدمہ کے مصارف کا تکفل بھی کیا جائے، اس قسم کے مقدمات کو ہم تین قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلی قسم ان مقدمات کی ہے جو انتظامیہ کی جانب سے مجاہدین ختمِ نبوّت اور دیگر علمائے اُمت پر محض اس ''جرم'' میں دائر کئے گئے کہ انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کے خلاف لب کشائی کی گستاخی کیوں کی؟ اس قسم کے مقدمات روزمرہ کا معمول تھے اور ان کے مصارف کا بہت سا بارگراں ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کو برداشت کرنا ہوتا تھا، تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۴ء تک کے دوران میں بہت سے ایسے حضرات بھی تھے جن کے نان ونفقہ کی جانب بھی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کو توجہ کرنا پڑی۔

دوسری قسم ان فوجداری مقدمات کی تھی جو مسلم، قادیانی نزاع کی صورت میں رونما

ہوتے رہے۔ قادیانیوں کی ہمیشہ یہ عادت رہی ہے کہ جس جگہ انہیں اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے کے مواقع میسر آئیں اور حکام بالا سے اثر ورسوخ ہو، وہاں وہ مسلمانوں کی اذیت اور دنگا فساد کی کوئی نہ کوئی شکل پیدا کر لیتے ہیں۔ اور بعض اوقات کمزور مسلمانوں کو مار پیٹ کر تھانے میں اپنی مظلومیت کی داستان سرائی بھی کیا کرتے ہیں کہ آج فلاں جگہ ہم پر مسلمانوں نے ''مسلح حملہ'' کر ڈالا۔ ''مجلس تحفظ ختم نبوّت'' کے رہنماؤں کو جہاں کہیں ایسے فساد کی اطلاع ہوئی، فوراً وہاں پہنچے اور اگر معلوم ہوا کہ قادیانیوں کی زیادتی ہے تو مسلمانوں کی طرف سے مقدمہ کی سرپرستی کی، اور مسلمانوں کو ہر طرح قانونی، اخلاقی اور مالی مدد بہم پہنچائی۔

تیسری قسم ان دیوانی مقدمات کی تھی جو مسلم، قادیانی قضیہ کے سلسلہ میں عدالت میں دائر ہوتے تھے، اور جن میں بنیادی طور پر تصفیہ طلب یہ نکتہ ہوتا تھا کہ آیا قادیانی، مسلمان ہیں، یا خارج از اسلام؟ مثلاً کسی قادیانی نے دھوکہ دے کر کسی مسلمان خاتون سے شادی کر لی، یا شادی کے بعد معاذ اللہ اسلام سے مرتد ہو کر قادیانی بن گیا۔ اس صورت میں کبھی قادیانیوں کی جانب سے خانہ آبادی کا دعویٰ ہو جاتا اور کبھی مسلمانوں کی جانب سے اس نکاح کو کالعدم قرار دینے کا، اس نوعیت کے مقدمات کا سلسلہ وقتاً فوقتاً جاری رہتا تھا۔ مجلس تحفظِ ختم نبوّت کو ملک کے کسی حصہ میں اس قسم کے مقدمہ کی اطلاع ہوئی تو مجلس نے نہایت فراخ دلی سے ان مقدمات کی سرپرستی کی اور مجلس کے مبلغین نے قادیانیوں کی کتابوں سے ان کا کفر وارتداد ثابت کر کے عدالت کو صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں مدد دی۔ چنانچہ اس نوعیت کے تمام مقدمات میں مختلف عدالتوں نے قادیانیوں کے کفر و ارتداد کا فیصلہ کرتے ہوئے مسلم، قادیانی نکاح کو کالعدم قرار دیا، اسی طرح کبھی کسی مسجد کی تولیت کے معاملہ میں قادیانیوں کے کفر اور اسلام کا نکتہ عدالتوں میں زیر بحث آیا، اور کبھی کسی وراثت کے مقدمہ میں، ایسے مقدمات میں بھی ''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' نے مسلمانوں کی وکالت کے فرائض انجام دیئے اور عدالتوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' اور مدارس عربیہ:

''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کا اصل موضوع قادیانی ارتداد کا استیصال تھا، لیکن اس تنظیم کے اکابر نے دینی تعلیم کی اہمیت کو واضح کرنے میں بھی نمایاں کردار ادا کیا، کیونکہ دینی مدارس ہی

دین کے قلعے اور علم دین کے سرچشمے ہیں، اور یہیں سے اسلام کے سپاہی تیار ہوکر کفر و ارتداد کو للکارتے ہیں، چنانچہ اکثر و بیشتر دینی مدارس کے جلسوں میں ”مجلس تحفظ ختمِ نبوّت“ کے خطیب اور مبلغ قوم سے خطاب کرتے اور مسلمانوں کو دینی مدارس کے قیام و استحکام کی ترغیب دیتے، بالخصوص امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تو دینی مدارس کے نقیب تھے۔ شاہ جیؒ فرمایا کرتے تھے کہ ”اپنے گاؤں میں دینی مدرسہ قائم کرلو، اور پھر مجھے کارڈ لکھ دو، میں اس کے جلسے میں تقریر کرنے چلا آؤں گا۔“ چنانچہ ان حضرات کی دعوت و ترغیب سے سینکڑوں مکاتب وجود میں آئے اور بعض جگہ خود ”مجلس تحفظ ختمِ نبوّت“ کے زیر اہتمام بھی دینی مدارس جاری کئے گئے، خصوصاً ایسے علاقے جہاں قادیانیوں کا اثر تھا، وہاں مجلس نے خود دینی مدارس جاری کئے، چنانچہ ملتان، بہاولپور، سکھر، جابہ، سرگودھا، پرمٹ (ضلع مظفر گڑھ)، کنری (ضلع تھرپارکر)، ربوہ، کراچی میں مجلس کے زیر اہتمام دینی مدارس چل رہے ہیں، جن کے جملہ مصارف مرکزی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت ادا کرتی ہے۔

شعبۂ نشر و اشاعت:

مجلس نے تبلیغ اسلام اور ردِ قادیانیت کے لئے نشر و اشاعت کے شعبہ پر بھی خصوصی توجہ دی اور مجلس کے شعبۂ نشر و اشاعت نے عربی، اردو، انگریزی، سندھی، پشتو اور بنگلہ میں بھی بہت سی کتابیں، پمفلٹ اور اشتہارات لاکھوں کی تعداد میں شائع کئے ہیں، مجلس کے اشاعتی کارنامہ سے تعارف کے لئے مندرجہ ذیل مختصر سی فہرست پر ایک نظر ڈال لینا ضروری ہوگا:

✲:۔۔۔ حیات مسیح

✲:۔۔۔ فیصلہ کمشنر بہاولپور

✲:۔۔۔ نزول مسیح

✲:۔۔۔ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح

✲:۔۔۔ القادیانی والقادیانیہ

✲:۔۔۔ قادیانیت، مرزائیت کے عقیدے وارادے

✲:۔۔۔ فیصلہ مقدمہ بہاولپور

✲:۔۔۔ فیصلہ مقدمہ راولپنڈی
✲:۔۔۔ فیصلہ مقدمہ جیمس آباد
✲:۔۔۔ فیصلہ مقدمہ کھوسلہ
✲:۔۔۔ فیصلہ مقدمہ رحیم یارخاں
✲:۔۔۔ ترک مرزائیت
✲:۔۔۔ لندنی نبی
✲:۔۔۔ ابوظہبی میں مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کی عظیم کامیابی
✲:۔۔۔ قادیانی مذہب وسیاست
✲:۔۔۔ عالم اسلام کے مسلمان مرزا کی نظر میں
✲:۔۔۔ محمد قادیانی
✲:۔۔۔ دعاوی مرزا
✲:۔۔۔ موجودہ بحران کا ذمہ دار کون؟
✲:۔۔۔ غداروں کی نشان دہی
✲:۔۔۔ اربعین ختمِ نبوّت
✲:۔۔۔ شرائط نبوّت
✲:۔۔۔ ربوہ ثانی جونہ بن سکا
✲:۔۔۔ خواجہ غلام فریدؒ اور مرزا قادیانی
✲:۔۔۔ ملت اسلامیہ کا موقف (اردو، عربی، انگلش)
✲:۔۔۔ مرزائیت کا اصلی چہرہ
✲:۔۔۔ حکومت کے پانچ سوالوں کا جواب
✲:۔۔۔ مرزا کی عبرت ناک موت
✲:۔۔۔ حضرت مسیحؑ مرزا قادیانی کی نظر میں
✲:۔۔۔ قادیانیوں کی پچاس الماریوں سے دوخط

❊:۔۔۔ قادیانیت علامہ اقبال کی نظر میں

❊:۔۔۔ فتنہ قادیانیت اور پیام اقبال

❊:۔۔۔ ربوہ سے تل ابیب تک

❊:۔۔۔ بیٹا جس نے باپ کا جنازہ نہ پڑھا

❊:۔۔۔ قادیانیوں سے ستر سوالات

❊:۔۔۔ محضر نامہ بخدمت خواجہ ناظم الدین

❊:۔۔۔ محضر نامہ بخدمت ایوب خاں

❊:۔۔۔ محضر نامہ بخدمت یحییٰ خاں

❊:۔۔۔ محضر نامہ بخدمت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو

❊:۔۔۔ محضر نامہ بخدمت برائے وفاقی مجلس شوریٰ

❊:۔۔۔ محضر نامہ بخدمت ارکان اسمبلی

❊:۔۔۔ محضر نامہ بخدمت ارکان صوبائی اسمبلی

❊:۔۔۔ عرضداشت برائے وزیر قانون پاکستان

❊:۔۔۔ عرضداشت برائے جنرل محمد ضیاء الحق

❊:۔۔۔ مرزائیوں کی خوفناک چالیں

❊:۔۔۔ قادیانی ملک اور ملت کے غدار ہیں

❊:۔۔۔ نوادرات امیر شریعتؒ

❊:۔۔۔ فتویٰ تکفیر قادیاں

❊:۔۔۔ انگلستان میں مجلس تحفظِ ختم نبوّت کی کامیابی

❊:۔۔۔ دعاوی مرزا قادیانی

❊:۔۔۔ قادیانیت نے عالم اسلام کو کیا دیا؟

❊:۔۔۔ شہادت القرآن

❊:۔۔۔ انگریزی نبی

❊:۔۔۔ ترک مرزائیت

❊:۔۔۔ سوچنے کی بات

❊:۔۔۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام

❊:۔۔۔ نفحات ختمِ نبوّت

❊:۔۔۔ قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے

❊:۔۔۔ قادیانیت ہماری نظر میں

❊:۔۔۔ تحفہ قادیانیت (اردو اور انگلش)

❊:۔۔۔ رئیس قادیاں

❊:۔۔۔ قادیانی مذہب

❊:۔۔۔ قادیانیت کا سیاسی تجزیہ

❊:۔۔۔ مرگ مرزائیت

❊:۔۔۔ قادیانیت شکن

❊:۔۔۔ قادیانی افسانے

❊:۔۔۔ احتساب قادیانیت

❊:۔۔۔ قادیانیت کا عملی ریمانڈ

❊:۔۔۔ قادیانی دین، کفر خالص

❊:۔۔۔ المتنبی القادیانی

❊:۔۔۔ اعداء المسلمین فی العالم

❊:۔۔۔ مرزائی یہودی فوج میں

❊:۔۔۔ القادیانیۃ ماھی؟

❊:۔۔۔ الہامی گرگٹ

❊:۔۔۔ ایک مذہبی غدار

❊:۔۔۔ آئینہ مرزائیت

❊:۔۔۔ حجت شرعیہ

❊:۔۔۔ غیر ممالک میں قادیانیوں کی تبلیغ کی حقیقت

❊:۔۔۔ قادیانیوں کی سیاسی چالیں

❊:۔۔۔ مرزاجی کی ایک پیش گوئی

❊:۔۔۔ تقاریر مجاہد ملت

❊:۔۔۔ فتنہ قادیانیت

❊:۔۔۔ قادیانی ازم

❊:۔۔۔ الکفر والایمان

❊:۔۔۔ تحریک کشمیر اور قادیانی

❊:۔۔۔ مسئلہ ختمِ نبوّت اور ہمارے اکابرؒ

❊:۔۔۔ مرزا غلام احمد کی آسان پہچان

❊:۔۔۔ قادیانیت ــــــ ایک خطرناک تحریک

❊:۔۔۔ مرزائیوں کے خطرناک عزائم

❊:۔۔۔ خدارا پاکستان کو بچایئے

❊:۔۔۔ قادیانی کافر کیوں؟

❊:۔۔۔ تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء

❊:۔۔۔ تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء (تین جلدیں)

❊:۔۔۔ قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت

❊:۔۔۔ تذکرہ مجاہدین ختمِ نبوّت

❊:۔۔۔ ایمان پرور یادیں

❊:۔۔۔ تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا

❊:۔۔۔ تحفظ ختمِ نبوّت

❊:۔۔۔ کلمہ فضل رحمانی

اور ان کے علاوہ سینکڑوں مختلف اشتہارات جو مختلف مقامات میں لاکھوں کی تعداد میں شائع کئے گئے۔

مختصر یہ کہ ''مجلس تحفظ ختم نبوّت'' دنیا کی مختلف زبانوں میں مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے لاکھوں روپے کا لٹریچر چھاپ کر تقسیم کرچکی ہے اور ان کے علاوہ ''مجلس تحفظ ختم نبوّت'' کا ترجمان ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد اور ہفت روزہ ''ختم نبوّت'' کراچی، قادیانیت کے مد و جزر سے قوم کو آگاہ رکھتے ہیں، ان کے مصارف ''مجلس تحفظ ختم نبوّت'' کا صدر دفتر ادا کرتا ہے۔

''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' اور تنظیم ملت:

اہل اسلام، قادیانی فتنہ سے کبھی غافل نہیں ہوئے، لیکن قادیانیت کے خلاف بیشتر کام غیر منظم شکل میں ہوا۔ ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کی تاسیس کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ قادیانیت کے خلاف اُمتِ مسلمہ کو رشتہ تنظیم عطا کیا جائے۔ اور پوری اُمت کو قادیانیوں کے خلاف ''بنیان مرصوص'' بنا دیا جائے، اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس نے دو عظیم تر کارنامے انجام دیئے:

اول:۔۔۔ یہ کہ ملک کے ہر شہر، ہر محلہ، ہر قصبہ اور ہر قریہ میں مسلمانوں کو دعوت دی گئی کہ وہ ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کی تنظیم میں شامل ہوکر ہر جگہ اس کی شاخیں قائم کریں اور قادیانیوں کی دست برد سے ناموس رسالت کو بچانے کے لئے رشتہ وحدت میں منسلک ہوجائیں، بحمداللہ ''مجلس تحفظ ختم نبوّت'' کی یہ پرخلوص دعوت رائیگاں نہیں گئی، بلکہ مسلمانوں نے فراخ قلبی سے اس پر لبیک کہی اور ملک میں مجلس کی ہزاروں شاخیں قائم ہوئیں۔

علاوہ ازیں جو حضرات اپنے مخصوص اعذار کی بنا پر ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے باقاعدہ کارکن نہیں بن سکتے تھے، انہوں نے مجلس کی دعوت سے ہمدردی و خیرخواہی اور بڑی حد تک سرپرستی کا التزام فرمایا، اور مسئلہ ختمِ نبوّت کے بیان میں کسی خوف و ملامت کی پروا نہیں کی، بالخصوص ائمہ مساجد اور خطیب حضرات نے اس سلسلہ میں بہت ہی اہم خدمت

انجام دی، حق تعالیٰ شانہ ان سب کو جزائے خیر دے۔

آج ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی ہر مسجد، خواہ اس کا تعلق کسی بھی مکتب فکر سے ہو، قادیانیت کے خلاف ایک ''اسلامک سینٹر'' ہے، اس طرح ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کی تنظیم ہر مسلمان کو جس کے دل میں قادیانیت کے خلاف ذرا بھی نفرت ہے، تحفظِ ختمِ نبوّت کا سپاہی سمجھتی ہے اور اس کا نعرہ ہے ''ھم اولیائی من کانوا، و اینما کانوا''۔

تمام اُمتِ مسلمہ ایک اسٹیج پر:

''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' نے دوسرا کارنامہ یہ انجام دیا کہ اُمتِ مسلمہ کے مختلف فرقوں کو ختمِ نبوّت کے اسٹیج پر جمع کیا، انگریز نے اپنے دورِ اقتدار میں لڑاؤ اور حکومت کرو، کی حکمت عملی کے تحت مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان شدید تلخیوں کا زہر کچھ ایسا گھول دیا تھا کہ ان کا آپس میں کسی مسئلہ پر مل بیٹھنا، قادیانیوں کے نزدیک ناممکن تھا۔ مرتدین اور زنادقہ نے اس افتراق وتصادم سے خوب فائدہ اٹھایا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ صورت حال نہ صرف قائم رہی بلکہ قادیانی سازشوں نے اس میں مزید اضافہ کردیا اور مسلمانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پورے پاکستان پر یا کم از کم بلوچستان کے صوبے پر غلبہ وتسلط جمانے کے منصوبے کا اعلان کردیا اور قادیانیوں کے سرکاری آرگن ''الفضل'' نے مسلمانوں کو یہاں تک دھمکی دے ڈالی کہ:

> ''ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے، اس وقت تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔'' (الفضل ۳ر جنوری ۱۹۵۲ء)

''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے رہنماؤں نے، جو ہمیشہ قادیانیت کی نبض پر ہاتھ رکھنے کے خوگر تھے، بجا طور پر یہ محسوس کیا کہ اگر اس نازک موقع پر اُمتِ اسلامیہ کو قادیانیوں کے مکروہ عزائم اور اس کی لن ترانیوں سے آگاہ کرکے تمام فرقوں اور جماعتوں کو ایک متحدہ پلیٹ فارم پر جمع نہ کیا گیا، تو چند دن بعد زمین مسلمانوں کے پاؤں تلے سے نکل

چکی ہوگی اور مسلمانوں کو انگریز کے بعد قادیانی مرتدین کی غلامی کا روز بد دیکھنا نصیب ہوگا۔ اس احساس نے رہنمایان ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کو بے چین اور مضطرب کرڈالا، اور وہ ماہی بے آب کا منظر پیش کرنے لگے، انہوں نے ایک طرف تو ملک کا طوفانی دورہ کر کے جگہ جگہ جلسے منعقد کئے، قادیانی سازشوں کو بے نقاب کیا، ان کے عزائم سے متنبہ کیا اور پورے ملک کو قادیانیوں کے خلاف آتش بنا کر رکھ دیا۔

دوسری طرف انہوں نے اسلامی فرقوں کے ممتاز رہنماؤں کو وقت کی نزاکت کا احساس دلایا اور اتحاد ملت کا صور پھونکا۔ اس سلسلہ میں ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے عظیم رہنما مجاہد ملت مولانا محمد علی صاحب جالندھریؒ کا کارنامہ ناقابل فراموش ہے، موصوف نے اپنی ذہانت وخطابت کا سارا زور اُمتِ مسلمہ کے فرقوں کو متحد کرنے پر صرف کردیا، انہوں نے ایک ایک دروازے پر دستک دی، اپنے دل کی بے چینی کا اظہار فرمایا، ناموس رسالت کا واسطہ دیا اور مسلمانوں کو اس آفت کبریٰ سے بچانے کا لائحہ عمل ان کے سامنے رکھا، بات دل سے نکلی تھی، دلوں تک پہنچی، تمام اسلامی فرقے ''تحفظ ختمِ نبوّت'' کے اسٹیج پر متحد ہوگئے اور مسلمانوں کی متفقہ ''مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوّت'' وجود میں آئی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت:

مجلس عمل کی قیادت، جس کے صدر حضرت مولانا سیّد ابوالحسنات قادری اور سیکرٹری جنرل جناب سیّد مظفر علی شمسی، حضرت امیر شریعت کی تجویز اور مولانا جالندھریؒ کی تائید سے مقرر کئے گئے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت چلی، قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کے متفقہ مطالبات، ارباب اقتدار کی خدمت میں پیش کئے گئے، لیکن اس وقت اقتدار قادیانیوں کے شکنجہ میں تھا۔ اس اپاہج اقتدار نے اسلامی مطالبات کا جواب گولی سے دیا، مجلس عمل کے معزز رہنما جیلوں کی زینت بنے، ہزاروں مسلمانوں کو بھون ڈالا گیا اور لاکھوں پس دیوار زنداں بھیج دیئے گئے، جو مہینوں نہیں سالوں تک ''جرم بے گناہی'' کی سزائیں کاٹتے رہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت بظاہر ناکامی سے ہمکنار اور تشدد کا شکار ہوئی، مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ تحریک اپنے مقدس مقاصد میں پورے طور پر کامیاب رہی، تفصیل کی گنجائش نہیں، البتہ چند اہم امور کی جانب اشارہ ضروری ہے:

اوّل:۔۔۔تحریک کا سب سے اہم مطالبہ یہ تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خاں کو برطرف کیا جائے، ہم دیکھتے ہیں کہ تحریک کا سیلاب نہ صرف مسٹر ظفر اللہ خاں کی وزارت کو بہا کر لے گیا بلکہ اس کے تمام محافظ بھی ''خدا کی بے آواز لاٹھی'' کا نشانہ بن گئے۔خواجہ ناظم الدین سے جنرل اعظم تک کا جو حشر ہوا وہ کس کو معلوم نہیں؟

دوم:۔۔۔تحریک ختمِ نبوّت کا دوسرا اہم مطالبہ یہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم تسلیم کیا جائے، بلاشبہ یہ مطالبہ اقتدار کی عدالت میں قابل سماعت نہ ہوا، لیکن تحریک کے بعد عوام کی عدالت نے قادیانیوں سے وہی سلوک کیا، جو ایک سازشی کافرٹولے سے کیا جانا چاہئے۔

سوم:۔۔۔تحریک کا اہم مقصد پاکستان کو قادیانی سازش سے محفوظ کرنا تھا، بحمد اللہ یہ مقصد بھی پوری طرح حاصل ہوا، ۱۹۵۳ء کی تحریک نے قادیانیوں کی تمام سازشوں کو ناکام بنا دیا، وہ سازشی خلیفہ جو بڑے طنطنہ سے بلوچستان کو مرتد کرنے کا اعلان کر رہا تھا ___ سب نے دیکھا کہ وہ تحریک کے بعد تحقیقاتی عدالت کے کٹہرے میں اپنے بیانات کا حساب چکا رہا ہے۔

چہارم:۔۔۔قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کا اتحاد ناممکن تھا، لیکن ۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت نے اس کو نہ صرف ''ممکن'' بلکہ ایک امر واقعی بنا کر دکھایا اور قادیانیوں کو اپنی لغت سے ''ناممکن'' کا یہ لفظ حذف کر دینا پڑا، بحمد اللہ جب سے اب تک مسلمان قادیانیوں کے خلاف متحد ہیں اور اس ''اسلامی اتحاد'' کا مظاہرہ ہر سال ''ختمِ نبوّت ربوہ (حال چناب نگر) کانفرنس'' میں ہوتا ہے۔

پنجم:۔۔۔۱۹۵۳ء کی تحریک نے مسلمانوں کو دائمی بیداری، تنظیم اور مقصد کے لئے ایک مسلسل تب و تاب عطا کر دی، تا آنکہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو وہ مقصد عظیم حاصل ہوا، اور قادیانیت کا کانٹا اسلام کے جسم سے نکال پھینکا گیا۔

۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء سے سات ستمبر تک:

۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت کے بعد ایک سرکاری افسر نے مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے امیر، امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے طنزاً کہا: ''شاہ جی! وہ آپ کی تحریک کا کیا ہوا؟'' فرمایا: ''میں نے اس تحریک کے ذریعہ ایک ''ٹائم بم'' مسلمانوں کے دلوں کی زمین میں چھپا دیا ہے، جب وہ اپنے وقت پر پھٹے گا تو قادیانیوں کو اقتدار کی کوئی طاقت تباہی و بربادی سے نہیں بچاسکے گی۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو یہ ''ٹائم بم'' خود قادیانیوں کے ہاتھوں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر پھٹا، جس سے قادیانیت کو زلزلہ آیا، قادیانیوں کے قصر خلافت ربوہ پر مایوسیوں کے بادل منڈلاتے رہے اور سات ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب مطلع صاف ہوا تو پوری دنیا نے دیکھا کہ قادیانیت کا مصنوعی سورج اسلامی افق سے غروب ہوچکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانیوں کا نام غیرمسلم اقلیتوں کی فہرست میں سکھوں، ہندوؤں اور اچھوتوں کے ساتھ درج ہے اور دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ نہ تو امریکہ سے برطانیہ تک اقتدار کی کوئی طاقت قادیانیوں کو اس انجام بد سے بچاسکی، نہ یہودیوں کا سرمایہ ان کی ذلت و رسوائی کے داغ مٹاسکا۔ سچ ہے: ''قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید۔''

۱۹۵۳ء کی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھی مسلمانوں نے ''مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوّت'' کے پلیٹ فارم پر جمع ہوکر بے مثال اتحاد و تنظیم کا مظاہرہ کیا اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے قربانیاں پیش کیں۔ مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوّت کے صدر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے امراض و اشغال اور ضعف و کبرسنی کے باوجود جوانمردی و اولوالعزمی سے مسلمانوں کی قیادت کی۔ معزز ارکان اسمبلی نے قومی اسمبلی میں اہل اسلام کی ترجمانی کے فرائض انجام دیئے اور ملت اسلامیہ کے تمام اکابر و اصاغر نے اپنی ہمت و بساط سے بڑھ چڑھ کر ناموس رسالت پر جاں نثاری کا نمونہ پیش کیا، اس گئے گزرے زمانے میں یہ اتحاد، یہ تنظیم، یہ اولوالعزمی اور یہ پرخلوص قربانیاں، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی

ختمِ نبوّت ہی کا معجزہ تھا، اس موقع پر مجلس تحفظ ختمِ نبوّت نے دیگر خدمات کے علاوہ مجلس عمل کے مصارف کا بار برداشت کیا اور قومی اسمبلی پر قادیانیت کی حقیقت واضح کرنے کے لئے ”ملتِ اسلامیہ کا موقف“ نامی کتاب شائع کی، خلاصہ یہ کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک کی کامیابی دراصل ۱۹۵۳ء کی تحریک کا نتیجہ تھی، جب سے اب تک ”مجلس تحفظ ختمِ نبوّت“ نے مسلمانوں کو ختمِ نبوّت کے پلیٹ فارم پر متحد رکھنے کے لئے نہایت جانفشانی اور خلوص سے کام کیا۔

تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۸۴ء عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کی قیادت میں چلی جس کے نتیجہ میں قادیانی گروہ کے خلاف امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اور قادیانی سربراہ کو ملک چھوڑنا پڑا، عالمی مجلس نے بیرونِ ملک کے کام کو وسیع سے وسیع تر کر دیا، جس کی تفصیلات مستقل کتاب کی متقاضی ہیں۔

ختمِ نبوّت کا پیام! ایک عالمی پیام:

”مجلس تحفظ ختمِ نبوّت“ کے وسائل نہایت محدود تھے، اس کا ضعف و ناتوانی اندرونِ ملک بھی کام پر قابو پانے کی استطاعت نہیں رکھتی تھی، لیکن مجلس کے رہنماؤں کی اولوالعزمی، اسباب و وسائل سے زیادہ مسبب الاسباب پر نظر رکھ کر چلنے کی خوگر تھی، وہ ختمِ نبوّت کی دعوت دنیا کے ہر اس خطے میں پھیلانا چاہتے تھے، جس میں کوئی انسانی آبادی موجود ہو۔ ”مجلس تحفظ ختمِ نبوّت“ کے میرِ محفل مولانا محمد علی جالندھریؒ کی تقریروں کا یہ فقرہ بہت سے لوگوں کے حافظہ میں محفوظ ہوگا کہ:

> ”آج کل امریکہ چاند پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے، اگر کسی وقت چاند پر انسان آباد ہوں، اور اگر زمین سے کوئی انسانی قافلہ چاند پر منتقل ہوا تو جو سیارہ انسانی آبادی کے سب سے پہلے قافلے کو لے کر جائے گا، اس میں اِن شاء اللہ ہماری کوشش ہوگی کہ ”مجلس تحفظ ختمِ نبوّت“ کا نمائندہ بھی ہو۔“

اس لئے مجلس نے قلت وسائل کے باوجود فتنہ قادیانیت کے تعاقب کو اندرون ملک تک محدود نہیں رکھا، بلکہ عالم اسلام کو بھی مسلسل اس فتنہ سے آگاہ رکھا، مثلاً:

الف:۔۔۔ باہر سے آنے والے اسلامی ممالک کے وفود سے ملاقاتیں کی گئیں اور فتنہ قادیانیت کی طرف توجہ دلائی گئی، چنانچہ جشن قرآن کریم راولپنڈی، اسلامی سربراہ کانفرنس لاہور اور اسلامی وزراء خارجہ کانفرنس کراچی کے موقع پر ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' نے عالم اسلام کے ان معزز مہمانوں سے رابطہ قائم کیا، انہیں قادیانیوں کی سازشوں سے باخبر کیا، اور اس سلسلہ میں ضروری لٹریچر فراہم کیا گیا۔

ب:۔۔۔ ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے امیر شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے جن کو عالم اسلامی کی ممتاز علمی شخصیتوں سے دیرینہ تعارف اور دوستانہ تعلقات تھے، عالم اسلام کے چیدہ چیدہ افراد کو اس فتنہ کے استیصال کی طرف متوجہ کیا۔

ج:۔۔۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، رابطہ عالم اسلامی (سعودی عرب)، المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیہ (مصر) اور دیگر اسلامی اداروں کو توجہ دلائی اور ان سے قراردادیں منظور کروائیں۔

متعدد موقعوں پر عالم اسلام کے قائد شاہ فیصل شہیدؒ اور دیگر سربراہوں سے ملاقات کی اور انہیں اس فتنہ کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔

ہر سال جماعت کے نمائندے حج پر تشریف لے جاتے ہیں، اور دنیا بھر کے حجاج کرام سے رابطہ قائم کر کے ان کو قادیانیوں کی تحریک ارتداد سے متنبہ کرتے ہیں۔

یورپ کے مسلمانوں کی دعوت پر مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر مرحوم نے انگلینڈ، جرمنی، آسٹریلیا، امریکہ اور جزائر فجی، آئرلینڈ کا دورہ کیا، جس سے لاکھوں مسلمان، قادیانیوں کے ارتداد سے محفوظ ہو گئے، مولانا مرحوم کا قیام ان ممالک میں قریباً تین سال رہا، قادیانیوں کے خلاف وہاں خوب کام ہوا، انگلینڈ میں ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے لئے ایک عمدہ بلڈنگ خریدی گئی اور اس میں مجلس کا مرکز قائم ہوا۔ ''ووکنگ مسجد'' جو قادیانیوں کا مشہور اڈا تھا، ان سے واگزار کرا کر مسلمانوں کی تحویل میں دی گئی، جزائر فجی میں تعلیم قرآن

کا مدرسہ جاری ہوا، جو ''فجی مسلم لیگ'' کے زیر اہتمام بحسن وخوبی چل رہا ہے۔

''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کے ممتاز رہنما مولانا سیّد منظور احمد شاہ حجازی نے دو مرتبہ متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا، وہاں کی عدالت عالیہ اور دیگر ممتاز شخصیتوں کو قادیانی لٹریچر سے ان کی کفریہ عبارتیں پڑھ کر سنائیں، اور ان کے عقائد و نظریات کی تفصیل پیش کی، جس کے نتیجہ میں وہاں کی عدالت عالیہ نے ان کو خارج از اسلام اور سازشی گروہ قرار دیا۔

مولانا سیّد منظور احمد حجازی نے بحرین کا دورہ کیا اور وہاں ''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کی شاخ قائم کی گئی، بحمد اللہ تمام عرب امارتوں میں قادیانی دجل وفریب کھل چکا ہے اور قادیانیوں کے خلاف مؤثر کاروائی شروع ہوچکی ہے۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے فوراً بعد حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے انگلینڈ کا دورہ کیا اور وہاں قادیانیت کے خلاف کام کو مزید مؤثر و منظم کیا گیا۔

''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کے امیر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی معیت میں مشرقی افریقہ کے متعدد ممالک کا دورہ کیا، ان تمام ممالک میں ''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کی شاخیں قائم کی گئیں اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف منظم کیا گیا۔

''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کے عظیم رہنما مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا اللہ وسایا کی معیت میں ''المجلس الاعلیٰ'' کے صدر جناب الشیخ حسین الحبشی کی دعوت پر انڈونیشیا تشریف لے گئے، وہاں ''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کا مرکز قائم ہوچکا ہے۔ وہاں بھی اِن شاء اللہ عنقریب قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا جائے گا۔

نائیجیریا اور دیگر مغربی افریقی ممالک میں بھی ''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کے نمائندے پہنچ چکے ہیں، اور الحمدللہ وہ قادیانیت کے خلاف خوب کام کر رہے ہیں، لندن میں عالمی مجلس کا اپنا دفتر قائم ہے، اور ہر سال قادیانیت کے خلاف عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔

آثار ونتائج:

اکابر دیوبند کی مساعی اور ''مجلس تحفظ ختم نبوّت'' کے مقاصد وخدمات کا مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے آچکا ہے، اب ایک نظر ان آثار ونتائج پر بھی ڈال لینا چاہئے جو جماعت کی جہد مسلسل اور اُمتِ اسلامیہ کے اتفاق وتعاون کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئے:

اوّل:۔۔۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیا، علاوہ ازیں قریباً تیس اسلامی ممالک قادیانیوں کو کافر، مرتد، دائرۂ اسلام سے خارج اور خلاف قانون قرار دے چکے ہیں۔

دوم:۔۔۔ ختمِ نبوّت کی تحریک پاکستان میں کامیاب ہوئی، تو پوری دنیا پر قادیانیوں کا کفر ونفاق واضح ہوگیا، اور دنیا کے بعید ترین ممالک کے مسلمان بھی قادیانیوں کے بدترین کفر سے واقف ہوگئے۔

سوم:۔۔۔ بہاولپور سے ماریشش جوہانسبرگ تک کی بہت سی عدالتوں نے قادیانیوں کی غیرمسلم حیثیت کی بنا پر فیصلے دیئے۔

چہارم:۔۔۔ ''مجلس تحفظِ ختم نبوّت'' کی تحریک نے نہ صرف پاکستان کو بلکہ دیگر اسلامی ممالک کو قادیانیوں کے غلبہ تسلط سے محفوظ کردیا اور تمام دنیا کے مسلمان قادیانیوں کو ایک سازشی اور مرتد ٹولہ سمجھ کر ان سے محتاط اور چوکنا رہنے لگے۔

پنجم:۔۔۔ بے شمار لوگ جو قادیانیوں کے دام ہمرنگ زمین کا شکار ہوکر مرتد ہوگئے تھے، جب ان پر قادیانیت کا کفر کھل گیا تو وہ قادیانیت کو چھوڑ کر دوبارہ دامن اسلام سے وابستہ ہوگئے۔

ششم:۔۔۔ ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کا ملازم پیشہ نوجوان طبقہ قادیانیوں سے بے حد مرعوب تھا، چونکہ قادیانی پاکستان میں اعلیٰ مناصب پر قابض تھے، اس لئے وہ ایک طرف اپنے ماتحت عملے میں قادیانیت کی تبلیغ کرتے اور دوسری طرف اچھے مناصب کے لئے صرف قادیانیوں کا انتخاب کرتے، اس سے مسلمانوں کے نوجوان طبقہ کی صریح حق تلفی

ہوتی تھی اور بہت سے نوجوان اچھی ملازمت کے لالچ میں قادیانی مذہب کے ہمنوا ہوجاتے تھے، اب بھی اگرچہ کلیدی آسامیوں پر بہت سے قادیانی فائز ہیں، اور ملازمتوں میں ان کا حصہ مسلمانوں کی نسبت اب بھی زیادہ ہے، مگر اب قادیانیوں کے سامنے مسلمان نوجوانوں کا احساس کہتری ختم ہو رہا ہے، اور نوجوانوں کی طرف سے مطالبے ہو رہے ہیں کہ قادیانیوں کو ان کی حصہ رسدی سے زیادہ کسی ادارے میں نشستیں نہ دی جائیں۔

ہفتم:۔۔۔قیام پاکستان سے ۱۹۷۴ء تک ''ربوہ'' مسلمانوں کے لئے ایک ممنوعہ قصبہ تھا، وہاں مسلمانوں کے داخلہ کی اجازت نہیں تھی، حتیٰ کہ ریلوے اور ڈاک خانہ کے سرکاری ملازموں کے لئے قادیانی ہونے کی شرط تھی، لیکن اب ''ربوہ'' کی سنگینی ٹوٹ چکی ہے، وہاں اکثر سرکاری ملازم مسلمان ہیں۔ اور اب تو الحمدللہ ''ربوہ'' کا نام چناب نگر سے بدل کر قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی گئی ہے۔ ۱۹۷۵ء سے مسلمانوں کی نماز باجماعت بھی ہوتی ہے اور ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے مدارس و مساجد، دفتر ولائبریری قائم ہیں۔

ہشتم:۔۔۔قادیانی اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے پر اصرار کیا کرتے تھے، لیکن اب مسلمانوں کے قبرستان میں ان کا دفن کیا جانا ممنوع ہے۔

نہم:۔۔۔پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور فوجی ملازمتوں کے فارموں میں قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تصریح کرنا پڑتی ہے۔

دہم:۔۔۔پاکستان میں ختمِ نبوّت کے خلاف کہنا یا لکھنا قابل تعزیر جرم قرار دیا جاچکا ہے۔

یازدہم:۔۔۔سعودی عرب، لیبیا اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ ممنوع ہے، اور انہیں ''اسلام کے جاسوس'' قرار دیا جاچکا ہے۔

دوازدہم:۔۔۔مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوّت کے خلاف لب کشائی کی پاکستان میں اجازت نہیں تھی، مگر اب صورت حال یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

سیز دہم:۔۔۔قادیانی جو بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ کیا کرتے تھے، کہ پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے اور دارالخلافہ ’’ربوہ‘‘ ہے، وہ اس جھوٹ پر نہ صرف پوری دنیا میں ذلیل ہو چکے ہیں، بلکہ خدا کی زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو رہی ہے، حتیٰ کہ قادیانی سربراہ کو لندن میں بھی چین نصیب نہیں۔

’’مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت‘‘ اور بیت المال:

’’مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت‘‘ کے وسیع ترین تبلیغی نظام کا ایک مختصر خاکہ آپ کے سامنے آچکا ہے، البتہ اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ جماعت کے لاکھوں روپے کے مصارف کا انتظام کیسے ہوتا ہے، جماعت کے بیت المال کے لئے کوئی مستقل ذریعہ محاصل نہیں، اس نے محض حق تعالیٰ شانہ کے خزانہ عامرہ پر توکل کرتے ہوئے ایک روپیہ یومیہ کے میزانیہ سے اپنا کام شروع کیا اور جوں جوں جماعت کا ٹھوس کام سامنے آتا گیا، حق تعالیٰ شانہ نے عام مسلمانوں کو خدمت و تعاون کی طرف متوجہ فرمایا اور وہ تمام حضرات جن کو مسئلہ ختمِ نبوّت اور تحفظ ناموس رسالت سے دلچسپی تھی، انہوں نے اپنے صدقات جماعت کے بیت المال میں جمع کرانے شروع کئے، گویا جماعت کا کل سرمایہ توکل علی اللہ اور مسلمانوں کا دست تعاون ہے۔

جماعت نے بیت المال کے نظام میں جن امور کو ملحوظ رکھا ان کا خلاصہ یہ ہے:

’’مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت‘‘ میں جس قدر کارکن کام کرتے ہیں ان کے قوت لایموت کا انتظام جماعت کرتی ہے اور ان پر پابندی عائد ہے کہ کسی مسلمان کی جانب سے ایک پیسہ بھی انہیں دیا جائے تو وہ جماعت کے بیت المال کی رسید دیں اور وہ پیسہ بیت المال میں جمع کرائیں، جماعت کے مبلغین اور کارکنوں نے اس سلسلہ میں جس بے مثال قربانی اور نظم وضبط کا مظاہرہ کیا، اس کی نظیر موجودہ دور میں مشکل سے ملے گی۔

اہل اسلام کی جانب سے زکوٰۃ، صدقات، صدقۂ فطر، چرم قربانی اور دیگر عطیات کی شکل میں جو امداد جس مد میں دی جاتی ہے، بیت المال کی جانب سے اس کا اہتمام کیا جاتا

ہے کہ وہ احتیاط کے ساتھ اس مد میں خرچ کی جائے۔

چنانچہ اسی بیت المال سے مبلغین کے مشاہرات، دفاتر کے اخراجات، مدارس اور طلبہ کی ضروریات، اندرون و بیرون ملک کا تبلیغی نظام، دنیا کی مختلف زبانوں میں تحریر کردہ اور شائع کردہ لٹریچر کی اشاعت اور بیرون ملک جانے والے وفود کے لوازمات پورے کئے جاتے ہیں، گویا جس نے جماعت کو ایک روپیہ بھی دیا، وہ ان تمام شعبوں میں حصہ دار ہے۔

جماعت کی جانب سے ہر سال ایک روئداد شائع ہوتی ہے، جس میں گزشتہ سال کی کارکردگی اور آئندہ کے لائحہ عمل کے ساتھ ساتھ تمام عطیہ دہندگان کے نام اور ان کی رقوم کی تصریح کی جاتی ہے، نیز مصارف کی تفصیل بھی پیش کی جاتی ہے، تاکہ ہر مسلمان یہ اطمینان کرسکے کہ آیا اس کی بھیجی ہوئی رقوم بیت المال میں جمع ہوئی ہیں یا نہیں؟

آمد و صرف کے حسابات باقاعدہ رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں اور ہر سال سرکاری آڈیٹر سے حسابات کی پڑتال کرائی جاتی ہے۔

ہر مسلمان کو اس امر کی اجازت ہے کہ جب چاہے جماعت کے حسابات کا معائنہ کرسکتا ہے۔

گورنمنٹ پاکستان نے ''مجلس تحفظ ختم نبوّت'' کو ایک تبلیغی اور فلاحی ادارہ تسلیم کرتے ہوئے اس کے بیت المال میں داخل کئے جانے والے جملہ عطیات کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

لاکھوں روپے کا میزانیہ ہونے کے باوجود جماعت کے کارکنوں کو اپنے فقر و افلاس پر ناز ہے، ہم اپنے اسلاف کی اس دولت فقر کی نمائش کو گناہ سمجھتے ہیں۔

آئندہ عزائم اور جماعت کا لائحہ عمل:

بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا، لہٰذا ختمِ نبوّت کا مشن اب ختم ہوچکا، لیکن یہ غلط فہمی ہے، جماعت ختمِ نبوّت کا مشن ختم

نہیں ہوا، بلکہ اس کے دائرہ کار اور اس کی ذمہ داریوں میں کئی سو گنا اضافہ ہوگیا ہے، اب تک جماعت کی بیشتر توجہ اندرون ملک قادیانیوں کے رد و تعاقب کی طرف تھی، مگر ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد پوری دنیا جماعت ختمِ نبوّت کی دعوت و تبلیغ کا میدان بن چکا ہے، جہاں جہاں قادیانی پہنچے ہیں، وہاں وہاں سے جماعت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کو تقاضوں پر تقاضے آرہے ہیں کہ یہاں ختمِ نبوّت کے کام کی ضرورت ہے، اس لئے ۱۹۷۴ء سے پہلے اگر جماعت کو بیسیوں کارکنوں کی ضرورت تھی تو اب سینکڑوں کی نہیں ہزاروں کی ضرورت ہے، پہلے اگر اس کا کام ہزاروں میں چل سکتا تھا، تو اب اس کے لئے لاکھوں کا نہیں کروڑوں کا نقشہ سامنے آتا ہے، بہرحال پہلے بھی خدا کے بھروسے یہ جماعت چل رہی تھی اور آئندہ بھی اس کا یہی سہارا ہے، تاہم مسلمانوں کے سامنے جماعت کے نئے مسائل اور نئے تقاضوں کا پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

۱:...جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے، ختمِ نبوّت کی تحریک پوری دنیا میں پھیل چکی ہے، اور کم و بیش ہر جگہ قادیانیوں سے وہی معرکہ گرم ہے، جو یہاں ہمارے ملک میں رہا، اس لئے فوری ضرورت اس امر کی ہے کہ ساری دنیا کے ممالک میں اور بالخصوص ان ممالک میں جہاں قادیانیوں کا زیادہ تسلط ہے، ختمِ نبوّت کے مضبوط مرکز قائم کئے جائیں اور چونکہ باہر کی دنیا قادیانیوں کی کتابوں سے واقف نہیں، اس لئے ضرورت ہے کہ یہاں سے کثیر تعداد میں مبلغ بھیجے جائیں اور ان کے ساتھ ضروری لٹریچر بھی دیا جائے۔

۲:...اس طرح یہ امر بھی فوری طور پر توجہ طلب ہے کہ اردو، عربی، انگریزی، فارسی، فرانسیسی اور افریقی و ایشیائی ممالک کی معروف زبانوں میں خصوصاً ان ممالک کی زبانوں میں جہاں قادیانی ہیں، ردِ قادیانیت پر لٹریچر تیار کرکے شائع کیا جائے، یہ لاکھوں روپے کا منصوبہ ہے۔

۳:...ایک اہم ترین ضروری بات یہ ہے کہ بیرونی ممالک سے ذہین و فطین نوجوانوں کو پاکستان لایا جائے اور انہیں قادیانیت کی تعلیم دے کر ان کے ممالک میں تبلیغ ختمِ نبوّت کا کام ان کے سپرد کیا جائے، اس مقصد کے لئے ملتان میں ایک عالمی تبلیغی مرکز قائم ہے، جس میں بحمدہ تعالیٰ ان تمام ضروریات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

مسئلۂ ختمِ نبوّت اور حضرت نانوتویؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَحۡدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ، اَمَّا بَعۡدُ!

دین اسلام کا سنگ بنیاد ختمِ نبوّت کا عقیدہ ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کا مقدس سلسلہ حق تعالیٰ شانہ نے سیّدنا آدم علیہ السلام سے شروع فرمایا اور سیّد العالمین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس مبارک سلسلہ کو ختم کردیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصرِ نبوّت کی آخری اینٹ ہیں جن کے وجود پاک سے قصرِ نبوّت تکمیل پذیر ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کی جو فہرست حق تعالیٰ شانہ کے علم ازلی سے طے شدہ تھی اس میں آخری نام حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے وہ فہرست مکمل ہوگئی جس میں کسی اضافہ کا امکان نہ رہا۔

ختمِ نبوّت کا یہ عقیدہ تمام اُمت کا اجماعی اور مسلّمہ عقیدہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں سب سے پہلا جہاد اسی عقیدہ کے تحفظ کے لئے ہوا جس میں ہزاروں صحابہؓ وتابعینؒ نے اپنی قیمتی جانیں قربان کرکے اس عقیدہ کو زندہ جاوید بنادیا۔

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہ اپنے دور میں علوم وحقائق کے بحرِ ناپید کنار اور بقول حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ: ’’حق تعالیٰ شانہ کی صفتِ علم کا مظہرِ اَتم تھے۔‘‘

(ماہنامہ ’’الرشید‘‘ ساہیوال دارالعلوم دیوبند نمبر ص:۸۷۷)

حضرت نانوتویؒ اور ان کے رفیق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اقتباس نقل کرنا بے محل نہ ہوگا:

''میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے دو شخصیتوں کی جامع ایک شخصیت پیدا کی، ایک وہ شخصیت جو مختلف قسم کے ظاہری علوم روایت و درایت اور منقول و معقول کی جامع تھی، یہ تھے حافظ ابن تیمیہؒ علم کا دریائے ناپید کنار، اور ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، دوسری شخصیت جو علوم ظاہر کے حصہ وافر اور دیگر علوم غریبہ و دقیقہ کے ساتھ ساتھ حقائق الٰہیہ اور عارفین کے علوم ربانیہ کی جامع تھی، یہ تھے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی الاندلسیؒ۔

حق تعالیٰ شانہ نے ان دونوں شخصیتوں کو جمع کر کے ایک بہت ہی بڑی اور ممتاز شخصیت پیدا کی اور یہ تھے حجۃ الاسلام شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ۔۔۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے علوم کے دو جلیل القدر عالم وارث ہوئے، ایک الامام الحجۃ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور دوسرے المحدث الفقیہ الحجہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ۔

یہ دونوں اکابر دونوں قسم کے علوم میں حظ وافر رکھتے تھے، مگر حضرت نانوتویؒ میں علوم متکلمین اور علوم حقائق کا پہلو غالب تھا۔''
(مقدمہ لامع الدراری ص:٦)

حضرت نانوتویؒ کا شمار اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ان ارباب قوت قدسیہ میں ہوتا ہے جن کی نظر صرف احکام و مسائل پر ہی نہیں بلکہ ان کے اسباب و علل تک پہنچتی ہے وہ صرف جزئیات کا احاطہ نہیں کرتے بلکہ جزئیات کو کلیات کے سلسلہ میں مربوط دیکھتے ہیں، صرف فروع کا علم نہیں رکھتے بلکہ ان کے اصول سے اصل الاصول تک پہنچتے ہیں، ان کا علم کسب و اکتساب کے دائرے سے ماوریٰ ہوتا ہے، وہ استدلال سے کام ضرور

لیتے ہیں مگر معلومات کے ذریعے مجہولات کو حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ افہام عامہ کی رہنمائی کے لئے، الغرض ان کی نظر اطراف و جوانب اور مبادی و وسائل میں الجھ کر نہیں رہ جاتی بلکہ نتائج و مقاصد کی بلندیوں میں پرواز کرتی ہے۔

حضرت نانوتویؒ کے نزدیک یہی لوگ راسخین فی العلم ہیں اور ان کے علاوہ سب لوگ عوام کی صف میں آتے ہیں، قاسم العلوم میں فرماتے ہیں:

”جز انبیاء علیہم السلام و راسخین فی العلم ہمہ عوام اند۔“ (مکتوب دوم ص:۶)

”یعنی انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سوا باقی سب عوام ہیں۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہیں، یہ مسئلہ ہر خاص و عام کو معلوم ہے اور ملت اسلامیہ کا ایک فرد بھی ایسا نہیں جو اس سے ناواقف ہو، لیکن اگر یہ سوال کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی (یا بلفظ دیگر خاتم النبیین کیوں ہیں؟) تو عوام بس یہی کہہ سکیں گے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو آخری نبی بنایا ہے، اس لئے آپؐ خاتم النبیین ہیں، لیکن جب آگے بڑھ کر یہ دریافت کیا جائے کہ جماعت انبیاء علیہم السلام میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کیوں اس منصب جلیلہ کے لئے منتخب کیا گیا؟ تو اس کا جواب صرف علمائے راسخین ہی دے سکتے ہیں، یہ سوال عوام کے دائرے سے باہر کی چیز ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنی تصانیف ”آب حیات“، ”قبلہ نما“، ”حجۃ الاسلام“ اور ”تقریر دلپذیر“ میں کہیں مختصر اور کہیں مطول اس راز سے عقدہ کشائی فرمائی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ”تحذیر الناس“ تو آپ نے صرف اسی موضوع پر تالیف فرمائی ہے، سب سے پہلے عوام کے مبلغ پرواز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو، سو ”عوام“ کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ”خاتم“ ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب

میں آخری نبی ہیں۔“ (تحذیر الناس ص:۳ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

ظاہر ہے کہ ”عوام“ بے چارے خاتم النبیین کا مطلب اس سے زیادہ کیا جانتے ہیں کہ آپؐ کی بعثت تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد ہوئی ہے، آپؐ کا زمانہ سب کے بعد رکھا گیا ہے اور آپؐ سب سے آخری نبی ہیں۔

خاتم النبیین کے یہ معنی بالکل صحیح ہیں اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قرآن مجید کا مدعا آپؐ کی آخریت کو بیان کرنا ہے، لیکن قرآن کریم نے آپ کی آخریت وخاتمیت کو کس غرض سے بیان فرمایا ہے؟ اس کے جواب میں ہم ایسے عوام بس یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس سے جھوٹے مدعیان نبوّت کا انسداد مقصود تھا۔

حضرت نانوتویؒ کے نزدیک:

”باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب اتباع مدعیان نبوّت کیا ہے، جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے، البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔“

(تحذیر الناس ص:۳ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

لیکن کیا خاتم النبیین کا مفہوم صرف اسی حد تک محدود ہے؟ قرآن کریم کا منشا صرف آپؐ کی آخریت زمانی کو ذکر کرنا ہے؟ اور معنائے خاتمیت بس یہی ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں؟ یہ ہے وہ سوال جس کے حل کے لئے ”عوام“ کافی نہیں، بلکہ اس راز سے پردہ اٹھانے کے لئے ارباب قوت قدسیہ کا علم وہبی درکار ہے۔

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کا علم ویقین تو عوام کے دائرے کی چیز ہے، لیکن اس خاتمیت زمانی کی علت کیا ہے؟ یہ عوام کے دائرے کے اوپر کی چیز تھی، حضرت نانوتویؒ کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس علت العلل کی طرف رہنمائی فرمائی، فرماتے ہیں:

”اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں مواقع تھے، بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تأخرِ زمانی

اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دوبالا ہوجاتی ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔“

(تحذیر الناس ص:۴ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

اس کے بعد پورا رسالہ اسی اجمال کی تفصیل اور خاتمیت زمانی کی علت کی تشریح میں ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار شرف و مرتبہ کے بھی خاتم ہیں، باعتبار مکان کے بھی، باعتبار زمان کے بھی۔

آپؐ وصف نبوّت کے ساتھ بالذات موصوف ہیں، اور باقی تمام انبیائے کرام علیہم السلام آپ کے واسطہ اور ذریعہ سے ہیں۔ اس لئے باقی انبیاء علیہم السلام کی نسبت آپؐ کے ساتھ وہی ہے جو قمر کو آفتاب سے ہے، آپؐ کی نبوّت صرف آپؐ کے زمانہ تک محدود نہیں بلکہ بواسطہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے، تمام کون و مکان اور زمین و زمان پر حاوی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپؐ صرف نبی اُمت نہیں بلکہ نبی الانبیاء ہیں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی امتوں سمیت آپؐ کی سیادت و قیادت کے ماتحت ہیں۔

ان مقدمات کو مبرہن فرمانے کے بعد حضرت نانوتویؒ، آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی خاتمیت زمانی کی وہ دلیل بیان فرماتے ہیں جس سے جھوٹے مدعیان نبوّت کا سارا طلسم ٹوٹ جاتا ہے:

”بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوّت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء علیہم السلام موصوف بالعرض۔

اس صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد ہی لایا جاسکتا تھا۔ ناممکن تھا کہ آپؐ کے بعد بھی سلسلہ نبوّت جاری رہتا، اس لئے کہ) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد نہیں بلکہ) اول یا اوسط میں رکھتے تو (دو حال سے خالی نہیں تھا آپؐ کے بعد جو نبی آتے ان کا دین آپؐ کے دین کے خلاف ہوتا یا موافق اور یہ دونوں صورتیں

باطل ہیں کیونکہ) انبیائے متأخرین کا دین اگر مخالف دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا۔ حالانکہ (یہ بات شرعاً و عقلاً باطل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ) خود فرماتے ہیں:

”ما ننسخ من آیة او ننسها نأت بخیر منها او مثلها“

اور کیوں نہ ہو، یوں نہ ہو تو اعطائے دین منجملہ رحمت نہ رہے آثار غضب میں سے ہو جاوے۔

ہاں اگر یہ بات متصور ہوتی کہ اعلیٰ درجے کے علماء کے علوم، ادنیٰ درجے کے علماء کے علوم سے کمتر اور ادون ہوتے ہیں تو مضائقہ بھی نہ تھا۔

پر سب جانتے ہیں کہ کسی عالم کا عالی مراتب ہونا علو مراتبِ علوم پر موقوف ہے، یہ نہیں تو وہ بھی نہیں۔ اور انبیائے متأخرین کا دین اگر مخالف نہ ہوتا تو یہ بات ضرور ہے کہ انبیائے متأخرین پر وحی آتی اور افاضہ علوم کیا جاتا، ورنہ نبوّت کے پھر کیا معنی؟

سو اس صورت میں اگر وہی علوم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو بعد وعدہ محکم ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحٰفظون“ کے جو بہ نسبت اس کتاب کے جس کو قرآن کہیے، اور بہ شہادت آیت: ”و نزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شیء“ جامع العلوم ہے (نبوّت جدید کی) کیا ضرورت تھی؟

اور اگر علوم انبیائے متأخرین علوم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا ”تبیانا لکل شیء“ ہونا غلط ہو جاتا۔

بالجملہ ایسے نبی جامع العلوم کے لئے ایسی ہی کتاب جامع چاہئے تھی، تا کہ علو مراتب نبوّت، جو لاجرم علو مراتب علمی ہے۔

چنانچہ معروض ہوچکا میسر آئی، ورنہ یہ علو مراتب نبوّت، بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی ایسے ہی ختمِ نبوّت بمعنی معروض کو تأخر زمانی لازم ہے۔" (تحذیر الناس ص:۸ مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

یہ عبارت کسی تشریح و توضیح کی محتاج نہیں اور اس میں دلیل عقلی سے ثابت کردیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے، خواہ وہ شرع جدید کا مدعی ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کا دم بھرتا ہو، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت ذاتی کے مرتبہ پر فائز ہیں اور اس خاتمیت کو تأخر زمانی لازم ہے ورنہ آپؐ کی نبوّت کی بلندیٔ مرتبت محض ایک قول دروغ اور حرف غلط ہوگی۔

اسی دلیل کو حضرتؒ نے اپنی دیگر تصنیفات میں مختلف عنوانات سے واضح فرمایا ہے، یہاں صرف ایک حوالہ نقل کردینا کافی ہے، "حجۃ الاسلام" میں تحریر فرماتے ہیں:

"علی ہذا القیاس جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ علم سے اوپر کوئی ایسی صفت نہیں جس کو عالم سے تعلق ہو تو خواہ مخواہ اس بات کا یقین پیدا ہوجاتا ہے کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام مراتب کمال ایسی طرح ختم ہوگئے جیسے بادشاہ پر مراتب حکومت ختم ہوجاتے ہیں، اس لئے جیسے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الکاملین اور خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔

مگر جس شخص پر مراتب کمال ختم ہوجائیں گے تو بایں وجہ کہ نبوّت سب کمالات بشری میں اعلیٰ ہے چنانچہ مسلّم بھی ہے اور تقریر متعلق بحث تقرب بھی، جو اوپر گزری ہے اس پر شاہد ہے۔ اس لئے آپ کے دین کے ظہور کے بعد سب اہل کتاب کو بھی ان کا اتباع ضروری ہوگا، کیونکہ حاکم اعلیٰ کا اتباع تو حکام ماتحت کے ذمہ بھی ہوتا ہے، رعایا تو کس شمار میں ہیں؟

علاوہ بریں جیسے لارڈ لٹن کے زمانہ میں لارڈ لٹن کا اتباع

ضروری ہے، اس وقت احکام لارڈ نارتھ بروک (سابق وائسرائے ہند) کا اتباع کافی نہیں ہوسکتا اور نہ اس کا اتباع باعث نجات سمجھا جاتا ہے، ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بابرکات میں اور ان کے بعد، انبیائے سابق کا اتباع کافی اور موجب نجات نہیں ہوسکتا اور یہی وجہ ہوئی کہ سوائے آپؐ کے اور کسی نبی نے دعوائے خاتمیت نہ کیا، بلکہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ جہاں کا سردار آتا ہے۔خود اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ خاتم نہیں، کیونکہ حسب اشارہ مثال خاتمیت، بادشادہ خاتم وہی ہوگا جو سارے جہاں کا سردار ہو، اس وجہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب میں افضل سمجھتے ہیں، پھر یہ آپ کا خاتم ہونا آپ کے سردار ہونے پر دلالت کرتا ہے اور بقرینہ دعویٰ خاتمیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، یہ بات یقینی سمجھتے ہیں کہ وہ جہاں کے سردار جن کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔“

(حجۃ الاسلام ص:۴۳، ۵۳، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ذاتی، آپ کی خاتمیت زمانی کی علت ہے اور خاتمیت زمانی آپ کی سیادت وقیادت اور افضلیت وبرتری کی دلیل ہے۔

حضرت نانوتویؒ کا موقف یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت ”خاتم النبیین“ میں بیک وقت تینوں قسم کی خاتمیت کا ارادہ کیا گیا ہے اور یہ تینوں بدلالت مطابقی قرآن کریم سے ثابت ہیں جس کی مفصل تقریر ”تحذیر الناس“ میں کی گئی ہے، یہ ہے وہ نکتہ جو ”عوام“ کے فہم سے بالاتر تھا۔

اور اگر قرآن کریم کی آیت خاتم النبیین خاتمیت کی ان تینوں دلیلوں پر بدلالت مطابقی مشتمل ہے تو حضرت کو اصرار ہے کہ خاتمیت ذاتی کو آیت کا مدلول مطابقی ٹھہرایا

جائے اور خاتمیت زمانی بدلالت التزامی اس سے خود بخود ثابت ہوجائے گی۔ اس لئے خاتمیت کی علت یہی خاتمیت ذاتی ہے اور جب علت ثابت ہوگئی تو معلول اس سے مختلف نہیں ہوسکتا۔

اوپر ختمِ نبوّت زمانی کی دلیل عقلی ارشاد ہوئی تھی اب ذرا دلیل نقلی بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے (یعنی آیت خاتم النبیین کے تحت خاتمیت ذاتی، خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں بدلالت مطابقی داخل ہیں اور آیت تینوں کو عام ہے) تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ (یعنی لفظ خاتم النبیین تینوں اقسام خاتمیت کو شامل نہیں بلکہ اس میں صرف خاتمیت ذاتی مراد لی ہے تو اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔

ادھر تصریحات نبوی ﷺ مثل: "**انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی۔**" او کما قال جو بظاہر بہ طرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے، کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں، سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ۔ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات، متواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔"

(تحذیر الناس ص:۹، ۱۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

اس استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ ختمِ نبوّت زمانی قرآن کریم سے بطور دلالت مطابقی یا التزامی کے ثابت ہے، احادیث متواترہ سے ثابت ہے، اجماع اُمت سے ثابت ہے اور اس کا منکر اسی طرح کا کافر ہے جیسا کہ تعداد رکعات کا منکر کافر ہے۔

یہاں یہ عرض کردینا بھی ضروری ہوگا کہ کسی عقیدے کے ثبوت میں قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع اُمت پیش کردینے کے بعد اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہ جاتی کیونکہ جو عقیدہ ان تین دلائل سے ثابت ہوا، اس کی قطعیت شک وشبہ سے بالاتر ہے اور اس کا منکر کافر ہے، اسی بنا پر مولانا نانوتویؒ نے فرمایا جیسا اس کا (یعنی تعدادِ رکعات کا) منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا (یعنی ختمِ نبوّت زمانی) منکر بھی کافر ہے۔

ایک شبہ اور اس کا جواب:

گزشتہ بالا سطور سے معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت نانوتوی قدس سرہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کے منکر نہیں بلکہ مثبت ہیں اور مثبت بھی ایسے کہ اسے عقلی ونقلی دلائل قطعیہ سے ثابت کرکے اس کے منکر پر کفر کا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔ یہاں مزید تاکید کے لئے مناظرہ عجیبہ کے چند جملے نقل کردینا بھی نامناسب نہ ہوگا:

الف:۔۔۔’’خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے، ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔‘‘ (ص:۹۳)

ب:۔۔۔’’حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے، اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں، علیٰ الاطلاق کہئے یا بالاضافہ۔‘‘ (ص:۳۰)

ج:۔۔۔’’حاصل یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔‘‘ (ص:۵)

د:۔۔۔’’مولانا! خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ و تائید کی ہے، تغلیط نہیں کی ۔۔۔۔۔اخبار بالعلہ مکذب اخبار بالمعلول نہیں ہوتا بلکہ اس کا مصدق اور مؤید ہے اوروں نے محض

خاتمیت زمانی اگر بیان کی ہے تو میں نے اس کی علت یعنی خاتمیت مرتبی ذکر کردی اور شروع تحذیر ہی میں اقتضا خاتمیت ذاتی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کردیا۔“

(ص:۳۵)

ھ:۔۔۔”اپنا دین وایمان ہے (کہ) بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تامل کرے اس کو کافر جانتا ہوں۔“ (ص:۳۰۱)

حضرت کی اس قسم کی بہت سی تصریحات کی موجودگی میں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت کی طرف انکار نبوّت زمانی کا عقیدہ کیوں منسوب کیا گیا؟ اس کا منشا غلط فہمی تھی یا دیدہ دانستہ جسارت؟

میں اس موضوع سے تعرض نہیں کرنا چاہتا تھا، لیکن یہ بحث تشنہ رہے گی اگر اس پر گفتگو نہ کی جائے، لطیفہ یہ ہے کہ حضرتؒ کی طرف اس عقیدہ کا انتساب وہ بھی کرتے ہیں جو اس اُمت میں اجرائے نبوّت کے قائل ہیں، یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت۔

اور وہ حضرات بھی کرتے ہیں جو ختمِ نبوّت کے قائل اور اس کے منکر کو کافر گردانتے ہیں، یعنی مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم بریلوی اور ان کے عقیدت مند حضرات۔

جہاں تک قادیانی صاحبان کا تعلق ہے ان کی خدمت میں تو یہی گزارش کافی ہے کہ اگر عقائد کے باب میں حضرت نانوتویؒ کی تحریر کوئی وزن رکھتی ہے تو جس کتاب کے فقرے سے وہ اجرائے نبوّت کے عقیدے پر استدلال کرتے ہیں اسی کتاب میں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ختمِ نبوّت زمانی کے منکر کو قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع اُمت کا منکر کافر کہا گیا ہے۔

اس لئے حضرتؒ کی تحریر سے استدلال کرتے ہوئے وہ بے شک اجرائے نبوّت کا عقیدہ رکھیں لیکن ازراہ انصاف اس عقیدہ رکھنے والے کو کافر بھی قرار دیں۔

اگر یہ دونوں باتیں جمع ہوسکتی ہیں تو ضرور کرنی چاہئیں اور اگر جمع نہیں ہوسکتیں تو اس سے ثابت ہوگا کہ انہوں نے حضرتؒ کی جس عبارت سے اجرائے نبوّت کا عقیدہ کشید کرنے کی کوشش فرمائی ہے وہ اس کا مطلب نہیں سمجھے، جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنی مرضی اور اپنی عبارتوں کا مطلب نہیں سمجھا کرتے تھے۔

جہاں تک جناب مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم کا اور ان کی جماعت کا تعلق ہے ان کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے غلط فہمی کی بنا پر حضرتؒ سے یہ عقیدہ منسوب کیا ہے تو گستاخی ہوگی، کہ اتنا بڑا علامہ بلکہ اتنے بڑے علامے ان عبارتوں کو سمجھنے سے قاصر رہے اور اگر یہ عرض کیا جائے کہ ان حضرات نے قصداً ایک بات غلط طور پر حضرتؒ سے منسوب کردی ہے تو اس سے بڑھ کر ستم کی بات ہے اور چونکہ حضرتؒ اسی رسالے میں دلائل قطعیہ عقلیہ سے ختمِ نبوّت زمانی کو ثابت کرکے اس کے منکروں پر کفر کا فتویٰ بھی صادر فرماچکے ہیں، اس لئے ایسی کتاب کے کسی فقرے سے آپ کا منکرِ ختمِ نبوّت ہونا ثابت کرنا گویا: ''دزدے بکف چراغ دارد'' کی مثل یاد دلاتا ہے۔

راقم الحروف غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کا قلم اور حجاج بن یوسف کی تلوار توام پیدا ہوئے تھے، ان کے قلم کو تکفیر کا وہی چسکا تھا جو حجاج کی تلوار کو خون آشامی کا۔ وہ فطرتاً مجبور تھے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو تیغ تکفیر سے نیم بسمل کریں، اگر کسی کی کوئی عبارت یا عبارت کا ناتمام جملہ انہیں ایسا مل جاتا جو ان کے ذوق کافرگری کی تسکین کا سامان بن جاتا تو وہ اسے کافی سمجھتے تھے اور اس کی دوسری تحریروں سے آنکھیں بند کرلینا فرض سمجھتے تھے اور اگر خدانخواستہ انہیں ایک آدھ جملہ بھی میسر نہیں آتا تو وہ اپنے ذوق کی تسکین کے لئے خود ہی ایک عبارت بناکر کسی صاحب سے منسوب کردیتے اور اس کی بنیاد پر انہیں ''کافرگری'' کا جواز مل جاتا، وہ شخص ہزار چیخے چلائے شور مچائے کہ یہ عبارت میری نہیں ہے، میں ایسی عبارت لکھنے پر لعنت بھیجتا ہوں مگر خان صاحب فرماتے کہ چونکہ یہ عبارت ہم نے تمہارے نام سے چھاپی ہے اور اتنی مدت سے چھاپ رہے ہیں لہٰذا تمہیں تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ عبارت تمہاری ہے اور اس لئے تم کافر

ہو۔

میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ ظرافت نہیں بلکہ واقعہ ہے، خان صاحب کو دو بزرگ ایسے ملے جن کی تحریر میں ان کو کوئی کلمہ کفر نہیں مل سکا جس کی بنیاد پر انہیں کافر بناتے، اس لئے خان صاحب نے ایک صاحب کی طرف تو خود ایک عبارت بنا کر منسوب کردی اور ان پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے اکابر حرمین سے اس کو رجسٹری کروایا۔ یہ شخصیت قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی تھی، ان کے بارے میں خان صاحب حسام الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ”تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ رشید احمد گنگوہی کے پیرو۔۔۔۔۔ پہلے تو اس نے اپنے پیر طائفہ اسماعیل دہلوی کے اتباع میں اللہ تعالیٰ پر یہ افترا باندھا کہ اس کا جھوٹا ہونا بھی ممکن ہے، اور میں نے اس کا یہ بیہودہ بکنا ایک مستقل کتاب میں رد کیا جس کا نام ”سبحان السبوح عن کذب مقبوح“ رکھا، اور میں نے یہ بصیغہ رجسٹری اس کی طرف بھیجی اور بذریعہ ڈاک اس کے پاس سے رسید آگئی۔۔۔۔۔
>
> پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا حال یہاں تک پہنچا کہ اپنے ایک فتویٰ میں جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد چھپا، صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا۔ اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق، گمراہی درکنار، فاسق بھی نہ کہو، اس لئے کہ بہت سے امام ایسا کہہ چکے ہیں، جیسا اس نے کہا۔“ (الخ ص:۱)

بمبئی کے اس فتوے کی جس پر خان صاحب نے تکفیر کی بنیاد رکھی ہے حضرت

گنگوہیؒ کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی اور جب اس کا علم ہوا تو اس سے برأت کا اظہار فرمایا اور ایسا لکھنے والے کو ملعون قرار دیا۔ (فتاویٰ رشیدیہ الجنۃ لاہل السنہ ص:۳۹)

مگر جناب خان صاحب کا اصرار مدت العمر یہی رہا کہ چونکہ ہم آپ کی طرف اس عبارت کو منسوب کرکے کفر کا فتویٰ رجسٹری کرواچکے ہیں لہٰذا یہ عبارت یقیناً آپ ہی کی ہے اور ہونی چاہئے اور لطف یہ کہ آج تک حضرت گنگوہیؒ کے انکار کے باوجود خان صاحب اور ان کی جماعت کا اصرار باقی ہے۔

کچھ اسی قسم کا حادثہ خان صاحب کو حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کے بارے میں بھی پیش آیا۔ خان صاحب کا قلم حضرت مرحوم کو کافر بنانے کے لئے بے تاب تھا، مگر مشکل یہ تھی کہ حضرتؒ کے دفتر تحریر میں خان صاحب کو ایک فقرہ بھی ایسا نہ مل پاتا تھا جس کی بنیاد پر ان کی تیغ تکفیر نیام سے باہر نکل آتی۔ اس مشکل کا حل خان صاحب نے یہ تلاش کیا کہ حضرت نانوتویؒ کی اس کتاب سے جو صرف مسئلہ ختمِ نبوّت پر لکھی گئی ہے اور جن میں منکرین ختمِ نبوّت کو صاف الفاظ میں کافر کہا گیا ہے، تین جملے تلاش کئے اور ان کو آگے پیچھے جوڑ کر مربوط اور مسلسل عبارت بنا ڈالی، پس خان صاحب کی تکفیر کے لئے جواز پیدا ہوگیا۔ خان صاحب نے جس چابکدستی سے تین الگ الگ جگہ سے تحذیر الناس کے ناتمام جملوں کو ملا کر ایک مکمل عبارت تیار کرلی وہ ان کی مہارت فن کا شاہکار ہے۔

پہلا فقرہ ص:۱۴ سے لیا گیا:

”بلکہ بالفرض آپؐ کے زمانہ میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپؐ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“

دوسرا فقرہ ص:۲۸ سے لیا گیا:

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبویؐ بھی کوئی نبی پیدا ہو، تو بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

اور تیسرا فقرہ ص:۳ سے لیا گیا، جہاں تحذیر الناس شروع ہوتی ہے:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تأخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔"

ان تین فقروں کو ایک مسلسل عبارت میں ڈھالنے اور پھر انہیں عربی میں منتقل کرنے میں خان صاحب نے خدا ناترسی کا جو نمونہ پیش کیا ہے ان کو دیکھ کر آج پون صدی بعد بھی یقین نہیں آتا کہ کوئی شخص جس کے دل میں ذرا بھی حس ہو ایسی حرکتوں کا ارتکاب کرسکتا ہے؟

اس آخری فقرے کے بارے میں تو عرض کرچکا ہوں کہ حضرتؒ "عوام کے خیال" کی اس کوتاہی کی شکایت کررہے ہیں کہ "خاتم النبیین" کے مفہوم کو صرف "آخری نبی" کے معنی میں محدود سمجھ لیا گیا ہے جب کہ قرآن کریم کا مقصد اس سے صرف آپؐ کی خاتمیت زمانی کو بیان کرنا نہیں بلکہ خاتمیت ذاتی اور رتبی کو اجاگر کرنا ہے، الغرض خاتمیت زمانی سے انکار نہیں اور نہ اسے خاتم النبیین کے مفہوم سے خارج کرنا مقصود ہے بلکہ یہ بتانا منظور ہے کہ خاتمیت صرف خاتمیت زمانی میں منحصر نہیں جیسا کہ عوام کا خیال ہے بلکہ خاتم النبیین کا مفہوم اس سے کہیں بلند تر ہے۔ رہی صفحہ ۱۴ اور ۸۲ کی عبارت! تو خان صاحب نے جو فقرے نقل کئے ہیں ان کے شروع میں "بلکہ بالفرض" کا لفظ موجود ہے جس سے دو باتوں کا صاف پتہ چلتا ہے، ایک یہ کہ "بلکہ" سے پہلے جو عبارت چلی آرہی ہے خان صاحب کی نقل کردہ عبارت اس کا ایک ناتمام ٹکڑا ہے اور جب تک اس کا ماقبل اس کے ساتھ نہ ملایا جائے اس سے کوئی مفہوم اخذ نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرے یہ کہ جو کچھ کہا جارہا ہے وہ بطور واقعہ کے نہیں بلکہ بطور فرض محال کے کہا جارہا ہے اور دنیا کا کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو کسی فرض محال پر کفر کا فتویٰ صادر کردے۔

الغرض خان صاحب کے منقولہ ٹکڑے ہی اس بات کو بتانے کے لئے کافی تھے کہ ان ٹکڑوں کو چابکدستی کے ساتھ جوڑنے کے بعد بھی خان صاحب کا مدعائے تکفیر عنقا رہتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ص ۱۴ اور ص ۸۲ کی تشریحات متعدد اکابر کرچکے

ہیں اور ان کے بعد ضرورت نہیں رہ جاتی کہ میں ان پوری عبارتوں کو نقل کر کے ان کی تشریحات کروں، اہل علم کو حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ کے رسالہ ''الختم علی لسان الخصم'' وغیرہ، مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کے رسالہ ''معرکۃ القلم''، مولانا عبدالغنی پٹیالوی کی کتاب ''الجنۃ لاہل السنۃ'' اور مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہٗ کے رسائل ''بانی دارالعلوم اور عبارات اکابر'' ملاحظہ کرنی چاہئیں۔

ان حضرات سے پہلے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ''التصدیقات لدفع البلیات'' میں اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ''الشہاب الثاقب'' میں بھی خان صاحب کے اس افترا کی کافی وشافی تردید فرما چکے ہیں، تاہم مناسب ہوگا کہ یہاں بھی ان عبارتوں کو نقل کر کے اس پر مختصر سی تنبیہ کر دی جائے۔

ص ۴۱ کی پوری عبارت یہ ہے:

''غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپؐ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپؐ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپؐ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر جیسے اطلاق ''خاتم النبیین'' اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہئے، اسی طرح۔۔۔ الخ''

اس پوری عبارت پر نظر ڈالیئے تو معلوم ہوگا کہ جو فقرہ خان صاحب نے نقل کیا ہے (اور جسے میں نے اوپر خط کر دیا) یہ پورا جملہ نہیں بلکہ جملہ شرطیہ کی جزا کا ایک حصہ ہے۔

شرط:۔۔۔غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا۔

جزا:۔۔۔تو آپؐ کا خاتم ہونا انبیائے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔

منقولہ ٹکڑا:___ بلکہ اگر بالفرض ___ الخ جزا ہے کسی جملہ شرطیہ کی، اب انصاف فرمائیے کہ شرط اور جزا کے ایک حصہ کو حذف کر کے جزا کے دوسرے حصہ کو نقل کر دینا اور

اس پر کفر کا فتویٰ صادر کرنا، علم و دیانت کی روشنی میں اس کو کیا نام دیا جائے؟ بہرحال خان صاحب کا منقولہ ٹکڑا خود بھی قضیہ فرضیہ ہے اور پھر یہ قضیہ فرضیہ اوپر کے جملہ شرطیہ کی جزا کا ایک جز ہے اور دنیا کا کوئی عاقل ایسا نہیں ہوگا جو مقدم اور تالی کے درمیان جو اتصال ہوتا ہے اسے نظرانداز کرکے صرف تالی (اور وہ بھی اس کے ایک جز) پر حکم لگانے بیٹھ جائے، مگر خان صاحب کے مذہب کافرگری میں یہ بھی ہے۔

اب ص ۸۲ کی عبارت ملاحظہ کرلیجئے:

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوّت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افرادِ مقصود بالخلق میں سے مماثل نبویؐ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء علیہم السلام کے افرادِ خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افرادِ مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہوجائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔۔۔۔۔۔۔الخ"

پوری عبارت پر نظر ڈال کر دیکھئے، یہاں بھی خان صاحب کی وہی مہارت فن نظر آتی ہے جس کا تذکرہ ابھی کرچکا ہوں۔

یہ قضیہ شرطیہ "ہاں اگر خاتمیت" سے شروع ہوتا ہے، تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس کی جزا کا پہلا حصہ ہے بلکہ اس صورت میں اس کا دوسرا حصہ ہے اور بلکہ اگر بالفرض اسی کا تیسرا حصہ ہے۔ خان صاحب نے قضیہ شرطیہ کے مقدم اور تالی کے دو حصوں کو حذف کرکے تالی کے تیسرے حصے کو جو خود قضیہ مفروضہ ہے نقل کردیا اور اسی ناتمام جملہ پر جس کے مفروض محض ہونے کی تصریح بھی اسی کے اندر موجود ہے، کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے افراد دو قسم کے ہیں ایک افراد حقیقی اور خارجی، دوسرے افراد مقدرہ جن کا خارج میں وجود ہوا، اور نہ ہوگا۔

اور خاتم النبیین کے دو مفہوم ہیں: ایک آپ کا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لانا اور دوسرے آپ کا وصف نبوّت کے ساتھ بالذات موصوف ہونا اور دوسرے انبیائے علیہم السلام کا آپ کی وساطت سے موصوف ہونا۔

افرادِ خارجیہ کے لحاظ سے تو یہ دونوں مفہوم لازم و ملزوم ہیں، چنانچہ آپ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے واسطہ نبوّت بھی ہیں اور سب کے بعد تشریف لائے، سب سے پہلے یا ان حضرات کے درمیان میں آپ کا تشریف لانا عقلاً و شرعاً صحیح نہیں تھا۔

لیکن افرادِ مقدرہ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو خاتم النبیین کے مفہوم اول (یعنی آخری نبی) سے وہ خارج نہیں کیونکہ یہ مفہوم افرادِ حقیقیہ واقعیہ کے اعتبار سے ہی صادق آسکتا ہے نہ کہ افرادِ مقدرہ فرضیہ کے اعتبار سے، مگر ''خاتم النبیین'' بمعنی اتصاف ذاتی مقدرہ کو بھی محیط ہے اس لئے بفرضِ محال آپ کے بعد بھی کسی نبی کی آمد ہوتی تو وہ بھی انبیائے گزشتہ کی طرح وصفِ نبوّت میں آپ کا محتاج ہوتا۔

حاصل یہ کہ خاتمیت ذاتی جیسے انبیائے کرام علیہم السلام کے افرادِ خارجیہ کے اعتبار سے ہے ویسے افرادِ فرضیہ کے اعتبار سے بھی ہے، پس اس دنیا میں جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے ان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اعتبار سے خاتم ہیں، خاتمیت ذاتی کے اعتبار سے بھی اور خاتمیت زمانی کے لحاظ سے بھی اور اگر ان کے علاوہ کوئی انبیاء فرض کئے جائیں تو سوال یہ ہے کہ ان کے لئے بھی آپ خاتم ہوں گے یا نہیں؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ خاتمیت زمانی کے اعتبار سے یہ سوال ہے، تو ظاہر ہے کہ آپ ان کے خاتم نہیں ہوں گے لیکن خاتمیت ذاتی کے اعتبار سے آپ کو ان کا خاتم بھی ماننا پڑے گا۔

یہاں ایک گزارش مزید کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت نانوتویؒ کا یہ رسالہ ''تحذیر الناس'' ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس میں سات زمینوں اور ان کے انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر ہے اور جسے بیہقی وغیرہ نے ''صحیح'' کہا ہے، درج کر کے خاتم النبیین کے ساتھ اس کی تطبیق

دریافت کی گئی تھی کہ آیا بیک وقت آیت اور حدیث دونوں پر عقیدہ رکھنا ممکن ہے؟

اس سوال کا جواب تین طرح دیا جاسکتا ہے:

اوّل:۔۔۔ یہ کہ آیت اور حدیث میں تعارض ہے لہٰذا اس حدیث کو غلط سمجھا جائے۔

دوم:۔۔۔ یہ کہ آیت اور حدیث دونوں صحیح ہیں مگر آیت میں آپؐ کی خاتمیت ہی اس زمین کے اعتبار سے بیان کی گئی ہے لہٰذا آپ صرف اس زمین کے خاتم ہیں۔

سوم:۔۔۔ تیسری صورت یہ ہوسکتی تھی کہ آیت و حدیث دونوں کو تسلیم کرکے دونوں میں ایسی تطبیق دی جاتی کہ آپ کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہ رہتی بلکہ دیگر زمینوں کو بھی محیط ہوجاتی۔

خان صاحب اور ان کے ہم مشرب لوگوں نے پہلا راستہ اختیار کیا کہ یہ حدیث غلط ہے، لیکن حضرت نانوتویؒ نے آیت اور حدیث دونوں کو صحیح قرار دے کر تطبیق کی وہ شکل اختیار کی جو میں نے تیسری صورت میں ذکر کی ہے۔

حضرتؒ کی ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری زمین کے اعتبار سے تو آپؐ خاتم النبیین ہیں، باعتبار اتصاف ذاتی کے بھی اور باعتبار آخریت زمانہ کے بھی، لیکن آپؐ کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہیں بلکہ پوری کائنات کو بھی محیط ہے، اور حدیث میں تو ہماری زمین کے علاوہ چھ زمینوں کا ذکر ہے، اگر بالفرض ہزاروں زمینیں بھی اور ہوتیں اور ان زمینوں میں سلسلہ نبوّت جاری ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کے خاتم ہوتے، باقی انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں یہ تصریح نہیں آئی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے ہیں یا بعد میں؟ اس لئے دونوں احتمال ممکن ہیں، پس اگر وہ حضرات بھی اس زمین کے انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح سب آپ سے پہلے ہوئے ہیں تو یوں کہا جائے کہ آپ سب کے لئے خاتم ہیں باعتبار ذات کے بھی، باعتبار زمانہ کے بھی، لیکن اگر یہ فرض کیا جائے کہ ان دیگر زمینوں کے کچھ انبیاء آپؐ کے معاصر یا بالفرض

آپ کے بعد ہوئے تو ان کے اعتبار سے آپؐ کو خاتم زمانی نہیں بلکہ خاتم ذاتی کہا جائے گا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت نانوتویؒ پر فردِ جرم یہ نہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس زمین کے انبیائے کرام علیہم السلام کا خاتم (ختمیت ذاتی اور ختمیت زمانی دونوں کے اعتبار سے) نہیں مانتے بلکہ اصل جرم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کائنات کا خاتم کیوں مانتے ہیں؟

تتمہ بحث:

ختمِ نبوّت کے ساتھ ایک مسئلہ ضمنی طور پر خودبخود زیر بحث آجاتا ہے اور وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ تشریف آوری کا مسئلہ۔

جیسا کہ الشیخ ابوحیان اندلسی صاحب ''البحر المحیط'' نے لکھا: (ابوحیان، البحر المحیط ج:۲ ص:۴۷۳) پوری اُمت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے اور ان کے دوبارہ تشریف لانے کے عقیدے پر متفق ہے اور ان کا دوبارہ تشریف لانا عقیدۂ ختمِ نبوّت کے منافی نہیں، کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد مبعوث ہوئے اور آپؐ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوّت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا جب کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام، آپؐ سے پہلے کے نبی ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کی فہرست میں ان کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل درج ہے۔ حافظ ابن حجرؒ ''لَا نبی بعدی'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''لَا نبی بعدی'' کی نفی کو اس معنی پر محمول کرنا واجب ہے کہ آئندہ کسی شخص کے حق میں نبوّت جدید کا اِنشا نہیں ہوگا۔ اس سے کسی ایسے نبی کے موجود ہونے کی نفی نہیں ہوتی جو آپؐ سے قبل منصب نبوّت سے سرفراز کیا جاچکا ہو۔''
>
> (ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج:۱ ص:۵۲۴)

بہرحال اُمت میں جس طرح ختمِ نبوّت کا عقیدہ قطعی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آپ کی دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ بھی قطعی اور متواتر ہے دور قدیم میں فلاسفہ وزنادقہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

("السفارینی" شرح عقیدہ منظومہ ج:۲ ص:۴۹)

اور دور جدید میں ملاحدہ اور نیچریوں نے۔ مگر اُمت نے اس قطعی عقیدہ کے منکرین کو خارج از ملت قرار دیا۔

("السیوطی" الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۱۶۶، روح المعانی ص:۰۶)

قادیانی اُمت ملاحدہ وزنادقہ کی تقلید میں اس عقیدے کی منکر ہے چونکہ یہ لوگ حضرت نانوتویؒ کی ایک عبارت سے عقیدہ اجرائے نبوّت پر استدلال کرتے ہیں، لہٰذا عقیدہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں حضرت نانوتویؒ کی دو عبارتوں کا حوالہ دینا نامناسب نہ ہوگا تاکہ قادیانیوں کی دیانت اس مسئلہ میں بھی واضح ہوسکے، حضرت نانوتویؒ "تحذیر الناس" میں فرماتے ہیں:

> "غرض جیسے آپؐ نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادت واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین۔۔۔ الخ اور انبیائے کرام علیہ وعلیہم السلام سے آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کے اتباع اور اقتدا کا عہد لیا گیا۔
>
> ادھر آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے۔ علاوہ بریں بعد نزول حضرت عیسیٰ کا آپؐ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے۔" (تحذیر الناس ص:۴)

اور آب حیات میں اس پر طویل تحقیق فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ مصدر ایمان ہے اس لئے آپ ابوالمؤمنین ہیں اس کے برعکس دجال اکبر کی ذات خبیثہ مصدر کفر ہے اس لئے اسے ابوالکفار کہنا بجا ہے۔ آپؐ نبی الانبیاء ہیں (صلی اللہ

علیہ وسلم) اور دجال موعود دجال الدجالین ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں:

’’باقی رہا شبہ کہ اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ خود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے (دجال) مقتول ہوتا کیونکہ اضداد رافع اضداد ہوا کرتے ہیں، سو اس صورت میں ضد مقابل دجال آپؐ تھے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

گویا یہ سوال دو حصوں پر مشتمل ہے، ایک یہ کہ دجال لعین کے مقابلے میں آپؐ کو نہیں لایا گیا اور دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس مقابلے کے لئے کیوں منتخب کیا گیا؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ ’’تضاد ایمان وکفر مسلّم ہے‘‘ پر اضداد کثیر المراتب میں ہر مرتبہ کیف ما اتفق دوسرے ضد کے ہر ہر مرتبہ کے مضاد نہیں ہوا کرتا۔ سو دجال ہر چند مراتب موجودہ کفر میں سب میں بالا ہے، پر مقابل مرتبہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوسکتا۔ اور اس حساب سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ جیسے باری عز اسمہ مراتب تحقق میں ایسا یکتا ہے کہ نہ کوئی اس کے لئے مماثل ہے نہ کوئی مقابل ہے اور اسی لئے وہ ’’لاضدلہ ولاندلہ‘‘ کا مصداق ہے، ایسے ہی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراتب فضل وکمال ایمانی و امکانی میں ایسے یکتا ہیں کہ نہ کوئی ان کے لئے مماثل ہے نہ کوئی ان کا مقابل ہے اور اس وجہ سے اس عالم میں جیسے مصداق ’’لاندلہ‘‘ ہیں ایسے ہی مصداق ’’لاضدلہ‘‘ ہیں۔

غرض جیسے جناب باری کے لئے دربارۂ تحقق کوئی ضد موجود نہیں، ایسے ہی حبیب خداوندی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے مراتب ایمانی میں کوئی ضد موجود نہیں، ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام البتہ دجال کے لئے (شاید) مدمقابل ہوں۔‘‘

(آب حیات ص:۲۵۱ مطبع قدیمی دہلی)

اس کی طویل تحقیق فرمانے کے بعد آگے چل کر فرماتے ہیں:

"بالجملہ دجال لعین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اگرچہ باعتبار کمال ایمان وکفر ضد مقابل ہے مگر باعتبار درجہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و درجہ دجالی (میں) باہم تضاد نہیں بلکہ دجال باعتبار تقابل مرتبہ سافل میں ہے ادھر اور انبیاء علیہم السلام بھی درجہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فروتر ہیں اس لئے بالضرور انبیاء باقیہ میں سے کوئی اور نبی اس کے لئے ضد مقابل ہوگا۔"

یہ تو پہلے سوال کا خلاصۂ جواب ہے اب دوسرے سوال کا جواب سنیئے! فرماتے ہیں:

"سو بایں نظر کہ اصل ایمان انقیاد و تذلل ہے جس کا خلاصہ عبدیت ہے اور اصل کفر، اِبا و امتناع ہے جس کا حاصل تکبر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح دجال لعین میں تقابل نظر آتا ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حق میں فرماتے ہیں "انی عبداللّٰہ" اور دجال لعین دعوائے الوہیت کرے گا، ادھر جس قسم کے خوارق مثل اِحیائے موتیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہوئے تھے اسی طرح کے خوارق اس مردود سے ہوں گے، پھر بایں ہمہ دعویٰ عبودیت، نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بنالینا جمع کرنا ضدین، یعنی داعیہ ازالہ منکر والتزام منکر مذکور ہے پھر اس پر ان کا کیا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کیا ہے۔ اس لئے کہ اقتدا انبیائے سابقین بسید المرسلین تو معلوم ہی ہوچکا، پھر دعویٰ عبودیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہ نسبت حضرت اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نائب خاص

ہیں۔۔۔۔۔ اورشاید یہی وجہ ہے کہ حسب ارشاد آیت ہدایت بنیاد ”واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرآئیل انی رسول اللہ الیکم مصدقًا لما بین یدی من التوٰرۃ و مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔“ منصب بشارت آمد آمد سرور انبیاء علیہم السلام پر مأمور ہوئے۔

گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوران کے اتباع کو آپ کے حق میں مقدمۃ الجیش سمجھیے، چنانچہ انجام کار شامل حال امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر غنیم اکبر دجال موعود کو قتل کرنا زیادہ تر اس کا شاہد ہے۔

اس لئے کہ وقت اختتام سفر و مقابلہ غنیم و بغاوت سپاہیان مقدمۃ الجیش بھی شریک لشکر ظفر پیکر ہوجاتے ہیں۔“

(آب حیات ص:۱۵۶،۱۵۷ مطبع قدیمی دہلی)

حضرت قدس سرہ نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بمقابلہ دجال لعین لانے کے جتنے وجوہ پیش فرمائے ہیں ان میں سے ہر ایک شرح و تفصیل کا خواستگار ہے اور اس موضوع پر ایک تفصیلی رسالہ تیار ہوسکتا ہے مگر میں یہاں حضرت کے اقتباس پر ہی اکتفا کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک مستقل موضوع ہے میں اس تحریر کو حضرت قدس سرہ کے ایک جملہ پر ختم کرتا ہوں:

”حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی، افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادیئے۔

اور نبیوں کی نبوّت پر ایمان ہے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔“

(مناظرہ عجیبہ ص:۱۷ مکتبہ قاسم العلوم لانڈھی کراچی)

حریمِ نبوّت کی پاسبانی کا اِعزاز!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی!

قرآن کریم میں ارشادِ الٰہی ہے:

"یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ یَّرۡتَدَّ مِنۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِہٖ فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗۤ اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ یُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ لَآئِمٍ، ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ۔"

(المائدہ:۵۴)

ترجمہ:۔۔۔"اے ایمان والو! جو شخص تم میں اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کردے گا، جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی، مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر، تیز ہوں گے کافروں پر، جہاد کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں، بڑے علم والے ہیں۔" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

حریمِ نبوّت کی پاسبانی اور عقیدۂ ختمِ نبوّت کی نگہبانی ہر مسلمان کا دینی و ملی فریضہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے ختمِ نبوّت کے قزاق اسود عنسی کو خنجر سے موت کے گھاٹ اُتارا، اور بارگاہِ نبوّت سے: "فاز

فیروز!'' کا تمغہ حاصل کیا، اور وصالِ نبوی کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے فتنۂ ارتداد ہی کا قلع قمع کیا اور یمامہ کے جھوٹے مدعیٔ نبوّت مسیلمہ کذاب کو اس کی ذریت سمیت ''حدیقۃ الموت'' میں واصل جہنم کیا۔

''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' (اپنی بے مائیگی اور بے سروسامانی کے باوصف) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسی مقدس مشن کی علمبردار ہے:

تیغ برّاں بہر ہر زندیق باش
اے مسلمان پیرو صدیق باش

خدام مجلس کی دعوت و داعیہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و عقیدت ہے اسے لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ختمِ نبوّت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ جب بہاولپور کے مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں بہاول پور تشریف لائے تو جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد حاضرین سے فرمایا:

''میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا، نیز ڈابھیل جانے کے لئے پا بہ رکاب تھا کہ اچانک شیخ الجامعہؒ کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاول پور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے کہا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس زادِ آخرت تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعۂ نجات بن جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔''

یہ سن کر مجمع بے قرار ہوگیا، حضرتؒ کے ایک شاگرد حضرت مولانا عبدالحنان ہزارویؒ بے اختیار کھڑے ہوگئے اور کہا کہ اگر حضرتؒ کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں، تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت کی توقع ہوگی؟ اور حضرتؒ کی تعریف و توصیف میں انہوں نے کچھ بلند کلمات اور بھی فرمائے، جب وہ بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے پھر مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا:

''ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا، حالانکہ ہم

پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے، اگر ہم ختمِ نبوّت کا تحفظ نہ کرسکیں۔" (نقش دوام ص:۱۹۰)

نیز اپنے آخری لمحات حیات میں حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا: "میری چارپائی دارالعلوم دیوبند لے چلو۔" وہاں اساتذہ وطلبہ اور باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کا ایک بڑا مجمع تھا، حضرتؒ نے اپنے تمام تلامذہ اور دیگر علماء وطلبہ کو ختمِ نبوّت کے تحفظ کی تاکیدیں فرمائیں، اور فرمایا:

"جو شخص چاہتا ہے کہ کل فردائے قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت کریں، اسے چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کی پاسبانی کا حق ادا کرے۔"

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند!

امام العصر حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے اسی سوز دروں کا نتیجہ تھا کہ حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقا نے اپنی زندگی کا موضوع ہی اس مقدس مشن کو بنالیا، اور اس کے لئے "مجلس تحفظ ختمِ نبوّت" کا ادارہ قائم فرمایا، حضرت امیر شریعت کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات اور محدث العصر مولانا سیّد محمد یوسف بنوری (رحمہم اللہ) علی الترتیب اس قافلے کے میر کارواں ہوئے اور آج بھی بحمداللہ شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا خان محمد مدظلہ العالی (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) کی قیادت میں یہ کارواں ایمان وعزیمت، اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ ختمِ نبوّت کے پیغام کو عام کرنے کے لئے "ختمِ نبوّت" ہی کے نام سے ایک ہفت روزہ جاری کیا جائے، لیکن یہاں کی کسی "اسلامی حکومت" نے اس نام سے پرچہ جاری کرنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ حکومتی وسائل عقیدۂ "ختمِ نبوّت" کے تحفظ کے بجائے سارقین ختمِ نبوّت کی حفاظت و مدافعت میں صرف ہوتے رہے، جب

باڑھ ہی کھیت کو کھانے لگے تو اس سے فصل کی کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ تاہم یہاں کے ناخداؤں کی حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرد مہری ہمارے ولولوں کو سرد نہیں کرسکی، بقول غالبؔ:

گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا! یوں سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا؟

ہماری کوششیں جاری رہیں، بالآخر موجودہ حکومت نے اپنے دینی وملی فریضہ کا احساس کرتے ہوئے ''ہفت روزہ ختمِ نبوّت'' کی اشاعت کی منظوری دے دی ہے، ہم بارگاہِ رَبّ العزّت میں سجدۂ شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے ہمارے موجودہ حکمرانوں کو اس کی توفیق وسعادت نصیب فرمائی ہے۔

''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کا موضوع یہ ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت وسیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا، اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا، وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوّت سے وابستہ ہیں، انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، مسلمانوں میں دینی وملی احساس بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا۔ یہی اغراض ومقاصد اِن شاء اللہ ''ہفت روزہ ختمِ نبوّت'' کے ہوں گے، اور ہم حق تعالیٰ شانہ کی توفیق وعنایت سے یہ کوشش کریں گے کہ دین وہدایت کے اس خوانِ یغما پر قارئین کے ذہن وقلب کی بہتر سے بہتر غذا مہیا کریں، اس کے لئے ہم اپنے باتوفیق قارئین سے بھرپور تعاون اور مخلصانہ وعاقلانہ مشوروں کی درخواست کرتے ہیں۔

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ریلوے اسٹیشن ربوہ پر جو حادثہ پیش آیا، وہ تحریکِ ختمِ نبوّت کا پیش خیمہ ثابت ہوا، جس سے حق وباطل کے درمیان امتیاز ہوا، مناسب سمجھا کہ ہم اسی تاریخ سے اپنے اشاعتی سفر کا آغاز کریں، ہم بارگاہِ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ ان حقیر مساعی میں خلوص کامل نصیب فرمائے، اور اس بضاعت مزجاۃ کو شرفِ قبول عطا فرماکر دارین میں اپنی رضا ورحمت کا ذریعہ بنائے۔ (ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۱ ش:۱)

تحریکِ ختمِ نبوّت
اور حضرت بنوریؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی!

متحدہ ہندوستان میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مجلس احرار اسلام کے سرفروشوں نے اپنی شعلہ بار خطابت کے ذریعہ انگریز کی ساختہ پرداختہ قادیانی نبوّت کے خرمن امن کو پھونک ڈالا تھا، چنانچہ ۱۹۴۷ء میں انگریزی اقتدار رخت سفر باندھ کر رخصت ہوا۔ برصغیر کی تقسیم ہوئی اور پاکستان منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا، اس تقسیم کے نتیجے میں قادیانی نبوّت کا منبع خشک ہوکر رہ گیا، اور قادیان کی منحوس سرزمین نہ صرف خود دارالکفر ہندوستان کے حصہ میں آئی بلکہ اپنے ساتھ مشرقی پنجاب کے مسلم اکثریت کے صوبے کو بھی لے ڈوبی۔

مرزا محمود قادیانی اپنے ''مکۃ المسیح'' ارض حرم اور ''مسجد اقصیٰ'' سے برقعہ پہن کر فرار ہوا اور سیدھا لاہور آکر دم لیا، پاکستان میں دجل و تلبیس کا دارالکفر ''ربوہ'' کے نام سے آباد کیا۔ قبر فروشی کی آبائی اسکیم کے لئے ''بہشتی مقبرہ'' کا یہاں ڈھونگ رچایا، اور قادیانی خلافت کے شہسوار کی ترکتازیاں دکھانے اور پورے ملک کو مرتد بنانے کے منصوبے تیار کرنے لگا۔

قادیانیوں کو غلط فہمی تھی کہ چونکہ پاکستان کے ارباب اقتدار پر ان کا تسلط ہے، فوج میں ان کا گہرا اثر و رسوخ ہے، ملک کے کلیدی مناصب پر ان کا قبضہ ہے، پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی ہے، اس لئے پاکستان میں مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوّت کا جعلی سکہ رائج کرنے میں انہیں کوئی خاص مشکل پیش نہیں آئے گی۔ ان کی امید افزائی کا

ایک خاص پہلو یہ بھی تھا کہ ''احرار اسلام'' کا قافلہ تقسیم ہند کی بدولت لٹ چکا تھا۔ ان کے پاس تنظیم اور تنظیمی وسائل کا فقدان تھا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ''احرار اسلام'' ناخدایانِ پاکستان کے دربار میں معتوب تھے۔ قادیانیوں کو یہ غرہ تھا کہ اب حریم نبوّت کی پاسبانی اور قادیان کی جعلی قبائے نبوّت کے بخیے ادھیڑنے کی ہمت کسی کو نہیں ہوگی، جو شخص بھی اس کی جرأت کرے گا اسے ''شرپسند'' اور ''باغی'' کہہ کر آسانی سے تختۂ دار پر لٹکوا دیا جائے گا، یا کم از کم پس دیوار زنداں بھجوا دیا جائے گا۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ حفاظت دین اور ''تحفظ ختمِ نبوّت'' کا کام انسان نہیں کرتے خدا خود کرتا ہے، اور جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو اس کے ارادے کو نہ حکومتیں روک سکتی ہیں نہ کوئی بڑی سے بڑی طاقت بدل سکتی ہے۔

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قادیانیوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھے، مگر حالات کا تیز و تند دھارا ان کے خلاف بہہ رہا تھا۔ تاہم وہ شدید ترین ناموافق حالت میں بھی قادیانیت سے نمٹنے کا فیصلہ کر چکے تھے، گویا:

موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟

چنانچہ جدید حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے لئے امیر شریعتؒ نے ملکی سیاسیات سے دست کش ہونے کا اعلان کر دیا اور آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں'' میں ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ (مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۵۴ء) کو اپنے مخلص رفقا کی ایک مجلس مشاورت طلب فرمائی، جس میں حضرت امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیبِ پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، مولانا شیخ احمدؒ (بورے والا)، مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا تاج محمود لائل پوریؒ (فیصل آبادی)، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا غلام محمد بہاول پوریؒ وغیرہ شریک ہوئے۔ غور و فکر کے بعد ''مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت'' کے نام سے ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی، یہ تھا مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی تاسیس کا مختصر تعارف اور پس منظر۔ حضرت امیر

شریعت مولانا سیّد عطاءاللہ شاہ بخاریؒ کو اس قافلہ کا پہلا امیر و قائد منتخب کیا گیا۔

۶؍ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعتؒ کا وصال ہوا اور جماعت کو طفولیت کے عالم میں یتیم کر گئے۔ شاہ جیؒ کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ (المتوفی: ۹؍شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳؍نومبر ۱۹۶۶ء) امیر دوم، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ (المتوفی: ۲۴؍صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱؍اپریل ۱۹۷۱ء) امیر سوم، اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ (المتوفی: ۱۱؍جولائی ۱۹۷۳ء) امیر چہارم منتخب ہوئے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات مدظلہ العالی کو نئے انتخاب تک مسند امارت عارضی طور پر تفویض ہوئی، خیال تھا کہ آئندہ جماعت کی زمام قیادت مستقل طور پر انہیں کے سپرد کر دی جائے مگر اپنے ضعف و عوارض کی بنا پر انہوں نے اس گراں باری سے معذرت کا اظہار فرما دیا اور جماعت خلا میں گھومنے لگی۔ یہ ایک ایسا بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان پیش قدمی رک جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا، لیکن حق تعالیٰ شانہ کا وعدہ حفاظتِ دین یکا یک ایک لطیفہ غیبی کی شکل میں رونما ہوا، اور وہ اس منصب عالی کے لئے اسلاف کے علوم و روایات کی حامل ایک ہستی کو کھینچ لایا جو اس منصب کی پوری طرح اہل تھی، جس سے ملت اسلامیہ کا سر بلند ہوا، جس کے ذریعہ قدرت نے ختمِ نبوّت کی پاسبانی کا وہ کام لیا جو اس دور کی تاریخ کا جلی عنوان بن گیا، اور وہ تھے شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا السیّد محمد یوسف البنوری الحسینی نور اللہ مرقدہ، ۱۵؍ربیع الاول ۱۳۹۴ھ، مطابق ۹؍اپریل ۱۹۷۴ء کو یہ عبقری شخصیت ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کی مسند امارت پر رونق افروز ہوئی۔

کسی جماعت کی صدارت قبول کرنا حضرتؒ کے مزاج و مشاغل کے قطعاً منافی تھا، لیکن مخلصین کے اصرار پر آپؒ کو یہ منصب قبول کرنا پڑا، یہ تو ظاہری سبب تھا، لیکن اس کے باطنی اسباب و دواعی متعدد تھے جن میں سے تین اسباب اہمیت رکھتے ہیں۔

اول:۔۔۔ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ اپنے دور میں رَدِّ قادیانیت کے امام تھے۔ انہوں نے ہی مولانا سیّد عطاءاللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیر شریعت''

مقرر کر کے ایک جماعت کو مستقل اسی مہم پر لگا دیا تھا اور علمائے اُمت سے ان سے تعاون کرنے کی بیعت لی تھی۔ ادھر حضرت بنوریؒ اپنے شیخ کے علوم و انفاس کے وارث تھے، تحفظ ختمِ نبوّت اور ردّ قادیانیت ان کے شیخ انورؒ کی وراثت و امانت تھی، ظاہر ہے کہ اس کا اہل علوم انوری کے وارث اور ان کے روحانی جانشین سے بہتر کون ہوسکتا تھا؟ اس لئے جب ایک فعال جماعت کی قیادت ان کے سپرد ہوئی تو آپ نے اسے عطیہ خداوندی سمجھ کر قبول کرلیا۔

دوم:۔۔۔حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے انجمن حیات اسلام کے جس اجلاس میں مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیر شریعت'' مقرر کر کے خود ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور دیگر علماء سے بھی بیعت کرائی، اس میں حضرت سیّد بنوریؒ بھی شریک تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے شیخ انورؒ اور ان کے ''امیر شریعت'' کی جماعت بے کسی و بے بسی کے جنگل میں بھٹک رہی ہے اور اس بے سہارا جماعت کے سارے اکابرؒ اسے یتیم چھوڑ کر جاچکے ہیں تو آپؒ نے اپنی تمام تر معذوریوں کے باوجود اس یتیم جماعت کو اپنی آغوش شفقت میں اٹھالیا۔ گویا وہ بیعت جو آپؒ نے انجمن حیات اسلام کے اجلاس میں امیر شریعتؒ کے ہاتھ پر کی تھی وہی آپؒ کو امیر شریعتؒ کی خلافت و جانشینی تک کھینچ لائی۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ سے پہلے آپؒ امیر شریعتؒ کی ''پاسبان ختمِ نبوّت فوج'' کے سپاہی تھے، اور اس تاریخ سے آپؒ کو اس فوج کا سپہ سالار بنا دیا گیا۔

سوم:۔۔۔حضرت قدس سرہ پر حق تعالیٰ شانہ کے بے شمار انعامات تھے، آپؒ کے صحیفۂ زندگی میں قدرت ایک نئے باب اور بالکل آخری باب کا اضافہ کرنا چاہتی تھی، اور وہ تھا آپؒ کے مقام صدیقیت کا اظہار، مسیلمہ کذاب کی خبیث اُمت کا صفایا سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فوج نے کیا تھا اور مسیلمہ پنجاب کی اُمت کی سرکوبی ''یوسف صدیق'' کی فوج نے ''اول با آخر سلے دوارد'' راقم الحروف کا خیال ہے کہ اسی صدیقی نسبت کی تکمیل کے لئے قدرت آپؒ کو آخری عمر میں ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کی قیادت کے لئے کشاں کشاں کھینچ لائی۔

یہاں یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہ نے حضرتؒ کی خدمت میں جماعت کی قیادت کے لئے درخواست کی تھی مگر حضرتؒ نے فرمایا کہ آپ کی موجودگی میں صرف آپ ہی اس کے لئے موزوں ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس وقت جماعت کی امارت قبول نہیں فرمائی، البتہ جماعت کی سرپرستی اور مجلس شوریٰ کی رکنیت قبول فرمالی۔ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ سے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے تھے اور مجلس کی کوئی کاروائی حضرتؒ کی قیادت وارشاد کے بغیر نہیں ہوتی تھی، بظاہر حضرت جالندھریؒ مجلس کے امیر خود تھے مگر اس کی حقیقی قیادت اس وقت بھی حضرت بنوری قدس سرہ کے ہاتھ میں تھی۔

حضرت بنوری قدس سرہ کا دورِ امارت اگرچہ بہت ہی مختصر رہا اور اس میں بھی حضرتؒ اپنے بے شمار مشاغل اور ضعف وپیرانہ سالی کی بنا پر جماعت کے امور پر خاطر خواہ توجہ نہیں فرماسکتے تھے اس کے باوجود حق تعالیٰ شانہ نے آپؒ کی پُرخلوص قیادت کی برکت سے جماعت کے کام کو ثریٰ سے ثریا تک پہنچادیا، اور ''بنوری دور'' میں جماعت نے وہ خدمات انجام دیں جن کی اس سے پہلے صرف تمنا کی جاسکتی تھی، ان کا بہت ہی مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

تاریخ ساز فیصلہ:

آپ کو جماعت کی زمام قیادت سنبھالے ابھی دو مہینے ہی گزرے تھے کہ ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ اسٹیشن کا شہرۂ آفاق سانحہ رونما ہوا۔ حضرتؒ ان دنوں سوات کے دور دراز علاقے میں سفر پر تھے، وہیں آپؒ کو اس واقعہ کی کسی نے اطلاع دی، خبر سن کر چند لمحے توقف کے بعد فرمایا:

''عدو شرے برانگیزد خیر ما درآں باشد''

آپؒ سوات سے بعجلت واپس ہوئے اور تحریک ختمِ نبوّت کی کامیابی کے لئے حضرتؒ نے ایک طرف بارگاہِ خداوندی میں تضرع اور ابتہال کا سلسلہ تیز کردیا اور دوسری

طرف اُمتِ مسلمہ کو متحد کرنے اور قوم کے منتشر ٹکڑوں کو جمع کرنے کے لئے رات دن ایک کر دیا۔ ۲۹/مئی سے ۷/ستمبر تک کے سو دن برصغیر کی مذہبی تاریخ میں سو سال کے برابر ہیں، ان سو دنوں کی مفصل تاریخ ایک مستقل تالیف کا موضوع ہے، مگر یہاں حضرت اقدسؒ کی ذات سے متعلق چند اشارات پر اکتفا کروں گا۔

۲۹/مئی کو ربوہ کا حادثہ پیش آیا، حالات نے نازک صورت اختیار کر لی اور مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوگئے، مگر حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا بلکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت کی طرح اس تحریک کو بھی کچلنا چاہا۔

۳/جون ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں علمائے کرام اور مختلف فرقوں کا ایک نمائندہ اجتماع ہوا، حکومت نے اسے ناکام بنانے کے لئے تین مندوبین، مولانا مفتی زین العابدین، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف اور مولانا تاج محمود کو لالہ موسیٰ اسٹیشن پر ریل سے اتار لیا۔

۹/جون کو حضرتؒ کی جانب سے ایک نمائندہ اجتماع لاہور میں رکھا گیا، جس میں مسلمانوں کے تمام فرقوں اور جماعتوں کے مندوب شریک ہوئے، یہ ان جماعتوں کا نمائندہ اجتماع تھا۔ سب سے پہلے حضرتؒ نے مختصر سی افتتاحی تقریر میں اجتماع کے اغراض و مقاصد اور تحریک کے لائحہ عمل پر روشنی ڈالی، جس کا خلاصہ حضرتؒ ہی کے الفاظ میں یہ تھا:

> ''ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے۔ یہ اجتماع ''ختمِ نبوّت'' کے مسئلہ پر ہے۔ اس کا دائرہ آخر تک محض دین رہے گا۔ سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہئے جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دین ہی ہوگا۔ اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ ختمِ نبوّت کی تحریک کا طریق کار نہایت پُرامن ہوگا، اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اگر کوئی مزاحمت ہوئی یا تکلیف پیش آئی تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہوگا۔ مظلوم بن کر رہنا ہوگا۔ اور ہمارے مدمقابل صرف مرزائی

اُمت ہوگی۔ ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے۔ اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔'' (ماہنامہ ''بینات'' کراچی رمضان وشوال ۱۳۹۴ھ)

اس کے بعد مفتی محمود، نواب زادہ نصر اللہ خان اور دیگر نمائندوں کی تقریریں ہوئیں، تحریک کو نظم و ضبط کے تحت رکھنے کے لئے ایک ''مجلس عمل'' کی تشکیل ہوئی اور حضرت مولانا عبدالحق شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک نے اس کی صدارت کے لئے حضرتؒ کا نام پیش کیا، حضرتؒ اس کے لئے آمادہ نہ تھے، اس لئے حضرت کو مجبور کیا گیا کہ فی الحال آپ عارضی حیثیت سے ''مجلس عمل'' کی قیادت قبول فرمالیں، مستقل صدر کے انتخاب پر آئندہ اجلاس میں غور کرلیا جائے گا۔

اسی اجلاس میں ''مجلس عمل'' کی جانب سے ۱۴؍جون ۱۹۷۴ء کو ملک میں مکمل ہڑتال کے اعلان نیز مرزائی اُمت کے مکمل مقاطعہ (بائیکاٹ) کا فیصلہ کیا گیا۔

اس دوران وزیراعظم نے ''مجلس عمل'' کے ارکان سے فرداً فرداً ملاقات کی، حضرتؒ نے نہایت صفائی اور سادگی سے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں وزیراعظم کے سامنے مسلمانوں کے موقف کی وضاحت کی، آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ آپ ہی کے الفاظ میں یہ تھا:

''قادیانی مسئلہ بلاشبہ پاکستان کے روزِ اول سے موجود ہے، پہلی غلطی اس وقت ہوئی جب ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ شہید ملت (خان لیاقت علی خان مرحوم) کو اس خطرناک غلطی کا احساس ہوا، اور انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا عزم کرلیا تھا، لیکن افسوس کہ وہ شہید کردیئے گئے۔ اور ہوسکتا ہے کہ ان کا یہ عزم ہی ان کی شہادت کا سبب ہوا ہو۔ اس وقت جو جرأت مرزائیوں کو ہوئی ہے اگر اس وقت اس کا تدارک نہ کیا گیا اور وہ

غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیئے گئے تو مسلمانوں کے جذبات بھڑکیں گے اور ان کی (قادیانیوں کی) جان و مال کی حفاظت حکومت کے لئے مشکل ہوگی۔ اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس ملک میں ان کی حیثیت ''ذمی'' کی ہوگی اور ان کی جان و مال کی حفاظت شرعی قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہوگی، اس طرح ملک میں امن قائم ہوجائے گا۔

میں مانتا ہوں کہ آپ پر خارجی غیراسلامی حکومتوں کا دباؤ ہوگا، لیکن اس کے بالمقابل ان اسلامی ممالک کا تقاضا بھی ہے کہ ان کو جلد غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ جن ممالک سے ہمارے اسلامی تعلقات بھی ہیں اور ہر قسم کے مفادات بھی وابستہ ہیں، خارجی دنیا میں غیراسلامی حکومتوں کے بجائے اسلامی مملکتوں کو مطمئن اور خوش کرنا زیادہ ضروری ہے۔ نیز ایک معمولی سی اقلیت کو خوش کرنے کے لئے اتنی بڑی اکثریت کو غیر مطمئن کرنا دانش مندی نہیں۔ اگر آپ حق تعالیٰ پر توکل و اعتماد کرکے اللہ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ فرمائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کرسکتی، اور اس راستہ میں موت بھی سعادت ہے۔''

(حوالہ مذکور)

۱۳؍جون کو وزیراعظم نے ایک طویل تقریر ریڈیو پر نشر کی، جس میں حادثہ ربوہ پر ایک حرف بھی نہیں کہا، البتہ ختمِ نبوّت پر اپنا ایمان جتاتے ہوئے کہا کہ یہ مسئلہ نوے سال کا پرانا ہے، اتنی جلدی کیسے حل ہوسکتا ہے؟

۱۴؍جون کو ملک میں درہ خیبر سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک ایسی مکمل ہڑتال ہوئی جو پاکستان میں اپنی نظیر آپ تھی۔

۱۲؍جون کو ''مجلس عمل'' کا لائل پور میں اجلاس ہوا جس میں وزیراعظم کی

۳۱؍جون کی تقریر پر غور کیا گیا، ’’مجلس عمل‘‘ کی مستقل صدارت کے لئے حضرتؒ کو مجبور کیا گیا، جسے آپ کو منظور کرنا پڑا۔ اسی اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ تحریک کو پُرامن رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہر قیمت بچایا جائے۔

تحریک کو زندہ مگر پُرامن رکھنے کے لئے حضرتؒ نے کراچی سے پشاور تک کے دورے کئے، چھوٹے چھوٹے قصبوں تک میں تشریف لے گئے، ہر جگہ مسلمانوں کو صبر و سکون سے تحریک چلانے کا حکم فرماتے لیکن اس کے برعکس حکومت نے جارحانہ رویہ اختیار کیا، حضرتؒ فرماتے ہیں:

’’ادھر مجلس عمل کی پالیسی تو یہ تھی کہ حکومت سے تصادم سے بہر صورت گریز کیا جائے، ادھر حکومت نے ملک کے چپے چپے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی، پریس پر پابندی عائد کردی، انتظامیہ نے اشتعال انگیز کاروائیوں سے کام لیا اور مسلمانوں کو گرفتار کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سینکڑوں اہل علم اور طلباء کو گرفتار کیا گیا، انہیں ناروا ایذائیں دی گئیں، کبیر والا، اوکاڑہ، سرگودھا، لائل پور، کھاریاں وغیرہ میں دردناک واقعات رونما ہوئے، جن کو مظلومانہ صبر کے ساتھ برداشت کیا گیا، صرف ایک شہر اوکاڑہ میں مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر بارہ دن مکمل اور مسلسل ہڑتال ہوئی۔ اسی سے اندازہ کیجئے کہ ملک بھر میں مجموعی طور پر کتنا ظلم اور اس کے خلاف کتنا احتجاج ہوا؟ جگہ جگہ لاٹھی چارج کیا گیا، اشک ریز گیس کا استعمال بڑی فراخدلی سے کیا گیا، مجلس عمل کی تلقین تمام مسلمانوں کو یہی تھی کہ صبر کریں اور مظلوم بن کر حق تعالیٰ کی رحمت اور غیبی تائید الٰہی کے منتظر رہیں۔ قریباً پورے سو دن تک ان حالات کا مقابلہ کیا گیا اور تمام سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے، جون کے اواخر

میں بنگلہ دیش کے دورے پر جاتے ہوئے وزیراعظم (بھٹو صاحب) نے اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کا فیصلہ کرنے کے لئے قومی اسمبلی کو ایک تحقیقاتی کمیٹی کی حیثیت دے دی جائے گی۔ بنگلہ دیش کے دورے سے واپس آئے تو یکم جولائی کو قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا گیا، اور اس میں قومی اسمبلی کو ''خصوصی کمیٹی'' قرار دینے کا فیصلہ ہوا، اور یہ بھی طے ہوا کہ کمیٹی کے لئے چالیس ارکان کا کورم ہوگا، جن میں تیس ارکان حزب اقتدار کے اور دس حزب اختلاف کے ہوں گے۔ اس خصوصی کمیٹی کے سامنے دو قراردادیں بحث و تمحیص کے لئے پیش کی گئیں، ایک حزب اقتدار کی جانب سے وزیر قانون (مسٹر حفیظ پیرزادہ) نے پیش کی اور دوسری حزب اختلاف کی جانب سے پیش کی گئی۔''

۲۰/جولائی کو حضرت قدس سرہ کے خلاف ملک بھر کے اخبارات (نوائے وقت لاہور کے سوا) میں ایک فرضی انجمن کے نام سے ایک لچر پوچ اشتہار چھپنا شروع ہوا۔ ہمیں معلوم تھا کہ اس شرانگریزی کا منبع کہاں ہے؟ اور اس کے لاکھوں کا سرمایہ کہاں سے آتا ہے؟ لیکن حضرت قدس سرہ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا نہ اس کے خلاف کوئی احتجاج کیا۔ تاہم ''چاند کا تھوکا منہ پر آتا ہے'' کے مصداق یہ اشتہار حضرتؒ کے بجائے حکومت اور مرزائیوں کے لئے مضر ثابت ہوا، ہر طرف سے ان کے خلاف صدائے نفرین بلند ہونا شروع ہوئی اور مسلمانوں کے مشتعل جذبات آتش فشاں بن گئے، نتیجتاً چند دن بعد یہ اشتہار بند ہوگیا۔

۱۳/جولائی کو وزیراعظم نے مستونگ (بلوچستان) میں اعلان کیا کہ قادیانی مسئلہ کے فیصلے کی تاریخ کا اعلان کل کردیا جائے گا، چنانچہ فیصلہ کے لئے ۷/ستمبر کی تاریخ کا اعلان ہوا۔

قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے قادیانی مسئلہ پر غور وفکر کرنے کے لئے دو مہینے

میں اٹھائیس اجلاس کئے اور چھیانوے گھنٹے نشستیں کیں، مسلمانوں کی طرف سے ''ملت اسلامیہ کا موقف'' نامی کتاب اسمبلی میں پیش کی گئی، قادیانیوں کی ربوائی اور لاہوری پارٹیوں کے سربراہوں نے اپنے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے کتابچے پیش کئے، ربوہ جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک بیالیس گھنٹے اور لاہوری پارٹی کے امیر مسٹر صدرالدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی۔

وزیراعظم (بھٹو) قادیانیوں کے حلیف رہ چکے تھے، وہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر رضامند نہیں تھے، وہ قادیانیوں کو کسی نہ کسی طرح آئینی تلوار کی زد سے بچانا چاہتے تھے اور اس کے لئے اپنی طاقت اور ذہانت کا سارا سرمایہ صرف کردینا چاہتے تھے۔ چنانچہ حزب اختلاف کے ارکان سے جو ''مجلس عمل'' کے نمائندے تھے وزیراعظم کی بار بار ملاقاتیں ہوئیں، کئی بار صورت حال نازک ہوگئی، آخری دن تو گویا ہنگامہ محشر تھا، امید وبیم کی کیفیت آخری حدوں کو چھو رہی تھی، وزیراعظم کی ''انا'' نے تصادم کا خطرہ پیدا کردیا تھا، حکومت کی جانب سے پولیس اور انٹیلی جنس کو چوکنا کردیا گیا تھا، بڑے شہروں میں فوج لگادی گئی تھی، جو لوگ گرفتار تھے وہ تو تھے ہی ان کے علاوہ ہزاروں علماء اور سربرآوردہ افراد کی گرفتاری کی فہرستیں تیار ہوچکی تھیں، ادھر ''مجلس عمل'' کے نمائندے بھی سربکف کفن بدوش تھے، گویا:

ہمہ آہوانِ صحرا سر خود نہادہ برکف
بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

کا منظر تھا، مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس مہیب خطرہ سے ملک کو بچالیا، جب وزیراعظم کی ''انا'' میں لچک پیدا ہوتی نظر نہ آئی تو حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے (جو اپنے دیگر رُفقا کے ساتھ ''مجلسِ عمل'' کے نمائندہ کی حیثیت سے وزیراعظم سے مذاکرات کررہے تھے) ان سے فرمایا:

''ہمیں بتایئے کہ آخر ہم کیا کریں؟ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ نہیں مانتے، اور مجلسِ عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ

نہیں مانتے۔‘‘

وزیراعظم نے نشہ اقتدار کے جوش میں جواب دیا:

’’میں نہیں جانتا مجلسِ عمل کون ہوتی ہے؟ میں تو آپ لوگوں کو جانتا ہوں، آپ اسمبلی کے معزز رکن ہیں۔‘‘

حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا:

’’بھٹو صاحب! آپ کو قوم کے ایک حلقے نے منتخب کرکے بھیجا ہے، اس لئے آپ اسمبلی کے ’’معزز رکن‘‘ ہیں۔ میں بھی ایک حلقۂ اِنتخاب کا نمائندہ ہوں، اس لئے میں بھی اسمبلی کا رکن کہلاتا ہوں، مگر آنجناب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ’’مجلسِ عمل‘‘ کسی ایک حلقۂ اِنتخاب کی نمائندہ نہیں بلکہ وہ اس وقت پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ کیسی عجیب منطق ہے کہ آپ ایک حلقے کے نمائندے کو عزت واحترام کا مقام دینے کے لئے تیار ہیں مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ ’’مجلسِ عمل‘‘ کو آپ پائے حقارت سے ٹھکرا رہے ہیں، بہتر ہے، میں ان سے جاکر کہہ دیتا ہوں کہ وزیراعظم، پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں۔‘‘

یہ سن وزیراعظم کی ’’انا‘‘ سرنگوں ہوگئی، اور انہوں نے ’’مجلسِ عمل‘‘ کے نمائندوں کے مسوّدے پر دستخط کردیئے اور اس طرح ۷؍ستمبر کو چار بج کر پینتیس منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے کر دائرۂ اسلام سے خارج کردیا گیا۔ پھر اس مسودہ کو آئینی شکل دینے کے لئے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کیا گیا، اور آئینی طور پر قادیانی ناسور کو ملتِ اسلامیہ کے جسد سے الگ کردیا گیا۔ اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ نہ صرف پورے ملک میں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں میں فرحت ومسرت کی لہر دوڑ گئی۔ ایسی اجتماعی خوشی کسی نے نہ کبھی پہلے دیکھی، نہ شاید آئندہ دیکھنی نصیب ہوگی، یہ محض حق تعالیٰ شانہ کی رحمت وعنایت

اور اُمتِ مسلمہ کے اتحاد اور صبر وعزیمت کا کرشمہ تھا، جسے چودھویں صدی میں اسلام کا معجزہ ہی قرار دیا جاسکتا ہے، چونکہ حضرت اقدسؒ ہی اس تحریک کے روح رواں، ''مجلس عمل'' کے صدر اور ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے قائد و امیر تھے، اس لئے آپ کو جتنی خوشی ہوگی اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ آپ نے ''بصائر وعبر'' میں پوری قوم کو مبارکباد دی اور حق تعالیٰ شانہ کے شکر و سپاس کے ساتھ ساتھ اس تحریک میں حصہ لینے والے تمام افراد اور جماعتوں کا شکریہ ادا کیا، (دیکھئے ماہنامہ بینات کراچی رمضان وشوال ۱۳۹۴ھ)۔

اس تحریک کی کامیابی پر بہت سے اکابر اُمت نے آپ کو تہنیت اور مبارکباد کے گرامی نامہ لکھے، یہاں تبرک کے طور پر صرف دو خطوط کا اقتباس پیش کرتا ہوں، برکۃ العصر حضرت الشیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدنی تحریر فرماتے ہیں:

> ''سب سے اول تو جناب کی انتہائی کامیابی پر انتہائی مبارکباد پیش کرتا ہوں، مژدہ سننے کے بعد سے آپ کے لئے دِل سے دُعائیں نکلیں کہ اس کا اصل سہرا تو آپ ہی کے سر ہے اگرچہ:
>
> مصلحت را تمنے بر آہوئے چین بستہ اند
>
> لوگ جو چاہیں لکھیں، یا جو چاہیں کہیں، میرے نزدیک تو آپ ہی کی رُوحانی قوت اور بدنی جانفشانی کا ثمرہ ہے، اللہ تعالیٰ مبارک کرے، آپ نے جو دُعائیہ کلمات اس نابکار کے حق میں لکھے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کی دُعا کی برکت سے اس نابکار کو بھی کارآمد بنائے۔''

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی تحریر فرماتے ہیں:

> ''سب سے پہلے تو آپ کو اس عظیم کامیابی پر آپ کے اسلاف کے ایک ادنیٰ نیازمند کی حیثیت سے مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں جس کے متعلق بدیع الزمان الہمدانی کے یہ الفاظ بالکل صادق ہیں: ''فتح فاق الفتوح وامنت علیہ الملائکۃ والروح۔'' اس

میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کے اس کارنامہ سے آپ کے جدامجد حضرت سیّد آدم بنوری اور ان کے شیخ حضرت امام ربانی اور آپ کے استاذ و مربی حضرت علامہ سیّد انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح ضرور مسرور مبتھج ہوئی اور اس کی بھی امید ہے کہ روح مبارک نبوی علیہا الف الف سلام کو بھی مسرت حاصل ہوئی ہوگی، ''فھنیئًا لکم و طوبیٰ'' اگر میری ملاقات ہوئی تو میں آپ کے دست مبارک کو بوسہ دے کر اپنے جذبات کا اظہار ضرور کروں گا۔''

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس فتنہ ضالہ کی بیخ کنی پر صرف زمین کے باشندوں ہی کو خوشی نہیں ہوئی بلکہ ملأ اعلیٰ میں جشن مسرت منایا گیا، اور عالم ارواح میں بھی۔ حضرت اقدسؒ کو اس فیصلے کے بعد عجیب و غریب مبشرات سے نوازا گیا، ان میں دو مبشرات حضرتؒ ہی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے:

''قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا بہت ہی عظیم برکات کا کارنامہ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوّت کے منکروں کا مسلمانوں سے خلا ملا نہ صرف مسلمانوں کے حق میں ایک ناسور تھا بلکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بھی بے تاب تھی، قادیانی مسئلہ کے حل پر جہاں تمام ممالک کی جانب سے تہنیت و مبارکباد کے پیغامات آئے، وہاں منامات و مبشرات کے ذریعہ عالم ارواح میں اکابر اُمتؒ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت بھی محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبشرات ذکر کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تاہم اہل ایمان کی خوشخبری کے لئے اپنے دو بزرگوں سے متعلق بشارت منامیہ بعض مخلصین کے اصرار پر ذکر کرتا ہوں۔

جمعہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ صبح کی نماز کے بعد

خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ گویا سفر سے تشریف لائے ہیں اور خیر مقدم کے طور پر لوگوں کا بہت ہجوم ہے، لوگ مصافحہ کر رہے ہیں۔ جب ہجوم ختم ہوگیا اور تنہا حضرت شیخ رہ گئے تو دیکھتا ہوں کہ بہت وسیع چبوترہ ہے جیسے اسٹیج بنا ہوا ہو، اس پر فرش ہے اور اوپر جیسے شامیانہ ہو، بالکل درمیان میں حضرت شیخ تنہا تشریف فرما ہیں، دو تین سیڑھیوں پر چڑھ کر ملاقات کے لئے پہنچا، حضرت شیخ اٹھے اور گلے لگالیا، میں ان کی ریش مبارک اور چہرہ مبارک کو بوسے دے رہا ہوں، حضرت میری داڑھی اور چہرے کو بوسے دے رہے ہیں۔ دیر تک یہ ہوتا رہا چہرہ وبدن کی تندرستی زندگی کے آخری ایام سے بہت زیادہ ہے، بے حد خوش اور مسرور ہیں، بعد ازاں میں دوزانو ہوکر فاصلہ سے باادب بیٹھ گیا اور آپ سے باتیں کر رہا ہوں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض کیا کہ بھول گیا کہ ''معارف السنن'' حاضر کرتا، فرمایا میں نے نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا ہے، اب چھٹی جلد کا مطالعہ کر رہا ہوں، میں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو علم نہیں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا بس اس کی تشریح وتوضیح وخدمت کی ہے، بہت مسرت کے لہجے میں فرمایا: ''بہت عمدہ ہے۔''

شوال ۱۳۹۰ھ میں لندن کے قیام کے دوران خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع مکان ہے، گویا ختمِ نبوّت کا دفتر ہے، بہت سے لوگوں کا مجمع ہے، میں ایک طرف جاکر سفید چادر جس طرح کہ احرام کی چادر ہو، باندھ رہا ہوں، بدن کا اوپر کا حصہ برہنہ ہے کوئی چادر یا کپڑا نہیں۔ اتنے میں حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اسی ہیئت میں کہ احرام والی سفید چادر کی لنگی باندھی ہوئی ہے اور اُوپر

کا بدن مبارک بغیر کپڑے کے ہے میرے داہنے کندھے کی جانب تشریف لائے اور آتے ہی مجھ سے چمٹ گئے۔ پہلا جملہ یہ ارشاد فرمایا: ''واہ میرے پھول!'' پھر دیر تک معانقہ فرمایا میں خواب ہی کی حالت میں خیال کرتا ہوں کہ مبارکباد کے لئے تشریف لائے ہیں۔انتھی۔ منامات کی حیثیت مبشرات کی ہے اس سے زیادہ ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ بہرحال قادیانی ناسور کے علاج سے نہ صرف زندہ بزرگوں کو مسرت ہوئی بلکہ جو حضرات دنیا سے تشریف لے گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بھی اس سے بے حدو پایاں خوشی ہوئی، فالحمدللہ!'' (''بینات'' ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق دسمبر ۱۹۷۴ء)

انہی مبشرات کے ضمن میں جی چاہتا ہے کہ اس خط کا اقتباس بھی درج کر دیا جائے جو حضرتؒ کے ایک گہرے دوست الشیخ محمود الحافظ مکی نے آپ کو ملک شام سے لکھا تھا، اصل خط عربی میں ہے، یہاں اس کا متعلقہ حصہ اردو میں نقل کرتا ہوں:

''میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ میں نے ۳۰؍شعبان ۱۳۹۴ھ رات کو آپ کے بارے میں بہت عمدہ اور مبارک خواب دیکھا ہے جس کی آپ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں اور اس کو یہاں اختصار کے ساتھ نقل کرتا ہوں۔

میں نے آپ کو ایسے شیوخ کی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے جو سن رسیدہ تھے، اور جن پر صلاح وتقویٰ کی علامات نمایاں تھیں، یہ سب حضرات اس قرآنِ کریم کے صفحات جمع کرنے میں مصروف تھے جو آنجناب نے اپنے قلم سے زعفرانی رنگ کی روشنائی سے بدستِ خود تحریر فرمایا ہے اور آنجناب کا قصد ہے کہ اسے لوگوں کے فائدۂ عام کے لئے شائع کیا جائے، آپ نے اپنے اس ارادے

کا اظہار نہایت مسرت وشادمانی کے ساتھ میری جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

صبح جب فجر کے لئے اُٹھا تو قلب فرحت سے لبریز تھا، اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کے اعمال کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی وکامرانی کا تاج پہنایا ہے، **والحمدﷲ الذی بنعمته تتم الصالحات!**“

یہ مبارک خواب تحریک ختمِ نبوّت کے زمانے کا ہے، سنہرے حروف سے قرآن کریم لکھنے کی تعبیر اہل فن ہی کر سکتے ہیں، راقم الحروف کا قیاس ہے کہ اس فیصلہ کے ذریعہ آیت خاتم النبیین کو صفحاتِ عالم پر سنہرے حروف سے رقم کرنے کی طرف اشارہ ہوا۔ نیز قادیانی اُمت نے چونکہ قرآن کریم پر تحریف کی سیاہی ڈال دی ہے اور ان کے نزدیک مرزا قادیانی سے قبل قرآن کریم آسمان پر اٹھ گیا تھا، بقول ان کے مرزا قادیانی کی وحی قرآن کو دوبارہ لائی ہے اور یہ عقیدہ قرآن کریم کی عظمت کو مٹانے کے مترادف ہے، نیز قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ اب صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوّت اور قرآن کریم کی تعلیمات مدارِ نجات نہیں بلکہ نعوذ باللہ! مرزا قادیانی کی تعلیمات اور اس کی مہمل اور شیطانی وحی ہے۔ یہ عقیدہ گویا ان کا قرآن کے انکار کے مترادف ہے اس لئے سنہرے حروف سے قرآن کریم لکھنے اور اسے چاردانگ عالم میں پھیلانے کی تعبیر یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کی ابدیت، اس کی عظمت اور اس کے مدارِ نجات ہونے کے منکر ہیں ان کا کافر و مرتد ہونا ساری دنیا پر واضح کر دیا جائے تاکہ جو غبار انہوں نے قرآن کریم کی تعلیمات پر ڈالا ہے وہ صاف ہوجائے اور قرآن کریم کی روشن وتابندہ ہدایت واضح ہوجائے۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے یہ کام حضرتؒ کے ہاتھوں سے لیا اور بہت سے ذی صلاح وتقویٰ شعار بزرگوں نے اس مقدس کام میں آپ کا ہاتھ بٹایا، اس تحریک کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں، ختمات کا اہتمام کیا۔

تحریک ختمِ نبوّت کی کامیابی پر آپ کو ایک اور انعام ملا، حضرتؒ فرماتے تھے کہ

تحریک کے بعد غالباً رمضان المبارک میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک چاندی کی تختی مجھے عطا کی گئی ہے اور اس پر سنہرے حروف سے یہ آیت لکھی ہے: ’’انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔‘‘ میں نے محسوس کیا کہ یہ تحریک ختمِ نبوّت پر مجھے انعام دیا جارہا ہے، اور اس کی یہ تعبیر ہے کہ مجھے حق تعالیٰ بیٹا عطا فرمائیں گے اور میں اس کا نام سلیمان رکھوں گا۔ چنانچہ اس خواب کے دوسال بعد حق تعالیٰ نے ستر برس کی عمر میں آپ کو صاحبزادہ عطا فرمایا اور آپ نے اس کا نام سلیمان تجویز فرمایا۔

عالمی تحریک:

۷؍ستمبر کے فیصلہ کے بعد بھی حضرتؒ چین سے نہیں بیٹھے، بلکہ اس فیصلہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوششیں شروع کردیں، اس سلسلہ میں آپ کے پیش نظر تین چیزیں تھیں:

۱:…اندرون ملک صرف قادیانیوں کے ’’غیرمسلم‘‘ ہونے پر اکتفانہ کیا جائے بلکہ حکومتی سطح پر ان کے ساتھ معاملہ بھی وہی کیا جائے جس کے غیرمسلم مستحق ہیں۔ مثلاً شناختی کارڈ اور پاسپورٹ میں ایک خانہ مذہب کا تجویز کیا جائے اور اس میں قادیانیوں کے ’’غیرمسلم‘‘ ہونے کی تصریح کی جائے۔ قادیانیوں کو اسلام کے شعائر اپنانے کی اجازت نہ دی جائے اور ان امور کے لئے مناسب قانون سازی کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

۲:…بیرون ملک جہاں جہاں قادیانی اثرات ہیں وہاں تحریک ختمِ نبوّت کو ایک عالمی تحریک کی شکل دی جائے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کی دنیا بھر کی زبانوں میں اشاعت کی جائے اور قادیانیوں نے اسلام اور مسلمانوں سے جو غداریاں کی ہیں ان سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو باخبر کیا جائے، آئندہ قادیانیوں کے جو منصوبے ہیں ان پر کڑی نظر رکھی جائے۔

۳:…سب سے اہم یہ کہ جو لوگ غفلت یا جہالت کی بنا پر قادیانی چنگل میں گرفتار ہوئے ہیں اور انہوں نے قادیانیت کو واقعی اسلام سمجھ کر قبول کیا ہے، جہاں تک ممکن

ہو موعظت و حکمت کے ساتھ انہیں اسلام کی دعوت دی جائے اور اسلام اور قادیانیت کے درمیان جو مشرق و مغرب کا بعد ہے وہ ان پر واضح کیا جائے۔

حضرت اقدسؒ نے مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک کے نام اپنے ایک گرامی نامہ میں ان نکات کی وضاحت فرمائی ہے جو درج ذیل ہے:

''برادر محترم مولانا سمیع الحق صاحب زادکم اللہ توفیقاً الی الخیر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

نہ معلوم نامہ کرم کب آیا اور کہاں ہے؟ لیکن عزیز محمد بنوری سلمہ سے یہ معلوم ہوا کہ جواب کا انتظار کر رہے ہیں اور اشاعت رکی ہوئی ہے۔ اس لئے چند حروف لکھ رہا ہوں، تفصیل کی نہ حاجت، نہ فرصت، نہ ہمت، اختصار بلکہ ایجاز سے عرض ہے کہ آئینی فیصلہ نہایت صحیح اور باصواب ہے۔ اگرچہ بعد از وقت ہے اور بعد از خرابی بسیار۔ وزیر اعظم صاحب نے جو اخبارات میں یہ اعتراف فرمایا ہے کہ ''قادیانی مسئلہ کے حل ہونے سے پاکستان کو سیاسی استحکام حاصل ہوگیا۔'' اور تہامی صاحب نے یہ اعلان فرمایا کہ: ''پاکستان آج صحیح معنوں میں پاکستان بنا۔'' دونوں سیاست دانوں کے اعلان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے، اور یہ بھی کہ یہ کام کتنے عرصے پہلے ہونا چاہئے تھا۔

ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوئی بلکہ آئینی نقوش کو جب تک عملی جامہ نہ پہنایا جائے اس وقت تک مقصد ناتمام ہے۔ ''اسلام در کتاب و مسلمانان در گور۔'' والا معاملہ ہوگا، اندرون ملک قادیانیوں کا جو کچھ ردعمل ہے وہ تذبذب ہے، مایوسی ہے اور زیادہ سے زیادہ گیدڑ بھبکی ہے اور کچھ نہیں۔ باہر ممالک میں حتیٰ کہ انگلستان

میں بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں، لیکن افریقہ کے ممالک میں اس آئینی فیصلہ کی اشاعت اور عام کرنے کی بڑی ضرورت باقی ہے، حکومت کو اپنا بین الاقوامی دامن بچانے کے لئے عربی، انگریزی اور فرانسیسی زبان میں اس مقصد کی اشاعت اپنے سفیروں کے ذریعہ تمام ممالک میں کرانی چاہئے، اس وقت جو کچھ حکومت کی پالیسی ہے اس میں تغافل، تذبذب بلکہ ایک گونہ نفاق ہے، اس لئے (حکومت نے) عملی صورت میں کوئی اقدام نہیں کیا، نہ ان قیدیوں کو رہا کیا (جو تحریک ختمِ نبوّت کے دوران گرفتار کئے گئے) نہ ربوہ کو باقاعدہ تحصیل کی شکل دی ہے، نہ فارغ علاقہ ان سے واپس لیا ہے، ہوسکتا ہے کہ مرکز سے زیادہ پنجاب گورنمنٹ کی دوغلی پالیسی یا طرف دارانہ پالیسی کا نتیجہ ہو۔ بہرحال حالات اگر مایوس کن نہیں تو زیادہ امید افزا بھی نہیں، بس اس وقت زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں، تفصیلات بہت کچھ ہیں۔ والسلام!“

یہ گرامی نامہ ۱۹۷۵ء کے آغاز میں (۴؍جنوری کو) تحریر فرمایا، ان دنوں حضرتؒ پر پوری دنیا میں اس تحریک کو عام کرنے کا جذبہ بڑی شدت سے غالب تھا۔ فرماتے تھے: ”کاش! میں جوان ہوتا، قویٰ میں طاقت ہوتی تو دنیا بھر میں آگ لگادیتا۔“ چنانچہ ضعف وناتوانی اور پیرانہ سالی کے باوجود آپ نے فتنۂ قادیان کے استحصال کے لئے بیرونی ممالک میں بھی کوششیں شروع کردیں، اور یورپ، افریقہ اور مشرقِ وسطیٰ میں مسلمانوں کو قادیانیت کے مقابلہ میں منظم اور بیدار کرنے کے لئے خود دو مرتبہ سفر فرمایا۔ پہلا سفر ۱۹۷۴ء کے اواخر میں انگلستان کا کیا، جس کی اِبتدا حرمین کی حاضری اور اِعتکاف سے ہوئی، اس کا مختصر سا تذکرہ حضرتؒ نے ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ (دسمبر ۱۹۷۴ء) کے ”بصائر و عبر“ میں کیا ہے، جس کا ابتدائی حصہ درج ذیل ہے:

”الحمدللہ! ماہ رمضان المبارک میں کچھ لمحات حرمین

شریفین میں نصیب ہوئے۔ انگلستان کی دینی دعوت آئی تھی، اگرچہ صحت اچھی نہیں تھی اور ڈاکٹروں کی حتمی رائے سفر نہ کرنے کی تھی، اور خود مجھے بھی تردد ضرور تھا، لیکن استخارہ کرکے اللہ کا نام لے کر جدہ سے ۲۲/نومبر ۱۹۷۴ء کو روانہ ہوگیا، ہڈرسفیلڈ میں جاتے ہی ایک جدید حادثے سے دوچار ہوا، ڈاکٹروں نے تین روز سکوت اور ایک ہفتہ آرام کا مشورہ دیا، لیکن بیانات کا نظم بن چکا تھا اور اس کا اعلان ہوگیا تھا اس لئے بادلِ نخواستہ ڈاکٹروں کے مشورے کے خلاف کرنا پڑا، الحمدللہ! کہ تقریباً تمام پروگرام حق تعالیٰ شانہ نے پورا کرادیا۔ متعدد مقامات پر جانا ہوا، اور جن اہم دینی مسائل کی ضرورت سمجھی ان پر بیانات ہوئے۔ ہڈرسفیلڈ، بولٹن، ڈیوزبری، بلیک برن، پرسٹن، بریڈفورڈ، گلسٹر، والسال، برمنگھم، ولور ہملٹن، کونٹری، لسٹر، نیٹن اور خود لندن کے مختلف مقامات پر پروگرام بن چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے باوجود صحت کی خرابی وطبیعت کی ناسازی کے توفیق محض اپنے فضل وکرم سے نصیب فرمائی۔

متعدد دینی موضوعات پر بیان ہوا، مثلاً:

۱:۔۔۔دین اسلام بڑی نعمت ہے۔

۲:۔۔۔اسلام اور بقیہ مذاہب کا موازنہ۔

۳:۔۔۔دنیا وآخرت کی نعمتوں کا موازنہ۔

۴:۔۔۔دنیا کی زندگی کی حقیقت۔

۵:۔۔۔طمانیت قلب دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کا ذریعہ حقیقی اسلام ہے۔

۶:۔۔۔ذکر اللہ جس طرح حیات قلوب کا ذریعہ ہے ٹھیک اسی طرح بقائے عالم کا ذریعہ بھی ہے۔

۷:۔۔۔لندن انگلستان میں مسلمانوں کی زندگی کا نقشہ۔

۸:۔۔۔دنیا کی زندگی میں انہماک اور آخرت سے دردناک غفلت۔

۹:۔۔۔انگلستان میں مسلمانوں نے اگر دینی انقلاب اختیار نہ کیا تو ان کا مستقبل نہایت تاریک ہے۔

۰۱:۔۔۔انگلستان کے پُراز شہوت ماحول میں اصلاح نفوس کی تدبیر۔

۱۱:۔۔۔مخلوط تعلیم کے دردناک نتائج اور اس سے بچنے کا لائحہ عمل۔

۲۱:۔۔۔محبت رسول کی روشنی میں سنت و بدعت کا مقام۔

۳۱:۔۔۔حضرات انبیائے کرام کی عصمت اور صحابہ کرام کا مقام۔

۴۱:۔۔۔انگلستان میں عالم دین کی زندگی کیسی ہو؟

۵۱:۔۔۔رؤیت ہلال وغیرہ بعض مسائل میں علماء کا اختلاف اور اتحاد کے لئے لائحہ عمل۔

۶۱:۔۔۔قادیانی مسئلہ اور اس کا متفقہ حل۔‘‘

لوگ انگلستان جاتے ہیں تو بڑی ’’سوغاتیں‘‘ ساتھ لاتے ہیں، مگر حضرتؒ کے اس سفر کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ حضرتؒ نے اس میں کوئی ہدیہ قبول نہیں کیا، فرماتے تھے کہ:

’’مجلس تحفظ ختم نبوّت کے لئے ایک شخص نے باصرار پانچ پونڈ کا عطیہ دیا تھا، صرف وہی لایا ہوں، اس کے سوا کچھ نہیں لایا۔‘‘

حضرتؒ نے اس سلسلہ میں دوسرا سفر قریباً ایک درجن افریقی ممالک کا کیا، جو

حسب معمول حرمین شریفین سے شروع ہوا اور حرمین پہنچ کر ختم ہوا۔ اس سفر کی مفصل روداد حضرتؒ کے رفیق سفر جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر کے مقالہ میں ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہے۔ البتہ حضرتؒ نے اس سفر کے بارے میں ایک گرامی نامہ نیروبی سے تحریر فرمایا تھا، اس کا اقتباس یہاں دیا جاتا ہے جس سے کام کے طریق کار پر روشنی پڑتی ہے:

''جدہ سے روانگی کے وقت کچھ معلوم نہ تھا کہ کہاں کہاں جانا ہوگا؟ اور کس طرح کام کرنا ہوگا؟ اس لئے روانگی ایسے وقت ہوئی کہ نہ پورے ویزے لے سکے، نہ باقاعدہ کسی کو مطلع کیا جاسکا۔ نیروبی پہنچ کر کچھ نقشہ کام کا سمجھ میں آگیا کہ مؤثر اور صحیح صورت یہ ہے کہ ہر مرکزی مقام پر مقامی باشندوں کی جماعت ''مجلس تحفظ ختمِ نبوّت'' کے نام سے تشکیل دی جائے جو بسلسلہ قادیانیت مؤثر کام کرسکے، اور تقریروں میں اسلام اور ختمِ نبوّت کی اہمیت و حقیقت واضح کی جائے، چنانچہ اس انداز سے کام شروع کیا اور نشان منزل نظر آنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

زمبیا سے واپسی پر یوگنڈا کا ویزا نہ ہونے کی وجہ سے تین چار دن یہاں تاخیر ہوگئی، شاید کل روانگی ہوسکے گی۔۔۔۔۔۔ سفر کے اختصار کا سوچ رہا تھا لیکن معلوم ہوا کہ نائیجیریا میں قادیانیوں کے اسکول، ہسپتال اور ادارے ہیں اور حکومت میں بھی ان کے عہدے ہیں، وہاں جانے کی شدید ضرورت ہے، اس لئے مغربی افریقہ کا ارادہ کرنا پڑا اور پھر ساتھ ہی مغربی افریقہ کے بقیہ ممالک کا جوڑ بھی لگانا ہوگا، اس لئے سفر طویل ہوگیا، اللہ تعالیٰ آسان فرمائیں، آمین!''

حضرتؒ کا یہ سفر جدہ سے ۷/شوال ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۲/اکتوبر ۱۹۷۵ء کو شروع ہوا، اور ۱۹/ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۲/نومبر ۱۹۷۵ء کو جدہ واپسی ہوئی۔

۱۹۷۵ء میں انڈونیشیا کے ایک بہت بڑے عالم الشیخ الحسین الشافعی مشرق وسطیٰ کے دورہ سے واپسی پر حضرتؒ کی خدمت میں کراچی تشریف لائے، کئی دن ان کا قیام رہا اورانہوں نے حضرتؒ کے سامنے انڈونیشیا میں قادیانی سرگرمیوں اور نصرانی سازشوں کی تفصیلات پیش کیں، اور یہ بھی بتایا کہ:

"قادیانیوں سے ہمارا معرکہ رہتا ہے، جب ہم مرزا غلام احمد کا کوئی حوالہ پیش کرتے ہیں تو قادیانیوں کی طرف سے اصل کتاب پیش کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے، میں نے مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کو لکھا تھا کہ اس سلسلے میں ہماری راہنمائی کریں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس فن کے امام مولانا شیخ محمد یوسف بنوری ہیں، کراچی میں ان سے رجوع کرو، اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔"

حضرتؒ نے ان کی بہت ہی قدر اور ہمت افزائی کی اور ان سے فرمایا کہ ہم نہ صرف قادیانیوں کا سارا لٹریچر آپ کے لئے مہیا کریں گے بلکہ ایک ایسا عالم بھی بھیجیں گے جو قادیانیت کا پورا ماہر ہو۔ کیونکہ قادیانیوں کی بیشتر کتابیں اُردو میں ہیں، ہمارے آدمی آپ کے یہاں کے علماء کو قادیانی کتابوں کے حوالوں کا ترجمہ عربی میں نوٹ کرادیں گے اور قادیانیت پر ایسی تیاری کرادیں گے کہ اس کے بعد آپ حضرات کو کسی اور سے مراجعت کی حاجت نہیں ہوگی۔ وہ نقشہ آج بھی راقم الحروف کی آنکھوں کے سامنے ہے جب شیخ حسین رخصت ہوتے ہوئے حضرتؒ کی پیشانی اور ریش مبارک کو بوسہ دے رہے تھے، ان کی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا، اور وہ بڑے رقت انگیز لہجے میں حضرتؒ سے درخواست کررہے تھے:

"یا سیّدی زودنی بما زود سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ بن جبل حین بعثه الی الیمن۔"

اور جواب میں حضرتؒ نے اسی رقت آمیز مگر بزرگانہ لہجہ میں فرمایا:

"زودک اللہ التقوی، واستودع اللہ دینکم

وامانتکم وخواتیم اعمالکم۔"

بہرحال ان کی درخواست پر حضرتؒ نے جناب مولانا عبدالرحیم اشعر اور رفیق محترم مولانا اللہ وسایا کو قادیانیوں کا ضروری لٹریچر دے کر انڈونیشیا بھیجا، ان حضرات نے وہاں قادیانیوں کو مناظرہ ومباحثہ کی دعوت دی، مگر کوئی مقابلے پر نہیں آیا، وہاں مختلف مقامات پر ان کے بیانات ہوئے جن کا ترجمہ ساتھ کے ساتھ انڈونیشی زبان میں ہوتا رہا۔ وہاں کے ریڈیو پر بھی ان کی تقریریں نشر ہوئیں اور سب سے اہم کام یہ کیا کہ قریباً دوصد حضرات علماء، وکلاء اور طلبہ کی ایک بڑی جماعت کو عربی میں قادیانیت سے متعلق مختلف موضوعات پر تیاری کرائی۔ قادیانیوں کی کتابوں کے اصل ماخذ کی نشاندہی پیش کر کے ان کا عربی میں ترجمہ کرایا۔ اس طرح ایک بڑی جماعت کی ردّ قادیانیت پر تیاری مکمل کرائی، فالحمدللہ علی ذالک!

ان دونوں احباب کی میزبانی کے فرائض شیخ حسین الحبشی نے ادا کئے، مگر سفر کے جملہ مصارف حضرتؒ نے جماعت کی طرف سے برداشت کئے اور قادیانی لٹریچر کا یہ ذخیرہ بھی انڈونیشیا چھوڑ دیا گیا، یہ دورکنی وفد ۲۶/ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۲۲/دسمبر ۱۹۷۵ء کو کراچی سے روانہ ہوا اور ۱۸/محرم ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۴/جنوری ۱۹۷۶ء کو واپس ہوا، ان کی واپسی پر شیخ حسین نے حضرتؒ کی خدمت میں شکریہ کا خط لکھا جس میں ان حضرات کی مساعی کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: "ان حضرات کا قیام اگرچہ ایک مہینہ رہا، لیکن ہم نے ان سے ایک سال کا استفادہ کیا۔"

رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ میں "مجلس تحفظ ختمِ نبوّت" کے فاضل مبلغ جناب مولانا سیّد منظور احمد شاہ صاحب کو متحدہ عرب امارات میں کام کرنے کے لئے بھیجا، وہاں روابط قائم کرنے کے لئے حضرتؒ نے ابوظبی میں شؤون دینیہ کے سربراہ جناب ڈاکٹر عبدالمنعم النمر اور ابوظبی کے قاضی القضاۃ شیخ احمد بن عبدالعزیز المبارک کے نام عربی میں الگ الگ گرامی نامے تحریر فرمائے، نیز ابوظبی کے پاکستانی حضرات کے نام اردو میں حسب ذیل گرامی نامہ تحریر فرمایا:

’’اس وقت اسلام جن فتنوں سے گھرا ہوا ہے، محتاج بیان نہیں، مسلمان دنیا کے جس خطے میں ہو اسلام کا داعی اور مبلغ ہے، اور ہر شخص اپنی بساط کے مطابق اس کا مکلف ہے کہ دینی خدمات انجام دے اور آخرت کی سرخروئی اور قیامت کی جوابدہی حاصل کرے۔

مجلس مرکزی ’’تحفظ ختمِ نبوّت‘‘ نے اپنی شاخ کے افتتاح کا ارادہ کیا ہے، تاکہ اس کے ذریعہ ابوظبی اور امارات خلیج میں دینی خدمت ہوسکے، اس خدمت کے لئے اپنے ایک داعی و مبلغ مولانا منظور احمد شاہ کا تقرر کیا ہے۔

آپ حضرات کے دینی مزاج اور مکارم اخلاق سے مجھے پوری توقع ہے کہ موصوف کی مقدور بھر امداد میں جس طرح بھی ہوسکے دریغ نہیں فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

چنانچہ موصوف نے وہاں کے احباب کے توسط سے اکابر علماء اور شیوخ سے رابطہ قائم کیا، انہیں قادیانیت کے مالہ و ماعلیہ سے آگاہ کیا، قادیانی لٹریچر سے جو ساتھ لے کر گئے تھے، قادیانیوں کے مرتدانہ نظریات و عقائد نکال کر دکھائے اور ان کی اسلام کش سرگرمیوں کی تفصیلات بتائیں جس کے نتیجہ میں وہاں کے رئیس القضاۃ شیخ احمد بن عبدالعزیز المبارک نے قادیانیت کے خلاف وہ فیصلہ لکھا جو جماعت کی طرف سے ’’قادیانیوں کا ایک اور عبرت ناک انجام‘‘ کے عنوان سے شائع ہوچکا ہے۔ مولانا منظور احمد شاہ صاحب نے ۱۹۷۶ء میں متحدہ عرب امارات کے علاوہ کویت اور بحرین کا دورہ بھی کیا اور وہاں مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی شاخیں قائم کیں۔

۱۹۷۵ء میں مولانا مقبول احمد کو ختمِ نبوّت کے داعی کی حیثیت سے انگلینڈ بھیجا، موصوف نے وہاں کے نہ صرف پاکستانی حضرات سے رابطہ قائم کیا بلکہ ممالک عربیہ کے طلبہ میں بھی کام کیا۔

۱۹۷۶ء کو ’’مدرسہ عربیہ اسلامیہ‘‘ کے متخصص جناب مولانا اسد اللہ طارق کو فیجی آئرلینڈ کے لئے داعی و مبلغ بنا کر بھیجا، موصوف نے وہاں ایک سال سے زیادہ عرصہ کام کیا، اس کے بعد جرمنی تشریف لے گئے اور وہاں قادیانیت کا ناطقہ بند کیا۔

۱۹۷۶ء میں مولانا منظور احمد چنیوٹی اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود (مقیم برمنگھم) نے افریقی ممالک کا دورہ کیا، اس کی روئیداد اخبارات و رسائل کے علاوہ الگ بھی شائع ہوچکی ہے۔

مساجد و مراکز کی تعمیر:

سیّد بنوری قدس سرہ کے سہ سالہ دور امارت میں ’’مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت‘‘ کے تعمیراتی منصوبوں میں بھی حیرت افزا ترقی ہوئی، متعدد مسجدیں تعمیر ہوئیں، جماعتی مراکز کا افتتاح ہوا اور کئی مدارس کھلے، ان کی مختصر سی فہرست حسب ذیل ہے:

۱:...محلہ غریب آباد بیرون چوک شہیداں ملتان میں ’’مسجد الفاروق‘‘ تعمیر ہوئی۔

۲:...کنہری ضلع تھرپارکر (سندھ) میں ایک مسجد تعمیر ہوئی۔

۳:...جماعت کے زیر اہتمام ربوہ اسٹیشن پر مسجد تعمیر کی گئی، وہاں خطابت کے فرائض جماعت کے مبلغ جناب مولانا خدا بخش صاحب اور تدریس کی خدمات جناب حافظ شبیر احمد صاحب انجام دے رہے ہیں۔

۴:...جماعت کے موجودہ مرکزی دفتر (واقع تغلق روڈ ملتان) کو حضرتؒ نے جماعت کے وسیع کام اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے ناکافی سمجھ کر دفتر کے لئے ایک نیا قطعہ اراضی خریدنے کا حکم فرمایا، جس میں مسجد، لائبریری، اشاعتی مکتبہ، پریس اور دیگر ضروریات کے علاوہ بیرونی ممالک کے مندوبین کے قیام کے انتظامات ہوں۔ چنانچہ ملتان میں حضوری باغ روڈ پر ایک قطعہ اراضی خرید لیا گیا، حضرتؒ کے بعض مخلصین احباب کی وساطت سے حق تعالیٰ نے اس کی تعمیرات کا انتظام بھی فرمادیا، اب یہ جدید مرکز تکمیل کے آخری مراحل میں ہے، جو اِن شاء اللہ حضرتؒ کے لئے صدقہ جاریہ رہے گا۔

۵:...ہڈرسفیلڈ (انگلینڈ) میں جماعت کے لئے ایک عمارت حضرت مولانا

لال حسین نے اپنے قیام یورپ کے زمانہ میں خرید لی تھی، جماعت کا دفتر اسی عمارت میں تھا، مگر اس کی مکانیت دفتر کی ضروریات کے لئے موزوں نہیں تھی، جناب مولانا مقبول احمد صاحب وہاں تشریف لے گئے تو ان کی توجہ سے وہاں کے ایک صاحب خیر دوست نے مسجد و مدرسہ اور دفتر کی تعمیر کے لئے ایک قطعہ اراضی وقف کردیا، بحمداللہ اس کی تعمیرات بھی شروع ہیں۔

۶:... ''جابہ'' کے احباب کی درخواست پر حضرتؒ نے وہاں ختم نبوّت کی طرف سے مسجد تعمیر کرنے کا حکم فرمایا، مگر افسوس کہ اس کی تعمیر ابھی باقاعدہ شروع نہیں ہوئی تھی کہ حضرتؒ کا وصال ہوگیا۔

۷:... ''مسلم کالونی'' ربوہ میں جماعت کے لئے ایک وسیع قطعہ اراضی حاصل کیا گیا، وہاں بھی ایک عظیم الشان مسجد، مدرسہ، لائبریری، دفتر، مہمان خانہ وغیرہ کی تعمیر کا منصوبہ ہے، کام کا آغاز ہوچکا ہے۔ رئیس المبلغین حضرت مولانا محمد حیات فاتح قادیان وہاں فروکش ہیں۔

۸:... اسلام آباد میں جماعت کا دفتر کرائے کی عمارت میں تھا، حضرتؒ کی خواہش تھی کہ وہاں کسی موزوں جگہ پر قطعہ اراضی لے کر مسجد اور دفتر تعمیر کیا جائے، تاہم سردست دفتر کے لئے ایک مناسب عمارت خرید لی گئی۔

۹:... حضرتؒ کے دورِ امارت میں ربوہ، ملتان اور جتوئی میں نئے مدارس کا افتتاح ہوا۔

۱۰:... پاکستان کے بڑے شہروں میں جماعت کے دفاتر کرائے کی عمارت میں ہیں، کراچی، لاہور اور حیدرآباد وغیرہ مرکزی شہروں میں دفاتر کی تعمیر کے لئے بھی حضرتؒ فکرمند تھے، مگر حضرتؒ کی یہ خواہش تشنہ تکمیل رہی۔

شعبۂ نشر و اشاعت:

حضرتؒ کے دور میں جماعت کے شعبہ نشر و اشاعت کو بھی خاصی ترقی ہوئی، اگرچہ یہ دور ۱۹۷۴ء اور ۱۹۷۶ء کی تحریکات کے ہنگامہ رستاخیز کی بنا پر اشاعتی کاموں کے لئے بڑا حوصلہ شکن تھا، تاہم جماعت نے قریباً دو لاکھ روپیہ اشتہارات اور کتابچوں کے

علاوہ نہایت وقیع اور علمی کتابوں کی اشاعت پر خرچ کیا، اس کا مختصر سا جائزہ پیش خدمت ہے۔

۱:۔۔۔ملتِ اسلامیہ کا موقف:

دوسو صفحے کی یہ کتاب ''مجلس عمل'' کے نمائندگان اسمبلی کی جانب سے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سامنے مسلمانوں کا موقف پیش کرنے کی غرض سے جدید انداز میں مرتب کی گئی، جس میں قادیانیت کی مذہبی، سماجی اور سیاسی حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا گیا کہ قادیانی کیوں دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ پہلی کتاب تھی جو حضرتؒ کے دور میں شائع ہوئی، اس کی تالیف وطباعت بھی حضرتؒ کی کرامت تھی، دوصد صفحے کی کتاب مگر سننے والوں کو یقین نہیں آئے گا کہ مواد کی فراہمی سے لے کر اس کی تجلید تک تالیف، کتابت اور طباعت وغیرہ کے تمام مراحل چھ دن میں طے ہوئے، راولپنڈی میں حضرت نے علماء کا ایک بورڈ مقرر کردیا تھا، مولانا محمد حیات اور مولانا عبدالرحیم اشعر مواد فراہم کررہے تھے، مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق اس کی تالیف میں مصروف تھے، اور حضرت المخدوم سیّد انور حسین نفیس رقم الحسینی اپنے رفقا سمیت اس کی کتابت میں مصروف تھے، روزانہ جتنا حصہ لکھا جاتا وہ علماء کی مجلس میں سنایا جاتا اور کتابت ہوجاتا۔

کتاب کی تالیف وکتابت مکمل ہوئی تو طباعت کا مرحلہ درپیش تھا، مشکل یہ تھی کہ پریس پر پابندی عائد تھی اور قادیانیوں کے خلاف کسی چیز کا چھپنا ممنوع تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کو بھی آسان فرمادیا، اس طرح یہ کتاب مواد کی فراہمی سے لے کر طباعت وتجلید تک چھ دن میں تیار ہوگئی۔

تمام اراکین اسمبلی میں تقسیم کی گئی، اور حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے اسمبلی میں حرفاً حرفاً پڑھ کر سنائی، حضرتؒ نے اب اس کی دوبارہ طباعت کا حکم فرمایا تھا۔

۲:۔۔۔ملتِ اسلامیہ کا موقف (عربی ایڈیشن):

بیرون ممالک کی ضروریات کا تقاضا تھا کہ اس کتاب کے عربی اور انگریزی ایڈیشن بھی شائع کئے جائیں، چنانچہ حضرتؒ نے اپنے رفیق وخادم جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کو اس کے عربی ترجمہ کا حکم فرمایا، موصوف نے ''موقف الأمّة

الإسلامیة من القادیانیة‘‘ کے نام سے اس کا عربی ترجمہ کیا، حضرتؒ نے خود اس پر ایک نفیس مقدمہ لکھا اور افریقی ممالک کے دورہ پر جانے سے پہلے اسے اعلیٰ کاغذ اور عمدہ ٹائپ سے طبع کرایا اور عالم اسلام خصوصاً افریقی ممالک میں اسے تقسیم فرمایا۔

۳:۔۔۔ملتِ اسلامیہ کا موقف (انگریزی ایڈیشن):

اس کتاب کے انگریزی ترجمہ کے لئے حضرتؒ نے کتاب کے مصنف جناب مولانا محمد تقی عثمانی کو فرمایا، بحمداللہ موصوف نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی کیا جو دارالعلوم لانڈھی سے شائع ہوا۔

۴:۔۔۔خاتم النبیین:

یہ حضرتؒ کے شیخ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی آخری تالیف ہے جو مسئلہ ختمِ نبوّت پر انوری علوم و معارف کا گنجینہ ہے۔ اس کی زبان فارسی تھی اور ایک مدت سے اس کے اردو ترجمہ کی شدید ضرورت محسوس کی جارہی تھی، اس لئے حضرتؒ نے راقم الحروف کو اس کے ترجمہ و تشریح کا حکم فرمایا۔ بحمداللہ حضرتؒ کی عنایت و توجہ سے بہت مختصر عرصہ میں اس کے ترجمہ و تشریح اور تبویب و تخریج کا کام ہوا۔ پہلے ماہنامہ بینات میں بالاقساط شائع ہوچکی تو اسے مستقل شائع کرنے کا حکم فرمایا اور اس پر ایک گرانقدر مقدمہ بھی تحریر فرمایا، افسوس ہے کہ یہ کتاب حضرتؒ کے وصال کے تین دن بعد پریس سے آئی۔

حضرتؒ کے حکم سے رَدِّ قادیانیت پر ایسی کئی قدیم اور نایاب کتابیں بھی شائع کی گئیں جن کے لوگ بہت ہی متلاشی تھے، مثلاً:

۱:۔۔۔رئیس قادیاں: مؤلفہ مولانا ابوالقاسم دلاوری، مرزا غلام احمد قادیانی کے پوست کندہ حالات اور اس دور کی تاریخ پر اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔

۲:۔۔۔مغلظات مرزا: مؤلفہ مولانا نور محمد خان سابق مبلغ مظاہر علوم سہارنپور، جس میں مرزا قادیانی کی دشنام طرازی اور فحش گوئی کو باحوالہ ردیف وار جمع کیا گیا ہے۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ ایک سنجیدہ آدمی کے لئے بس یہی ایک رسالہ کافی ہے۔

۳:۔۔۔ہدیۃ المہدیین: مؤلفہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ مفتی اعظم

پاکستان، یہ رسالہ جو حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنے شیخ انورؒ کے ایما و اعانت سے مرتب فرمایا تھا، حضرت مفتی صاحبؒ کے ایصالِ ثواب کے لئے شائع کیا گیا اور حضرتؒ نے ایک تحریک کی شکل میں اس کی اشاعت کا حکم فرمایا۔ (تفصیلات مجلس تحفظ ختمِ نبوّت تغلق روڈ ملتان سے معلوم کی جاسکتی ہیں)۔

۴:۔۔۔قادیانیوں سے ستر سوالات: مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری۔

۵:۔۔۔اشدالعذاب علی مسیلمۃ الفنجاب: مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری۔

۶:۔۔۔مجموعہ رسائل: مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاندپوری۔

حضرت چاندپوریؒ دورِ ثانی کے اکابرِ دیوبند میں سے تھے، میدانِ مناظرہ میں قادیانیوں نے ان کے ہاتھوں بارہا عبرت ناک شکست کھائی، تحریر کے میدان میں قدم رکھا تو ایسے کلہ شکن رسائل لکھے کہ قادیانی آج تک ان کے جواب نہیں دے سکے۔ جماعت نے ان کے تمام رسائل کو دوبارہ شائع کیا۔

ان کے علاوہ چند نئے رسالے بھی مرتب کرکے شائع کئے گئے۔ مثلاً قادیانیوں کو دعوتِ اسلام، ربوہ سے تل ابیب تک، مراقی نبی، مرزائی اور تعمیرِ مسجد؟ مرزا کا اقرار، قادیانیت علامہ اقبال کی نظر میں، وغیرہ وغیرہ۔

یہ حضرت بنوریؒ کے دورِ امارت کا مختصر سا خاکہ ہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرتؒ کی برکت سے ردّ قادیانیت پر کتنا کام ہوا، واقعہ یہ ہے کہ حضرتؒ کی قیادت میں جماعت کا ہر شعبہ قلتِ وسائل کے باوجود بہت ہی فعال ہوگیا تھا اور کام کی نئی نئی صورتیں سامنے آنے لگیں تھیں، لیکن صد حیف!

''روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد''

حضرتؒ کے بعد آپ کے نائب عارف باللہ حضرت مولانا خان محمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجددیہ (کندیاں) کو ''مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت'' کا قائد و امیر منتخب کیا گیا۔ حق تعالیٰ موصوف کے انفاسِ طیبات میں برکت فرمائے، والحمدللہ اولاً و آخراً!

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۱۵ ش:۵۱،۶۱)

اِرتداد کا مقابلہ اور اس دور میں اس کا مصداق

۷؍مئی ۱۹۹۶ء کو حضرت شہیدؒ نے ایبٹ آباد ختمِ نبوّت کانفرنس سے درج ذیل خطاب کیا، جسے کیسٹ سے نقل کرکے پیش کیا جارہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سعید احمد جلال پوری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ، ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآئُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔"

(المائدہ:۵۴)

ترجمہ:۔۔۔"اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے پھرے گا اپنے دین سے، تو اللہ تعالیٰ عنقریب لاوے گا ایسی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں، نرم دل ہیں مسلمانوں پر، زبردست ہیں کافروں پر، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے، یہ فضل ہے اللہ کا دے گا جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار۔"

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

پیش گوئی اور وعدہ:

یہ آیت شریفہ سورۃ المائدہ کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک پیش گوئی فرمائی ہے اس اُمت میں فتنۂ ارتداد کے ظاہر ہونے کی۔ صرف پیش گوئی ہی نہیں فرمائی بلکہ حق تعالیٰ شانہ نے ان مرتدین کے مقابلہ میں ایک جماعت کو لانے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

گویا ایک پیش گوئی ہے کہ اس اُمت میں مرتدین ظاہر ہوں گے، اور دوسری پیش گوئی اور وعدہ ہے کہ ان مرتدین کی سرکوبی اور ان کے مقابلے کے لئے اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو کھڑا کرے گا۔ پھر مرتدین کا مقابلہ کرنے والی اس جماعت کے اوصاف بیان فرمائے، چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے اس جماعت کی چھ صفتیں ذکر فرمائی ہیں:

مرتدین کا مقابلہ کرنے والی جماعت کے اوصاف:

اول:۔۔۔ ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ: **"یُحِبُّھُمْ"** اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتے ہوں گے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوں گے۔

دوم:۔۔۔ ان کی دوسری صفت یہ ذکر فرمائی کہ: **"وَیُحِبُّوْنَہٗ"** کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے محب اور عاشق ہوں گے۔

سوم:۔۔۔ ان کی تیسری صفت یہ ہوگی کہ: **"اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ"**، مؤمنوں کے مقابلے میں اپنا سر نیچا کر کے رہیں گے۔ یعنی مؤمنوں کے مقابلے میں ذلیل بن کر رہیں گے۔

چہارم:۔۔۔ ان کی چوتھی صفت یہ ہوگی کہ: **"اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ"**، کافروں کے مقابلے میں معزز اور سربلند ہوکر رہیں گے۔ یعنی ان کا سر نیچے کریں گے۔

پنجم:۔۔۔ ان کی پانچویں صفت یہ ہوگی کہ: **"یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ"**، وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔

ششم:۔۔۔ ان کی چھٹی صفت یہ ہے کہ: **"وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ"**، وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

سب سے آخر میں فرمایا: ”ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآئُ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ“، یہ اللہ کا فضل ہے، وہ یہ فضل عطا فرما دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا ہے کہ اس کے لئے عطا کرنا مشکل نہیں، اور ساتھ ہی ساتھ علیم ہے، وہ جانتا ہے کہ کس کو کون سی چیز دی جائے؟ یہ خلاصہ ہے اس آیت کا۔

حضرت علیؓ کی فضیلت:

یہاں پہلے ایک بات اور بھی سمجھ لیجئے! وہ یہ کہ جنگِ خیبر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

”لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ، یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ، فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ ـــــ الخ۔“ (مشکوٰۃ ص:۵۶۳، باب مناقب علی بن ابی طالب)

یعنی میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر قلعہ کو فتح کرے گا۔

صحابیؓ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی اور کل آئی تو اس توقع پر ہر شخص گردن اُونچی کرکے اپنے آپ کو نمایاں کر رہا تھا کہ یہ فضیلت مجھے ملے۔ گویا صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا، اور امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ”اللہ کی قسم! میں نے امیر بننے کو کبھی پسند نہیں کیا، سوائے اس دن کے۔“

امیر بننا مقصود نہیں تھا، بلکہ بارگاہِ نبوّت سے جو خطاب ملا تھا، کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہوں گے، اس خطاب کو حاصل کرنا مقصود تھا۔

اب صحابہ کرامؓ میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ آج یہ تاج کس کے سر پر

سجایا جائے گا؟ اور یہ تمغۂ فضیلت کس کو عطا کیا جائے گا؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یکا یک فرمایا: ''علیؓ کہاں ہیں؟'' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ اپنے ڈیرے یعنی اپنے خیمے میں ہیں، ان کی آنکھوں میں آشوب ہے، ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، پھولی ہوئی ہیں۔ گویا ان کی آنکھیں بند ہیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آرہا۔ فرمایا کہ: ان کو بلاؤ! جس طرح نابینا کا ہاتھ پکڑ کر لایا جاتا ہے، اس طرح حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر لایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بٹھا دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا، تو اسی وقت ان کی ساری تکلیف دور ہوگئی۔ چنانچہ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے کبھی بھی آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔ جب ان کی آنکھوں کو لعاب لگا دیا گیا اور وہ ٹھیک ہوگئیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا: جاؤ اللہ کے نام سے جہاد کرو! اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے مقابلہ کرو! حضرت علیؓ تعمیلِ حکم میں چل پڑے، مگر جب انہیں ایک بات پوچھنے کی ضرورت پیش آئی تو اُلٹے پاؤں لوٹ آئے، یعنی اپنا رُخ نہیں بدلا، بلکہ منہ اسی طرف کو ہے جس طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ کردیا تھا، بہرحال اُلٹے پاؤں پیچھے لوٹے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! ایک بات پوچھنا بھول گیا تھا کہ لڑائی سے پہلے دشمن سے کیا کہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو پہلے اسلام کی دعوت دو۔ دیکھو! دشمن سے مقابلے کے لئے جارہے ہیں، لڑائی کے لئے روانگی ہے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہدایت فرماتے ہیں کہ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو یہ بتاؤ کہ اگر وہ اسلام لے آئیں گے تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں، اور ان کی وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو ہماری ہیں۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرمادیں تو وہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

دنیا و مافیہا کی حیثیت:

یعنی اگر دنیا و مافیہا کے خزانے تمہیں دے دیئے جائیں اور پوری دولت

تمہارے تصرف میں دے دی جائے، اس سے یہ بہتر ہے کہ ایک آدمی کو تمہارے ذریعہ سے ہدایت نصیب ہوجائے۔

یہاں علماء نے ایک عجیب نکتہ لکھا ہے کہ جہاں جہاں احادیث میں آیا ہے کہ یہ چیز دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، سوال یہ ہے کہ دنیا کی قیمت تو مچھر کے برابر بھی نہیں ہے، پھر اس کا بہتر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ہاں سنو! یہ حقیقت ہے کہ اگر دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک مچھر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس دنیا میں کسی کافر کو پانی کا گھونٹ بھی نہ دیتے، لہٰذا بلاشبہ دنیا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بے قیمت چیز ہے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہونے کا کیا مطلب ہے؟ تو بعض اکابرؒ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ دنیادار کو پوری دنیا کی دولت ملنے سے جو راحت اور مسرت ہوسکتی ہے، یہ اس سے زیادہ خوشی اور مسرت کا مقام ہے، گویا اگر ساری کی ساری دنیا بمع ساز و سامان کے ایک آدمی کے حوالے کردی جائے کہ تم جو چاہو کرو، جس کو چاہو دو، جس کو چاہو نہ دو، پوری کی پوری دنیا تمہارے قبضے میں کردی گئی ہے، اگر فرض کرو کسی کے لئے ایسا ہوجائے تو وہ دنیا کا کتنا بڑا خوش قسمت انسان کہلائے گا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: اگر تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت ہوجائے تو یہ اس سے زیادہ بہتر ہے۔

بعض اکابرؒ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ساری دنیا اور دنیا کے خزانے تمہیں دے دیئے جائیں اور تم اس پوری دنیا اور اس کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ کردو، تو کتنا فضیلت کی چیز ہوگی؟ تو فرمایا کہ اس فضیلت سے بہتر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت عطا کردے۔

یہ بات اور یہ حدیث جو میں نے درمیان میں نقل کی ہے، اس سے میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا نہیں دیا تھا، اس وقت تک کسی کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ یہ خطاب کس کو ملنے والا ہے؟ اور یہ سعادت کس

کے حصے میں آنے والی ہے؟ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حیدر کرارؓ کے ہاتھ میں جھنڈا دیا تو معلوم ہوا کہ آیتِ مذکورہ کا مصداق یہ ہیں۔

حضرت علیؓ ہمارے ہیں:

یہاں ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت علیؓ، شیعوں کے نہیں وہ ہمارے ہیں، وہ ہمارے خلیفۂ راشد ہیں، ہمارا اعتقاد ہے کہ: "حُبُّ عَلِیٍّ مِنَ الْاِیْمَانِ" علیؓ کی محبت ایمان ہے۔ اور: "اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ" علیؓ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، جس طرح بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے، اسی طرح علیؓ کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

حضرت علیؓ مقتدی اور اصحابِ ثلاثہؓ اِمام:

حضرت علیؓ کی بہت اُونچی شان ہے، بہت اُونچی شان ہے، ان کی شان کو کون پہنچ سکتا ہے؟ مگر وہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے مقتدی ہیں، یہ حضرات ان کے مقتدا ہیں، پھر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کے مقتدا ہیں، اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ و علیؓ کے، اور حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کے مقتدا ہیں، یہ سب حضرات امام ہیں، اور حضرت علیؓ ان کے پیچھے ہیں، جبکہ خلفائے ثلاثہ ان کے امام ہیں اور یہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہیں۔

حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے: میں جب میدانِ جنگ میں مبارزت کے لئے جاتا اور نکلتا تھا، یعنی اُدھر سے کافروں کا سوار نکلتا تھا، اِدھر سے اسلام کا مجاہد میدان میں آتا اور مقابلہ ہوتا تھا، تو حضرت علیؓ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

انا الذی سمتنی امی حیدرۃ!

یعنی میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے شیر رکھا ہے، کیونکہ حیدر شیر کو کہتے ہیں، جیسے شیر کو دیکھ کر جانوروں کا پتہ پانی ہوجاتا ہے، اس طرح مجھے دیکھ کر کافروں کا پتہ پانی ہوجاتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا اعزاز:

توجس طرح حضرت علیؓ کے ہاتھوں میں جب تک جھنڈا نہیں دے دیا گیا، اس وقت تک کسی کو معلوم نہیں تھا کہ اس ارشادِ نبویؐ: ''یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ'' (وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں) کے مصداق کا اعزاز وفضیلت کس کے حصے میں آتی ہے؟ بلکہ ہر ایک منتظر تھا کہ شاید مجھے مل جائے، لیکن جب آپؐ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا دے دیا تو معلوم ہوا کہ آیتِ مذکورہ کا مصداق حضرت علیؓ ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس وقت آیتِ شریفہ: ''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ'' نازل ہوئی، تو اس وقت بھی کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ فضیلت اور یہ سعادت کس کے حصے میں آنے والی ہے؟ یہ تاج کس کے سر پر سجایا جائے گا؟ اور محبت اور محبوبیت کا تمغہ کس کو عطا کیا جائے گا؟ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتنۂ ارتداد پھیلا، لوگ مرتد ہوئے اور انہی مرتدوں میں جھوٹے مدعیانِ نبوّت بھی تھے، جن میں سرِ فہرست مسیلمہ کذاب تھا، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خط لکھا تھا کہ:

''من مسیلمة رسول اللّٰہ الی محمد رسول اللّٰہ، سلام علیک، اما بعد! فانی قد اشرکت فی الأمر وان لنا نصف الأمر ولقریش نصف الأمر، لٰکن قریش قوم یعتدون۔'' (دلائل النبوة ج:۵ ص:۳۳۲)

ترجمہ:۔۔۔''یہ خط ہے مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام، بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے تمہاری نبوّت میں مجھے بھی شریک کردیا، اس لئے آدھی زمین تمہاری آدھی میری (مل کر کھائیں گے)، لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں (کہ مجھے اس میں شریک نہیں کرتے)۔''

مسیلمہ کے خط کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا:

”من محمد رسول اللّٰہ الٰی مسیلمۃ الکذاب، سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ، اما بعد! فان الأرض اللّٰہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔“ (دلائل النبوۃ ج:۵ ص:۳۳۲، کنزالعمال ج:۱۴ ص:۱۰۲ حدیث:۳۸۳۸۶)

ترجمہ:۔۔۔”محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام، اما بعد! زمین اللہ کی ہے، اللہ جس کو چاہتا ہے، اس کا وارث بنا دیتا ہے، اور اچھا انجام متقیوں کے لئے ہے۔“

دراصل مسیلمہ کذاب نے دعویٔ نبوّت تو کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، مگر اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا، نجد اور یمامہ پورا علاقہ مسیلمہ کذاب کے قبضے میں تھا، اسی طرح سجاح نام کی ایک خاتون تھی، اس نے بھی دعویٔ نبوّت کیا تھا، جس نے بعد میں مسیلمہ کے ساتھ شادی کرلی تھی، مسیلمہ نے اس سے پوچھا کہ: تمہیں مہر کیا دیں؟ تو کہنے لگی: دو نمازیں معاف کردو! چنانچہ مسیلمہ کذاب نے دو نمازیں معاف کردیں۔ بات لمبی نہیں مختصر کروں گا، کیونکہ ابھی اصل مضمون بیان کرنا ہے۔

مسیلمہ کے مقابلہ میں لشکرِ اسلام:

مختصر یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سب سے پہلے جو لشکر بھیجا گیا، وہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں تھا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (اللہ کی تلواروں میں سے ایک) اس لشکر کے سپہ سالار تھے، جب مسیلمہ سے مقابلہ ہوا تو بڑے بڑے قراء صحابہ کرامؓ اس جہاد میں شہید ہوئے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطابؓ بھی شہید ہوئے۔

مسیلمہ کذاب اور اس کی قوم نے مسلمانوں کا اس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ ایک دفعہ تو مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے، حضرت خالد بن ولیدؓ نے صحابہ کرامؓ کو پھر سے جمع

اور مرتب کیا اور ان پر دوبارہ حملہ کیا، حضرت سالمؓ، حضرت علیؓ، حضرت حذیفہؓ اور ایک دوسرے صحابی نے لوگوں سے کہا کہ: لوگو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس طرح نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو سنگلوں سے باندھ لیا تاکہ پیچھے نہ ہٹ پائیں، مختصر یہ کہ مسلمانوں کی فوج نے بے جگری سے ان کا مقابلہ کیا، چنانچہ مسلمان، مسیلمہ کذاب اور ان کے ایک لاکھ کے لشکر کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ایک باغ میں لے گئے، تو مسیلمہ کذاب اور اس کی جماعت نے اپنے آپ کو ایک بہت بڑے باغ میں، جس کی چاردیواری اور دروازہ تھا، قلعہ بند کرلیا اور محفوظ ہوگئے۔

قلعہ حدیقۃ الموت کا دروازہ کھولنے کی انوکھی ترکیب!

ایک صحابیؓ نے کہا: اندر سے تو دروازہ اور کنڈا بند ہے، میں تمہیں اس کی تدبیر بتادیتا ہوں، اگر تم اس پر عمل کرو تو یہ مشکل حل ہوسکتی ہے، وہ یہ ہے کہ مجھے نیزوں پر اُٹھا کر دیوار کے اُوپر سے اندر پھینک دو تو میں کنڈا کھول دوں گا، اگر انہوں نے مجھے شہید بھی کردیا تو کوئی بات نہیں، اور اگر میں شہید ہونے سے پہلے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوگیا تو تم اندر داخل ہوجانا، اور اگر میں شہید ہوجاؤں تو میری جگہ ایک اور آدمی کو اندر پھینک دو، ایک اور کو پھینک دو، ایک اور کو پھینک دو، یہاں تک کہ مسلمان اس قلعہ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہوجائیں۔

صحابہ کرامؓ نے ان کی رائے سے اتفاق کیا اور ان کو اندر قلعہ میں پھینک دیا، چونکہ ان کا نیزہ اور تلوار ان کے ساتھ تھی اس لئے وہ ان سے لڑتے بھڑتے دروازہ تک پہنچ گئے اور دروازہ کھول دیا، تو مسلمان یلغار کرکے اس کے اندر داخل ہوگئے اور مسیلمہ کے لشکر کو ٹھکانے لگانے میں کامیاب ہوگئے، مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی بن حربؓ ---جو حضرت حمزہؓ کے قاتل تھے--- نے قتل کیا تھا، جس کی صورت یہ ہوئی کہ ان کے پاس ایک حربہ چھوٹا سا نیزہ تھا، اس کو انہوں نے اس طرح پھینک کر مارا کہ مسیلمہ کذاب کے جا کر لگا اور وہ وہیں مردار ہوگیا، اس جنگ میں مسیلمہ کذاب کے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے، تو بارہ سو کے قریب حضراتِ

صحابہ کرامؓ نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔

ایک صحابیؓ کا ایمان افروز واقعہ:

اس غزوہ کے واقعات تو بہت ہیں، لیکن میں تمہیں ان میں سے ایک واقعہ سنائے دیتا ہوں، اگرچہ یہ میرے موضوع میں داخل تو نہیں، تاہم چونکہ اچھی بات ہے، اور بھائی! حضراتِ صحابہ کرامؓ کی تو ساری باتیں ہی ایمان افروز ہوا کرتی ہیں، اور ان سے ایمان تازہ ہوتا ہے، اس لئے ان کا سننا اور سنانا ایمان کی تازگی کا باعث ہے، اس لئے سنانا چاہتا ہوں:

ایک صحابی جن کا نام غالباً سہیلؓ ہے، وہ شہید ہوگئے، تو ان کی زرہ (یہ دراصل لوہے کا کڑیوں والا کُرتا ہوتا ہے جسے لڑائی کے وقت پہنا کرتے تھے) کسی نے اُٹھالی اور اسے اُٹھا کر اُونٹ کے کجاوے کے نیچے رکھ دیا، تو وہ شہید صحابیؓ ایک دوسرے صحابی کے خواب میں آئے اور کہا کہ: امیرِ لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کو میرا یہ پیغام دے دو کہ میری زرہ فلاں آدمی نے چرالی ہے اور فلاں جگہ ہنڈیا کے نیچے رکھی ہوئی ہے، اس کے اُوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے، اور کسی کو اس کا پتہ نہیں، اس لئے وہ اس سے وصول کرکے میرے وارثوں کو پہنچائیں، اور جب تم لوگ مدینہ طیبہ واپس جاؤ تو حضرت ابوبکرؓ کو میرا سلام کہو اور کہو کہ میرے غلاموں میں سے دو غلاموں کو آزاد کردیا جائے، جب حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس صحابی کے خواب اور پیغام کا بتایا گیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ تحقیق وتفتیش کے لئے اس مطلوبہ جگہ پہنچے تو واقعی ٹھیک جہاں زرہ رکھی تھی اس کی نشاندہی کی گئی تھی، کجاوہ اُٹھایا تو نیچے زرہ پڑی ہوئی تھی، انہوں نے کہا کہ: یہ ان کی کرامت ہے کہ یہ خواب بالکل سچا ثابت ہوا۔

مرنے کے بعد وصیت اور اس پر عمل:

یہ لشکر جب واپس ہوا اور خلیفۃ الرسولؐ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان صحابی کا قصہ اور ان کی وصیت ذکر کی گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے دو غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ اسلام میں ایک واحد مثال ہے کہ

مرنے کے بعد وصیت کی گئی اور اُسے نافذ کیا گیا، ورنہ ایسا ہوتا نہیں ہے، کیونکہ وصیت تو زندگی میں ہوتی ہے، مرنے کے بعد تھوڑی وصیت ہوتی ہے؟

خیر تو میں عرض کررہا تھا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بھیجے ہوئے لشکر نے ان مرتدین سے مقابلہ کیا تب پتہ چلا کہ یہ جھنڈا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا جانا تھا، اور ارشادِ الٰہی: "یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ" میں جو چھ صفات ذکر کی گئی تھیں، اس کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ اسی طرح یہ تمغہ جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، یہ بھی انہیں کے حصہ میں آیا۔

ایک نکتہ:

یہاں ایک نکتہ ذکر کرتا ہوں، وہ یہ کہ میں نے حضرت علیؓ کے بارے میں غزوۂ خیبر کی حدیث ذکر کی تھی، اس میں یہ فرمایا گیا تھا کہ: "یُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ" یعنی جس شخص کو میں جھنڈا دوں گا، وہ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ، اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔ مگر یہاں مرتدین سے مقابلہ کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ" اللہ ان سے محبت رکھے گا اور وہ اللہ سے محبت رکھیں گے۔ کیا آپ حضرات کو ان دونوں کا فرق سمجھ میں آیا؟ اگر نہیں آیا تو میں سمجھاتا ہوں، وہ یہ کہ:

حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: "یُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ" کہ وہ آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ، اس سے محبت رکھتے ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت:

دوسری طرف مرتدوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو لانے کا وعدہ فرمایا، اس کے بارے میں فرمایا: "یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ" یعنی اللہ کو ان سے محبت ہے، اور ان کو

اللہ سے محبت ہے۔ یہاں رسول اللہؐ کا ذکر نہیں کیا، بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی اللہ ہی کی محبت ہے، اور جس کو اللہ سے محبت ہوگی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت ہوگی، یہ لازم و ملزوم ہیں، اور کبھی ایسا بھی کردیا جاتا ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کو ذکر کردیا جاتا ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ حدیث میں حضرت علیؓ کی اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کو پہلے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ: وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوگا، اس کے بعد فرمایا گیا کہ: "وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ" لیکن یہاں ترتیب الٹی ہے، یہاں اللہ کا ان سے محبت رکھنا پہلے ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے، گویا یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں: "وَیُحِبُّوْنَہٗ" اور وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے عاشق اور محبِ صادق بھی ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت صدیقؓ کے مقام کا فرق:

مطلب یہ ہے کہ ایک ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہونا اور ایک ہے اللہ کا محب ہونا، حضرت علیؓ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ محب پہلے ہیں اور محبوب بعد میں ہیں، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں فرمایا کہ: وہ محبوب پہلے ہیں، اور محب بعد میں ہیں، کیا خیال ہے؟ دونوں کے درمیان میں فرق سمجھ میں آیا؟

یہ تو ظاہر ہے جو اللہ کا محب ہوگا وہ حق تعالیٰ کا محبوب بھی ہوگا، اور جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا وہ محب بھی ہوگا، یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں لیکن زہے سعادت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے رُفقا کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوبیت کا تمغہ پہلے دیا اور محب ہونے کا تمغہ بعد میں دیا، محبوب پہلے نمبر پر اور محب بعد میں۔

عمرؓ، مرادِ رسول:

یہ وہی بات ہے جو صحابہ کرامؓ حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں فرمایا کرتے

تھے، فرماتے تھے کہ ہم لوگ آئے تھے اور عمرؓ لائے گئے ہیں، ہم مریدین بن کر آئے تھے اور وہ مراد بن کر لائے گئے ہیں۔ تو ایک تو یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہیں۔

ایک اور نکتہ:

مرتدین کے مقابلہ میں آنے والی جماعت کی تیسری اور چوتھی صفت یہ ذکر فرمائی گئی تھی کہ: "اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ، اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ" اہلِ علم اور اربابِ مدارس علماء جانتے ہیں کہ "عزیز" کا لفظ اُوپر کے لئے آتا ہے اور "ذلیل" کا لفظ نیچے کے لئے آتا ہے، چنانچہ ان کی صفت یہ ہوگی کہ "وہ مؤمنوں کے لئے ذلیل ہوں گے" ظاہر ہے کہ ذلیل اُوپر تو نہیں ہوتا نیچے ہی ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ اُوپر ہونے کے باوجود مؤمنوں کے سامنے سر جھکا کر رہیں گے، یعنی ان کی تواضع کا یہ عالم ہوگا کہ سب کچھ ہونے کے باوجود، علم وفضل کے باوجود، اپنی محبوبیت اور محبت کے باوجود وہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے ساتھ بھی نیچا ہو کر یعنی تواضع کر کے رہیں گے اور اپنے آپ کو اُونچا نہیں کہیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پہلا خطبہ:

سیّدنا ابوبکر صدیقؓ نے خلیفۂ رسولؐ بننے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا تھا، اس میں انہوں نے فرمایا تھا: لوگو! مجھے تمہارے معاملات کا والی بنا دیا گیا ہے، میں تم سے اچھا نہیں ہوں، میں تم سے اچھا نہیں ہوں، اگر میں سیدھا چلوں تو میری مدد کرو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تواضع:

حضرت صدیق اکبرؓ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی بعض بڑی بوڑھیوں کا پانی بھر کے دیا کرتے تھے، جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنا دیئے گئے تو انہوں نے کہا کہ اب ہمارا پانی کون بھرا کرے گا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا: میں بھر دیا کروں گا، اب بھی بھر دوں گا! یہ تھی آپؓ کی تواضع، انکساری، عاجزی،

نیازمندی اور مسلمانوں کے سامنے اپنے آپ کو نیچا کرنا۔ ٹھیک اسی طرح سیّدنا عمر فاروقؓ کا حال تھا،۔۔۔ لوگوں کو دبدبۂ فاروقی تو یاد ہے لیکن انہیں حضرت فاروق اعظمؓ کی تواضع یاد نہیں ہے۔۔۔ ان کو فاروقیؓ دُرّہ تو یاد ہے کہ ہر وقت کندھے پر رہتا تھا، چنانچہ ان کے دبدبہ سے بڑے بڑے بھی تھر تھر کانپتے تھے، مگر ان کا خوف وخشیت یاد نہیں۔۔۔

انہوں نے بھی پہلے خطبے میں فرمایا تھا: سنو! تم میں سے جو زیادہ طاقت ور ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے، جب تک کہ میں اس سے کمزور کا حق وصول نہ کرلوں، اور جو تم میں سے کمزور ہے وہ میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ اس کا حق ادا نہ کردوں۔

بلاشبہ یہ حضرات مؤمنوں کے سامنے اپنے آپ کو اتنا نیچا کرنے والے اور اتنا پست کرنے والے تھے، ایسا لگتا تھا کہ ان کا اپنا کوئی وجود ہی نہیں ہے، ان کی پوری زندگیوں میں ایسا کوئی ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا کہ کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ یا سیّدنا امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے کسی مسلمان کے سامنے اپنی بڑائی کا اظہار کیا ہو، اور اپنے آپ کو بڑا ظاہر کیا ہو، مؤمنوں کے لئے تو اتنا متواضع تھے، لیکن: ”اَعِزَّةٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ“ کافروں کے مقابلہ میں عزیز وسربلند ہوکر رہے، کبھی سر نیچا نہیں کیا۔

حضرت عمرؓ کا دبدبہ اور رُومی قاصد:

حضرت رومیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر ابن الخطابؓ کی خدمت میں شاہِ روم کا قاصد اور سفیر آیا، مدینے میں آکر پوچھنے لگا کہ مسلمانوں کے خلیفہ کا محل کونسا ہے؟ یعنی ”قصرِ خلافت“ کون سا ہے؟

ایک بات درمیان میں کہہ دوں، مجھے معاف کرنا صرف ایک ہی فقرہ کہتا ہوں وہ یہ کہ ہم لوگ یہ بھول گئے کہ ہماری شان وشوکت ان مادّی ترقیات میں نہیں ہے، مگر افسوس کہ ہم نے کافروں کی طرح محلات میں، بلڈنگوں میں اور نمائشی چیزوں میں شان وشوکت ڈھونڈنا شروع کردی، بھائی! ہماری شان وشوکت ان چیزوں میں نہیں ہے۔

خیر تو جب رومی قاصد نے پوچھا کہ قصرِ خلافت کون سا ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ: امیرالمؤمنین کا کوئی محل نہیں، آپ مسجد میں رہتے ہیں، وہیں جاکر دیکھ لو، وہ مسجد میں گیا وہاں نہیں ملے، وہاں کوئی آدمی موجود تھا اس سے پوچھا کہ: امیرالمؤمنین کہاں ہیں؟ کہنے لگا کہ: صدقے کا اونٹ گم ہوگیا ہے، اس کو تلاش کرنے کے لئے جنگل کی طرف گئے ہیں۔

ہیبتِ فاروقی:

حضرت عمرؓ صدقہ کا اُونٹ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے، مگر اُونٹ نہیں ملا، دوپہر کا وقت ہوگیا، تو ایک درخت کے سائے میں پتھر سر کے نیچے رکھ کر سوگئے، رومی سفیر بھی انہیں ڈھونڈتا ڈھونڈتا وہاں پہنچا، دیکھا تو امیرالمؤمنین اس وقت سو رہے ہیں، نہ کوئی ہتھیار پاس ہے اور نہ کوئی پہرے دار! مگر جیسے ہی سفیر وہاں پہنچا اور آپؓ پر نظر پڑی تو تھرتھر کانپنے لگا، مولانا رومیؒ اس مقام پر فرماتے ہیں:

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست

یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، بندۂ مخلوق کی طرف سے نہیں، گودڑی پہنا فقیر جو ایک درخت کے نیچے بغیر کسی چادر کے لیٹا ہوا ہے، یہ اس کی ہیبت نہیں بلکہ یہ ہیبتِ ربانی ہے!

کافروں کے مقابلے میں ایسے سخت اور ایسے سربلند کہ کبھی کسی کافر کے مقابلے میں سر نیچا کرنا سیکھا ہی نہیں، سَر کٹ سکتا ہے مگر جھک نہیں سکتا۔

کفر کے وار کا انداز!

یہاں مجھے ایک لطیفہ یاد آیا وہ یہ کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی آپس میں لڑائیاں ہوئیں، اس وقت کے شاہِ روم کو پتہ چلا تو اس نے سوچا کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف ہے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کا یہ بہترین موقع ہے۔

یاد رکھو! کفر ہم پر سیدھا وار کرکے کبھی بھی غالب نہیں آیا، جب بھی کفر نے ہم پر حملہ کیا ہے، ہمارے درمیان پھوٹ ڈال کر ہی کیا ہے، یعنی مسلمانوں کے درمیان

اختلافات پیدا کرکے، ان کو آپس میں لڑا کر وہ ہمارے مقابلے میں آیا ہے، اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ آج بھی اگر مسلمان متحد ہوجائیں، چاہے ان کے پاس کچھ بھی نہ ہو، ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، حتیٰ کہ اگر امریکہ بہادر بھی ان پر حملہ کرے گا تو کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ کفر نے جب بھی ہم پر حملہ کیا ہے، یا جب بھی وہ ہمارے خلاف میدان میں آیا ہے، ہمیں لڑا کر آیا ہے، جیسا کہ اب افغانستان میں مجاہدین کو (آپس میں) لڑا رہا ہے۔

حضرت معاویہؓ کا شاہِ روم کو جواب:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ شاہِ روم کے ارادے بد ہیں، اور ہمارے اختلافات سے فائدہ اُٹھا کر حضرت علیؓ کے کیمپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، تو حضرت معاویہؓ نے اس کو خط لکھا جس کو لسان العرب میں نقل کیا گیا ہے، اسی طرح ہمارے مفتی شفیع صاحبؒ نے ''مقامِ صحابہ کرامؓ'' میں بھی اس کو نقل کیا ہے۔ اس خط کا یہ مضمون تھا کہ: ''او نصرانی (کتے)! مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم میرے اور میرے بھائی علیؓ کے درمیان اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ کرنا چاہتے ہو، تمہیں یہ یاد رہنا چاہئے کہ اگر تم نے ایسا کرنے کا سوچا تو میں اپنے ابنِ عم (چچازاد بھائی) سے صلح کرلوں گا اور ان کی فوج میں شامل ہوکر تمہارے مقابلے میں آؤں گا، اور علیؓ کی فوج کے پہلے سپاہی کا نام معاویہ ہوگا جو تم پر حملہ کرے گا۔ تو یہ معنی ہے: ''اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ'' کا کہ کافروں کے مقابلے میں سر بلند رہیں گے، کبھی سر نیچا نہیں کریں گے۔

سازشی مسلمان نہیں کافر ہوتے ہیں:

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسلمان سازشیں نہیں کیا کرتے، اور ہمارے اندرونی طور پر خفیہ منصوبے نہیں ہوتے، ہم سازش کے ذریعہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کرتے، ہاں! باطل ہمیشہ سازش کے ذریعہ کامیاب ہوتا ہے، مسلمان کبھی سازشیں نہیں کرتے بلکہ کھلے عام ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتے ہیں اور: ''یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔'' (جہاد کریں گے اللہ کے راستے میں) کے مصداق مسلمان مجاہد ہوں گے۔ اور مجاہد بھی

''المجاهد فی سبیل اللہ!'' یعنی اللہ کی راہ کے مجاہد۔

''کارِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد'' کہنے والے:

مجھے ذرا سی گستاخی کی اجازت دیجئے تو عرض کروں کہ آج کل تم لوگوں نے ایک نعرہ بلند کیا ہے کہ: ''کارِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد!'' لیکن قرآن کہتا ہے: ''فی سبیل اللہ جہاد'' اگر یہ چیز، جس کو اللہ تعالیٰ: ''یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہ'' فرمارہے ہیں، اگر۔۔۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔۔۔ فساد ہے، تو مجھے یہ بتاؤ پھر اصلاح کس چیز کا نام ہے؟ ایسا نعرہ لگانے والوں سے کہوں گا کہ تم نے مُلّا کا نہیں اللہ کے قرآن کا مذاق اُڑایا ہے، تم اپنے ایمان کی فکر کرو۔۔۔!

ہر آدمی اپنی ذہنی سطح پر:

ابھی پرسوں کی بات ہے، میں صبح کے وقت خطوں کے جواب لکھ رہا تھا، ان میں سے ایک خط ایسا بھی تھا جس میں اس نے کچھ اُلٹی سیدھی باتیں لکھیں، اور اسی میں ایک یہ بات بھی لکھی کہ:

> ''مجھے میرے دوستوں نے بتایا ہے کہ جب تک بڑے بڑے سرمایہ داروں سے سفارش نہیں کراؤ گے اس وقت تک تمہیں تمہارے خط کا جواب نہیں ملے گا۔''

افسوس! کہ دنیا میں ایسے ایسے سمجھ دار لوگ بھی موجود ہیں؟ میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ:

> ''آپ کے دوستوں نے صحیح کہا ہے، اس لئے کہ ہر آدمی اپنی ذہنی سطح پر سوچنے پر مجبور ہوتا ہے، وہ کیڑا جو غلاظت کے اندر رہتا ہے، اس کا زمین و آسمان وہی ہے، وہ اس سے زیادہ سوچ ہی نہیں سکتا، وہ کیڑا جو پتھر کے اندر رہتا ہے وہ نہیں سوچ سکتا کہ دنیا اس سے زیادہ بھی وسیع ہوسکتی ہے، اس لئے کہ تم لوگ اپنی ذاتی

منفعت، ذاتی ضروریات، وجاہت، مال و جاہ یا اسی طرح کسی دوسرے دنیاوی مفاد سے ہٹ کر سوچ ہی نہیں سکتے، تمہاری سمجھ میں یہ آ ہی نہیں سکتا کہ کوئی آدمی خالص اللہ کی رضا کے لئے بھی اس زمانے میں کام کرسکتا ہے؟ یہ تمہاری عقل میں نہیں آ سکتا؟ میں تمہیں معذور سمجھتا ہوں، اللہ کا شکر ہے جو کچھ کرتا ہوں محض رضا الٰہی کے لئے کرتا ہوں، واللہ! کوئی مقصد نہیں، نہ کوئی سیاسی مقصد ہے، نہ کوئی عزت کا مقصد ہے، نہ کوئی وجاہت کا مقصد ہے، نہ کوئی روٹی کا مقصد ہے، بلکہ اللہ کا شکر ہے تم سے زیادہ اچھی مل رہی ہے اور اتنی آرام سے مل رہی ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔''

دُنیا میں جنت کا مزہ:

میں تمہیں ایک لطیفہ سناتا ہوں کہ ایک بار میں بیٹھا تھا کہ ایک ساتھی کہنے لگا: کیا حال ہے؟ میں نے کہا: ہمارا حال کیا پوچھتے ہو؟ چونکہ وہ میری بات کا مطلب نہ سمجھ پایا تھا، اس لئے اس نے سمجھا کہ شاید اس کو کوئی تکلیف ہے یا یہ دکھی ہے؟ اگرچہ بظاہر اس کو کوئی تکلیف نظر نہ آئی تاہم مجھے کہنے لگا: کیا بات ہے؟ کیا بڑھاپا آ گیا ہے؟ میں نے کہا: میرا بھائی! تم نے میرا مطلب ہی نہیں سمجھا، اس لئے کہ اگر جنت کے اندر رہتے ہوئے آپ کسی جنتی سے پوچھیں: کیا حال ہے؟ تو اس کا جو جواب ہوگا وہی میرا جواب ہے، یعنی جنتی سے جنت کے اندر رہتے ہوئے پوچھیں گے کہ: کیا حال ہے؟ تو وہ بھی یہی کہے گا کہ ہمارا کیا حال پوچھتے ہو؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اللہ تعالیٰ نے زندگی میں جنت کا مزہ عطا کردیا ہے، مجھے کوئی تکلیف نہیں اور دنیا کی کوئی فکر نہیں، کوئی فاقہ نہیں ہے، اب میں تمہیں کیا بتاؤں کہ کیا حال ہے؟ میں تو تمہیں جنتی والا ہی جواب دے سکتا ہوں۔

تم لوگ تو جانتے ہی نہیں کہ زندگی کیا ہے؟ اور زندگی کا مزہ کیا ہے؟ زندگی کی حقیقت کیا ہے؟ تم تو اپنی ذہنی سطح سے اُوپر سوچنے سے ہی معذور ہو، اس لئے تم کہتے ہو:

’’کارِ مُلّا فی سبیل اللہ فساد!‘‘ نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ!

یہی وجہ ہے کہ جو کام بھی دین کے نام پر کیا جائے تم کہتے ہو، یہ اغراض ومقاصد کے لئے ہے۔

تحریک ۱۹۵۳ء کے اغراض ومقاصد:

ابھی آپ لوگوں نے پڑھا ہوگا، جسٹس جاوید اقبال، جو ہماری عدالت کا معزز رکن بھی رہا ہے، اور اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ علامہ اقبال کا نطفہ ہے، مجھے معاف کیجئے میں یہی لفظ استعمال کرتا ہوں اور جان بوجھ کر استعمال کرتا ہوں، اس نے کہا کہ: ’’۱۹۵۳ء کی تحریک سیاسی اغراض کے لئے چلائی گئی تھی!‘‘

حیف! صد حیف ہے! اُن لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک سیاسی اغراض کے لئے چلائی گئی تھی، اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ تحریک ان لوگوں نے چلائی تھی جن کی شکل دیکھنا جنت میں داخل ہونے کی ضمانت تھی، یعنی جن کی شکل دیکھنے سے جنت ملتی تھی، ایسے اللہ کے مخلص بندوں نے یہ تحریک چلائی تھی۔ یہ اللہ کے وہ مخلص بندے تھے جنہوں نے اپنے نام، نمود، نمائش اور تمام چیزوں کا پتہ کاٹ دیا تھا، ان کے ہاں یہ چیزیں تھیں ہی نہیں، تم جانتے ہو! امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہدِ ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور اس سطح کے دوسرے ان اکابرؒ نے یہ تحریک چلائی تھی کہ خدا کی قسم! اگر ان کی جوتیاں سر پر رکھ لیں تو ہمیں جنت نصیب ہوجائے۔ تم کہتے ہو کہ یہ سیاسی اغراض کے لئے تھی، میں واشگاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ مرزائیوں نے تمہیں لقمہ دیا ہے، اور تم نے ان کی بولی بولنا شروع کردی ہے، عقل ودماغ اللہ نے تمہیں بھی دیا ہے، ذرا بتلاؤ کون سا سیاسی مقصد تھا؟ جس کے لئے یہ تحریک چلائی گئی تھی؟ مجھے ذرا بتاؤ تو سہی؟ میرے سوال کا جواب دو! سیاسی تجزیہ کرکے بتلاؤ کہ کیا اغراض تھیں؟ جانتے بھی ہو کہ سیاست کیا ہوتی ہے؟ ہاں! میں جانتا ہوں، اگرچہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں، میں تو شروع سے مُلّاں ہوں، مسجد میں بیٹھتا ہوں، باہر پنڈالوں، میدانوں اور باغوں باغیچوں میں جو جلسے کرتے ہیں، میری طبیعت وہاں نہیں

چلتی، مسجد میں چلتی ہے، مُلّاں ہوں، خاص خدا کے گھر میں بیٹھ کر مجھے بات کرنا آتی ہے، لیکن الحمدللہ! تم سے سیاست زیادہ جانتا ہوں، تمہیں یہی معلوم نہیں کہ سیاست کس چیز کا نام ہے؟ تم نے ذاتی مفادات اور اغراض و مقاصد کے حصول کا نام سیاست رکھ لیا ہے، یہ سیاست نہیں ہے، یہ قوم کو دھوکا دینا ہے، تم قوم کو کھلونا بناتے ہو، اس سے کھیلتے ہو، تم نے قوم کو بازیچۂ اطفال اور فٹ بال بنایا ہوا ہے، کیا اس کا نام سیاست ہے۔۔۔؟

میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”یجاھدون فی سبیل اللّٰہ“ وہ جہاد کریں گے اللہ کے راستے میں: ”ولا یخافون لومة لائم“ اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے، چاہے جاوید اقبال ہو یا کوئی اور، شوکت حیات ہو یا دولتانہ، ناظم الدین ہو یا آج کا صدر محمد اسحق خان، وزیر اعظم نواز شریف ہو یا بے نظیر، امریکہ بہادر ہو یا ملکہ برطانیہ، الحمدللہ! ہمیں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں ہے، صرف ایک ذات پر نگاہ ہے، اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات! صرف اور صرف یہی غرض ہے کہ وہ راضی ہو جائے اور بس! مسجد اور خانۂ خدا میں بیٹھا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ ایک پیسے کا لالچ نہیں، اور ایک آدمی کو اپنے ساتھ ملانے کا لالچ نہیں، تم نے سمجھا ہی نہیں، تم نے جانا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندے کیسے ہوتے ہیں؟ ارے تم نے اللہ کے بندے دیکھے ہی نہیں:

گل کو ناز ہے اپنی نزاکت پر چمن میں اے ذوقؔ
اس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے!

تم نے آدمی دیکھے ہی نہیں، تمہیں معلوم ہی نہیں کہ آدمی کون ہوتے ہیں؟ تم نے تو اس بھیڑ کو جو بازاروں میں پھر رہی ہے اور یہ جو اسمبلیوں میں بیٹھتی ہے، جو امریکہ اور برطانیہ کے طواف کرتی ہے، اس بھیڑ کو انسان سمجھ لیا ہے۔ میرے بھائی! یہ آدمی نہیں ہیں، یہ آدمیوں کی شکلیں ہیں بلکہ گستاخی معاف! یہ بھیڑیئے ہیں جو انسانوں کے لباس میں ہیں۔

تم نے آدمی نہیں دیکھے، کبھی آؤ اور آ کر آدمیوں کے پاس بیٹھو، لیکن تمہیں اپنی انا چھوڑ کر مسجد کی چٹائی پہ آنا ہوگا، چٹائی پر بیٹھنا ہوگا، پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ آدمی کون ہیں؟ اور

سکونِ قلب کی دولت کس کے پاس سے ملتی ہے؟:

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

خیر بات دوسری طرف چلی گئی، میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، مگر تم کہتے ہو: ''کارِ مُلاَّ فی سبیل اللہ فساد!''

جہاد کی قسمیں:

یاد رکھو! جہاد تین قسم کا ہوتا ہے:

اوّل: مال کے ساتھ جہاد ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ''وَجَاهِدُوْا بِأَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔'' قرآن کریم میں بار بار آتا ہے کہ مال کے ساتھ جہاد ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ نے مالی قربانیوں کے ایسے ریکارڈ قائم کئے اور ایسی مثالیں پیش کیں کہ کوئی ان کو نہیں دُہرا سکتا، میں یہاں ان تفصیلات کو ذکر نہیں کرنا چاہتا۔

دوم: زبان و قلم سے جہاد ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''یوزن یوم القیامة مداد العلماء بدم الشهداء!''

(اِحیاء العلوم ج:۱ ص:۶ طبع بیروت)

ترجمہ:... ''قیامت کے دن علماء کے قلم کی سیاہی شہداء کے خون سے تولی جائے گی۔''

یعنی علماء کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی، باطل کے مقابلے میں قلم اور زبان کے ساتھ جہاد کرنا اور کبھی باطل کے ساتھ مصالحت نہ کرنا۔

سوم:... تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو بارگاہِ الٰہی میں نذرانۂ سر پیش کردینا اور جان کی قربانی پیش کردینا۔

اللہ کا شکر ہے کہ اللہ کے بندے تینوں قسم کے جہاد کے لئے تیار ہیں، اور ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ اگرچہ انہیں کوئی: سرپھرا کہے، کوئی: مذہبی جنونی کہے، اور کوئی: سیاسی اغراض و مقاصد کا طعنہ دے، کوئی کچھ کہے، کوئی کچھ کہے، بلکہ جس کے منہ میں جو آئے کہے، مگر وہ: ”وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ“ کے مصداق کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے، اور یہ ان کا کمال نہیں بلکہ: ”ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ“ یہ اللہ کا فضل ہے دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں۔ ہاں! یہ ہر ایک کو نہیں ملتا، یہ دولتِ عظمیٰ ہر ایک کو تھوڑی دیتے ہیں؟ ”وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ“ اللہ بڑی وسعت والا اور بڑے علم والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے سب سے پہلے مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کی جماعت کے حضرات تھے، اس لئے کہ جب پورے عرب میں ارتداد کی آگ پھیل گئی تھی اور گیارہ قسم کے قبائل مرتد ہوگئے تھے تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فراست اور حضرت خالدؓ کی تلوار کے ذریعہ اس ارتداد کا قلع قمع کیا گیا، دو سال بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر ملتے ہیں اور ان کی بارگاہ میں سلام کرتے ہیں، تو گویا دو سال کے بعد غلام اپنے آقا کی خدمت میں اس طرح سرخرو ہوکر حاضر ہوتا ہے کہ پورا عرب دوبارہ اسلام کے زیر نگیں تھا اور صدیقی فوجیں فارس اور روم کا مقابلہ کر رہی تھیں۔

خلاصہ یہ کہ آپؓ ہی پہلے مصداق تھے اور وہ چھ کی چھ صفات اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی ذات میں جمع کردی تھیں۔

اس کے بعد بھی مختلف زمانوں میں ارتداد کے فتنے ظاہر ہوتے رہے، اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدے اور پیش گوئی کے مطابق ان مرتدین کے مقابلے میں بھی ایک ایک قوم کو لاتا رہا، مگر ان سب کے پہلے قائد، پیشوا اور امام حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے، بعد میں آنے والے سب کے سب ان کے پیچھے نیت باندھ کر کے کھڑے نظر آتے ہیں۔

اس دور میں اس آیت کا مصداق:

حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا جلسہ تھا اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر تھی، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے یہی آیتِ کریمہ پڑھی اور بھرے جلسے میں اعلان کیا کہ: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آج اس آیت کا مصداق عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

کی جماعت ہے۔۔۔!“

اس سلسلے میں مجھے مزید کچھ باتیں کہنا تھیں لیکن چونکہ وقت بہت زیادہ ہوگیا ہے، اس لئے صرف ایک بات کہہ کر اپنی معروضات ختم کرتا ہوں، تفصیلات ہمارے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب اور دوسرے احباب آپ کی خدمت میں پیش کریں گے۔

زندگی کے دو میدان:

ایک بات کہنا چاہتا ہوں توجہ سے سنو! وہ یہ کہ زندگی کے دو میدان ہیں، یا یوں کہو کہ آدمی اپنی زندگی میں جو محنت کرتا ہے، اس کے دو میدان ہیں۔

اوّل:۔۔۔ دنیا میں دنیا کے لئے محنت کرنا، مثلاً: کسی کی پچاس، ساٹھ سال کی عمر تھی یا جتنی بھی مقدر تھی، وہ اس پوری کی پوری عمر میں دنیا کے لئے محنت کرتا رہا، لیکن جب وہ اس دنیا سے گیا تو سب کچھ یہاں چھوڑ گیا، اور خود خالی ہاتھ چلا گیا، ملازمتیں حاصل کیں، بڑے بڑے عہدے حاصل کئے، اُونچے اُونچے منصب حاصل کئے، اور اُونچی اُونچی پروازیں کیں، لیکن جاتے ہوئے کوئی چیز بھی ساتھ نہیں گئی، یہ ہے دنیا کی محنت دنیا کے لئے، جس کو قرآن کریم نے خسارہ کی محنت اور گھاٹے کا عمل قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا“ (میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ خسارے کے عمل والے کون سے ہیں؟) ”اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا“ وہ لوگ جن کی ساری محنت دنیا میں برباد ہوگئی اور وہ شریف آدمی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑا اچھا کام کررہے ہیں۔ تو زندگی کا ایک رُخ تو یہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں دنیا کے لئے محنت کی جائے، چونکہ یہ نقد ہے اور ادھار نہیں ہے، اور چونکہ یہ آنکھوں سے نظر آنے والی ہے کوئی غیب کی چیز نہیں، اس لئے میں اور آپ بلکہ ساری دنیا کا رُخ اس طرف ہے، اس لئے اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

دوم:۔۔۔ دوسری محنت اور محنت کا میدان یہ ہے کہ دنیا میں آخرت کے لئے محنت کی جائے، پھر آخرت میں بہت سی چیزیں ہیں، لیکن سب سے بڑی چیز یہی ہے کہ: ”يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ“ کا اعزاز حاصل ہوجائے، یعنی اللہ راضی ہوجائے اور ہم اللہ سے راضی ہوجائیں، جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے بارہ میں فرمایا: ”رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ“

اللہ ان سے راضی، اور وہ اللہ سے راضی، محنت کے لئے اللہ نے بہت سے راستے رکھے ہیں، یعنی دنیا کی محنت کے لئے بہت سے راستے ہیں، مثلاً: محنت کا راستہ تجارت بھی ہے، تعلیم بھی ہے، اور فلاں اور فلاں بھی ہے، حد تو یہ ہے کہ ہیروئن کی خرید و فروخت بھی ایک راستہ ہے، چاہے پکڑے ہی کیوں نہ جائیں۔

اسی طرح آخرت کی محنت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے شعبے رکھے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں اور میری بات کو یاد رکھو، دین کے جس شعبے میں جو آدمی کام کر رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے لشکر کا سپاہی ہے اور قابلِ احترام ہے۔ یہ معمولی سپاہی اور کانسٹیبل جو سرکاری وردی میں ہوتا ہے، اگر کوئی اس کی یا اس کی وردی کی توہین کرے، اس وردی کی توہین کرنے والا سرکاری مجرم کہلائے گا۔ اس لئے جتنے بھی اہلِ ایمان ہیں اور دین کے کسی بھی شعبے میں کام کر رہے ہوں ان کو لائق احترام سمجھو۔ یہ بات دوسری ہے کہ جس طرح تجارت کے بعض شعبے زیادہ نفع بخش ہوتے ہیں اور بعض کم، اسی طرح ان کے بعض شعبے بعض سے اہم ہوتے ہیں اور بعض میں دوسرے کی نسبت منفعت زیادہ ہوتی ہے۔

قادیانیوں سے مقابلے کا اجر و ثواب:

قادیانیوں سے مقابلہ کرنا، قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے ان چھ انعامات کے ملنے کی سند اور ضمانت ہے، جو شخص چاہے وہ سرکاری افسر ہو یا عام آدمی، تاجر ہو یا مزدور، وکیل ہو یا جج، مُلّا مولوی ہو یا مسٹر، غرض جو شخص بھی یہ چاہے کہ وہ اس آیت کا مصداق بن جائے یا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت اور ان کی اِقتدا میں اس آیتِ شریفہ کی بشارت کا مستحق بن جائے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس زمانے میں غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوّت اور اس کی ذریتِ خبیثہ کا مقابلہ کرے، مقابلے کی کیا کیا شکلیں ہیں؟ اب میں ان شکلوں کو بھی پیش کرتا، مگر افسوس کہ وقت ختم ہوگیا ہے، اس لئے میں انہی الفاظ پر ختم کرتا ہوں اور ان چیزوں کو اپنے دوستوں پر چھوڑتا ہوں!

وما علینا الا البلاغ!

(بشکریہ ماہنامہ ''لولاک'' ملتان)

عقیدۂ ختمِ نبوّت کے لئے کام کرنے والوں کے لئے خصوصی اِنعام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی اور آپؐ سے محبت و تعلق ہر مسلمان کے لئے ایک بنیادی اعزاز و اکرام کا باعث ہے اور جتنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور شرف میں اضافہ ہوگا اتنا ہی انسان کا رتبہ اور شرف اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی اور دنیا میں بھی زیادہ ہوگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اتنے بڑے انعامات عطا ہوئے، اس کی کئی ایک وجوہات تھیں، ایک نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور صحبت و رفاقت اور دوسری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص انس و تعلق، اسی بنا پر ان کو ''حزب اللہ'' (اللہ تعالیٰ کی جماعت) کا کہیں خطاب ملا، کہیں اولیاء اللہ کا خطاب عطا ہوا اور کہیں ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے)۔ اس تعلق اور انس کی برکت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معمولی درجے کے عمل کو بھی اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ آج کے ولی کامل اس سے ہزار گنا زیادہ بھی عمل کرلیں تو اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوگی، اس لئے فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ہزاروں اولیاء اللہ، مجدد اور قطب مل جائیں تو ایک ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہوسکتے، ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ اگر کوئی شخص مماثلت کرنا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کے بدلے وہ انعامات اور اعزازات عطا کریں جو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو حاصل تھے تو اس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اجمعین والا تعلق اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت سیّد عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے عاشق رسول، حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی احمد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف وغیرہ کی تصریحات اور تجربات کے نچوڑ سے میں یہ کہتا ہوں کہ اس دور میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین والا تعلق کوئی قائم کرنا چاہتا ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوّت کے تحفظِ کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے کیونکہ موجودہ دور میں اسلام کو عیسائیت، یہودیت، ہندومت، بدھ مت، کمیونزم وغیرہ سے اتنا خطرہ نہیں کیونکہ یہ کھلے دشمن ہیں، اس وقت عیسائی پوری دنیا میں ہزاروں مشنریوں کے ذریعے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے درپے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ وہ مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل نہیں کرسکے، لیکن قادیانیت اسلام کے لئے خطرہ ہے جو اسلام کی آڑ میں، اسلام کے لبادے میں، اسلامی طور وطریقہ اختیار کرکے مسلمانوں کے دلوں، دماغوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں وہ مسیلمہ کذاب اور دیگر جھوٹے مدعیانِ نبوّت کے نقش قدم پر چل کر مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکہ دے رہے ہیں، وہ مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کا کلمہ پڑھ کر اس سے مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں، وہ اسلام کی آڑ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں، وہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں، وہ ختمِ نبوّت کا عقیدہ رکھنے والوں کے دشمن ہیں، اس لئے ان کا بائیکاٹ کرکے ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو روک کر مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی قائم رکھ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائیں۔

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۵۱ ش:۴۱)

ختمِ نبوّت
اور برطانوی مسلمانوں کی ذمہ داری

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی!

’’ہر سال ماہ اگست میں عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کی جانب سے انگلینڈ میں ختمِ نبوّت کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جب اس سلسلہ میں یورپ تشریف لے جاتے تو روزنامہ ’’جنگ‘‘ ان سے پینل انٹرویو کیا کرتا تھا، اس سلسلہ کا آپؒ کا ایک انٹرویو پیش خدمت ہے۔‘‘

(سعید احمد جلال پوری)

جنگ:…مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب آپ برطانیہ میں ختمِ نبوّت کانفرنس کے سلسلے میں آئے، کیا ایسی کانفرنسوں کے انعقاد کے مثبت نتائج برآمد ہوتے ہیں؟

جواب:…ہم یہاں ہر سال صرف اس لئے آتے ہیں کہ یہاں آباد مسلمانوں کو فتنۂ قادیانیت کے بارے میں بتایا جائے اور ایسی کانفرنسوں کا مقصد یہ ہے کہ خود قادیانیوں کو اسلام کی طرف راغب کیا جائے جو گمراہی کے راستے پر چل رہے ہیں۔ پوری اُمتِ مسلمہ یہ تسلیم کرتی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخرالزماں ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور اس بارے میں کبھی بھی دو رائیں نہیں ہوئیں کہ جو شخص خود کو نبی کہے گا وہ مرتد اور واجب القتل ہے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا، اس نے

نہ صرف خود کو حضرت مسیح قرار دیا بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ نعوذ باللہ! امام مہدی بھی ہیں۔ اس طرح انہوں نے دو شخصیتوں کو ایک کر دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شروع سے ہی حضرت مسیح کی پیش گوئی میں شامل کر رکھا تھا اور اسے الہام ہوا کہ حضرت مسیح کی وفات ہوگئی ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بات ۱۸۸۴ء میں اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں لکھی کہ جب حضرت مسیح دنیا میں تشریف لائیں گے تو اسلام ہر سو پھیل جائے گا، لیکن ۱۸۹۴ء میں یہ دعویٰ کر دیا کہ ان کی وفات ہوگئی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اتنے تھوڑے عرصے میں ان کی وفات کیسے واقع ہوگئی؟ اور نبوّت کے حوالے سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کا یقین کامل تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، لیکن ۱۹۰۱ء میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ میں ہی نعوذ باللہ! حضرت محمد ہوں۔ اس کی دلیل اس نے یہ دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا لیکن حضور خود تو واپس آ سکتے ہیں اور نعوذ باللہ! حضورؐ، مرزا قادیانی کے روپ میں آئے ہیں۔ گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دو دفعہ دنیا میں آنا مقدر تھا۔ ایک بار چھٹی صدی عیسوی میں اور دوسری مرتبہ چودھویں ہجری کے آغاز پر یعنی ۱۹۰۱ء میں ان کی دوسری بعثت شروع ہوگئی۔ اس لحاظ سے بقول مرزا غلام احمد، حضورؐ کی پہلی بعثت ختم ہوگئی ہے۔

مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے ''کلمۃ الفصل'' میں لکھا ہے کہ مسلمان تو اپنے کلمے میں دوسرے نبیوں کو شامل کرتے ہیں لیکن قادیانی اس میں ایک اور نبی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی شامل کرتے ہیں۔ مرزا بشیر احمد کہتے ہیں کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد کی صورت میں حضورؐ ہی واپس آئے ہیں کوئی دوسرا نہیں آیا، اس طرح رسول اللہ کے بھی دو مفہوم ہو جاتے ہیں، ایک رسول اللہ مکہ اور مدینہ والے اور نعوذ باللہ! دوسرا رسول اللہ قادیان والا ہے۔

اب آپ غور کریں کہ مسلمان جب کلمہ پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن میں مکہ اور مدینہ والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں، جبکہ قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو ان کے ذہن میں رسول اللہ سے مراد بعثتِ ثانیہ اور نعوذ باللہ! مرزا غلام احمد قادیانی ہوتا ہے۔

ایک بنیادی بات یہ ہے کہ دین کی جڑ توحید اور رسالت ہے، باقی چیزیں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی حیثیت ثانوی ہے، لیکن قادیانیوں نے آری لے کر اس پودے کو جڑ سے ہی کاٹ دیا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایک نیا محمد لا کھڑا کیا ہے۔

ہم برطانیہ میں اور دنیا بھر کے مختلف ممالک میں یہی پیغام پہنچانا چاہتے ہیں کہ چونکہ دین اور ایمان کا مسئلہ نجات کا مسئلہ ہے اور آخرت کی بربادی یا اس کا بن جانا اس عقیدے پر موقوف ہے، اس لئے مسلمان بھائیوں کو قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے ہر لمحہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

ہم تو قادیانیوں کو بھی یہ پیغام دیتے ہیں کہ قیامت کے روز ہر شخص جب اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہوگا تو اسے اپنے عقائد و اعمال کا خود حساب دینا ہوگا۔

آپ مجھے قرآن سے کوئی آیت دکھادیں جس میں یہ ذکر ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں ہی یہ فرمادیا تھا کہ میں قیامت کے روز انہیں وفات دوں گا۔ آپ تمام احادیث کا مطالعہ کرلیں، ڈیڑھ لاکھ سے زائد صحابہؓ کے اقوال دیکھ لیں، چودہ صدیوں کے اکابرین اُمت اور تمام ائمہ دین نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں ان سے ملاقات کرکے آئے ہیں، اب میں کس طرح کہہ دوں کہ مرزا غلام احمد سچا ہے اور تمام اکابرین اُمت جھوٹے ہیں؟ اور میری نظر میں یہی مسئلہ ختمِ نبوّت ہے۔

ربوہ والی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرتی ہے جبکہ قادیانیوں کی لاہوری جماعت مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی بلکہ وہ اسے مجدد تسلیم کرتی ہے، اور وہ جماعت بھی ختمِ نبوّت کے عقیدہ پر یقین رکھتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربِ قیامت کی جو نشانیاں بیان کی ہیں ان میں چھوٹی علامتیں یہ ہیں کہ ہر طرف جہل پھیل جائے گا، امانت اور دیانت اٹھ جائے گی اور لہو ولعب ہوگا۔ دوسری بڑی نشانی دجال کی آمد ہے، وہ جب نبوّت اور خدائی کا دعویٰ کرے گا تو یہودی

اسے امام مانیں گے اور اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوجائیں گے، وہ ایسے ایسے شعبدے دکھائے گا کہ عقل حیران رہ جائے گی، وہ چالیس دنوں کے اندر پوری دنیا کا دورہ کرے گا، اس کا فتنہ اتنا شدید ہوگا کہ علماء اور صلحاء مل کر اس کا مقابلہ نہیں کرپائیں گے۔ دجال کے فتنہ کے بارے میں تمام انبیاء نے، حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ذکر کیا ہے اور اس کی بددینی سے ڈرایا ہے، اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام بیت المقدس میں اتریں گے جہاں مسلمانوں کے امام جو حضرت امام مہدی ہوں گے، حضرت مسیح علیہ السلام ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ وہاں حضرت مسیح علیہ السلام دجال کے قتل کا حکم دیں گے، دجال حضرت مسیح علیہ السلام کو دیکھ کر پگھلنے لگے گا اور وہ بھاگے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے، یہاں تک کہ مقام ''لُدّ'' میں اسے جالیں گے اور قتل کردیں گے، یوں اس کی موت واقع ہوجائے گی۔

اب آپ دیکھیں کہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا، ان کو اس فیصلے سے اختلاف بھی ہے کیونکہ کوئی شخص اپنے خلاف عدالتی فیصلے کو کبھی تسلیم نہیں کرتا۔ یہ بات تاریخ کا حصہ ہے کہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو اپنا کیس پیش کرنے کے لئے پورے گیارہ دن دیئے گئے، اس میں لاہوری پارٹی کو دو روز ملے تھے، اور اب تو قومی اسمبلی کا فیصلہ بھی چھپ کر آگیا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ جب مرزا طاہر احمد نے اپنا موقف قومی اسمبلی کے سامنے پیش کردیا تھا پھر انہیں کیا شکایت ہے؟ جب قومی اسمبلی نے فیصلہ دیا تھا تو اس وقت تمام اراکین اسمبلی جیوری تھے اور اسمبلی ایک عدالت تھی، اس وقت کے وزیر قانون حفیظ پیرزادہ نے حکومت کی وکالت کی تھی، اس ساری کاروائی کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ فیصلہ دیا تھا کہ قادیانی کافر ہیں، ان کے عقائد کے پیش نظر انہیں مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔

حال ہی میں جرمنی میں کیتھولک فرقے نے عدالت سے رجوع کیا تھا کہ پروٹسٹنٹ فرقے کو ان کے شعائر استعمال کرنے سے روکا جائے، جس پر عدالت نے کیتھولک فرقے کے حق میں فیصلہ دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ کیتھولک فرقہ صدیوں سے

اپنی روایات اور شعائر پر عمل کرتا چلا آرہا ہے، اس لئے عدالت نے انہیں حق بجانب قرار دیا، اسی طرح مسلمانوں کے شعائر کو قادیانی استعمال نہیں کر سکتے۔

قادیانی اپنے اوپر ہونے والے جھوٹے اور بے بنیاد مظالم کی داستانیں گھڑ کر پاکستان کو بدنام کر رہے ہیں، حالانکہ یہ لوگ دوسری اقلیتوں کے مقابلے میں اونچی اونچی پوسٹوں پر بیٹھے ہیں، حکومت اور انتظامیہ نے ان کو ان کی حیثیت سے زیادہ عہدے اور ملازمتیں دے رکھی ہیں، جہاں پر انہوں نے اپنے آدمی بھرتی کر دیئے ہیں۔

۱۹۷۴ء کے فیصلے کے بعد سے یہ لوگ اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے ہیں، ان کی جماعت پاکستان کے خلاف کام کر رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں بھی ان کا ہاتھ ہے اور یہ لوگ ملک کے اندر فرقہ پرستی کو بھی ہوا دے رہے ہیں، اگر انصاف کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ مظلوم پاکستانی مسلمان ہیں، قادیانی نہیں۔

میں تو کہتا ہوں کہ غیر ممالک کو پاکستان میں سروے کروانا چاہئے، انہیں حقیقت کا علم ہو جائے گا۔

اب بہائی فرقے کے لوگوں کو دیکھیں، وہ کھل کر کہتے ہیں کہ ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، لیکن وہ قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مانتے ہیں، ان لوگوں نے سچائی اور صفائی سے کام لیا ہے، اس لئے ان کے خلاف کہیں بھی کوئی اختلاف دیکھنے میں نہیں آیا۔

میں کہتا ہوں کہ کوئی بھی شخص اپنا علیحدہ عقیدہ رکھنے کا حق رکھتا ہے لیکن مسلمانوں کو دھوکا تو نہ دے۔ آپ دیکھیں کہ برطانیہ میں گرجا گھر فروخت کئے جارہے ہیں، وہاں اتوار کو بھی کوئی نہیں آتا، وہاں فلمیں بھی دکھائی جارہی ہیں، لیکن عیسائیت بنگلہ دیش، بھارت اور افریقہ کے کئی ممالک میں صرف اس لئے پھیل رہی ہے کہ یہ لوگ غریب عوام کو روٹی فراہم کرتے ہیں۔ یہی طرز عمل قادیانیوں کا بھی ہے، یہ لوگ بیروزگار نوجوانوں کو ورغلا کر ربوہ لے جاتے ہیں، اور انہیں بیعت کرنے کے لئے کہتے ہیں اور انہیں امریکہ کا ویزا دلوانے کی بات کرتے ہیں، جہاں وہ جا کر سیاسی پناہ حاصل کرتے ہیں۔

جنگ:۔۔۔وہ لوگ جو درحقیقت قادیانی نہیں لیکن مغربی ممالک میں سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لئے کاغذی طور پر قادیانی بن جاتے ہیں، کیا وہ دائرۂ اسلام میں رہتے ہیں؟

جواب:۔۔۔جو لوگ سیاسی پناہ کے حصول کے لئے قادیانی بنتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے اور کہنا چاہئے کہ ہم نے کفر کا کام کیا ہے، خدا ہمیں معاف کردے، کیونکہ خدا انسانیت پر مہربان ہے، وہ ان کی حالت پر رحم کرے گا۔ درحقیقت سیاسی پناہ کے لئے قادیانی بننے والے نہ تو قادیانی ہیں اور نہ ہی مسلمان رہتے ہیں، اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ جب مسلمان صبح کو مؤمن ہوگا تو شام کو کافر ہوجائے گا اور شام کو مسلمان ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ آج کل لوگ چند ٹکوں کی خاطر اپنا ایمان بیچ رہے ہیں اور جو شخص یہ کہے کہ میں کل مسلمان نہیں رہوں گا وہ فوراً اسی وقت اسلام کے دائرہ سے خارج ہوجاتا ہے۔

جنگ:۔۔۔گزشتہ دنوں پاکستان میں کسی قادیانی خاتون کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کے بارے میں خبر شائع ہوئی تھی کہ ان کے نکاح ٹوٹ گئے، کیا قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے؟

جواب:۔۔۔ہمیں کسی کو بھی کافر کہنے کا شوق نہیں ہے، دراصل قادیانیوں کے عقائد کفریہ ہیں، اگر کوئی شخص کافر کا جنازہ مسلمان سمجھ کر پڑھتا ہے تو وہ کافر ہوجاتا ہے، جن لوگوں کو علم نہیں تھا کہ وہ خاتون قادیانی ہے، وہ بے گناہ ہیں۔ کچھ لوگ سکھوں کے جنازے میں دوستی کا حق ادا کرنے کے لئے بھی جاتے ہیں، وہ گناہگار ہیں، لیکن کافر نہیں ہیں۔ گزشتہ دنوں یہاں پر قادیانی نوجوان میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ بھی آپ کی طرح کلمہ پڑھتے ہیں اور نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے پابند ہیں، آپ لوگ ہمیں کافر کیوں کہتے ہیں؟ تو میں نے انہیں بتایا کہ قادیانی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظاً مانتے ہیں معنی کے اعتبار سے نہیں مانتے، اور ان کی نظر میں قرآن سے مراد وہ نہیں جو مسلمان مانتے ہیں،

بلکہ وہ مرزا غلام احمد کی کتاب کو مانتے ہیں، کیونکہ وہ تو کہتا ہے کہ وحی الٰہی میں اس کا نام نعوذ باللہ! ''محمد'' رکھا گیا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے بیٹے بشیر احمد نے ہمیں کافر قرار دیا ہے، کیا ہم نے اسلام میں کسی قسم کی تبدیلی کی ہے؟ تبدیلی تو قادیانیوں نے کی ہے۔

جنگ:۔۔۔آپ نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت برطانیہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے شعائر استعمال کرنے سے روکے، کیا اس ملک میں یہ ممکن ہے؟

جواب:۔۔۔ہم نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایسی اقلیت جو خود کو مسلمان کہلاکر مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہی ہے، اس کو مسلمانوں کا استحصال کرنے سے روکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ برطانیہ میں آباد پاکستانیوں کو بھی کونسلوں کی سطح پر قادیانیوں کی حرکات پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ قادیانی مسلمانوں کا نام استعمال کرکے سوشل ویلفیئر سوسائٹیاں بناتے ہیں اور کونسلوں سے وہ گرانٹ حاصل کرتے ہیں جو مسلمانوں کے کوٹے میں آتی ہے۔ میرے نزدیک برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمیشن بھی اس سلسلے میں مدد کرسکتا ہے اور قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو مسجدیں قرار دینے سے روکنے کے لئے کردار ادا کرسکتا ہے، کیونکہ قادیانی، مسلمانوں سے الگ قوم ہیں، انہیں زبردستی مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنے کی سازشوں کو بے نقاب کرنا چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب قادیانی یہاں پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں ان پر مظالم ہورہے ہیں، پاکستانی سفارت خانے کو اس کا توڑ کرنا چاہئے اور اعداد و شمار پیش کرکے برطانوی پریس کو حقائق سے آگاہ کرنا چاہئے۔ اب آپ دیکھیں کہ ''سرے'' کے علاقے میں ٹیل فورڈ میں قادیانیوں نے ایک چھوٹی سی جگہ کو اسلام آباد کا نام دے رکھا ہے، یہ آئین کی خلاف ورزی کے مترادف ہے، پاکستان ایک مسلم ملک ہے، ہمارا مقصد اسلامی اقدار کا تحفظ ہونا چاہئے اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بے نقاب کردینا چاہئے۔

جنگ:۔۔۔کیا ختمِ نبوّت کے رہنما ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ کے ذریعے اشاعت اسلام پر یقین رکھتے ہیں؟ کیا آپ تصویر چھپوانے کے حق میں ہیں؟

جواب:۔۔۔مرزا طاہر احمد نے حال ہی میں اپنی تصویر اخبار میں چھپوائی ہے، جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور حرام قرار دیا ہے، ہم اس قانون شرعی کی کیسے خلاف ورزی کرسکتے ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ تصویر وقت کی ضرورت ہے، اس کے لئے اجتہاد بھی تو ہوسکتا ہے، لیکن اجتہاد تو اس چیز کے بارے میں ہوتا ہے جس کے بارے میں شریعت نے کوئی حکم نہ دیا ہو، کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ قادیانیوں نے تو سیٹ لائٹ کے ذریعے پروپیگنڈہ شروع کردیا ہے، آپ اس کا کیا توڑ کریں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اشاعت اسلام کے لئے ٹی وی اور سیٹ لائٹ سے پروگرام پیش کرنے کے بارے میں غور کرنا چاہئے۔قادیانیوں کے پروپیگنڈے سے اتنا بھی خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ پاکستانی مسلمانوں میں ایمان کی دولت کی فراوانی ہے، وہ لوگوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔

جنگ:۔۔۔مرزا طاہر احمد کے مباہلہ کے چیلنج اور قادیانیوں کی سیاسی پناہ پر روشنی ڈالنا پسند کریں گے؟

جواب:۔۔۔برطانیہ میں چونکہ قادیانیوں کا سربراہ مرزا طاہر احمد موجود ہے اس لئے یہاں پر آباد مسلمانوں پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، وہ خیال رکھیں کہ کہیں وہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کو نہ ورغلائیں، یہ لوگ پاکستان میں پولیس والوں سے اپنے خلاف جعلی ایف آئی آر تیار کروالیتے ہیں اور یہاں آکر سیاسی پناہ کا ڈرامہ رچاتے ہیں، میں آپ کو بتادوں کہ میں نے مرزا طاہر احمد کو مباہلے کا چیلنج کیا لیکن وہ میدان میں نہیں آیا، میں نے ان کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ نہیں آسکتے تو اپنے کسی نمائندے کو بھیج سکتے ہیں، اور وہ جس جگہ اور مقام کو منتخب کریں گے میں وہاں پہنچ جاؤں گا، لیکن جھوٹے شخص میں یہ ہمت ہی نہیں کہ وہ مسلمانوں کے ایمان کی قوت کا مقابلہ کرسکے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جو ۱۹۸۸ء میں مرزا

طاہر احمد نے اچانک مباہلے کا چیلنج جاری کیا تھا، کیونکہ اس وقت ان کی جماعت میں شدید اختلافات پیدا ہوچکے تھے، ہمیں پتہ چلا تھا کہ مرزا طاہر احمد کا بھائی مرزا رفیع اپنی الگ جماعت قائم کرنے کے چکر میں تھا، اس لئے اس نے توجہ ہٹانے کے لئے یکایک چیلنج جاری کیا، جس پر پورے پاکستان کے علماء نے اس کا چیلنج قبول کیا۔ خود میں نے انہیں ۲۳/مارچ ۱۹۸۹ء میں مباہلے کا پیغام بھیجا تو اس نے مجھے لکھا کہ: ''تم کون ہو اور تمہاری حیثیت کیا ہے جو تم مرزا طاہر احمد کو چیلنج کر رہے ہو؟'' میں نے جواباً لکھا کہ: ''تم اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے آؤ اور میں بھی لے آؤں گا، اور یہ بھی بتادو کہ میں کتنے آدمی اپنے ساتھ لاؤں، ایک سو لاؤں، ایک لاکھ لاؤں، یا دس لاکھ لاؤں؟'' لیکن اس کے سیکریٹری نے پیغام بھیجا کہ: ''ایک کاغذ پر ''لعنت اللہ علی الکاذبین'' لکھ کر بھجوادو، تو مباہلہ مکمل ہوجائے گا۔'' میں نے کہا کہ یہ مباہلہ نہ ہوا مذاق ہوگیا۔ پھر میں نے اسے قرآن، حدیث اور خود مرزا غلام احمد کی کتابوں سے حوالہ جات دیئے کہ مباہلے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں فریق ایک میدان میں آئیں، پھر میں نے اسے لکھا کہ اب اگر تم وقت اور تاریخ مقرر کرکے مباہلے کے میدان میں نہ آئے اور تکفیر سے باز نہ آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مروگے۔ اس دن کے بعد اس نے مجھے کبھی مباہلے کا چیلنج نہیں بھیجا۔

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۱۵ ش:۴۷)

حیات ونزول
سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی حیات ونزول کا عقیدہ
چودہ صدیوں کے مجدّدین واکابرِ اُمت کی نظر میں

مقدمہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ للهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اس زمانے میں جہاں اور بہت سے دِینی حقائق کا اِنکار کیا گیا ہے، ان میں قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بھی ہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے اس عقیدے کے بارے میں چند شبہات لکھ کر بھیجے ہیں، ان شبہات کو پڑھ کر دِل میں داعیہ پیدا ہوا کہ اس مسئلے پر اگر گزشتہ صدیوں کے اکابر کی چند تصریحات جمع کردی جائیں تو یہ اَمراہلِ انصاف کے لئے مزید اِطمینان ویقین کا موجب ہوگا۔ اس لئے حق تعالیٰ شانہٗ سے نصرت وتوفیق اور قبولیت ورضا کی درخواست کے ساتھ اس رسالے کو شروع کرتا ہوں، اور بطورِ تمہید چند اُمور اُصولِ موضوعہ کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں:

۱:۔۔۔ دِینِ اسلام ان عقائد وعبادات اور اعمال کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے نقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں۔ ان میں سے جو اُمور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں ان کا ثبوت قطعی ویقینی ہے، اور ایسے اُمور ’’ضروریاتِ دِین‘‘ کہلاتے ہیں۔

۲:۔۔۔ دِین کے ان ’’متواترات‘‘ میں سے کسی ایک کا اِنکار پورے دِین کے

اِنکار کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ پورے دِین کے ثبوت کا مدار تواتر پر ہے، پس اگر ایک متواتر چیز کو غلط کہا جائے تو اس سے پورے دِین کی بنیاد منہدم ہوجاتی ہے، اور تواتر کے اِنکار سے پورے دِین کی نفی لازم آتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن چند قرائن اور شبہات کی آڑ میں اس کی کسی ایک آیت کا اِنکار کردیتا ہے، تو اس شخص کو پورے قرآن کا منکر تصوّر کیا جائے گا، اس لئے کہ جس تواتر کے ساتھ باقی قرآنِ کریم ہم تک پہنچا ہے، اسی تواتر کے ساتھ یہ آیت بھی پہنچی ہے، اس لئے ایک آیت کا اِنکار، قرآن مجید کے تواتر کا اِنکار ہے۔ اسی طرح دِینِ اسلام کے وہ تمام حقائق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک مسلسل اور متواتر نقل ہوتے چلے آئے ہیں، ان میں سے کسی ایک کا اِنکار کردینے سے پورے دِین کا اِنکار لازم آتا ہے۔

۳:... کسی دِینی حقیقت کو صرف لفظی طور پر مان لینا کافی نہیں، بلکہ اس کا جو مفہوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے آج تک تواتر کے ساتھ مراد لیا جاتا رہا ہے اس مفہوم کو تسلیم کرنا بھی شرطِ اسلام ہے۔ مثلاً ایک شخص یہ کہے کہ: ''میں قرآنِ کریم کو مانتا ہوں مگر قرآن سے مراد وہ کتاب نہیں، جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، بلکہ اس سے اور کچھ مراد ہے جس کو عام لوگ نہیں سمجھتے۔'' تو یہ شخص باوجودیکہ قرآنِ کریم کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن ایک بچہ بھی سمجھتا ہے کہ یہ شخص قرآنِ کریم کا منکر ہے۔ یا مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ: ''میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں، مگر ''محمد رسول اللہ'' سے مراد وہ شخصیت نہیں جو مسلمان سمجھتے ہیں، بلکہ ''محمد رسول اللہ'' سے مراد فلاں شخص ہے، جو فلاں بستی میں پیدا ہوا۔'' تو یہ شخص اگرچہ لفظی طور پر ''محمد رسول اللہ'' کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے، مگر ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآنِ کریم جس شخصیت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، اور اہلِ اسلام جس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اِیمان رکھتے ہیں، یہ اس کا منکر ہے۔

الغرض کسی دِینی حقیقت کو ماننے کا دعویٰ اس وقت صحیح ہوگا جب اسے اسی مفہوم ومعنی میں مانا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک معروف و مُسلَّم چلا آتا ہے، اور اگر صرف الفاظ کی حد تک مان لیا جائے، مگر معنی ومفہوم بدل دیا جائے تو یہ بھی اِنکار

ہی کی ایک صورت ہے اور اسے اسلام کی اِصطلاح میں ''زندقہ'' کہا جاتا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''إن المخالف للدين الحق إن لم يعترف به ولم يذعن له، لَا ظاهرًا ولَا باطنًا فهو كافر، وإن اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وإن اعترف به ظاهرًا لٰكنه يفسّر بعض ما ثبت من الدِّين ضرورةً بخلاف ما فسّره الصحابة والتابعون واجمعت عليه الأُمّة فهو الزِنديق۔''

(مسوی شرح موطأ ج:۲ ص:۱۳۰، مطبوعہ مجتبائی)

ترجمہ:۔۔۔''جو شخص دِین کا مخالف ہے، اگر وہ دِین کا قائل ہی نہ ہو، نہ اسے ظاہراً و باطناً قبول کرے، تو یہ کھلا ''کافر'' کہلاتا ہے، اور اگر زبان سے تو اِقرار کرے لیکن اس کا دِل کفر پر جما ہوا ہو تو یہ ''منافق'' کہلاتا ہے، اور اگر بظاہر دِین کا اِقرار کرے مگر دِین کی کوئی ایسی بات جو تواتر سے ثابت ہو، اس کی تفسیر صحابہؓ و تابعینؒ اور فقہائے اُمتؒ کی اِجماعی تفسیر کے خلاف کرے تو یہ شخص ''زِندیق'' ہے۔''

۴:۔۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کی ساری اُمت اس بات کی قائل رہی ہے کہ قیامت کے بالکل قریب جب کانا دَجال نکلے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، جس طرح قیامت کا آنا قطعی ویقینی ہے، اسی طرح قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں دَجالِ اکبر کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی قطعی ویقینی ہے، اور صدرِ اوّل سے لے کر آج تک اکابرِ اُمت اس کو تواتر اور تسلسل کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔ اس رسالے میں اکابرِ اُمت کی تصریحات صدی وار نقل کی جارہی ہیں، ان کے مطالعے کے بعد اس تواتر کے اِنکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

۵:۔۔۔خبرِ متواتر سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ اِضطراری وبدیہی ہوتا ہے۔ یعنی جو خبر تواتر کی حدتک پہنچ جائے، آدمی اس کے ماننے پر مجبور ہوجاتا ہے، اور کسی ذی ہوش اور صاحبِ عقل کے لئے اس کا اِنکار ممکن نہیں رہتا۔ اگر کوئی شخص اس کو ذاتی غرض کی وجہ سے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہو تب بھی اس کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ زبان سے ہزار بار اس کو جھٹلاتا رہے، مگر اس کا ضمیر اندر سے گواہی دے گا کہ میں ایک قطعی ویقینی حقیقت کا اِنکار کر رہا ہوں۔ روزمرّہ مشاہدات میں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی کو یہ تو اِختیار ہے کہ کسی چیز کی طرف آنکھ اُٹھا کر ہی نہ دیکھے، لیکن کسی چیز پر نظر ڈالنے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ بقائمی بصارت آنکھوں کو اس کے دیکھنے سے باز رکھ سکے، یا دیکھنے کے بعد اس کا اِنکار کرڈالے۔ ٹھیک اسی طرح یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی خبر کے تواتر کی طرف سر اُٹھا کر ہی نہ دیکھے اور وہ اپنی چشمِ بصیرت پر جہالت اور لاعلمی کا پردہ ڈال لے، لیکن یہ ممکن نہیں کہ تواتر کا علم ہوجانے کے باوجود بقائمی عقل وخرد ساری دُنیا کو جھوٹا اور ان کی اس متواتر خبر کو غلط فرض کرلے۔

ہمارے زمانے میں جن لوگوں نے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی خبر کا اِنکار کیا ہے، ان میں اکثریت ان حضرات کی ہے جنھوں نے اپنی لاعلمی کی بنا پر اس کے تواتر کی طرف نظر اُٹھا کر ہی نہیں دیکھا، ورنہ اس خبرِ متواتر کا اِنکار ممکن نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو وہ لوگ بھی نہیں جھٹلا سکتے جو نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے منکر ہیں، چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں:

"مسیح ابنِ مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجے کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے، اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن نہیں ہوئی، تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔"

(اِزالہ اوہام ص:۵۵۷، رُوحانی خزائن ج:۳ ص:۴۰۰)

ظاہر ہے کہ جس خبر کو تواتر کا اوّل درجہ حاصل ہو اور دِینی حقائق میں کوئی خبر اس کے ہم پہلو اور ہم وزن نہ ہو، اس کے اِنکار کی جرأت بحالتِ اِیمان اور بقائمی ہوش

وحواس کون کرسکتا ہے۔۔۔؟

۶۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اُمتِ اِسلامیہ کا متواتر اور اِجماعی عقیدہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھالئے گئے۔ دوم یہ کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں۔تیسرے یہ کہ وہ قربِ قیامت میں قتلِ دجال کے لئے نازل ہوں گے، پھران کی وفات ہوگی۔

یہ تینوں باتیں لازم وملزوم ہیں، اگر وہ آسمان پر اُٹھالئے گئے تو یقیناً نازل بھی ہوں گے۔یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم، حدیثِ نبوی اور اکابرِ اُمت کی تصریحات میں کبھی بمقتضائے مقام ان کے آسمان پر اُٹھائے جانے کو ذِکر کیا گیا ہے، اور کبھی ان کے آخری زمانے میں واپس آنے کی خبر دی گئی۔

۷:۔۔۔اسلامی لٹریچر ''المسیح'' کے نام سے صرف دو شخصوں کو جانتا ہے، ایک ''دجال'' اور دُوسرے ''المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ''، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اور جن کے بارے میں یہود کو قتل وصلیب کا دعویٰ تھا، دَجال کو ''مسیحِ ضلالت'' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''مسیحِ ہدایت'' کہا جاتا ہے۔ ان دو مسیحوں کے سوا اِسلامی لٹریچر کسی تیسرے ''مسیح'' کو نہیں جانتا۔اِمام محمد طاہر گجراتی ''مجمع البحار'' میں (حرف ''دَجل'' کے تحت) لکھتے ہیں:

''سمّی الدَّجّال مسیحًا، لأنَّ إحدی عینیه ممسوحة، وعیسیٰ سمّی به، لأنه کان یمسح ذا العاهة، فیبرأ۔'' (مجمع البحار ج:۲ ص:۱۵۰، طبع جدید، حیدرآباد دکن)

ترجمہ:۔۔۔''دجال کا نام ''مسیح'' رکھا گیا کیونکہ اس کی ایک آنکھ بالکل ہموار ہوگی، اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام ''مسیح'' رکھا گیا، کیونکہ وہ بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ شفایاب ہوجاتا تھا۔''

بعض اکابر فرماتے ہیں ''المسیح'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا لقب ہے، اور دَجال اس کا غلط اِدعا کرکے اپنے اُوپر چسپاں کرلے گا۔گویا کانے دجال کا ایک دجل یہ

ہوگا کہ وہ مسیحیت کا جھوٹا دعویٰ کرے گا۔ بہرحال اسلامی لٹریچر میں ''المسیح'' یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا ہے یا دَجالِ اَعوَر کو، ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا شخص نہیں جس کو ''المسیح'' کے لقب سے یاد کیا گیا ہو۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام یا ان کے لقب ''المسیح'' کو کسی دُوسرے شخص پر چسپاں کرنے کی اسلامی لٹریچر میں کوئی گنجائش نہیں ہے، اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ایک متواتر لفظ کے متواتر مصداق اور مفہوم کو بدلنا چاہتا ہے، اور اِسلام کی اِصطلاح میں ایسا شخص دِینِ حق کا منکر اور زِندیق کہلاتا ہے۔ جیسا کہ نکتہ سوم میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اِرشاد گزر چکا ہے۔

۸:۔۔۔احادیثِ نبوی میں مسیحِ دجال کے نکلنے اور اس کو قتل کرنے کے لئے المسیح بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر الگ الگ بھی دی گئی ہے، اور دونوں کو یکجا بھی ۔۔۔اور یہ دونوں خبریں متواتر ہیں اور لازم وملزوم بھی۔۔۔ کیونکہ جب ایک بار یہ اُصول طے کردیا گیا کہ دجال کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوگا تو نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے دجال کا خروج لازم ہوا۔۔۔یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث میں صرف عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو ذِکر کیا گیا ہے، بعض میں صرف دجال کے خروج کو، اور بعض میں ان دونوں کو۔

۹:۔۔۔اس رسالے میں اکابر کی جو نقول پیش کی گئی ہیں، وہ صرف نمونے کے طور پر ہیں، ورنہ وہ تمام کتابیں جن میں اِبتدائے اسلام سے لے کر ہمارے زمانے تک خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ذِکر کیا گیا ہے وہ حدِشمار سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

> ''قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اِتفاق ہے کہ احادیث کی رُو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا، اور یہ پیش گوئی بخاری و مسلم اور ترمذی وغیرہ کتبِ حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسکین کے لئے کافی ہے۔۔۔۔۔۔ یہ خبرِ مسیحِ موعود کے آنے کی اس قدر زور

کے ساتھ ہر زمانے میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے اِنکار کیا جائے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اِسلام کی وہ کتابیں جن کی رُو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے، صدی وار مرتب کرکے اِکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہ ہوں گی۔‘‘

(شہادۃ القرآن ص:۲، رُوحانی خزائن ج:۶ ص:۲۹۸)

مرزا صاحب کی اس تحریر پر اِتنا اِضافہ کرلیجئے کہ ان ہزارہا سلسلہ وار کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی جو خبر تواتر کے ساتھ درج کی گئی ہے، وہ کسی گمنام ’’عیسیٰ بن مریم‘‘ یا ’’مسیحِ موعود‘‘ کے بارے میں نہیں، جیسا کہ نمبر ۷ میں عرض کرچکا ہوں، بلکہ اسی شخصیت کے بارے میں ہے جن کو ساری دُنیا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ علیہ السلام کے نام سے جانتی ہے۔

اِسلامی دُنیا کا ایک فرد بھی نہ ان کے علاوہ کسی عیسیٰ بن مریم کو جانتا ہے اور نہ کسی بے نام ونشان ’’مسیحِ موعود‘‘ کو۔۔۔! اس لئے یہ صدی وار ہزارہا کتابیں مسیح بن مریم علیہ السلام کے آنے کی متواتر خبر دے رہی ہیں، ان کا آنا قطعی ویقینی ہے، اور اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے اِنکار کیا جائے۔

ان اُصولِ موضوعہ کی روشنی میں اب نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کے بارے میں اکابر کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے، اور پھر خود اِنصاف کیجئے کہ کیا اس تواتر کے بعد کسی مسلمان کے لئے اس عقیدے سے اِنکار و اِنحراف کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔۔۔؟

اللہ تعالیٰ اُمتِ محمدیہ کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے، اور تمام شرور وفتن سے اس کی حفاظت فرمائے، آمین!

محمد یوسف لدھیانوی

۴/۴/۱۴۰۱ھ

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدَ الشَّاکِرِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

قیامت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اور قیامت سے پہلے جو بڑے بڑے خلافِ عادت اُمور ظاہر ہوں گے، ان کو قیامت کی ''علاماتِ کبریٰ'' کہا جاتا ہے۔ اللہ و رسول نے قیامت کی جتنی نشانیاں بتائی ہیں، وہ سب برحق ہیں، ضرور ہوکر رہیں گی۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے، ان کے زمانے میں کانا دَجال نکلے گا اور دُنیا میں بہت فساد مچائے گا، اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور اسے قتل کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی متواتر اَحادیث میں خبر دی ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک تمام اکابرِ اُمت بھی متواتر اس کی خبر دیتے رہے ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دَجال کو قتل کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے آج تک اُمت کے درمیان معروف و مُسلَّم چلا آرہا ہے، اور اس کو ان قطعی ویقینی عقائد میں شمار کیا گیا ہے، جن پر اِیمان لانا واجب اور جن کا اِنکار کرنا کفر ہے۔

چونکہ غفلت وجہالت کی وجہ سے اس زمانے کے بہت سے لوگ اس عقیدے میں شک وشبہ کا اِظہار کرتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں اِبتدائے اسلام سے لے کر ہمارے زمانے تک کے اکابر کی تصریحات صدی وار جمع کردی جائیں، تاکہ مسلمان بھائیوں کے لئے اطمینان وشفا کا موجب ہو، اور جو لوگ شک وشبہ میں مبتلا

ہیں ان کو بھی حق تعالیٰ انصاف وحق پرستی کی توفیق عطا فرمائے۔

چونکہ تمام عقائدِ اسلامیہ کا سرچشمہ قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اِرشادات ہیں، اس لئے مناسب ہوگا کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کا سلسلۂ تواتر خدا تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے ہم اس کا آغاز عہدِ خداوندی سے کریں۔

عہدِ خداوندی

الف:۔۔۔قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے دو جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنی طرف اُٹھالینے کی صراحۃً خبر دی ہے، ایک سورۂ آل عمران کی آیت:۵۵ میں:

”یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“

اور دُوسرے سورۂ نساء کی آیت:۱۵۷-۱۵۸ میں:

”وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللہُ اِلَیْہِ“

ان دونوں آیتوں میں باجماعِ اُمت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر بہ جسدِ عنصری اُٹھایا جانا مراد ہے، اور جیسا کہ تمہید میں عرض کیا جاچکا ہے، اُمت کی اِجماعی تفسیر کے خلاف تفسیر کرنا ”زندقہ“ ہے۔

ب:۔۔۔قرآنِ کریم میں دو جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قربِ قیامت میں دوبارہ آنے کی خبر دی گئی ہے، اوّل سورۂ نساء کی آیت:۱۵۹ میں:

”وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا“

جس کی تفسیر صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۰ ”باب نزول عیسیٰ بن مریم“ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کی گئی ہے۔

دوم: سورۂ زُخرف کی آیت:۶۱ میں:

”وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ“

جس کی تفسیر صحیح ابنِ حبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے:

''قال: نزول عیسیٰ ابن مریم قبل یوم القیامۃ۔''

(موارد الظمآن ص:۴۱۵)

ترجمہ:۔۔۔ ''فرمایا: اس سے مراد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت سے پہلے۔''

انبیائے کرام علیہم السلام کا اِجماع

قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر اکابر انبیاء علیہم السلام کا بھی اِجماع ہے، جس کی اِطلاع ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، چنانچہ:

الف:۔۔۔ مسندِ احمد ج:۱ ص:۳۷۵، ابنِ ماجہ ص:۳۰۹، مستدرک حاکم ج:۴ ص:۵۴۵، تفسیر ابنِ جریر ج:۱۷ ص:۷۲، فتح الباری ج:۱۳ ص:۷۹ اور دُرِّ منثور ج:۴ ص:۱۵۲، ۳۳۶ میں (بحوالہ ابنِ ابی شیبہ، ابن المنذر، ابنِ مردویہ، کتاب البعث للبیہقی) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ:۔۔۔ ''شبِ معراج میں میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی۔ اس محفل میں یہ گفتگو چلی کہ قیامت کب آئے گی؟ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ: مجھے اس کا علم نہیں! پھر موسیٰ علیہ السلام کی باری آئی تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اِظہار کیا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ: قیامت کب برپا ہوگی؟ اس کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ البتہ مجھ سے میرے رَبّ کا ایک عہد ہے کہ قیامت سے پہلے دَجال نکلے گا تو میں اس کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گا۔''

اس حدیث کو اِمام حاکمؒ نے مستدرک میں "صحیح علی شرط الشیخین" کہا ہے، اِمام ذہبیؒ نے تلخیص مستدرک میں اور حافظ ابنِ حجرؒ نے فتح الباری میں اِمام حاکمؒ کی تصحیح سے اِتفاق کیا ہے۔ اور میرے علم میں کوئی ایسا محدث نہیں جس نے اس حدیث پر کوئی جرح وتنقید کی ہو۔ اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱:۔۔۔قیامت سے کچھ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قتلِ دجال کے لئے ہوگا۔

۲:۔۔۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کرنے کا ان سے عہد کر رکھا ہے۔

۳:۔۔۔اکابر انبیاء علیہم السلام کا، جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں، قربِ قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے پر اِجماع ہے۔

۴:۔۔۔جس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کا خدا تعالیٰ کی طرف سے عہد ہے وہ کوئی مجہول شخصیت نہیں، بلکہ وہی حضرت عیسیٰ بن مریم رُوح اللہ علیہ السلام مراد ہیں، جن کو ساری دُنیا اس نام سے جانتی ہے۔

ب:۔۔۔متعدّد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ما من نبی إلّا وقد أنذر قومه من الدّجال وقد أنذر نوح قومه۔" (صحیح بخاری ومسلم، مشکوٰۃ ص:۴۷۲)

ترجمہ:۔۔۔"کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔"

گویا جس طرح قیامت کا قائم ہونا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا متفق علیہ عقیدہ ہے، اسی طرح قیامت سے پہلے دجال کا نکلنا بھی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا اِجماعی عقیدہ ہے، اور یہ طے شدہ فیصلہ ہے کہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ

السلام کے نازل ہونے پر اِیمان رکھتے تھے۔

ج:۔۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطورِ خاص نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتے تھے، جو قرآنِ کریم کی آیات، انبیائے کرام کے اِجماع اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر احادیث سے واضح ہے، جن کی تعداد ستر سے متجاوز ہے۔(تفصیل کے لئے رسالہ ”التصریح بما تواتر فی نزول المسیح“ اور اس کا ترجمہ ”نزولِ مسیح اور علاماتِ قیامت“ ملاحظہ فرمائیے)۔

یہاں عقیدۂ نبوی کی وضاحت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشادِ گرامی نقل کیا جاتا ہے، صحیح مسلم شریف میں حضرت حذیفہ بن اُسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کچھ مذاکرہ کررہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، دریافت فرمایا کہ: کیا تذکرہ ہو رہا تھا؟ عرض کیا کہ: قیامت کا ذِکر کررہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”إنها لن تقوم حتّٰی تروا قبلها عشر آيات، فذكر الدخان والدّجال والدّابّة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسٰى ابن مريم عليه السلام۔۔۔الخ۔“

(مشکوٰۃ ص:۴۷۲)

ترجمہ:۔۔۔”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں دیکھ لو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اُمور کو ذِکر فرمایا: دُخان، دجال اور دابۃ الارض کا نکلنا، آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا۔۔۔الخ۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماع

جس عقیدے پر خدا تعالیٰ کا عہد ہو، جس عقیدے کے تمام انبیائے کرام علیہم السلام قائل ہوں، اور جس عقیدے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر اَحادیث میں

ارشاد فرمایا ہو، ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عقیدہ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ میرے رسالے ''نزولِ عیسیٰ ۔۔۔ چند شبہات کا جواب'' کے نکتہ ہفتم میں تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی درج ہیں، جن سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت منقول ہے۔ یہاں حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب نقل کرتا ہوں۔

حضراتِ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما:

الف:۔۔۔ مسندِ احمد ج:۳ ص:۳۸۶ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بہ سندِ صحیح روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابنِ صیاد نامی ایک یہودی لڑکے کے حالات کی تحقیق کے لئے کئی مرتبہ تشریف لے گئے، حضراتِ ابوبکر وعمر اور مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھی، ابنِ صیاد کی گفتگو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''ائذن لی فأقتله یا رسول اللہ!''

ترجمہ:۔۔۔ ''یا رسول اللہ! اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کردوں۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إن یکن هو فلست صاحبه، إنّما صاحبه عیسَی ابن مریم علیه الصلاة والسلام۔''

(مسندِ احمد ج:۳ ص:۳۶۸، شرح السنہ ج:۱۵ ص:۸۰، مشکوٰۃ ص:۴۷۹،

قال الهیثمی (ج:۳ ص:۸): أخرجه أحمد، ورجاله رجال الصّحیح)

ترجمہ:۔۔۔ ''اگر یہ وہی کانا دَجال ہے تو اس کے قاتل تم نہیں، اس کے قاتل تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔''

حافظ نورالدین ہیثمی ''مجمع الزوائد'' ج:۸ ص:۳-۴ میں اس حدیث کو نقل

کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اس حدیث کو اِمام احمدؒ نے (مسند میں) روایت کیا ہے، اور اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔"

اس حدیثِ صحیح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر وعمر اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کا عقیدہ واضح ہوجاتا ہے کہ دجال جب نکلے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔

ب:... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا سانحہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے جس قدر صبر آزما تھا، اس کا اندازہ ہم لوگ نہیں کرسکتے، صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں بعض کھڑے کے کھڑے رہ گئے، وہ بیٹھ نہیں سکے، بعض ازخود رفتہ ہوگئے۔ ادھر منافقوں نے یہ پروپیگنڈا شروع کردیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوتی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر اسی ربودگی و بے قراری کی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا:

"من قال إن محمدًا مات قتلتُه بیسفی ھٰذا وإنما رفع إلی السماء کما رفع عیسَی ابن مریم علیه السلام۔"

(ملل ونحل: عبدالکریم شہرستانی برحاشیہ کتاب الفصل فی الملل والأھواء والنحل لِابن حزم ج:۱ ص:۲۱)

ترجمہ:... "جو شخص یہ کہے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں، میں اسے اپنی تلوار سے قتل کردُوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسی طرح آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھالئے گئے تھے۔"

اور اِبنِ اِسحاق کی روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا:

"إن رجالًا من المنافقین یزعمون أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قد توفی، وإن رسول اللہ صلی اللہ علیه

وسلم واللّٰہ! ما مات، ولٰکنہ ذھب إلیٰ ربہ کما ذھب موسیٰ ابن عمران، فقد غاب عن قومہ أربعین لیلةً ثم رجع إلیٰ قومہ بعد أن قیل: قد مات۔ واللّٰہ! لیرجعنّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کما رجع موسیٰ، فلیقطعنّ أیدی رجال وأرجلھم زعموا أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد مات۔“

(سیرت ابنِ ہشام برحاشیہ الروض الانف ج:۲ ص:۳۷۲)

ترجمہ:۔۔۔”کچھ منافق یہ اُڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے، حالانکہ بخدا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اپنے ربّ کی طرف گئے ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام گئے تھے، وہ اپنی قوم سے چالیس دن تک غائب رہے، پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ آئے، جبکہ ان کی وفات کی خبر اُڑادی گئی تھی، بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح واپس لوٹ آئیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالیں گے جو یہ اُڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوچکے۔“

اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصالِ نبوی کو دو واقعات کے ساتھ تشبیہ دی، ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا، دُوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن کے لئے کوہِ طور پر تشریف لے جانا، اور تشبیہ اسی چیز کے ساتھ دی جایا کرتی ہے جو معروف و مُسلَّم ہو، چونکہ یہ دونوں واقعات قرآنِ کریم میں مذکور ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نزدیک بالاتفاق معروف و مُسلَّم تھے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مشبہ بہ کے طور پر پیش کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر خطبہ دیا، جس

میں یہ اعلان فرمایا:

”أیھا الناس! من کان یعبد محمدًا فإنّ محمدًا قد مات، ومن کان یعبد اللہ فإن اللہ حیٌّ لَا یموت۔“

(حوالۂ بالا)

ترجمہ:۔۔۔”لوگو! جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا، تو بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں، کبھی نہیں مریں گے۔“

اور اس خطبے میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے متعدّد آیات پڑھیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ موت نبوّت کے منافی نہیں، اس میں ایک طرف ان منافقین کا رَدّ تھا جو وصالِ نبوی کو نفیٔ نبوّت کی دلیل ٹھہرا رہے تھے، اور دُوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خیال کی اِصلاح مقصود تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی، حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے ہیں، اس لئے اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر جانے کی مثال دینا صحیح نہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کی مثال پیش کرنا بھی بے محل ہے۔ مگر چونکہ یہ دونوں واقعے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشبہ بہ کے طور پر پیش کیا تھا بالکل صحیح اور برحق تھے، اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں واقعات کی نفی نہیں کی۔ اور نہ مدّۃ العمر کسی صحابی نے ان کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ حدیث و تفسیر اور تاریخ و سیر کے پورے ذخیرے میں کسی ایک صحابی سے ایک روایت بھی اس مضمون کی منقول نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اُٹھائے نہیں گئے، یا یہ کہ ان کی وفات ہوچکی ہے۔ یہ اس اَمر کی واضح ترین دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مُسلَّم تھا، اور یہ نہ صرف حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا، بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِجماعی عقیدہ تھا۔

ج:۔۔۔اُوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی گزر چکا ہے کہ دجال کے قاتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، ادھر خروجِ دجال کی حدیث خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”عَنْ أَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدَّجَّالُ یَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ یُقَالُ لَهٗ خُرَاسَانَ یَتْبَعُهٗ أَقْوَامٌ کَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔“

(ترمذی، باب ماجاء من أین یخرج الدّجال ج:۲ ص:۴۶)

ترجمہ:۔۔۔”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ: دجال مشرق کی سرزمین سے نکلے گا جس کو خراسان کہا جاتا ہے، اس کی پیرو وہ قومیں ہوں گی جن کے چہرے چپٹے ہوں گے، گویا وہ تہ بہ تہ ڈھالیں ہیں۔“

اس حدیث سے واضح ہوجاتا ہے کہ دجال کے نکلنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہوکر اس کو قتل کرنے پر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اِتفاق تھا۔

د:۔۔۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ”اِزالۃ الخفاء“ (فارسی ج:۲ ص:۱۶۷، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور) حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مکاشفات میں حضرت نضلہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی معیت میں غزوۂ حلوان کے لئے جانے اور وہاں زریت بن برثملا حواری عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہونے کا واقعہ لکھا ہے۔

اس حدیث زریت بن برثملا کا یہ قول نقل کیا ہے:

”انا زریت بن برثملا وصی العبد الصالح عیسیٰ ابن مریم أسکننی ھٰذا الجبل ودعا لی بطول البقاء إلی حین

نزولہ من السماء۔"

ترجمہ:۔۔۔"میں زریت بن برثملا عبدِ صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہوں، آپ نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے، اور ان کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت تک میرے لئے طولِ عمری کی دُعا فرمائی۔"

حضرت عمر اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس قول کی تکذیب نہیں فرمائی، بلکہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعے کی اِطلاع دی گئی تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو چار ہزار مہاجرین وانصار کی معیت میں وہاں جانے کا حکم فرمایا اور زریت بن برثملا کے نام اپنا سلام بھجوایا۔ اس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر، حضرت سعد بن ابی وقاص اور چار ہزار مہاجرین وانصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے۔

ہ:۔۔۔ حافظ ابنِ کثیرؒ نے "نهاية البداية والنهاية" ج:۱ ص:۱۵۷ میں دجال کے بارے میں (بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ عن سفیان بن عیینہ عن الزہری، عن سالم عن ابیہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

"وُلِدَ يَهُوْدِيًّا لِيَقْتُلَهُ ابْنُ مَرْيَمَ بِبَابِ لُدٍّ۔"

ترجمہ:۔۔۔"دجال یہودی پیدا کیا گیا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام اسے بابِ لُدّ پر قتل کریں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ:

"يَقْتُلُهُ اللهُ تَعَالٰى بِالشَّامِ عَلٰى عَقَبَةٍ يُقَالُ لَهَا: عَقَبَةُ أَفِيْقٍ لِثَلَاثِ سَاعَاتٍ يَمْضِيْنَ مِنَ النَّهَارِ عَلٰى يَدَيْ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔"

(کنزالعمال ج:۱۴ ص:۶۱۴ حدیث:۳۹۷۰۹)

ترجمہ:… ”اللہ تعالیٰ، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ہاتھ سے دجال کو قتل کرے گا، ملکِ شام میں، تین گھڑی دن چڑھے، ایک گھاٹی پر، جس کو ”افیق کی گھاٹی“ کہا جاتا ہے۔“

سولہ صحابہ رضی اللہ عنہم:

اِمام ترمذیؒ نے ”باب ما جاء فی قتل عیسیٰ بن مریم الدّجال“ میں حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

”سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ۔“

ترجمہ:… ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، دجال کو بابِ لُدّ پر قتل کریں گے۔“

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اِمام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

”وفی الباب عن عمران بن حصین ونافع بن عتبة وأبی برزة وحذیفة بن أسید وأبی ہریرة وکیسان وعثمان بن أبی العاص وجابر وأبی أُمامة وابن مسعود وعبدالله بن عمرو وسمرة بن جندب والنواس بن سمعان وعمرو بن عوف وحذیفة بن الیمان، ھٰذا حدیث صحیح۔“

(ترمذی ج:۲ ص:۴۸)

یعنی مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور اس کے علاوہ اس موضوع پر کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال کو بابِ لُدّ پر قتل کریں گے“ مزید پندرہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے احادیث مروی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

صحیح بخاری ج:۱ ص:۴۹۰، ''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام''، صحیح مسلم ج:۱ ص:۸۷، ''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ! لَیُوْشِکَنَّ أَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا، فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلُہٗ أَحَدٌ، حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃَ: وَاقْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ۔''

ترجمہ:۔۔۔ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! کہ عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکمِ عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا، حتیٰ کہ ایک سجدہ (اس وقت کے لوگوں کے نزدیک) دُنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔''

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم اس کی تصدیق قرآنِ کریم سے چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو:

''وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا'' (النساء:۱۵۹)

ترجمہ:۔۔۔ ''اور نہیں رہے گا کوئی اہلِ کتاب میں مگر اِیمان لائے گا عیسیٰ (علیہ السلام) پر، عیسیٰ (علیہ السلام) کے مرنے سے پہلے، اور قیامت کے دن عیسیٰ (علیہ السلام) ان پر گواہ ہوں

گے۔“

حضراتِ محدثین نے یہاں دو اِحتمال لکھے ہیں، ایک یہ کہ اس حدیث میں آیت کی تلاوت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً ہو، دُوسرے یہ کہ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہو، اور طحاوی شریف باب سور الھرّ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رَشید اِمام محمد بن سیرینؒ کا اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ جب ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے؟ تو فرمایا:

”کل حدیث أبی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔“

ترجمہ:۔۔۔”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہر حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ہوتی ہے۔“

بہرحال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

اوّل:۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نزول کا مسئلہ قرآنِ کریم میں ذِکر کیا گیا ہے۔

دوم:۔۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام اِرشادات جو نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہیں، وہ قرآنِ کریم کی ہی شرح وتفسیر ہیں۔

سوم:۔۔۔جس ”عیسیٰ“ کے نزول کا قرآنِ کریم اور اِرشاداتِ نبویہ میں ذِکر ہے، اس سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفسِ نفیس مراد ہیں، نہ کہ کوئی مبہم ومجہول عیسیٰ یا کوئی مفروض ابنِ مریم۔

چہارم:۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حلقۂ درس مسجدِ نبوی میں ہوتا تھا اور وہ ہزاروں کے مجمع میں علیٰ رُوس الاشہاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر قرآنِ کریم اور حدیثِ نبوی کے حوالے باصرار وتکرار پیش کرتے تھے، مگر کسی صحابی اور کسی تابعی نے ان کو اس پر نہیں ٹوکا، اور یہ ممکن نہیں تھا کہ صدرِ اوّل میں کوئی غلط بات۔۔۔نعوذ باللہ۔۔۔

مسجدِ نبوی میں بیٹھ کر علیٰ رُؤس الاشہاد قرآن وحدیث کے حوالے سے کہی جائے اور صحابہؓ و تابعینؒ کی پوری جماعت میں ایک آدمی بھی اسے ٹوکنے والا نہ اُٹھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے تمام ہم عصر صحابہؓ وتابعینؒ کا یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے اور انہوں نے قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی عقیدہ اخذ کیا تھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

''دُرِّ منثور'' ج:۵ ص:۲۰۴ میں ابوبکر بن ابی شیبہ کی تخریج سے اور ''مجمع الزوائد'' ج:۸ ص:۲۰۶ میں طبرانی کے حوالے سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان کی مجلس میں کہا: ''**صلّی اللہ علی محمد خاتم الأنبیاء لَا نبی بعدہ**'' تو آپ نے فرمایا:

> ''**حسبک أن تقول خاتم الأنبیاء، فإنا کنّا نحدّث أن عیسٰی خارج فإن کان خارجًا فقد کان قبلہ و بعدہ۔**''
>
> ترجمہ:... ''خاتم الانبیاء کہہ دیتے تب بھی کافی تھا، کیونکہ ہم سے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) بیان کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لانے والے ہیں، پس جب وہ تشریف لائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی ہوئے اور بعد بھی۔''

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے اس اِرشاد سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو معلوم تھی اور وہ اس پر عقیدہ رکھتے تھے۔ دُوسرے یہ کہ ''**لَا نبی بعدہ**'' کا اِرشادِ نبوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے منافی نہیں، کیونکہ ''**لَا نبی بعدی**'' کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصبِ نبوّت عطا نہیں کیا جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لانے والے ہیں مگر ان کو نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

الف:۔۔۔ ''دُرِّ منثور'' ج:۵ ص:۲۰۴ میں حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ اِرشاد نقل کیا ہے:

''قُوْلُوْا: خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ، وَلَاتَقُوْلُوْا: لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ۔''

ترجمہ:۔۔۔ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ''خاتم النبیین'' کہو، مگر یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔''

اِمام محمد طاہر گجراتی ''تکملہ مجمع البحار'' میں (مادّہ ''زید'' کے تحت) اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وھٰذا ناظر إلٰی نزول عیسٰی۔''

(تکملہ مجمع البحار ج:۵ ص:۵۰۲)

ترجمہ:۔۔۔ ''(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا) یہ اِرشاد نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے لحاظ سے ہے۔''

گویا اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا اس اندیشے کی روک تھام فرمارہی ہیں کہ ''لا نبی بعدہ'' کو غلط معنی پہنا کر کل کو کوئی ملحد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے قطعی عقیدے کی نفی نہ کرنے لگے۔

ب:۔۔۔ مسندِ احمد ج:۶ ص:۷۵ اور دُرِّ منثور ج:۲ ص:۲۴۲ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث خروجِ دجال کے بارے میں مروی ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں:

''حَتّٰی یَأْتِیَ فِلَسْطِیْنَ بِبَابِ لُدٍّ فَیَنْزِلُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَیَقْتُلُہٗ، ثُمَّ یَمْکُثُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْأَرْضِ

أَرْبَعِيْنَ سَنَةً إِمَامًا عَدْلًا وَ حَكَمًا مُّقْسِطًا۔"

(دُرّ منثور ج:۲ ص:۲۴۲، مسندِ احمد ج:۶ ص:۷۵)

ترجمہ:۔۔۔"یہاں تک کہ دجال فلسطین میں بابِ لُدّ کے پاس پہنچے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اس کو قتل کریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس اِمامِ عادل اور حاکمِ منصف کی حیثیت سے ٹھہریں گے۔"

حافظ نورالدین ہیثمی "مجمع الزوائد" ج:۷ ص:۳۳۸ میں اس حدیث کو نقل کرکے لکھتے ہیں:

"رجاله رجال الصحيح غير الحضرمي ابن لاحق وهو ثقة۔" (مجمع الزوائد ج:۷ ص:۳۳۸)

ترجمہ:۔۔۔"اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں، سوائے حضرمی بن لاحق کے، اور وہ ثقہ ہیں۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ:

صحیح مسلم ج:۱ ص:۸۷، مسندِ احمد ج:۳ ص:۳۴۵، ۳۸۴، میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث مروی ہے:

"سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمْ: تَعَالَ فَصَلِّ لَنَا! فَيَقُوْلُ: لَا! إِنَّ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ، تَكْرِمَةَ اللهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ۔"

(مسندِ احمد ج:۳ ص:۳۴۵، صحیح مسلم ج:۱ ص:۸۷)

ترجمہ:۔۔۔"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

فرماتے سنا ہے کہ میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی اور قیامت تک غالب رہے گی، پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، تو مسلمانوں کا اَمیر (اِمام مہدیؓ) عرض کرے گا کہ: تشریف لائیے ہمیں نماز پڑھائیے! آپ علیہ السلام فرمائیں گے: نہیں! تم میں سے بعض، بعض پر اَمیر ہیں، یہ حق تعالیٰ کی جانب سے اس اُمت کا اِعزاز ہے۔''

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ:

الف:۔۔۔ مستدرک حاکم ج:۲ ص:۳۰۹، اور دُرِّ منثور ج:۲ ص:۲۴۱ میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اِرشادِ خداوندی: ''وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''قَبْلَ مَوْتِہٖ'' سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا تشریف لانا مراد ہے۔

ب:۔۔۔ تفسیر ابن جریر ج:۶ ص:۱۴، اور دُرِّ منثور ج:۲ ص:۲۴۱ میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

''قبل موت عیسی یعنی أنّہ سیدرک أناس من أھل الکتاب حین یبعث عیسی فیؤمنون بہ۔''

(ابنِ جریر ج:۶ ص:۱۴، دُرِّ منثور ج:۲ ص:۲۴۱)

ترجمہ:۔۔۔ ''''قَبْلَ مَوْتِہٖ'' سے مراد ہے عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے، حق تعالیٰ شانہٗ کی مراد یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اس وقت اہلِ کتاب کے کچھ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو پائیں گے اور وہ آپ پر اِیمان لائیں گے۔''

ج:۔۔۔ دُرِّ منثور ج:۲ ص:۳۶ میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے آیتِ کریمہ: ''یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

”قال: إنّی رافِعُکَ ثم متوفیک فی آخر الزمان۔“

(دُرِّ منثور ج:۲ ص:۳۶)

ترجمہ:...”حق تعالیٰ نے فرمایا کہ: اے عیسیٰ! میں تجھے سرِدست اُٹھانے والا ہوں، پھر آخری زمانے میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔“

د:...تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۵۷۴ میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے آیتِ کریمہ: ”وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللہُ اِلَیْہِ“ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ایک دُوسرے شخص پر ڈال دی گئی:

”ورفع عیسٰی من روزنۃ فی البیت إلی السماء، وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ۔“

ترجمہ:...”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا۔“

اِمام ابنِ کثیرؒ اس حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں: ”ھٰذا اسناد صحیح إلی ابن عباس“۔

ہ:...”مجمع الزوائد“ ج:۷ ص:۱۰۴ میں بروایت طبرانی، اور ”دُرِّ منثور“ ج:۶ ص:۲۰ میں فریابی، سعید بن منصور، مسدد، عبد بن حمید، ابنِ جریر، ابنِ ابی حاتم اور طبرانی کے حوالے سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا اِرشاد نقل کیا ہے کہ انہوں نے آیتِ کریمہ: ”وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ“ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

”خروج عیسَی ابن مریم قبل یوم القیامۃ۔“

ترجمہ:...”آیت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔“

و:...”دُرِّ منثور“ ج:۲ ص:۳۵۰ میں بروایت ابوالشیخ حضرت ابنِ عباس

رضی اللہ عنہما کا اِرشاد مروی ہے کہ انہوں نے آیتِ کریمہ:

”اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔“

کی تفسیر میں فرمایا:

”ومدّ فی عمرہ حتّٰی أھبط من السماء إلی الأرض یقتل الدّجال۔“

ترجمہ:۔۔۔”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر طویل کردی گئی، حتیٰ کہ وہ آخری زمانے میں آسمان سے زمین پر اُتارے جائیں گے تاکہ دجال کو قتل کریں۔“

اس لئے ”اِنْ تُعَذِّبْهُمْ“ کا تعلق اُن لوگوں سے ہے جو تثلیث پر مرے، اور ”اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ“ کا تعلق اُن حضرات سے ہے جو آخری زمانے میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تثلیث سے تائب ہوکر توحید کے قائل ہوجائیں گے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے ان تفسیری اِرشادات سے ان کا عقیدہ واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدِ عنصری آسمان پر اُٹھالیا گیا، انہیں طویل عمر عطا کی گئی، آخری زمانے میں وہ دجال کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گے، اس وقت تمام اہلِ کتاب ایمان لائیں گے، تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی۔

حضراتِ تابعینؒ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہم حضراتِ تابعینؒ کے دور کو لیتے ہیں، جو حضراتِ صحابہ کرامؓ اور بعد کی اُمت کے درمیان واسطہ ہیں، اور جنھوں نے علومِ نبوّت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اِرشادات بعد کی اُمت تک منتقل کئے ہیں۔ حضراتِ تابعینؒ میں ایک شخص کا بھی نام نہیں ملتا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا منکر ہو، اس کے برعکس ان حضراتِ تابعینؒ کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ آسمانی، ان کی حیات اور قربِ قیامت میں ان کے دوبارہ تشریف لانے کا عقیدہ

منقول ہے۔ یہاں چنداً کابر تابعین کا حوالہ دینا کافی ہوگا۔

حضرت سعید بن مسیبؒ:

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ (متوفی ۹۳ھ) اجلہ تابعین میں سے ہیں، پوری اُمت ان کی جلالتِ قدر پر متفق ہے، علم وفضل کے لحاظ سے ان کو سیّد التابعین شمار کیا جاتا ہے، یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے عزیز داماد تھے، اوران سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نزول کی تصریح نقل کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری ج:۱ص:۴۹۰، صحیح مسلم ج:۱ص:۸۷)

حضرت طاؤسؒ:

حضرت طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶ھ) مشہور تابعی ہیں، یہ حضرت ابوہریرہ، اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ، ابنِ عباس، زید بن ثابت، زید بن ارقم اور جابر بن عبداللہ، اکابر صحابہ۔۔۔رضی اللہ عنہم۔۔۔ کے شاگرد تھے۔ مصنف عبدالرزّاق (ج:۱۱ ص:۳۸۷) میں بہ سندِ صحیح ان کا اِرشاد نقل کیا ہے:

"عَشَرُ آيَاتٍ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِّنْ مَّغْرِبِهَا وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَالدَّابَّةُ وَنُزُوْلُ عِيْسٰى۔۔۔الخ۔"

ترجمہ:۔۔۔"قیامت کی علاماتِ (کبریٰ) دس ہیں: آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، دُخان، دجال، دابۃ الارض، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا۔"

نیز اسی میں ان کا یہ ارشاد بھی بہ سندِ صحیح نقل کیا ہے:

"يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا هَادِيًا وَّمُقْسِطًا عَادِلًا، فَإِذَا نَزَلَ كَسَرَ الصَّلِيْبَ وَقَتَلَ الْخِنْزِيْرَ وَوَضَعَ الْجِزْيَةَ وَتَكُوْنَ الْمِلَّةُ وَاحِدَةً وَّيُوْضَعُ الْأَمَنُ فِي الْأَرْضِ۔" (مصنف عبدالرزّاق ج:۱۱ص:۴۰۰)

ترجمہ:۔۔۔ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِمامِ ہادی اور حاکمِ منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس جب وہ نازل ہوں گے تو صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اور دِین صرف ایک ہوجائے گا، اور زمین میں امن کا دوردورہ ہوگا۔‘‘

حضرت حسن بصریؒ:

اِمام حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) جن کی شہرۂ آفاق شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تفسیر ابنِ جریر ج:۶ ص:۱۴ میں ان کا اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے آیتِ کریمہ: ’’وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ‘‘ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ آیت سے مراد ہے اہلِ کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لانا۔

’’واللہ! إنّہ الآن لحیٌّ عند اللہ، ولٰکن إذا نزل آمنوا بہ أجمعون۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۵۷۶)

ترجمہ:۔۔۔ ’’اللہ تعالیٰ کی قسم وہ اب اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہیں لیکن جب وہ نازل ہوں گے تب سب اہلِ کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔‘‘

تفسیر ’’دُرِّمنثور‘‘ ج:۲ ص:۲۴۱ میں ان کا یہ اِرشاد نقل کیا ہے:

’’إنّ اللہ رفع إلیہ عیسٰی وھو باعثہ قبل یوم القیامۃ مقامًا یؤمن بہ البر والفاجر۔‘‘ (ابن کثیر ج:۱ ص:۳۶۶، دُرِّمنثور ج:۲ ص:۳۶، ایضاً ابن کثیر ج:۱ ص:۵۷۶)

ترجمہ:۔۔۔ ’’بے شک اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف آسمان پر اُٹھالیا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ بھیجیں گے،

تب ان پر تمام نیک و بد اِیمان لائیں گے۔“

تفسیر ابنِ کثیر ج:۱ ص:۳۶۶ اور تفسیر دُرِّ منثور ج:۲ ص:۳۶ میں حضرت حسن بصریؒ کی روایت سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

”قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُوْدِ: إِنَّ عِيْسٰى لَمْ يَمُتْ وَإِنَّهٗ رَاجِعٌ إِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔“

ترجمہ:۔۔۔ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے فرمایا کہ: عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف دوبارہ لوٹ کر آئیں گے۔“

اِمام محمد بن سیرینؒ:

اِمام محمد بن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

”ينزل ابن مريم عليه السلام لَامته و ممصرتان، بين الأذان والإقامة، فيقول: بل يصلّي بكم إمامكم، أنتم أمراء بعضكم علٰى بعض۔“

(مصنف عبدالرزّاق ج:۱۱ ص:۳۹۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اَذان و اِقامت کے درمیان نازل ہوں گے، آلاتِ جنگ اور دو زَرد چادریں ان کے زیبِ تن ہوں گی، لوگ کہیں گے کہ: آگے ہوکر نماز پڑھائیے، آپ فرمائیں گے: نہیں! بلکہ تمہارا اِمام ہی تمہیں نماز پڑھائے گا، تم ایک دُوسرے پر اَمیر ہو۔“

نیز ان کا اِرشاد ہے:

”أنه المهدي الذي يصلّي وراءه عيسى۔“

(حوالہ بالا)

ترجمہ:۔۔۔ ”سچے مہدی وہ ہوں گے جن کی اِقتدا میں

عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔“

اِمام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالے ”العرف الوردی“ میں مصنف ابنِ ابی شیبہ کے حوالے سے اِمام محمد بن سیرینؒ کا یہ اِرشاد ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

”المھدی من ھٰذہ الاُمّة وھو الذی یؤم عیسیٰ بن مریم علیھما السلام۔“

(الحاوی للفتاویٰ ج:۲ ص:۳۵۵، مطبع قدسی، قاہرہ)

ترجمہ:۔۔۔”مہدی اسی اُمت میں ہوں گے، اور مہدی وہ ہوں گے جن کی اِقتدا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔“

اِمام محمد بن الحنفیہؒ:

حضرت امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ (متوفی ۸۰ھ) آیتِ کریمہ: ”وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”لیس من أھل الکتاب أحدٌ إلّا أتتهُ الملائکة یضربون وجهه ودبرہ ثم یقال: یا عدو اللہ! إنّ عیسیٰ رُوح اللہ وکلمته، کذبت علی اللہ وزعمت أنّه اللہ، وإن عیسیٰ لم یمت وأنّه رفع إلی السماء وھو نازل قبل أن تقوم الساعة فلا یبقی یھودی ولَا نصرانی إلّا آمن به۔“

(دُرِّ منثور ج:۲ ص:۲۴۱)

ترجمہ:۔۔۔”اہلِ کتاب میں سے جو شخص مرتا ہے، فرشتے اس کے منہ اور پشت پر مارتے ہیں، پھر کہا جاتا ہے کہ: او اللہ کے دُشمن! بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) رُوح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، تو نے خدا پر جھوٹ باندھا اور تو نے یہ عقیدہ جمایا کہ وہ خدا ہیں، اور

عیسیٰ (علیہ السلام) مرے نہیں بلکہ وہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور قیامت سے پہلے نازل ہوں گے، پس اس وقت کوئی یہودی اور نصرانی ایسا نہیں رہے گا جو اُن پر اِیمان نہ لائے۔“

ابوالعالیہ تابعیؒ:

حضرت ابوالعالیہ رفیع بن مہران الریاحی البصری رحمہ اللہ (متوفیٰ ۹۳ھ) جلیل القدر تابعی ہیں، وہ فرماتے ہیں:

”ما ترک عیسَی ابن مریم حین رفع إلّا مدرعة صوف وحفی راع وحذافة یحذف به الطیر۔“

(دُرِّ منثور ج:۲ ص:۲۳۹)

ترجمہ:۔۔۔”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب اُٹھایا گیا تو ان کے پاس صرف یہ چیزیں تھیں: پشم کی ایک گودڑی، چرواہے کے سے جوتے اور ایک غلیل جس سے پرندوں کا شکار کرتے تھے۔“

ابورافع تابعیؒ:

حضرت ابورافع نفیع بن رافع المدنی رحمہ اللہ اکابر تابعین میں سے ہیں، ان سے بھی یہی مضمون منقول ہے۔ (حوالۂ بالا)

اِمام زین العابدینؒ، اِمام باقرؒ اور اِمام جعفر صادقؒ:

اِمام جعفر صادق (متوفیٰ ۱۴۸ھ) اپنے والد اِمام محمد باقر (متوفیٰ ۱۱۴ھ) سے، اور وہ اپنے والد ماجد اِمام علی بن حسین زین العابدین (متوفیٰ ۹۴ھ)۔۔۔رضی اللہ عنہم۔۔۔ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد نقل کرتے ہیں:

”کَیۡفَ تَہۡلِکُ أُمَّةٌ أَنَا أَوَّلُہَا وَالۡمَہۡدِیُّ وَسۡطُہَا وَالۡمَسِیۡحُ آخِرُہَا۔“ (مشکوٰۃ ص:۵۸۳)

ترجمہ:۔۔۔”وہ اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے

شروع میں، میں ہوں، درمیان میں مہدی ہیں اور آخر میں حضرت مسیح علیہ السلام ہوں گے۔''

اِمام مجاہدؒ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مایۂ ناز شاگرد حضرت اِمام مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) حق تعالیٰ کے اِرشاد: ''وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''صلبوا رجلًا غیر عیسٰی شبھوہ بعیسٰی یحسبون إیاہ، ورفع اللہ إلیہ عیسٰی حیًّا۔''

(دُرِّمنثور ج:۲ ص:۲۳۸، وتفسیر ابنِ جریر ج:۶ ص:۱۲)

ترجمہ:... ''یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجائے ایک اور آدمی کو سولی پر لٹکایا، جسے لوگ عیسیٰ سمجھ رہے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف زندہ اُٹھالیا۔''

نیز دُرِّمنثور میں بحوالہ ابنِ ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر وابنِ ابی حاتم، حضرت مجاہدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''رفع إدریس کما رفع عیسٰی ولم یمت۔''

ترجمہ:... ''اِدریس علیہ السلام کو بھی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان پر اُٹھالیا گیا اور وہ مرے نہیں۔''

اِمام قتادہؒ:

حضرت قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) حق تعالیٰ کے اِرشاد: ''وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''إذا نزل آمنت بہ الأدیان کلھا {وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا} أنّہ قد بلّغ رسالۃ ربّہ وأقرّ علٰی نفسہ

بالعبودیۃ۔“

(دُرِّ منثور ج:۲ ص:۲۴۱، وتفسیر ابنِ جریر ج:۶ ص:۱۴)

ترجمہ:۔۔۔”جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو تمام اہلِ مذاہب ان پر اِیمان لے آئیں گے، اور آپ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے کہ آپ نے اپنے ربّ کا پیغام پہنچادیا تھا، اور اپنی بندگی کا اِقرار کیا تھا۔“

نیز آیتِ کریمہ: ”یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”ھٰذا من المقدم والمؤخر، وتقدیرہ إنّی رافعک إلیّ ومتوفّیک یعنی بعد ذٰلک۔“

(تفسیر ابن کثیر ص:۳۶۶)

ترجمہ:۔۔۔”آیت میں تقدیم وتأخیر ہے، اور مطلب یہ ہے کہ اے عیسیٰ! سرِدست میں تجھے اُٹھانے والا ہوں، پھر اس کے بعد آخری زمانے میں تجھے وفات دُوں گا۔“

نیز آیتِ کریمہ: ”وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”نزول عیسیٰ علیہ السلام عَلَم للساعۃ۔“

(دُرِّ منثور ج:۶ ص:۲۰)

ترجمہ:۔۔۔”(قربِ قیامت میں) عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔“

اِمام ابومالک غفاری تابعیؒ:

جلیل القادر تابعی حضرت غزوان ابومالک الغفاری الکوفی رحمہ اللہ آیتِ کریمہ: ”وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ذٰلک عند نزول عیسٰی ابن مریم، لَا یبقی أحدٌ من أھل الکتاب إلّا آمن بہ۔"

(تفسیر ابنِ جریر ج:۶ ص:۱۴)

ترجمہ:... "یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد ہوگا، اس وقت اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں رہے گا جو آپ پر اِیمان نہ لائے۔"

اِمام محمد بن زید تابعیؒ:

اِمام مالکؒ کے اُستاذ حضرت محمد بن زید تابعی رحمہ اللہ آیتِ کریمہ: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"إذا نزل عیسٰی علیہ السلام فقتل الدّجال لم یبق یھودی فی الأرض إلّا آمن بہ۔"

(تفسیر ابنِ جریر ج:۶ ص:۱۴)

ترجمہ:... "جب عیسیٰ علیہ السلام (آخری زمانے میں) نازل ہوکر دجال کو قتل کردیں گے تو کوئی یہودی زمین پر باقی نہیں رہے گا مگر آپ پر اِیمان لے آئے گا۔"

اِمام ابنِ جریجؒ:

اِمام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) حق تعالیٰ کے اِرشاد: "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"معنی متوفیک قابضک ورافعک إلی السماء من غیر موت۔" (تفسیر قرطبی ج:۴ ص:۱۰۰)

ترجمہ:... "متوفیک کے معنی ہیں کہ تجھے اپنی تحویل میں لے کر آسمان کی طرف اُٹھانے والا ہوں بغیر موت کے۔"

اِمام ربیع بن انسؒ:

اِمام ربیع بن انس البکری البصری الخراسانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰ھ) آیتِ کریمہ: ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”المراد من التوفی النوم، وکان عیسٰی قد نام فرفعه الله تعالٰی نائمًا إلی السماء۔“ (تفسیر بغوی ج:۲ ص:۱۵۰)

ترجمہ:۔۔۔”توفی سے مراد نیند ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام سو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نیند کی حالت میں آسمان پر اُٹھالیا۔“

اِمام ضحاکؒ:

اِمام ابوالقاسم ضحاک بن مزاحم الہلالی الخراسانی رحمہ اللہ (متوفی مابعد ۱۰۰ھ) آیتِ کریمہ: ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے، اِمام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

”قال جماعة من أھل المعانی منھم الضحاک والفراء فی قوله تعالٰی: {اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} علی التقدیم والتأخیر، لأن الواو لَا توجب الرتبة، والمعنٰی إنّی رافعک إلیّ ومطھّرک من الذین کفروا، ومتوفیک بعد أن تنزل من السماء۔“

(تفسیر بغوی ج:۲ ص:۱۵۰، وتفسیر قرطبی ج:۴ ص:۹۹)

ترجمہ:۔۔۔”اہلِ معانی کی ایک جماعت بشمول اِمام ضحاکؒ واِمام فراء حق تعالیٰ کے اِرشاد: ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ تقدیم وتاخیر پر محمول ہے، کیونکہ واوٴ ترتیب کو ثابت نہیں کرتی، مطلب یہ ہے کہ میں سرِدست

تجھ کو اپنی طرف آسمان پر اُٹھانے والا ہوں، اور ان کافروں کی صحبت سے پاک کرنے والا ہوں، اور جب تم آسمان سے نازل ہوگے اس کے بعد تجھے وفات دُوں گا۔“

اور قرطبیؒ نے اِمام ضحاکؒ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا مفصل واقعہ بھی نقل کیا ہے۔ (تفسیر قرطبی ج:۴ ص:۱۰۰)

اَئمہ اَربعہؒ

حضراتِ تابعینؒ کے بعد اُمتِ اسلامیہ کے سب سے بڑے مقتدا اَئمہ اَربعہ: اِمام ابوحنیفہ، اِمام مالک، اِمام شافعی اور اِمام احمد بن حنبل ---رحمہم اللہ--- ہیں۔ چنانچہ بعد کی پوری اُمت ان کی جلالتِ قدر پر متفق ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نزدیک کسی مسئلے پر ان چاراَ کابر کا اِتفاق، اِجماعِ اُمت کی دلیل ہے۔ (عقد الجید مترجم، باب تاکید الأخذ بھذہ المذاھب الأربعۃ والتشدید فی ترکھا والخروج عنھا ص:۵۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کا عقیدہ اَئمہ اَربعہؒ کی تصریحات سے بھی ثابت ہے۔

اِمامِ اعظم ابوحنیفہؒ:

الامام الاعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) ”فقہِ اکبر“ میں فرماتے ہیں:

”وخروج الدّجال ویأجوج ومأجوج وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علٰی ما وردت بہ الأخبار الصحیحۃ حق کائن۔ واللہ یھدی من یشاء إلٰی صراط مستقیم۔“

(شرح فقہِ اکبر، مُلّا علی قاریؒ ص:۱۳۶، مطبوعہ مجتبائی ۱۳۴۸ھ)

ترجمہ:۔۔۔ ’’دجال اور یأجوج مأجوج کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دیگر علاماتِ قیامت، جیسا کہ احادیثِ صحیحہ ان میں وارِد ہوئی ہیں، سب حق ہیں، ضرور ہوں گی۔‘‘

اِمام مالکؒ:

اِمام دارالہجرۃ مالک بن انس الاصبحی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) ’’العتیبہ‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’قال مالک: بین الناس قیام یستمعون لِاقامۃ الصلاۃ فتغشاھم غمامۃ فإذا عیسٰی قد نزل۔‘‘

(شرح مسلم للابی ج:۱ ص:۲۶۶)

ترجمہ:۔۔۔ ’’دریں اثنا کہ لوگ کھڑے نماز کی اِقامت سن رہے ہوں گے، اتنے میں ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی، کیا دیکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوچکے ہیں۔‘‘

’’العتیبہ‘‘ میں اِمام مالکؒ کا یہ اِرشاد بھی منقول ہے:

’’کان أبو ھریرۃ رضی اللہ عنہ یلقی الفتی الشاب، فیقول: یا ابن أخی! إنّک عسٰی أن تلقی عیسٰی ابن مریم فاقرأہ مِنّی السَّلام۔‘‘

(حوالہ مذکورہ بالا ج:۱ ص:۲۶۵)

ترجمہ:۔۔۔ ’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کسی نوجوان سے ملتے تو اس سے فرمایا کرتے تھے کہ: بھتیجے! شاید تم عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملو، تو آپ کی خدمت میں میرا سلام کہہ دینا۔‘‘

نیز مؤطا ص:۳۶۸ میں اِمام مالکؒ نے ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے: ’’صفۃ عیسٰی بن مریم و الدّجّال‘‘ اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال دونوں کے حلیے کی حدیث نقل کی ہے، اور یہ ٹھیک وہی حلیہ ہے جو بوقتِ خروج دجال کا، اور بوقتِ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احادیثِ طیبہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ

اِمام مالکؒ کا عقیدہ بھی وہی ہے جو پوری اُمت کا ہے کہ آخری زمانے میں دجال نکلے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔

اِمام احمد بن حنبلؒ:

اِمام احمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی کتاب ''مسند'' چھ ضخیم جلدوں میں اُمت کے سامنے موجود ہے، جس میں بہت سی جگہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درج ہے، حوالے کے لئے مندرجہ ذیل صفحات کی مراجعت کی جائے:

جلد اوّل:۔۔۔ ۳۷۵۔

جلد دوم:۔۔۔ ۲۲، ۳۹، ۵۸، ۸۳، ۱۲۲، ۱۲۶، ۱۴۴، ۱۵۴، ۲۴۰، ۲۷۲، ۲۹۰، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۳۶، ۳۹۴، ۴۰۶، ۴۱۱، ۴۳۷، ۴۸۲، ۴۹۴، ۵۱۳، ۵۳۸، ۵۴۰۔

جلد سوم:۔۔۔ ۳۴۵، ۳۶۸، ۳۸۴، ۴۲۰۔

جلد چہارم:۔۔۔ ۱۸۱، ۱۸۲، ۲۱۶، ۲۱۷، ۳۹۰، ۴۲۹۔

جلد پنجم:۔۔۔ ۱۳، ۱۶، ۲۷۸۔

جلد ششم:۔۔۔ ۷۵۔

اِمام ابو یوسفؒ اور اِمام محمدؒ:

اِمام ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) ''العقیدۃ الطحاویہ'' کی تمہید میں لکھتے ہیں:

''ھٰذا ذکر بیان عقیدۃ أھل السُّنّۃ والجماعۃ علٰی مذھب فقھاء الملّۃ أبی حنیفۃ نعمان بن الثابت الکوفی وأبی یوسف یعقوب بن إبراھیم الأنصاری ومحمد بن الحسن الشیبانی رضوان اللہ علیھم أجمعین وما یعتقدون من أُصول الدِّین، ویدینون بہ لربّ العالمین۔''

(عقیدۃ الطحاوی ص:۵)

ترجمہ:۔۔۔ ''اس رسالے میں عقیدۂ اہلِ سنت والجماعت درج کیا جاتا ہے جو فقہائے ملت، اِمام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی، اِمام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری (متوفی

۲۰۸ھ) اور اِمام محمد بن حسن شیبانی، رضوان اللہ علیہم اجمعین، کے مذہب کے مطابق ہے، اور ان اُصولِ دِین کا بیان ہے جن پر یہ حضرات عقیدہ رکھتے تھے اور جن کے مطابق رَبّ العالمین کی اطاعت و بندگی کرتے تھے۔“

اس تمہید کے بعد انہوں نے جو عقائد درج کئے ہیں، ان میں خروجِ دجال، اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ بھی ہے۔ (ان کی یہ عبارت چوتھی صدی کے ذیل میں آئے گی)۔

اِمام طحاویؒ کے اس اِرشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف فقہائے ملت، ائمہ ثلاثہؒ کا، بلکہ تمام سلف صالحین اہلِ سنت والجماعت کا بلا اِختلاف یہی عقیدہ تھا۔

تیسری صدی

اِمام ابوداوٗد طیالسیؒ:

الامام الحافظ سلیمان بن داوٗد بن الجارود ابوداوٗد الطیالسی البصری رحمہ اللہ (۱۳۳ھ-۲۰۴ھ) نے اپنی مسند میں خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث متعدّد جگہ درج کی ہیں، تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل صفحات کی طرف مراجعت فرمائیے:

مسند حذیفہ بن یمانؓ	حدیث نمبر: ۴۳۴	ص: ۵۸
مسند ابی برزہ اسلمیؓ	حدیث نمبر: ۹۲۳	ص: ۱۲۴
مسند حذیفہ بن اُسیدؓ	حدیث نمبر: ۱۰۶۷	ص: ۱۴۳
مسند سفینہؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	حدیث نمبر: ۱۱۰۶	ص: ۱۵۰
مسند مجمع بن جاریہؓ	حدیث نمبر: ۱۲۲۷	ص: ۱۷۰
مسند محجن بن اورعؓ	حدیث نمبر: ۱۲۹۵	ص: ۱۸۳
مسند اسماء بنت یزیدؓ	حدیث نمبر: ۱۶۳۳	ص: ۲۲۷
مسند عبداللہ بن عمرؓ	حدیث نمبر: ۱۸۱۱	ص: ۲۴۹
مسند ابی ہریرہؓ	حدیث نمبر: ۲۳۲۶	ص: ۳۰۶
ایضاً	حدیث نمبر: ۲۳۴۹	ص: ۳۰۸
ایضاً	حدیث نمبر: ۲۵۳۲	ص: ۳۳۰
ایضاً	حدیث نمبر: ۲۵۴۱	ص: ۳۳۱

ایضاً	حدیث نمبر: ۲۵۴۹	ص: ۳۳۲
ایضاً	حدیث نمبر: ۲۵۷۵	ص: ۳۳۵
ایضاً	حدیث نمبر: ۲۵۷۸	ص: ۳۳۶
مسند ابنِ عباسؓ	حدیث نمبر: ۲۷۱۰	ص: ۳۵۳

اِمام عبدالرزّاقؒ:

اِمام ہمام عبدالرزّاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ (۱۲۶ھ-۲۱۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''مصنف'' میں علاماتِ قیامت کے ضمن میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث کی تخریج کی ہے، دیکھئے جلد:۱۱ صفحات: ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۹۸، ۳۹۹، اور جلد:۱۱ صفحہ:۳۹۹ پر ایک مستقل باب ''باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام'' کے عنوان سے قائم کیا ہے اور اس کے تحت سات حدیثیں درج کی ہیں۔

اِمام حمیدیؒ:

اِمام بخاریؒ کے اُستاذ الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ الحمیدی (متوفیٰ ۲۱۹ھ) نے اپنی مسند میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی مندرجہ ذیل احادیث تخریج کی ہیں:

۱:... حضرت ابوسریحہ الغفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی دس علامتوں میں دجال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی ذِکر فرمایا ہے، دیکھئے ج:۲ ص: ۳۶۴۔

۲:... حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ! لَیَقْتُلُہُ ابْنُ مَرْیَمَ بِبَابِ لُدٍّ۔''

(ج:۲ ص:۳۶۰ حدیث نمبر:۸۲۸)

ترجمہ:... ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کو بابِ لُدّ میں قتل کریں گے۔''

۳:۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام فج الروحا سے حج اور عمرے کا اِحرام باندھیں گے۔ (ج:۲ ص:۴۴ حدیث:۱۰۰۵)

۴:۔۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں اِمامِ ہدیٰ اور حاکمِ منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔۔۔الخ۔ (ج:۲ ص:۴۶۸ حدیث:۱۰۹۸)

اِمام ابوعبید قاسم بن سلامؒ:

الامام الحافظ الفقیہ اللغوی ابوعبید القاسم بن سلام الہروی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۴ھ) نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں دجال کے بارے میں یہ حدیث نقل کی ہے:

”وقال أبو عبيد فى حديثه: إنه سمع رجلًا حين فتحت جزيرة العرب أو قال: فتحت مكة، يقول: أبهوا الخيل فقد وضعت الحرب أوزارها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَا تزالون يقاتلون الكفار حتّٰى يقاتل بقيتكم الدَّجّال۔“ (غریب الحدیث ج:۳ ص:۱۱۴)

ترجمہ:۔۔۔”جب جزیرۂ عرب یا مکہ فتح ہوا، تو ایک شخص نے کہا کہ: اپنے گھوڑوں کو راحت دو، کیونکہ لڑائی ہتھیار ڈال چکی ہے، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم ہمیشہ کفار سے جہاد کرتے رہوگے، یہاں تک کہ تمہارے بقیہ لوگ (عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں) دجال سے قتال کریں گے۔“

نیز اِمام ابوعبید رحمہ اللہ نے یأجوج مأجوج کے بارے میں مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے:

"وقال أبو عبید فی حدیث أبی هریرة فی یأجوج ومأجوج: إنه یسلط علیهم العنف، فیأخذ فی رقابهم۔"

(ج:۴ ص:۲،۳ طبع ۱۳۸۵ھ دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن)

ترجمہ:۔۔۔"یأجوج ومأجوج کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ایک جرثومہ ان پر مسلط کردیں گے جو ان کی گردن میں پھوڑے کی شکل میں نمودار ہوگا۔"

اور یہ بھی معلوم ہے کہ دجال سے قتال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا، اور یہ کہ یأجوج ومأجوج کا خروج بھی آپ ہی کے زمانے میں ہوگا۔

اِمام ابوبکر بن ابی شیبہؒ:

شیخ المحدثین الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی الکوفی (متوفی ۲۳۵ھ) نے "مصنف" (کتاب الفتن) میں بہت سی احادیث ذِکر کی ہیں اوران کے حوالے سے متعدّد احادیث دُرِّ منثور میں نقل کی گئی ہیں، اِمام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

"وذکر ابن أبی شیبة بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنهما، لما أراد اللہ تبارک وتعالٰی أن یرفع عیسٰی إلی السماء ۔۔۔۔ إلیٰ قوله: ورفع اللہ تعالٰی عیسٰی إلی السماء عن روزنة کانت فی البیت۔"

(تفسیر قرطبی ج:۴ ص:۱۰۰)

ترجمہ:۔۔۔"اور اِمام ابنِ ابی شیبہ نے بہ سندِ صحیح حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا اِرشاد نقل کیا ہے کہ: جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھانے کا اِرادہ فرمایا ۔۔۔ پوری حدیث کے آخر میں ہے کہ۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ

علیہ السلام کو مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اُٹھالیا۔‘‘

اِمام ابنِ قتیبہؒ:

ابومحمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمہ اللہ (۲۱۳ھ-۲۷۶ھ) اپنی کتاب ’’تاویل مختلف الحدیث‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’(قالوا: حدیثان متدافعان متناقضان) قالوا: رویتم أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ’’لَا نبی بعدی، ولَا اُمّة بعد اُمّتی، فالحلال ما أحله اللہ تبارک وتعالٰی علٰی لسانی إلیٰ یوم القیامة، والحرام ما حرم اللہ تعالٰی علٰی لسانی إلیٰ یوم القیامة۔‘‘

ثم رویتم أن المسیح علیه السلام ینزل فیقتل الخنزیر، ویکسر الصلیب ویزید فی الحلال۔

وعن عائشة رضی اللہ تعالٰی عنها أنها کانت تقول: ’’قولوا لرسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: خاتم الأنبیاء، ولَا تقولوا: لَا نبی بعده‘‘ وھٰذا متناقض۔

وقال أبو محمد: ونحن نقول: إنه لیس فی ھٰذا تناقض ولَا اختلاف، لأن المسیح صلی اللہ علیه وسلم نبی مقدم، رفعه اللہ تعالٰی، ثم ینزله فی آخر الزمان علمًا للساعة، قال اللہ تعالٰی: {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا} وقرأ بعض القراء: {وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ}۔

وإذا نزل المسیح علیه السلام لم ینسخ شیئًا مما أتی به محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ولم یتقدم الْإمام من اُمته، بل یقدمه، ویصلی خلفه، وأما قوله: ویزید فی

الحلال، فإن رجلًا قال لأبی ھریرۃ: ما یزید فی الحلال إلّا النساء، فقال: وذاک، ثم ضحک أبو ھریرۃ۔

قال أبو محمد: ولیس قولہ: یزید فی الحلال أنہ یحل لرجل أن یتزوج خمسًا، ولَا ستًّا، وإنما أراد أن المسیح علیہ السلام لم ینکح النساء، حتّٰی رفعہ اللہ تعالٰی إلیہ، فإذا أھبطہ تزوج امرأۃ فزاد فیما أحل اللہ لہ، أی ازداد منہ، فحینئذٍ لَا یبقی أحد من أھل الکتاب إلّا علم أنہ عبداللہ عزّ وجلّ وأیقن أنہ بشر۔

وأما قول عائشۃ رضی اللہ عنھا: ”قولوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خاتم الأنبیاء، ولَا تقولوا: لَا نبی بعدہ۔“ فإنھا تذھب إلیٰ نزول عیسٰی علیہ السلام ولیس ھٰذا من قولھا ناقضًا لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”لَا نبی بعدی“ لأنہ أراد لَا نبی بعدہ ینسخ ما جئت بہ، کما کانت الأنبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام تبعث بالنسخ، وأرادت ھی ”ولَا تقولوا: إن المسیح لَا ینزل بعدہ۔“

ترجمہ:۔۔۔”معترضین نے کہا کہ دو حدیثیں آپس میں متعارض ہیں، ایک طرف تو تم یہ روایت کرتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں، پس جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے میری زبان سے حلال کردیا وہ قیامت تک حلال رہے گی۔ دُوسری طرف یہ حدیث بھی روایت کرتے ہو کہ: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور حلال میں اِضافہ کریں گے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرمایا کرتی تھیں کہ

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو، مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس یہ تناقض ہے۔

ابومحمد فرماتے ہیں: اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں اور نہ ہی کوئی اِختلاف ہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے زمانے کے نبی ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے اُٹھالیا تھا، پھر آخری زمانے میں ان کو قیامت کی نشانی کے طور پر نازل فرمائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہے قیامت کی، پس اس میں ہرگز شک نہ کرو'' اور جب مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کی کسی بات کو منسوخ نہیں کریں گے، اور (اُتر کر پہلی نماز میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے اِمام سے آگے نہیں ہوں گے، بلکہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد کہ وہ حلال میں اِضافہ کریں گے، تو اس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے، چنانچہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کی تو ایک شخص نے کہا کہ: حلال میں اِضافہ عورتوں کے سوا اور کیا کریں گے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہنس کر فرمایا: یہی مطلب ہے۔

اِمام ابومحمد بن قتیبہ فرماتے ہیں کہ: ارشادِ نبوی ''حلال میں اِضافہ کریں گے'' کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی شخص کے لئے اس وقت پانچ یا چھ شادیاں جائز ہوں گی، بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفعِ آسمانی سے قبل شادی نہیں کی تھی، پس جب اللہ تعالیٰ ان کو قربِ قیامت میں نازل فرمائیں گے تو ایک عورت سے شادی کریں گے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں ان کے لئے حلال کی ہیں ان میں اس ایک چیز کا اِضافہ کرلیں گے۔ (نیز اس

کے لئے شیخ محمد طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار کا حوالہ دیکھئے) اس وقت تمام اہلِ کتاب کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں اور انہیں یقین آجائے گا کہ وہ واقعی بشر ہیں۔

رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہو، مگر یہ نہ کہو آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' تو ان کا اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف ہے، اور ان کا یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''لا نبی بعدی'' کے خلاف نہیں، کیونکہ اس اِرشاد کا یہ مطلب ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو میرے لائے ہوئے دِین کی کسی بات کو منسوخ کردے، جبکہ انبیائے کرام علیہم السلام آکر بعض اَحکام کو منسوخ کردیا کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اِرشاد کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ کہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل نہیں ہوں گے۔''

اَئمہ محدثینؒ

اَئمہ اَربعہؒ کی طرح صحاحِ ستہ کے مؤلفین ۔۔۔ اِمام بخاری، اِمام مسلم، اِمام ابوداؤد، اِمام نسائی، اِمام ترمذی اور اِمام ابنِ ماجہ رحمہم اللہ ۔۔۔ جن کی کتابیں علمِ حدیث کا مدارِ اعظم ہیں ۔۔۔ بھی اس عقیدے پر اِجماع رکھتے ہیں۔ ذیل میں ان حضرات کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

اِمام بخاریؒ:

الامام الحافظ الحجہ امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ الجعفی البخاری رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۶ھ) کا عقیدہ ان کی کتاب ''الجامع الصحیح'' سے واضح ہے، صحیح بخاری، کتاب الانبیاء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کے ضمن میں انہوں نے ایک مستقل باب ''باب نزول عیسیٰ علیہ السلام'' کے عنوان سے قائم کیا ہے۔

(ج:۱ ص:۴۹۰)

علامہ کرمانیؒ شارحِ بخاری فرماتے ہیں:

"أی نزوله من السماء إلی الأرض۔"

ترجمہ:۔۔۔ "یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر اُترنے کا بیان۔"

اِمام مسلمؒ:

الامام الحافظ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری رحمہ اللہ (۲۰۴ھ-۲۶۱ھ) نے صحیح مسلم میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ "کتاب الایمان" میں درج کیا ہے، شارحِ مسلم اِمام محی الدین نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۷ھ) نے اس کا عنوان یہ قائم کیا ہے:

"باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیه السلام حاکمًا بشریعة نبیّنا صلی اللہ علیه وسلم وإکرام اللہ ھٰذه الأمّة زادھا اللہ شرفًا۔" (ج:۱ ص:۸۷)

ترجمہ:۔۔۔ "حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہوکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا اس اُمتِ مرحومہ کو شرف بخشنا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اِیمانیات کا جزو ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد اَز نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اور اُمتِ محمدیہ۔۔۔علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔۔۔ میں شامل ہونا، اس اُمت کے لئے شرف و منزلت کا موجب ہے۔

نیز علاماتِ قیامت کے ضمن میں بھی اِمام مسلمؒ نے دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کو قتل کرنے کی احادیث ذِکر کی ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا خروج اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

اِمام ابوداؤدؒ:

اِمام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) نے اپنی

مشہور کتاب ''سنن ابی داوٗد'' (ص:۵۹۳، ۵۹۴) میں علاماتِ قیامت کے ضمن میں ''خروج الدجال'' کا باب قائم کیا ہے، اور اس کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور دجال کو قتل کرنے کی احادیث ذِکر کی ہیں۔

اِمام نسائیؒ:

الامام الحافظ احمد بن شعیب بن علی سنان بن بحر بن دینار ابوعبدالرحمن النسائی (۲۱۵ھ-۳۰۳ھ) نے سنن مجتبیٰ میں ''باب غزوۃ الہند'' کے زیرِ عنوان یہ حدیث روایت کی ہے:

''عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِیْ أَحْرَزَهُمَا اللهُ مِنَ النَّارِ، عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ۔'' (سنن نسائی ج:۲ ص:۶۳)

ترجمہ:۔۔۔''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کی دو جماعتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے بچالیا، ایک وہ جماعت جو ہندوستان کا جہاد کرے گی، اور دُوسری وہ جماعت جو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگی۔''

حافظ عماد الدین ابنِ کثیر رحمہ اللہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کی حدیث نقل کرکے لکھتے ہیں:

''هٰذا إسناد صحیح إلی ابن عباس، ورواه النسائی عن أبی كریب عن أبی معاویة بنحوه۔''

(تفسیر ابنِ کثیر ج:۱ ص:۵۷۵)

ترجمہ:۔۔۔ ”اس حدیث کی سند ابنِ عباسؓ تک صحیح ہے، اور اس کو اِمام نسائی نے بروایت ابوکریب، ابومعاویہ سے بھی ہم معنی الفاظ میں نقل کیا ہے۔“ (البدایہ والنہایہ ج:۲ ص:۹۲)

اِمام ترمذیؒ:

اِمام ترمذی رحمہ اللہ (ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ) (متوفی ۲۷۹ھ) نے ”جامع ترمذی“ ابواب الفتن میں **”باب ما جاء فی نزول عیسیٰ علیہ السلام“** کا عنوان قائم کیا ہے۔ (ج:۲ ص:۴۲)

نیز دجال کے بارے میں متعدّد اَبواب قائم کئے ہیں، ان میں ایک باب کا عنوان ہے: **”باب ما جاء فی قتل عیسَی بن مریم الدجال“** اور اس کے تحت حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کرکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو بابِ لُدّ پر قتل کریں گے، پندرہ صحابہ کرامؓ کا حوالہ دیا ہے جن سے اس مضمون کی احادیث مروی ہیں۔

اِمام ابنِ ماجہؒ:

اِمام محمد بن یزید ابنِ ماجہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) صاحب السنن نے ابواب الفتن میں ایک باب **”فتنۃ الدجال وخروج عیسَی بن مریم علیہما السلام“** کے عنوان سے قائم کیا ہے (ص:۲۰۵) اس کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول عن السماء پر متعدّد اَحادیث درج کی ہیں۔

چوتھی صدی

اِمام اِبنِ دریدؒ:

اِمامِ لغت وادب ابوبکر محمد بن حسن بن درید الازدی البصری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) **”جمہرۃ اللغۃ“** (ج:۱ ص:۶۷) میں لکھتے ہیں:

”ولُدّ موضع بفلسطین و جاء فی الحدیث الدجّال یقتله المسیح بباب لُدّ۔“

ترجمہ:۔۔۔ ”اور ”لُدّ“ فلسطین میں ایک جگہ کا نام ہے، حدیث میں آتا ہے کہ دجال کو حضرت مسیح علیہ السلام بابِ لُدّ پر قتل کریں گے۔“

اِمام ابوالحسن اشعریؒ:

چوتھی صدی کے مجدّد اِمامِ اہلِ سنت ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری رحمہ اللہ (۲۷۰ھ۔۳۲۴ھ) ”کتاب الإبانة“ میں اہلِ حق کے عقائد ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ونقرّ بخروج الدجّال کما جاءت به الروایة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم۔“ (کتاب الإبانة ص:۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”اور ہم اِقرار کرتے ہیں دجال کے خروج کا، جیسا کہ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث منقول ہیں۔“

نیز ص:۳۸ پر لکھتے ہیں:

”وقال الله عزّ وجلّ لعیسٰی ابن مریم علیه السلام {اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} وقال: {وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا ۢ بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ} وأجمعت الاُمّة علٰی أن الله عزّ وجلّ رفع عیسٰی إلی السماء۔“ (کتاب الإبانة ص:۳۸)

ترجمہ:۔۔۔ ”اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: ”میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں“ اور فرمایا: ”اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو ہرگز قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اُٹھالیا“ اور اُمت کا

اس پر اِجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا۔“

اِمامِ اہلِ سنت کی اس تصریح سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ اُٹھایا جانا اُمت کا اِجماعی عقیدہ ہے۔ دوم یہ کہ قرآنِ کریم کی مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں جس رفع الی اللہ کا ذِکر ہے، اس سے باجماعِ اُمت رفع الی السماء مراد ہے۔

اِمام اشعریؒ اہلِ ثغر کے نام خط میں تحریر فرماتے ہیں:

”الإجماع الثاني والأربعون: وأجمعوا على أن شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم لأهل الكبائر۔۔۔ وعلى أن الإيمان بما جاء من خبر الإسراء بالنبي صلى الله عليه وسلم إلى السماوات واجبٌ، وكذٰلك ما روى من خبر الدّجال ونزول عيسىٰ ابن مريم وقتله الدّجال وغير ذٰلك من سائر الآيات التي تواترت الروايات بين يدي الساعة من طلوع الشمس من مغربها وخروج الدّابّة وغير ذٰلك مما نقله الثقات۔“

(رسالة أهل الثغر ص:۲۸۸، مطبوعہ العلوم والحکم بالمدینة المنوّرة)

ترجمہ:۔۔۔ ”بیالیسواں اِجماع: اور اہلِ سنت کا اس پر اِجماع ہے کہ اہلِ کبائر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت برحق ہے، نیز اس پر بھی ان کا اِجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعۂ معراج پر اِیمان لانا واجب ہے، اسی طرح ان احادیث پر اِیمان لانا بھی واجب ہے جو خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور ان کے دجال کو قتل کرنے کے بارے میں آئی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر علاماتِ قیامت جن میں احادیثِ متواترہ وارِد ہوئی ہیں، یعنی آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا، دابۃ

الارض کا نکلنا اور دیگر علامات جو ثقہ راویوں سے ہم تک نقل کی گئی ہیں، ان سب پر ایمان لانا واجب ہے۔"

اِمام ابنِ ابی حاتم رازیؒ:

اِمام حافظ ابومحمد عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے اپنی مشہور کتاب "علل الحدیث" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث نقل کی ہے:

"لَیَھْبِطَنَّ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا وَإِمَامًا مُّقْسِطًا وَّ لَیَسْلُکُنَّ فَجَّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا وَلَیُسَلِّمُنَّ عَلَیَّ فَلَأَرُدَّنَّ عَلَیْہِ۔" (ج:۲ ص:۴۱۳)

ترجمہ:... "حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکمِ عادل اور اِمامِ منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے، فج روحا سے حج یا عمرے کا اِحرام باندھ کر گزریں گے اور (روضۂ اطہر پر) مجھے سلام کریں گے، اور میں ان کے سلام کا جواب دُوں گا۔"

اور اس کی سند نقل کرکے اِمام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) کے حوالے سے کہتے ہیں: "وھذا أصح"... "اور یہ زیادہ صحیح ہے"۔

اِمام ابوبکر آجریؒ:

اِمام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) اپنی بے نظیر کتاب "الشریعہ" میں اُصول وعقائدِ اسلامیہ ذِکر فرماتے ہیں، اس میں ایک مستقل عنوان یہ ہے: "کتاب التصدیق بالدّجال وانہ خارج فی ھٰذہ الاُمّۃ" (ص:۳۷۲) اور اسی میں ایک باب کا عنوان ہے:

"الْإِیمان بنزول عیسَی ابن مریم علیہ السلام حکمًا عدلًا فیقیم الحق ویقتل الدّجال۔" (ص:۳۸۰)

ترجمہ:۔۔۔’’اس عقیدے پر ایمان لانا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکمِ عادل کی حیثیت سے نازل ہوکر دِینِ حق کو قائم کریں گے اور دَجال کو قتل کریں گے۔‘‘

اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’قال محمد بن الحسین (رحمہ اللہ): والّذین یقاتلون مع عیسٰی علیہ السلام ہم أُمّة محمد صلی اللہ علیہ وسلم والذین یقاتلون عیسٰی ہم الیہود مع الدّجال فیقتل عیسَی الدّجال، ویقتل المسلمون الیہود، ثم یموت عیسٰی علیہ السلام ویصلی علیہ المسلمون، ویدفن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع أبی بکر وعمر رضی اللہ عنہما۔‘‘

(ص:۳۸۱)

ترجمہ:۔۔۔’’(مصنف) محمد بن حسین (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ: جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں قتال کریں گے، یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہوگی، اور جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں لڑیں گے، وہ دجال کی معیت میں یہود ہوں گے، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو، اور مسلمان یہود کو قتل کریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا اِنتقال ہوگا تو مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے اور وہ (روضۂ اطہر میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن ہوں گے۔‘‘

اِمام طحاویؒ:

اِمام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی المصری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ)

''عقیدۂ طحاوی'' میں فرماتے ہیں:

''ونؤمن بخروج الدّجال ونزول عیسیٰ ابن مریم علیهما السلام من السماء، وبخروج یأجوج ومأجوج، ونؤمن بطلوع الشمس من مغربها وخروج دابة الأرض من موضعها۔'' (عقیدہ طحاوی ص:۱۳۰)

ترجمہ:۔۔۔ ''اور ہم اِیمان رکھتے ہیں کہ دجال نکلے گا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور یأجوج ومأجوج نکلیں گے، اور ہم اِیمان رکھتے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا اور دابۃ الارض اپنی جگہ سے نکلے گا۔''

اِمام ابوالحسین الملطی الشافعیؒ:

اِمام ابوالحسین محمد بن احمد عبدالرحمن الملطی العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۷ھ) اپنی کتاب ''التنبیہ والرّدّ علیٰ أهل الأهواء والبدع'' میں فرماتے ہیں:

''قال أبو عاصم: فأنکر جهم أن یکون الله فی السماء دون الأرض، وقد دلّ فی کتابه أنه فی السماء دون الأرض حین قال لعیسیٰ علیه السلام: {اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا} وقوله: {وَمَا قَتَلُوۡهُ یَقِیۡنًا بَلۡ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیۡهِ}۔''

ترجمہ:۔۔۔ ''ابوعاصم کہتے ہیں کہ جہم بن صفوان نے اللہ تعالیٰ کے آسمان میں ہونے کا اِنکار کیا ہے، مگر اللہ نے اپنی کتاب میں بتایا ہے کہ وہ آسمان میں ہے، زمین میں نہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: ''میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں، اور تجھے ان کافروں سے

پاک کرنے والا ہوں۔'' نیز فرمایا: ''اور یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو ہرگز قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اُٹھالیا۔''

اِمام ابواللیث سمرقندیؒ:

اِمام ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۳ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''تنبیہ الغافلین'' میں ''باب علامۃ الساعۃ'' کا عنوان قائم کرکے اس کے ذیل میں خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درج کیا ہے۔

(دیکھئے ص:۱۹۳، ۱۹۴)

اِمام ابن ابی زید القیروانی المالکیؒ:

اِمام مغرب عبداللہ بن ابی زید عبدالرحمن النفری القیروانی المالکیؒ (متوفی ۳۸۶ھ یا ۳۸۹ھ) اپنی کتاب ''الجامع فی السنن والآداب والمغازی والتاریخ'' میں اِجماعی عقائد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فما أجمعت عليه الأُمّة من أُمور الديانة ومن السنن التی خلافها بدعة وضلالة ـــ إلٰى قوله ـــ والإيمان بما جاء من خبر الإسراء بالنبی صلى الله عليه وسلم إلى السماوات علٰى ما صححت الروايات وأنّه من آيات ربه الكبرىٰ، وبما ثبت من خروج الدّجال ونزول عيسَى ابن مريم عليه السلام وقتله إيّاه۔ وبالآيات التی تكون بين يدی الساعة من طلوع الشمس من مغربها وخروج الدّابّة وغير ذٰلك مما صححت الروايات۔''

(کتاب الجامع للقیروانی ص:۱۱۴، مطبوعہ المؤسسۃ الرسالۃ، تونس ۱۴۱۱ھ)

ترجمہ:... ''پس وہ اِعتقادی اُمور جن پر اُمت نے اِجماع کیا ہے اور وہ سنن جن کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت اور

ضلالت ہے، یہ ہیں ...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراجِ آسمانی پر اِیمان رکھنا، جیسا کہ صحیح روایات میں آیا ہے، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رَبّ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں، اور اس عقیدے پر اِیمان رکھنا جو (احادیثِ صحیحہ سے) ثابت ہے، یعنی دجال کا خروج، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دَجال کو قتل کرنا، اور ان علاماتِ قیامت پر اِیمان رکھنا جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی، جیسے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا، اور دیگر علاماتِ قیامت جو اَحادیثِ صحیحہ میں وارِد ہیں۔“

اِمام ابنِ خزیمہؒ:

الامام الحافظ ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ السلمی رحمہ اللہ (۲۲۳ھ-۳۱۱ھ) کتاب التوحید میں فرقہ جہمیہ کا رَدّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”إن الرّبّ جلّ وعلا فی السماء لَا کما قالت الجھمیة المعطلة: إنه فی أسفل السافلین ...... ألم تسمعوا یا طلاب العلم! قوله تبارک وتعالٰی لعیسَی ابن مریم: {یٰعِیسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} ألیس إنما یرفع الشیء من أسفل إلٰی أعلٰی، لَا من أعلٰی إلٰی أسفل، وقال اللہ عزّ وجلّ: {بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ} ومحال أن یھبط الْإنسان من ظھر الأرض إلٰی بطنھا أو إلٰی موضع أخفض منه وأسفل، فیقال: رفعه اللہ إلیه، لأن الرفعة فی لغة العرب الذین بلغتھم خوطبنا لَا تکون إلّا من أسفل إلٰی أعلٰی وفوق۔“ (کتاب التوحید ص:۱۱۰، ۱۱۱)

ترجمہ:۔۔۔''بے شک ربِّ جل وعلا آسمان میں ہے، ایسا نہیں جیسا کہ جہمیہ معطلہ کہتے ہیں وہ اسفل سافلین میں ہے ۔۔۔۔۔۔اے طالبینِ علم! کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا اِرشاد نہیں سنا جو عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ:''اے عیسیٰ! میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں، اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔'' کوئی چیز نیچے سے اُوپر کو اُٹھائی جاتی ہے نہ کہ اُوپر سے نیچے کو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''بلکہ اُٹھالیا اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو اپنی طرف'' اور محال ہے کہ کوئی شخص زمین کی سطح سے زمین کے پیٹ میں یا بلند جگہ سے نیچے جگہ پر گرے اور یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اُٹھالیا ہے، کیونکہ رفع لغتِ عرب میں نیچے سے اُوپر لے جانے کو کہا جاتا ہے۔''

اِمام ابوعوانہؒ:

الامام الحافظ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق اسفرائنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) نے اپنی مسند میں ایک باب کا عنوان یہ قائم کیا ہے:

''باب ثواب من آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم من أھل الکتاب وأن من أدرک منھم محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم أو سمع بہ فلم یؤمن وبما أرسل بہ کان من أھل النار وأن عیسی علیہ السلام إذا نزل یحکم بکتاب اللہ وسُنّة محمد صلی اللہ علیہ وسلم ویکون إمامھم من اُمّة محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(ج:۱ص:۱۰۲)

ترجمہ:۔۔۔''ان اہلِ کتاب کے ثواب میں جو محمد صلی

اللہ علیہ وسلم پر اِیمان لائے اوراس کا بیان کہ جس نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی شریعت پر اِیمان نہ لایا وہ اہلِ نار میں سے ہے، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو کتابُ اللہ (قرآن مجید) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں گے اور اُمتِ محمدیہ میں شامل ہوکران کے اِمام ہوں گے۔''

اوراس کے تحت نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث کی تخریج فرمائی ہے۔

(دیکھئے ص:۱۰۴تا۱۰۶)

اِمام ابنِ حبانؒ:

امیر علاء الدین علی بن بلبان الفارسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۹ھ) نے ''الْاِحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان'' (جلد۹) کے نام سے صحیح ابنِ حبان کو مرتب فرمایا تھا، جو مطبوع ومتداول ہے، اس میں ''فتن وحوادث'' کے ذیل میں دَجالِ اَعوَر کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث درج کی ہیں، ۳۲ عنوانات احادیث خروجِ دجال کے لئے ہیں، اور ۱۲ عنوانات کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں احادیث شریفہ ذِکر کی ہیں، یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عنوانات ذِکر کرتا ہوں:

۱:۔۔۔''ذکر الْاِخبار عن قاتل المسیح ووصف الموضع الذی یقتله۔''

(الاحسان فی ترتیب صحیح ابنِ حبان ج:۹ص:۲۸۶)

ترجمہ:۔۔۔''مسیحِ دجال کا قاتل کون ہوگا؟ اوراسے کس جگہ قتل کریں گے؟''

اس کے ذیل میں حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذِکر کی ہے کہ میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، دجال کو ''بابِ لُدّ'' پر قتل کریں گے۔ (ج:۹ص:۲۸۶)

۲:۔۔۔''ذكر قدر مكث الدجال في الأرض عند خروجه من وثاقه۔'' (ایضاً)

ترجمہ:۔۔۔''دجال اپنے خروج کے بعد زمین میں کتنی مدّت ٹھہرے گا۔''

اس کے ذیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ دجال مشرق کی جانب سے نکلے گا، چالیس دن زمین پر پھرے گا، اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے، وہ مسلمانوں کی اِمامت فرمائیں گے، جب رُکوع سے سر اُٹھائیں گے تو ''سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کے بعد ان الفاظ میں قنوتِ نازلہ پڑھیں گے: ''قتل الله الدّجال واظهر المؤمنين'' (اللہ تعالیٰ دجال کو قتل کریں گے اور اہلِ اِیمان کو غلبہ عطا فرمائیں گے)۔ (ج:۹ص:۲۸۶)

۳:۔۔۔''ذكر ذوبان الدّجال عند رؤيته عيسَى ابن مريم قبل قتله إياه۔'' (ایضاً)

ترجمہ:۔۔۔''دجال، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی پگھلنے لگے گا قبل اس کے آپ اس کو قتل کریں۔''

اس کے ذیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے، جس میں ذِکر ہے کہ مسلمانوں اور رُومیوں کے درمیان مقابلہ ہوگا، ادھر خبر پہنچے گی کہ دجال نکل آیا، مسلمان دجال کے مقابلے کے لئے صفیں دُرست کر رہے ہوں گے کہ نماز کی اِقامت ہوگی، اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے، نماز سے فارغ ہوکر دجال کے مقابلے میں نکلیں گے تو وہ آپ کو دیکھتے ہی نمک کی طرح پگھلنے لگے گا، اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو یونہی رہنے دیتے تو خود گھل کر مرجاتا، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

ہاتھ سے قتل کریں گے اور آپ اس کو قتل کرنے کے بعد اپنے نیزے پر لگا ہوا اس کا خون مسلمانوں کو دِکھائیں گے۔ (ج:۹ ص:۲۸۶)

۴:۔۔۔ ”ذکر الإخبار عن وصف الأمر الذی یکون فی الناس بعد قتل ابن مریم الدّجال۔“

(ج:۹ ص:۲۸۷)

ترجمہ:۔۔۔ ”جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے تو اس کے بعد لوگوں کے حالات کیا ہوں گے؟“

اس کے ذیل میں وہ حدیث ذِکر کی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ تمام ملّتیں اس کے سوا ہلاک ہوجائیں گی، اور رُوئے زمین پر مکمل امن وامان ہوگا، یہاں تک کہ شیر اور اُونٹ، چیتے اور گائیں، بھیڑیے اور بکریاں ایک ساتھ چریں گے، بچے سانپوں سے کھیلیں گے، ایک دُوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ (ص:۲۸۷)

۵:۔۔۔ ”ذکر الإخبار عما یفعل عیسَی ابن مریم بمن نجاہ اللہ من فتنۃ المسیح۔“ (ایضاً)

ترجمہ:۔۔۔ ”جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے فتنۂ دجال سے نجات عطا فرمائی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ کیسی شفقت فرمائیں گے؟“

اس کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ قتلِ دجال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس تشریف لے جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا اور جنت میں ان کے بلند درجات کی ان کو خوشخبری دیں گے۔

۶:۔۔۔ ”ذکر الإخبار عن رفع التباغض والتحاسد والشحناء عند نزول عیسَی ابن مریم صلوات اللہ علیہ۔“ (ج:۹ ص:۲۸۸)

ترجمہ:۔۔۔ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت لوگوں کے دِلوں سے باہمی بغض وحسد اور کینہ جاتا رہے گا۔“

اس کے ذیل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بخدا! ابنِ مریم حاکمِ عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے، اُونٹوں کی زکوٰۃ کے لئے ساعی نہیں بھیجے جائیں گے، لوگوں کے دِلوں سے کینہ، حسد اور بغض نکل جائے گا، لوگوں کو مال لینے کے لئے بلایا جائے گا مگر کوئی قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا۔“

۷:۔۔۔ ”ذکر البیان بأن نزول عیسَی ابن مریم من أعلام الساعۃ۔“ (ایضاً)

ترجمہ:۔۔۔ ”اس عقیدے کا بیان کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نزول علاماتِ قیامت میں سے ہے۔“

اس میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشادِ خداوندی ”وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ“ کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نازل ہونا قیامت کی نشانی ہے۔

۸:۔۔۔ ”ذکر البیان بأن إمام ھٰذہ الاُمّۃ عند نزول عیسَی ابن مریم یکون منھم دون أن یکون عیسٰی إمامھم فی ذٰلک الزمان۔“ (ج:۹ ص:۲۸۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس اُمت کا اِمام اس اُمت میں سے ہوگا، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِمامت نہیں فرمائیں گے۔“

اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری اُمت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور وہ قیامت تک اہلِ باطل سے ہمیشہ برسرِ پیکار اور غالب ومنصور رہیں گے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل

ہوں گے تو مسلمانوں کا اَمیر عرض کرے گا کہ: تشریف لائیے، ہمیں نماز پڑھائیے! تو آپ فرمائیں گے: نہیں! (یہ نماز تم ہی پڑھاؤ) تم میں سے بعض بعض پر اَمیر ہیں، (میں یہ نماز آپ کے پیچھے پڑھوں گا) یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس اُمت کا اِعزاز ہے (کہ ایک جلیل القدر رسول نے نازل ہوکر اُمتِ محمدیہ کے ایک فرد کی اِقتدا میں نماز پڑھی)۔

۹:۔۔۔ ”ذکر الإخبار بأن عیسٰی ابن مریم یحج البیت العتیق بعد قتله الدّجال۔“ (ج:۹ ص:۲۸۹)

ترجمہ:۔۔۔”حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے بعد بیت اللہ کا حج کریں گے۔“

اس میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فج الروحاء سے حج یا عمرے یا دونوں کا اِحرام باندھیں گے۔

۱۰:۔۔۔ ”ذکر البیان بأن عیسٰی ابن مریم إذا نزل یقاتل الناس علی الإسلام۔“ (ج:۹ ص:۲۸۹)

ترجمہ:۔۔۔”حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے۔“

۱۱:۔۔۔ ”ذکر الإخبار عن قدر مکث عیسٰی ابن مریم فی الناس بعد قتله الدّجال۔“ (ج:۹ ص:۲۹۰)

ترجمہ:۔۔۔”حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کرنے کے بعد لوگوں میں کتنی مدّت ٹھہریں گے؟“

اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے کہ بابِ لُدّ پر دجال کو قتل کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال یا چالیس کے قریب ٹھہریں گے۔

۱۲:۔۔۔ ”ذکر الإخبار وصف اسم المھدی

واسم أبیه ضد قول من زعم أن المهدی عیسَی ابن مریم۔“

(ج:۹ ص:۲۹۱)

ترجمہ:۔۔۔ ”اِمام مہدی اور ان کے والد ماجد کے اسمائے گرامی کا ذِکر، اس شخص کے قول کے برعکس جو کہتا ہے کہ مہدی، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔“

اس کے ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد نقل کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر حکومت کرے میرے اہلِ بیت کا ایک شخص، جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا، وہ زمین کو عدل و اِنصاف سے بھر دے گا۔

ف:۔۔۔ یہ اِمام مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے، جن کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، جیسا کہ اُوپر نمبر ۸ میں گزر چکا ہے۔

اِمام ابوالحسن آبریؒ:

الامام الحافظ ابوالحسن محمد بن حسین بن ابراہیم السجستانی الابری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۳ھ) ”مناقب الامام الشافعی“ میں حدیث ”لَا مهدی إلّا عیسَی ابن مریم“ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”قد تواترت الأخبار واستفاضت بکثرة رواتها عن المصطفٰی صلی اللہ علیه وسلم فی المهدی وإنه من أهل بیته وإنه یملک سبع سنین ویملأ الأرض عدلًا، وإنه یخرج مع عیسَی ابن مریم فیساعده علٰی قتل الدَّجّال بباب لُدّ بأرض فلسطین وإنه یؤم هٰذه الاُمّة وعیسٰی علیه السلام یصلّی خلفه فی طول قصة۔“

(حاشیہ ابنِ ماجہ ص:۲۹۲، فتح الباری ج:۶ ص:۴۹۳)

ترجمہ:۔۔۔ ”مہدی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی احادیث متواتر ہیں، اور راویوں کی کثرت کی وجہ سے مشرق ومغرب میں پھیلی ہوئی ہیں، اور یہ کہ وہ اہلِ بیت میں سے ہوں گے، سات سال حکومت کریں گے، زمین کو عدل سے بھردیں گے، اور یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں قتلِ دجال کے لئے نکلیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو سرزمینِ فلسطین میں بابِ لُدّ پر قتل کریں گے، اور یہ کہ اس وقت مہدیؓ اس اُمت کے اِمام ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اِقتدا میں نماز پڑھیں گے، وغیرہ وغیرہ۔"

اِمام ابوبکر جصاص رازیؒ:

الامام الفقیہ المحدث ابوبکر احمد بن علی الجصاص الرازی الحنفیؒ (۳۰۵ھ-۳۷۰ھ) اپنی کتاب "الفصول فی الاُصول" میں تواتر کی بحث میں نصاریٰ کی قتلِ مسیح کی خبر پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وأيضًا فلو ثبت أن الناقلين لقتله وصلبه قوم لَا يجوز على مثلهم التواطىء ولَا اختراع الكذب فى خبر عن شىء بعينه لما أوجب خبرهم العلم بأنه هو المسيح، لأن أكثر أحوالهم فى ذٰلك أن يكونوا نقلوا أنهم رأوا شخصًا مقتولًا مصلوبًا فهم صادقون فى رؤيتهم لشخص هٰذه صفته ولو وقع لنا العلم بأنهم قد رأوا شخصًا قد قتل وصلب، فأما إنه المسيح أو غير المسيح فلم يكن يقينًا، لأن الله تعالٰى قادر علٰى إحداث شخص مثل المسيح فى صورته وهيئته فى أسرع من لمح البصر وظنه القائلون والذين رأوه مصلوبًا بأنه المسيح وتسكن نفوسهم إليه لوجود الشبه، وقد روى أن اليهود لما جاءوا يطلبونه قال لأصحابه: من يختار أن

یلقی علیه شبهی فیقتل وله الجنّة؟ فاختار بعضهم ذٰلک، وإذا کان أصل خبرهم عن ظن لَا یقین وعلم اضطرار لم یجز أن یقع لنا العلم بخبرهم وإن کانوا ممن لَا یجوز علیهم فعل خبر لَا حقیقة له۔“

(ج:۱ ص:۴۳۱)

ترجمہ:۔۔۔”نیز اگر فرض کرلیا جائے کہ جن لوگوں نے آپ کے قتل وصلب کی خبر نقل کی ہے، وہ اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ ان کا جھوٹ گھڑ لینا یا جھوٹی بات پر متفق ہوجانا صحیح نہیں، تب بھی ان کی خبر سے یہ علم حاصل نہیں ہوتا کہ جو شخص قتل ہوا اور صلیب دِیا گیا وہ واقعی مسیح تھا، انہوں نے زیادہ سے زیادہ جو بات نقل کی ہے وہ یہ کہ انہوں نے ایک شخص کو مقتول اور مصلوب دیکھا، ایک شخص کو اس حالت میں دیکھنے میں وہ سچے ہیں، اور ہمیں یقین ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو مقتول و مصلوب ہوتے دیکھا ہوگا۔ لیکن وہ شخص مسیح تھا یا کوئی اور؟ یہ بات یقینی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایک لمحے میں حضرت مسیح علیہ السلام کی شکل وصورت کسی اور شخص میں پیدا فرمادیں۔ دیکھنے والوں نے یہ سمجھا کہ جس کو قتل کیا گیا اور صلب کیا گیا ہے وہ مسیح ہے، اسی کو انہوں نے نقل کردیا اور مسیح کی شباہت کی وجہ سے اسی پر دِل مطمئن ہوگئے۔

روایت میں آتا ہے کہ یہود جب آپ علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے آئے تو آپ علیہ السلام نے اپنے رُفقاء سے فرمایا کہ: تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے، پس وہ میری جگہ قتل کیا جائے اور اس کو جنت ملے، پس ایک رفیق نے اس کو قبول کرلیا (اور اس پر آپ کی شباہت ڈال

دی گئی اور وہ قتل ہوگیا اور مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا گیا)، اور جب ان کی اصل خبر ہی یقین پر مبنی نہیں، بلکہ ظن پر مبنی ہے، تو ہمیں ان کی خبر پر کبھی یقین نہیں ہوسکتا، اگرچہ وہ اتنی بڑی تعداد میں ہوں کہ ان کا جھوٹی خبر بنالینا ممکن نہ ہو۔“

آگے لکھتے ہیں:

”فلما وجدنا القرآن الذی ثبت أنه من عند اللّٰہ بالشواھد الصادقة قد نطق بأنھم ما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شُبّہ لھم، علمنا أن الأمر جری فی أصل الخبر عن قتله وصلبه علیٰ إحدی الوجوہ التی ذکرناھا۔“

(اُصول جصاص رازیؒ ج:۱ ص:۴۳۲، مخطوطہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی)

ترجمہ:۔۔۔”پس جب ہم نے قرآن کو پایا جس کا من جانب اللہ ہونا دلائلِ صادقہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ اس نے صاف صاف اِعلان کردیا ہے کہ ”یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، نہ ان کو صلیب (سولی) پر لٹکایا، بلکہ ان کو اِشتباہ ہوا“ تو ہمیں یقین ہے کہ مسیح کے قتل و صلب کے واقعے میں ان صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آئی ہو جو ہم نے بیان کی ہیں۔“

اِمام خطابیؒ:

الامام الحافظ ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراھیم بن خطاب الخطابی البستی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۸ھ) معالم السنن ”باب خروج الدجال“ میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی حدیث ذِکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”وذٰلک أن عیسیٰ صلوات اللّٰہ علیه إنما یقتل الخنزیر فی حکم شریعة نبیّنا محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم،

لأن نزوله إنما يكون في آخر الزمان وشريعة الإسلام باقية۔" (ج:۴ ص:۳۴۷)

ترجمہ:۔۔۔"اور یہ اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام جو خنزیر کو قتل کریں گے تو یہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ماتحت قتل کرنا ہوگا، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانے میں ہوگا جبکہ شریعتِ اسلام باقی ہوگی۔"

پانچویں صدی

اِمام ثعلبیؒ:

اِمام ابواِسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) اپنی معروف کتاب "قصص الانبیاء" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خصائص ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ومنها رفعه إلى السماء إذ قال الله: {يٰعِيسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا} الآية، وقوله تعالىٰ: {بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا}۔" (ص:۲۵۱)

ترجمہ:۔۔۔"اور من جملہ ان کے آپ کا آسمان پر اُٹھایا جانا ہے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "یاد کرو جب کہا اللہ تعالیٰ نے: اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا اور اپنی طرف اُٹھانے والا اور کافروں سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔" اور فرمایا: "بلکہ ان کو اُٹھالیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اور اللہ تعالیٰ بہت ہی زبردست حکمت والے ہیں۔"

اور صفحہ:۲۵۳ پر فرماتے ہیں:

"ذكر نزول عيسىٰ عليه السلام من السماء في

المرة الثانية فی آخر الزمان، قال اللّٰہ تعالٰی: {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا}۔“ (ص:۲۵۳)

ترجمہ:۔۔۔”آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے دوبارہ نازل ہونے کا بیان، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور بے شک وہ (عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہے قیامت کی، پس تم اس میں ہرگز شک نہ کرو۔“

اس کے بعد اَحادیث وآثار سے ذِکر کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے اور پھر وفات کے بعد روضۂ اَطہر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

اِمام عبدالقاہر بغدادیؒ:

اِمام ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر التمیمی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) اپنی کتاب ”اُصول الدین“ میں لکھتے ہیں:

”کل من أقرّ بنبوّة محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم أقرّ بأنّه خاتم الأنبیاء والرسل وأقرّ بتأبید شریعته ومنع من نسخها، وقال: إن عیسٰی علیه السلام إذا نزل من السماء ینزل بنصرة شریعة الإسلام ویحیی ما أحیاه القرآن، ویمیت ما أماته القرآن خلاف فرقة من الخوارج تعرف بالیزیدیة المنتسبة إلٰی یزید بن أنیسة فإنهم زعموا أن اللّٰہ عزّ وجلّ یبعث فی آخر الزمان نبیًّا من العجم، وینزل علیه کتابًا من السماء، ویکون دینه دین الصائبة المذکورة فی القرآن، لَا دین الصائبة الذین هم بواسط أو حرّان، وینسخ ذٰلک الشرع شرع القرآن، وهٰؤلآء یسألون عن حجة القرآن فإن

أنکروھا أنکروا نبوۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ونوظروا فیھا لَا فی تأبید شریعتہ، وإن أقرّوا بالقرآن ففیہ أنّ محمدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم النبیین وقد تواترت الأخبار عنہ بقولہ: ''لَا نبی بعدی'' ومن ردّ حجۃ القرآن والسُّنّۃ فھو الکافر۔'' (ص:۱۶۲، ۱۶۳)

ترجمہ:۔۔۔''ہر وہ شخص جو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا اِقرار کرتا ہو، وہ یہ بھی اِقرار کرے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والرسل ہیں، اور یہ بھی اِقرار کرے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہمیشہ رہے گی، اوراس کے نسخ کو محال سمجھے گا، اور اس بات کا قائل ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو شریعتِ اسلام کی نصرت کریں گے، قرآن نے جن چیزوں کو زِندہ کیا ہے، ان کو زِندہ کریں گے، اور قرآن نے جن چیزوں کو مٹایا ہے، وہ ان کو مٹادیں گے۔ لیکن خوارج کا ایک فرقہ جو ''یزیدیہ'' کے نام سے معروف ہے اور یزید بن انیسہ کی طرف منسوب ہے، وہ کہتا ہے کہ آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ عجم سے ایک نبی کھڑا کرے گا اور اس پر آسمان سے کتاب نازل کرے گا، اوراس کا دِین ان صابیوں کا دِین ہوگا جن کا قرآن میں ذِکر ہے، نہ کہ وہ صابی جو واسط یا حران میں پائے جاتے ہیں، یہ شخص قرآن کی شریعت کو منسوخ کردے گا۔ ان لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ آیا قرآن حجت ہے یا نہیں؟ اگر وہ اس کے منکر ہوں تو نبوّتِ محمدیہ ۔۔۔علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔۔۔ کے منکر ہوں گے، اوران سے اسی مسئلے میں گفتگو کی جائے گی، نہ کہ شریعت کے ہمیشہ رہنے کے مسئلے میں۔ اوراگر وہ قرآن کا اِقرار کریں تو اس میں تو یہ لکھا ہے کہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقلِ متواتر سے منقول ہے کہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں'' اور جو شخص قرآن وسنت کی حجت کو رَدّ کردے وہ کافر ہے۔''

اِمام ابونعیم اصفہانیؒ:

اِمام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی رحمہ اللہ (۳۳۰ھ-۴۳۰ھ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے موازنہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی وسعت و برتری ثابت کی ہے۔ اسی ضمن میں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی فوقیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فإن قيل: فإن عيسى عليه السلام رفع إلى السماء۔ قلنا: قد عرض على محمد صلى الله عليه وسلم البقاء عند وفاته، فاختار ما عند الله وقربه على البقاء فى الدنيا، فقبضه الله ورفع روحه إليه، ولو اختار البقاء فى الدنيا لكان كالخضر وإلياس وعيسى عليهم السلام عند الله فى سماواته وفى عالمه فى أرضه، لأن عيسى مقيم فى السماء، وإلياس والخضر يجولان فى السماوات والأرضين مع أنّ قومًا من أُمّة نبيّنا صلى الله عليه وسلم رفعوا كما رفع عيسى عليه السلام۔''

(دلائل النبوۃ ص:۲۶۶، ۲۶۷)

ترجمہ:۔۔۔''اگر کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر (زِندہ) اُٹھالیا گیا، ہم کہیں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے وقت دُنیا میں زندہ رہنے کی پیشکش کی گئی، مگر آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے دُنیا میں رہنے کے بجائے حق تعالیٰ کے پاس جانے اور اس کے قرب کو ترجیح دی، پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبض کرلیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح کو اُٹھالیا، ورنہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں رہنا پسند کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت خضر، حضرت اِلیاس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کے پاس آسمانوں میں اور اس کے جہان میں اور اس کی زمین میں ہوتے، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں مقیم ہیں، اور اِلیاس وخضر آسمانوں اور زمینوں میں دورہ کرتے رہتے ہیں۔ دُوسرا جواب یہ ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے تو (اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر برتری ثابت نہیں ہوتی) کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بہت سے لوگوں کو بھی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اُٹھایا گیا (جو اُن کی کرامت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا)۔“

اِمام ابنِ حزم ظاہریؒ:

اِمام ابومحمد علی بن حزم الظاہری رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) ”کتاب الفصل فی الملل والأھواء والنحل“ میں فرماتے ہیں:

”وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنقل الکوافّ التی نقلت نبوّتہ وأعلامہ وکتابہ أنّہ أخبر أنہ لَا نبی بعدہ إلّا ما جائت الأخبار الصحاح من نزول عیسیٰ علیہ السلام الذی بعث إلٰی بنی إسرائیل وادّعی الیھود قتلہ وصلبہ فوجب الإقرار بھٰذہ الجملۃ وصح أن وجود النبوّۃ بعدہ علیہ السلام باطل لَا یکون البتۃ۔“

(ج:۱ص:۷۷)

ترجمہ:۔۔۔ ’’وہ پوری کی پوری اُمت جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کو نقل کیا ہے، اسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی نقل کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، مگر اس سے وہ عقیدہ مستثنیٰ ہے جس کے بارے میں صحیح احادیث وارِد ہوئی ہیں، یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، وہی عیسیٰ علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اور جن کے بارے میں یہود کا قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا دعویٰ ہے۔ پس اس عقیدے پر اِیمان لانا واجب ہے، اور یہ بات صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت ملنا قطعاً باطل ہے، ہرگز نہیں ہوسکتا۔‘‘

دُوسری جگہ فرماتے ہیں:

’’وإنما عندهم أناجيل أربعة متغايرة من تأليف أربعة رجال معروفين ليس منها إنجيل إلّا ألِّف بعد رفع المسيح عليه السلام بأعوام كثيرة ودهر طويل۔‘‘

(ج:۲ص:۵۵)

ترجمہ:۔۔۔ ’’عیسائیوں کے پاس چار اِنجیلیں ہیں، جو باہم مختلف ہیں، اور چار معروف شخصوں کی تالیف ہیں، ان میں سے ہر اِنجیل عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کے کئی سال اور زمانۂ طویل کے بعد لکھی گئی ہے۔‘‘

ایک اور جگہ مدعیانِ نبوّت پر رَدّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’هٰذا مع سماعهم قول الله تعالٰى: {وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ

اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ} وقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ''لَا نبی بعدی'' فکیف یستجیزُ مسلم أن یثبت بعده علیه السلام نبیًّا فی الأرض حاشا ما استثناه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الآثار المستندة الثابتة فی نزول عیسٰی ابن مریم علیه السلام فی آخر الزمان۔''

(ج:۴ ص:۱۸۰)

ترجمہ:۔۔۔''حق تعالیٰ کا اِرشاد: ''وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد: ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' سننے کے باوجود یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں، پس کوئی مسلمان اس بات کو کیسے برداشت کرسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمین میں کسی نبی کا وجود ثابت کرے، سوائے اس کے جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح اور مستند اَحادیث میں مستثنیٰ کردیا ہے، اور وہ ہے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا۔''

''۱۱- مسألة: نسخ عزّ وجلّ بملته کل ملّة والزم أهل الأرض جنّهم وإنسهم اتباع شریعته التی بعثه بها، ولَا یقبل من أحد سواها، وإنه خاتم النبیّین لَا نبی بعده، برهان ذٰلک: قول اللّٰہ تعالٰی: {مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ}۔

۔۔۔۔ عن أنس بن مالک قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ''إن النبوّة والرسالة قد انقطعت، فجزع الناس فقال: قد بقیت مبشرات وهن جزء من النبوّة۔''

۱۲- مسألة: إلّا أن عیسٰی ابن مریم علیه السلام

سینزل ـ ـ ـ ـ برهان ذٰلک: ما حدثنا - إلٰی قوله - أبو الزبیر أنه سمع جابر بن عبدالله یقول: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: لَا تزال طائفة من اُمّتی یقاتلون علی الحق ظاهرین إلٰی یوم القیامة، قال: فینزل عیسَی ابن مریم فیقول أمیرهم: تعال صلّ لنا! فیقول: لَا! إن بعضکم علٰی بعض أمراء تکرمة الله هٰذه الاُمّة۔" (المحلّٰی ج:۱ ص:۹)

ترجمہ: ـ ـ ـ "۱۱- مسئلہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ذریعے تمام شریعتوں کو منسوخ کردیا اور رُوئے زمین کے تمام اِنسانوں اور جنوں کو اس شریعت کی پیروی کا پابند کردیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور اللہ تعالیٰ کسی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے سوا قبول نہیں فرمائیں گے۔

نیز یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اس کی دلیل حق تعالیٰ شانہٗ کا اِرشاد ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں، سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔" (الاحزاب:۴۰)

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک نبوّت و رِسالت ختم ہوچکی ہے۔" پس لوگ یہ سن کر گھبرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "تحقیق اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں اور یہ نبوّت کا

ایک جز ہیں۔“

۱۲۔ مسئلہ: مگر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، اس کی دلیل یہ ہے کہ بروایت صحیح مسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی، اور یہ لوگ غالب رہیں گے قیامت تک، پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ: تشریف لائیے، ہمیں نماز پڑھائیے! وہ فرمائیں گے: نہیں! بے شک تم میں سے بعض بعض پر اَمیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کا اِعزاز ہے۔“

”وروینا من طریق مسلم نا قتیبة بن سعید نا لیث - وھو ابن سعد- عن ابن شھاب عن سعید بن المسیّب أنه سمع أبا ھریرة یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: لیوشکن أن ینزل فیکم ابن مریم صلی اللہ علیه وسلم حکمًا مقسطًا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتّٰی لَا یقبله أحد۔“

ومن طریق مسلم نا ھارون بن عبداللہ نا حجاج - ھو ابن محمد- [عن ابن جریج] نا أبو الزبیر أنه سمع جابر بن عبداللہ یقول: سمعت النبی صلی اللہ علیه وسلم یقول: ”لَا تزال طائفة من أُمّتی یقاتلون علی الحق ظاھرین إلٰی یوم القیامة، فینزل عیسَی ابن مریم صلی اللہ علیه وسلم فیقول أمیرھم: تعال صل بنا! فیقول: لَا! إن بعضکم علٰی بعض أُمراء تکرمة اللہ ھٰذ الأمّة۔“ فصح أن النبی صلی اللہ علیه

وسلم صوب قتل عیسیٰ علیه السلام للخنازیر وأخبر أنه بحکم الإسلام ینزل وبه یحکم۔“ (المحلّٰی لابن حزم ج:۷ ص:۳۹۱)

ترجمہ:۔۔۔”صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! قریب ہے کہ نازل ہوں تم میں ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم حاکمِ عادل کی حیثیت سے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے، اور جزیہ کو موقوف کردیں گے اور مال سیلاب کی طرح بہہ پڑے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔“

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: ”میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی، اور یہ لوگ غالب رہیں گے قیامت تک، پس عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا اَمیر ان سے عرض کرے گا کہ: تشریف لائیے، ہمیں نماز پڑھائیے! پس وہ فرمائیں گے: نہیں! تمہارے بعض بعض پر اَمیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کا اِعزاز ہے۔“

پس یہ صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خنزیر کو قتل کرنے کی تصویب فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام بحکمِ اسلام نازل ہوں گے اور اسی کے مطابق فیصلہ کریں گے۔“

اِمام بیہقیؒ:

اِمام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے اپنے رسالے "الإعتقاد علیٰ مذھب السلف أھل السُّنّة والجماعة" میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے:

"باب الإیمان بما أخبر عنه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ملائکة الله وکتبه ورسله والبعث بعد الموت والحساب والمیزان والجنّة والنّار وإنهما مخلوقتان معدتان لأهلهما وبما أخبر عنه فی حوضه وفی أشراط الساعة قبل قیامها۔" (ص:۹۸)

ترجمہ:۔۔۔"ان باتوں پر اِیمان لانے کا بیان جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، اللہ کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، مرنے کے بعد جی اُٹھنے، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کے بارے میں، اور یہ کہ جنت و دوزخ دونوں پیدا ہوچکی ہیں اور جنتیوں اور دوزخیوں کے لئے تیار ہیں، نیز ان باتوں پر اِیمان لانا جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اپنے حوض کے بارے میں اور قیامت قائم ہونے سے پہلے قیامت کی علامات کے بارے میں۔"

اس باب میں دیگر علاماتِ قیامت کے ساتھ دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہوکر دَجال کو قتل کرنے کا عقیدہ بھی ذِکر کیا ہے (ص:۱۰۴)۔ اور صفحہ:۱۰۵ پر فرماتے ہیں:

"وقد روینا فی کتاب البعث قصة الدّجال ونزول عیسَی ابن مریم علیه السلام وخروج یأجوج ومأجوج

وهلاكهم وقيام الساعة من حديث النواس بن سمعان وغيره۔" (ص:۱۰۵)

ترجمہ:۔۔۔ "اور ہم "کتاب البعث" میں خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، یأجوج ومأجوج کے نکلنے اور ان کے ہلاک ہونے اور قیامت کے قائم ہونے کا قصہ نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر اَحادیث سے نقل کرچکے ہیں۔"

نیز "کتاب الاسماء والصفات" میں اِمام بیہقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"باب قول الله لعيسى عليه السلام: {اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ}، قوله تعالٰى: {بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ} ۔۔۔۔قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كيف أنتم إذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وإمامكم منكم۔" رواه البخاری فی الصحيح عن يحيى بن بكير، وأخرجه مسلم عن وجه آخر عن يونس، وإنما أراد نزوله من السماء بعد الرفع إليه۔" (ص:۴۲۴)

ترجمہ:۔۔۔ "باب حق تعالیٰ کے ارشاد کا عیسیٰ علیہ السلام سے کہ: "میں تجھے قبضے میں لینے والا اور اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں" اور حق تعالیٰ کے ارشاد کا: "بلکہ اُٹھالیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف" ۔۔۔۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "(خوشی اور مسرّت سے) تمہاری کیا کیفیت ہوگی، جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تم میں اُتریں گے اور تمہارا اِمام اس وقت تم میں سے ہوگا۔" اس حدیث کو اِمام بخاری رحمہ اللہ نے "الجامع الصحیح" میں یحییٰ بن بکیر سے روایت کیا ہے، اور اِمام مسلمؒ نے ایک دُوسرے طریق سے یونس سے روایت کیا ہے، آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے اس اِرشاد میں اِرادہ کیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اُترنے کا، بعد ان کے اُٹھائے جانے کے آسمان کی طرف۔"

اِمام بیہقی رحمہ اللہ کے اِن اِرشادات سے واضح ہوا کہ باجماعِ سلف صالحین اہلِ سنت والجماعت، ان دونوں آیتوں میں عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا مراد ہے، اور یہ کہ بارشادِ نبوی ان کا آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونا علاماتِ قیامت میں سے ہے اور یہ کہ ان کے رفع ونزول کی تصدیق اِیمانیات میں داخل ہے۔

اِمام ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ:

اِمام الاصفیاء الشیخ ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری الغزنوی لاہوری مشہور بہ داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۴۶۵ھ) اپنی مشہور تصنیف "کشف المحجوب" میں فرماتے ہیں:

"اندر آثار صحیح وارد است کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مرقعہ داشت کہ وے را بر آسمان بردند۔"

(ص:۴۲، شائع کردہ اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور)

ترجمہ:۔۔۔"آثارِ صحیحہ میں وارِد ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک گدڑی پہنے ہوئے تھے کہ ان کو آسمان پر اُٹھالیا گیا۔"

اِمام سرخسیؒ:

اِمام شمس الدین ابوبکر محمد بن احمد السرخسی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۰ھ) (جنہیں پانچویں صدی کے مجدّدین میں شمار کیا گیا ہے[1]) اپنی کتاب "تمہید الفصول فی الاصول" میں جو "اُصول السرخسی" کے نام سے مشہور ہے، لکھتے ہیں:

---

(۱) عسلِ مصفی ج:۱ ص:۱۶۴، مؤلفہ مرزا خدابخش قادیانی۔

”والثانی: أن النقل المتواتر منهم فی قتل رجل علموه عیسیٰ وصلبه وهٰذا النقل موجب علم الیقین فیما نقلوه ولٰکن لم یکن الرجل عیسیٰ وإنما کان مشتبهًا له، کما قال: {وَلٰـکِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ}، وقد جاء فی الخبر أن عیسیٰ علیه السلام قال لمن کان معه: من یرید منکم أن یلقی الله شبهی علیه فیقتل فله الجنّة؟ فقال رجل: أنا! فألقی الله تعالٰی شبهه علیه فقتل ورفع عیسیٰ إلی السماء (ملخصًا)۔“

(اصول السرخسی ج:۱ص:۲۸۶)

ترجمہ:۔۔۔”دوم یہ کہ ان (یہود) کی نقلِ متواتر اس بارے میں ہوئی کہ ایک آدمی جس کو انہوں نے عیسیٰ سمجھا، قتل ہوا اور سولی دیا گیا، اور بلاشبہ یہ نقل اتنی بات میں علمِ یقینی کا موجب ہے، لیکن وہ شخص واقع میں عیسیٰ نہیں تھا، بلکہ اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”لیکن وہی شکل بن گئی ان کے سامنے“ چنانچہ روایت میں آیا ہے کہ آپ نے اپنے رُفقاء سے فرمایا کہ: تم میں سے کون چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر میری شباہت ڈال دے اور میری جگہ قتل کیا جائے؟ ایک شخص نے کہا کہ: اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں! پس اللہ تعالیٰ نے اس پر آپ کی شباہت ڈال دی، پس وہ قتل ہوا، اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھالئے گئے۔“

اِمام قاضی ابوالولید الباجیؒ:

مؤطا اِمام مالک کے شارح، مشہور مالکی اِمام قاضی ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد الباجی الاندلسی المالکی رحمہ اللہ (۴۰۳ھ۔۴۹۴ھ) کتاب ”المنتقٰی شرح

المؤطا“ میں باب ”ما جاء فی صفة عیسٰی بن مریم علیه السلام و الدّجال“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”وفی العتیبة عن مالک: بینما الناس تلک إذ یستمعون الإقامة یریدون الصلاة فتغشاهم غمامة فإذا عیسٰی ابن مریم قد نزل۔“ (ج:۷ ص:۲۳۱)

ترجمہ:۔۔۔”العتیبہ میں اِمام مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ: دریں اثنا کہ لوگ نماز کی اِقامت سن رہے ہوں گے اچانک ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی، کیا دیکھتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام نازل ہوچکے ہیں۔“

اِمام ابومحمد عراقیؒ:

الشیخ الامام العلامہ ابومحمد عثمان بن عبداللہ بن الحسن الحنفی العراقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۰ھ تقریباً) ”الفرق المفترقة بین أهل الزیغ و الزندقة“ میں فرقہ اسحاقیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وأما الإسحاقیة فهم طائفة یزعمون أن النبوة لَا تنقطع إلٰی قیام الساعة ۔۔۔۔ نقول: إعتقاد هٰذه الطائفة لَا یخفی فساده علٰی أحدٍ، لأن الله تعالٰی أخبر أن محمدًا صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین، ولَا نبی بعده، وهٰکذا أخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم أنّه ”لَا نبی بعدی“، فمن ادّعی النبوّة بعد نبیّنا محمد صلی الله علیه وسلم لنفسه أو لغیره یکون کافرًا بالقرآن العظیم، وهو أحد الدّجّالین الذین أخبر عنهم رسول الله صلی الله علیه وسلم بقوله: لَا تقوم الساعة حتّٰی یبعث دجّالون کذّابون قریبًا من ثلاثین کلهم

یزعم أنّه رسول اللّٰہ“ فی البخاری ومسلم رواہ أبوھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

ولَا یلزم علٰی کلامنا نزول عیسٰی علیہ السلام من السماء وکونہ نبیًّا، لأنّا نقول: إن عیسٰی علیہ السلام یکون متابعًا لشریعۃ نبیّنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویأخذ بأحکام شریعتہ ویقتدی فی الصلاۃ بواحد من ھٰذہ الأُمّۃ۔“

(ص:۳۴)

ترجمہ:۔۔۔”اور فرقہ اِسحاقیہ وہ گروہ ہے جن کا دعویٰ ہے کہ نبوّت قیامت تک منقطع نہیں ہوگی۔۔۔۔۔۔ہم کہتے ہیں کہ: اس طائفہ کے عقیدے کا فساد کسی شخص پر مخفی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خبر دی ہے کہ: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ پس جو شخص ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے لئے یا کسی دُوسرے کے لئے نبوّت کا دعویٰ کرے وہ قرآنِ کریم کا مکذّب اور کافر ہے، اور وہ ان دجالوں میں سے ایک ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اِرشاد میں خبر دی ہے کہ: ”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس کے قریب جھوٹے مکار و دَجال کھڑے ہوں گے، ان میں کا ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔“ (حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔ (صحیح بخاری ومسلم بروایت ابی ہریرہؓ)

اور ہمارے اس کلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونے پر اِعتراض لازم نہیں

آتا، حالانکہ وہ نبی ہیں، اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ (اوّل تو عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں، بعد کے نہیں، علاوہ ازیں وہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے اَحکام اپنائیں گے، نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی اِقتدا کریں گے۔“

اِمام حاکمؒ:

الامام الحافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم النیشابوری الشافعی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۴۰۵ھ) نے ”مستدرک“ میں خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث بڑی تفصیل سے نقل کی ہیں۔ ”کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبیاء والمرسلین“ میں نزولِ عیسیٰ کا عنوان ان الفاظ سے ہے:

”ھبوط عیسی علیہ السلام وقتل الدّجال وإشاعة الإسلام۔“ (ج:۲ ص:۵۹۵)

ترجمہ:... ”عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر اُترنا، دجال کو قتل کرنا اور اِسلام کی اشاعت کرنا۔“

اور اسی کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے:

”إنّ رُوح اللہ عیسَی ابن مریم نازل فیکم فإذا رأیتموہ فاعرفوہ ...... إلٰی قولہ: فیمکث أربعین سنة ثم یتوفّی ویصلّی علیہ المسلمون۔“ (ج:۲ ص:۵۹۵)

ترجمہ:... ”حضرت رُوح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے، جب ان کو دیکھو تو ان کو پہچان لینا (ان کا حلیہ اور کارنامے ذِکر کرنے کے بعد حدیث کے آخر میں فرمایا) پس

وہ زمین میں چالیس سال ٹھہریں گے، پھر ان کا اِنتقال ہوگا اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔“

اور کتاب الفتن والملاحم میں ”نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء“ کے تحت حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کی حدیث نقل کی ہے:

”فینزل عیسَی ابن مریم علیه الصلاة والسلام عند صلاة الفجر۔۔۔الخ۔“ (ج:۴ ص:۴۷۸)

ترجمہ:۔۔۔”پس نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نمازِ فجر کے وقت۔۔۔الخ۔“

نیز خروجِ دجال کی جن احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور دَجال کو قتل کرنے کی صراحت ہے، ان کے لئے مستدرک کے مندرجہ ذیل صفحات ملاحظہ کئے جائیں: ج:۲ ص:۳۹۰، ج:۴ ص:۴۸۲، ص:۴۹۳، ص:۴۹۶، ص:۵۴۳، ص:۵۴۴، ص:۴۵۴، ص:۵۴۶، ص:۵۵۰، ص:۵۹۸۔

اِمام اِبنِ بطالؒ:

صحیح بخاری کے شارح ابوالحسن علی بن خلف بن بطال المغربی المالکی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۴۴۴ھ) کے حوالے سے حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ ”فتح الباری“ میں لکھتے ہیں:

”قال ابن بطال: وإنما قبلناها قبل نزول عیسی للحاجة إلی المال بخلاف زمن عیسی فإنه لَا یحتاج فیه إلی المال، فإن المال فی زمنه یکثر حتّی لَا یقبله أحد۔“

(ج:۲ ص:۳۵۶)

ترجمہ:۔۔۔”اِمام اِبنِ بطال فرماتے ہیں کہ: نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو ہم نے جزیہ قبول کیا تو یہ مال کی ضرورت کی وجہ سے قبول کیا، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے کہ اس میں

مال کی احتیاج نہ رہے گی، کیونکہ ان کے زمانے میں مال بہت ہوگا حتیٰ کہ کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔“

قاضی عبدالجبار معتزلی:

فرقۂ معتزلہ کے اِمام قاضی عبدالجبار بن احمد الہمدانی (۳۵۹ھ-۴۱۵ھ) نے اپنی کتاب ”تثبیت دلائل النبوۃ“ میں یہود و نصاریٰ کے متفق علیہ عقیدے کے مقابلے میں ۔۔۔کہ حضرت مسیح علیہ السلام مقتول و مصلوب ہوئے۔۔۔ اسلام کے اس عقیدے کو کہ ان کو آسمان پر اُٹھالیا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی عظیم الشان دلیل قرار دیا ہے، اور بہت ہی تفصیل کے ساتھ اس عقیدے کو رَدّ کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام یہود کے ہاتھوں گرفتار ہوکر مصلوب و مقتول ہوئے، یہود و نصاریٰ کے مقابلے میں اسلامی عقیدے کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

”وتأمل إلٰی إقدامه علٰی أمتین عظیمتین من أهل التحصیل والعقل قد أجمعوا علٰی أمر وسبقوه فی الزمان، وهو أشد الناس حرصًا علٰی تألفهم وإجابتهم واستمالتهم فأکذبهم وردهم، ولو کان مقتولًا لتهیّب ولم یقدم علٰی ذٰلک خوفًا من أن یکون الأمر کما قالوا، أو کما ادعوا، فیبین کذبه ویرجع عنه من قد قَبِله، لأن الأنبیاء یجوز أن یقتلوا ویصلبوا، بل قد قتل قوم منهم، وأیضًا فلیس فی قتل المسیح طعن علیه ولَا قدح فی أمره، وما به حاجة إلٰی مخالفتهم فی ذٰلک، بل قد کان ینبغی أن یکون إلٰی تصدیقهم فی ذٰلک أحوج، لیکون تشنیعه علی النصاری أقویٰ، لأنهم قد اعتقدوا فیه أنه إلٰـه ورَبّ، وقد رأوه أسیرًا مقهورًا فی ید عدوه ومصلوبًا ومقتولًا، ویزید شناعته علی

الیھود لأنھم قد قتلوا نبیًا آخر مضافًا إلٰی غیرہ من الأنبیاء الذین قد قتلوھم قبل المسیح صلی اللہ علیہ وسلم ھذا کلہ مع الحاجۃ إلیہ، وقال: قد ادعوا أنھم قد علموا ذٰلک ولیسوا بہ عالمین ولَا متیقین، وما معھم فیہ إلّا الظن، فقال: {وَقَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ} أی لیس ثم یقین ولَا سکون نفس، تقول العرب فی خبر المتیقن: فقتلہ علمًا وقتلتہ یقینًا، ثم قال: {بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ} أی صانہ وعظمہ أن تنالہ ید عدوہ بالقتل والصلب۔“

(تثبیت دلائل النبوۃ ص: ۱۲۳، دارالعروبہ، بیروت لبنان)

ترجمہ:۔۔۔ ”غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بڑی اُمتوں کے خلاف کس طرح اِقدام فرمایا، حالانکہ وہ دونوں علم وعقل کی دعوے دار تھیں، دونوں ایک مراد پر جمع تھیں، دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبقت رکھتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دِلجوئی، ان کے قبول کرنے اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے کے خواہاں بھی تھے، اگر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے کے مسئلے میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات بھی اپنی طرف سے تراش لی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے خوف کھاتے اور اس اندیشے کے پیشِ نظر کہ شاید واقعی وہی ہو جو یہ بیان کرتے ہیں کہ کہیں خدانخواستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلط بیانی نہ کھل جائے اور حقیقتِ حال واضح ہونے کے بعد لوگ برگشتہ

نہ ہوجائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عقیدے پر کبھی اِقدام نہ کرتے، کیونکہ نبیوں کا مقتول یا مصلوب ہوجانا ممتنع نہیں، بلکہ بہت سے نبی بھی قتل ہوئے ہیں، پس اگر مسیح بھی قتل ہوگئے ہوں تو یہ ان کے حق میں کوئی طعن یا قدح کی بات نہیں تھی، اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی مخالفت کی ضرورت بھی نہیں تھی، بلکہ شاید یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ان کی تصدیق کی زیادہ ضرورت تھی، تاکہ نصاریٰ پر اِلزام زیادہ قوی ہوجاتا کہ نصاریٰ ایک ایسی شخصیت کو خدا اور ربّ مانتے ہیں جسے انہوں نے اپنی آنکھوں سے دُشمن کے ہاتھ میں گرفتار، مغلوب اور مقتول و مصلوب دیکھا۔ اور اس سے یہود کی بُرائی اور جنایت میں اِضافہ ہوسکتا تھا کہ انہوں نے دیگر نبیوں کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔

لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شدّتِ ضرورت کے باوجود یہود و نصاریٰ کے اس عقیدے میں کہ مسیح علیہ السلام مقتول و مصلوب ہوگئے، موافقت کرنے سے اِجتناب فرمایا، اور فرمایا کہ: یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو مسیح کے قتل و صلب کا علم ہے، حالانکہ ان کو نہ اس کا صحیح علم ہے، نہ یقین، ان کے ہاتھ اگر کچھ ہے تو محض اٹکل کے تیر ہیں۔ چنانچہ اِرشادِ خداوندی ہے: ''اور (یہود ملعون ہوئے) ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے قتل کردیا مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو رسول اللہ تھا، حالانکہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی پر لٹکایا بلکہ ان کو اِشتباہ ہوا، اور جو لوگ اس کے معاملے میں اِختلاف کر رہے ہیں وہ محض شک میں پڑے ہوئے ہیں، اور ان کو کچھ علم نہیں، سوائے اٹکل پچو کی پیروی کے، اور انہوں نے اس کو ہرگز قتل نہیں کیا۔'' یعنی اس قصہ قتل پر ان کو خود بھی یقین نہیں اور نہ ان کا ضمیر

اس پر مطمئن ہے۔ پھر فرمایا: ’’بلکہ (اصل واقعہ جو ہوا وہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف (آسمان پر) اُٹھالیا۔‘‘ یعنی ان کو دُشمنوں سے بچالیا، اور ان کو ایسی عظمت بخشی کہ دُشمنوں کے ہاتھ قتل وصلب کے لئے وہاں نہ پہنچ سکے۔‘‘

علامہ ابوذر الہرویؒ:

ابوعبداللہ بن احمد الہروی الانصاری رحمہ اللہ (۳۵۵ھ-۴۳۵ھ): حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ ’’فتح الباری‘‘ سے نقل کرتے ہیں:

’’وقال أبو ذر الھروی: حدثنا الجوزقی عن بعض المتقدمین: قال معنی قولہ: وإمامکم منکم یعنی أنہ یحکم بالقرآن لَا بالْإنجیل۔‘‘ (فتح الباری ج:۶ ص:۳۵۸)

ترجمہ:۔۔۔ ’’ہم سے جوزقی نے بیان کیا بعض متقدمین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشاد ’’وإمامکم منکم‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد قرآنِ کریم کے مطابق فیصلہ کریں گے، اِنجیل کے مطابق نہیں۔‘‘

چھٹی صدی

اِمام غزالیؒ:

اِمام حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الشافعی رحمہ اللہ (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) ’’المستصفی من الأصول‘‘ میں تواتر کی بحث میں لکھتے ہیں:

’’فأما قتل عیسی علیہ السلام فقد صدقوا فی أنھم شاھدوا شخصًا یشبہ عیسی علیہ السلام مقتولًا {وَلٰـکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ}۔‘‘ (ص:۹۰)

ترجمہ:۔۔۔ ’’رہا نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کے مقتول

ہونے کا دعویٰ، تو اتنی بات میں تو وہ سچے ہیں کہ انہوں نے ایک شخص کو، جو عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھا، مقتول دیکھا، ”لیکن (وہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے، بلکہ ایک اور شخص تھا جس پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی تھی، اس لئے) ان کو اِشتباہ ہوگیا تھا۔“

قاضی ابویعلیٰؒ:

قاضی ابویعلیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۶ھ) ”طبقاتِ حنابلہ“ میں لکھتے ہیں:

”والإیمان أن المسیح الدّجّال خارج مکتوب بین عینیه کافر، والأحادیث التی جاءت فیه، والإیمان بأن ذٰلک کائن، وأن عیسَی ابن مریم علیه السلام ینزل فیقتله بباب لُدّ۔“ (مناقب إمام أحمد بن حنبل ص:۱۷۳، طبقات حنابلة للقاضی أبی یعلٰی ص:۲۴۳)

ترجمہ:... ”اور اِیمان لانا اس پر کہ دجال نکلے گا، اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا، اور ان احادیث پر اِیمان لانا جو دَجال کے بارے میں آئی ہیں، اور اس پر اِیمان لانا کہ یہ برحق ہے، ہوکر رہے گا، اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، پس اس کو بابِ لُدّ پر قتل کریں گے۔“

قاضی ابویعلیٰ حنبلیؒ نے طبقاتِ حنابلہ میں اِمام احمدؒ کے عقائد اپنی اسانید کے ساتھ متفرق طور پر ذِکر کئے ہیں، نیز حافظ ابوالفرج بن جوزیؒ نے ”مناقب اِمام احمد بن حنبل“ میں اِمام احمدؒ کے عقائد پر ایک مستقل باب لکھا ہے، اسی میں اِمام احمدؒ کا یہ عقیدہ بھی درج کیا ہے:

”والدّجّال خارج فی ھٰذہ الاُمّة لَا محالة وینزل عیسَی ابن مریم إلی الأرض فیقتله بباب لُدّ۔“

(مناقب إمام أحمد بن حنبل ص:۱۶۹، طبقات حنابلة ج:۱ ص:۲۴۴)

ترجمہ:۔۔۔ ''اور دَجال لامحالہ اس اُمت میں نکلے گا، اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) زمین پر نازل ہوں گے، پس مسیحِ دجال کو بابِ لُدّ پر قتل کریں گے۔''

علامہ زمخشری:

معتزلہ کے اِمام علامہ جارُ اللہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۲۸ھ) ''تفسیر کشاف'' میں آیتِ کریمہ ''وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''{وَمَکَرَ اللہُ} أن رفع عیسی إلی السماء وألقی شبهه علی من أراد اغتیاله حتّی قتل۔'' (ج:۱ ص:۳۰۶)

ترجمہ:۔۔۔ ''اللہ کی تدبیر یہ تھی کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو پکڑنا چاہتا تھا، یہاں تک کہ وہی قتل ہوگیا۔''

اور ''رَافِعُکَ اِلَیَّ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''{وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} إلٰی سمائی ومقر ملائکتی۔''

(ایضاً)

ترجمہ:۔۔۔ ''اور میں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں، یعنی اپنے آسمان کی طرف اور اپنے فرشتوں کی قرارگاہ کی طرف۔''

اسی طرح سورۂ نساء کی آیات: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹ کے تحت بھی انہوں نے رفع ونزول کے عقیدے کی تصریح کی ہے (دیکھئے: ''تفسیر کشاف'' ص:۳۹۶، ۳۹۷)۔

اور آیتِ کریمہ:

''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ''

کے تحت لکھتے ہیں:

”فإن قلت: کیف کان آخر الأنبیاء وعیسی نازل فی آخر الزمان؟ قلت: معنی کونه آخر الأنبیاء أنّه لا ینبأ أحدٌ بعده وعیسی ممن نبی قبله وحین ینزل ینزل عاملًا علٰی شریعة محمد صلی الله علیه وسلم مصلّیًا إلٰی قبلته کأنّه بعض اُمّته۔“

ترجمہ:۔۔۔”اگر کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کیسے ہوئے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوّت نہیں ملے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام کو نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے، اور جب وہ نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کی حیثیت سے آئیں گے۔“

اور آیتِ کریمہ: ”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”{وَاِنَّهٗ} وإنّ عیسی علیه السلام {لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} أی شرط من أشراطها تعلم به۔“

ترجمہ:۔۔۔”اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام البتہ علم ہے قیامت کا، یعنی اس کی علامتوں میں سے ایک علامت ہیں، جس سے قیامت کا قریب آلگنا معلوم ہوگا۔“

اِمام نجم الدین نسفیؒ:

اِمام نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد النسفی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ (۴۶۱ھ-۵۳۷ھ) اپنے رسالہ عقائد میں لکھتے ہیں:

"وما أخبر به النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من أشراط الساعۃ من خروج الدّجّال ودابّۃ الأرض ویأجوج ومأجوج ونزول عیسٰی علیہ السلام من السماء، وطلوع الشمس من مغربھا فھو حق۔"

(شرح عقائد نسفی ص:۱۲۴)

ترجمہ:... "اور جن علاماتِ قیامت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، جیسے: دجال، دابۃ الارض اور یأجوج ومأجوج کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، یہ سب حق ہیں۔"

اِمام ابن الانباریؒ:

اِمام کمال الدین ابوالبرکات عبدالرحمن بن محمد الانصاری المعروف بہ ابن الانباری الشافعی رحمہ اللہ (۵۱۳ھ-۵۵۵ھ) اپنی کتاب "البیان فی غریب اِعراب القرآن" میں آیتِ کریمہ: "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" کے تحت لکھتے ہیں:

"{اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} تقدیرہ إنّی رافعک إلیّ ومتوفیک، إلّا أنّہ لما کانت الواو لَا تدل علی الترتیب قدّم وأخّر، وقل: معنی إنّی متوفیک قاضبک ورافعک إلیّ، أی إلٰی کرامتی۔" (ج:۱ ص:۲۰۶)

ترجمہ:... "حق تعالیٰ کا اِرشاد: "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" اس کی تقدیر یہ ہے کہ: "(سرِدست) میں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں اور (پھر اپنے وقتِ مقرّر پر) تجھے

وفات دینے والا ہوں۔'' مگر چونکہ واؤ ترتیب پر دلالت نہیں کرتی اس لئے (ایک خاص نکتہ بلاغت کی وجہ سے) مقدم ومؤخر کردیا۔ اور کہا گیا ہے "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ" کے معنی ہیں کہ ''میں تجھے اپنی تحویل میں لینے والا ہوں اپنی طرف، یعنی اپنی کرامت کی جگہ کی طرف اُٹھانے والا ہوں۔''

اور سورۂ نساء کی آیت: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"ینزل فی آخر الزمان إلی الأرض، فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر، ویصلّی خلف المھدی، ویموت ویقبر۔" (ج:۱ ص:۲۷۵)

ترجمہ:۔۔۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے، پھر ان کا اِنتقال ہوگا اور دفن ہوں گے۔''

اِمام بغویؒ:

اِمام محی السنہ ابومحمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ) تفسیر "معالم التنزیل" میں سورۂ آل عمران کی آیت: "وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللهُ" کے تحت لکھتے ہیں:

"ومکر اللہ تعالیٰ خاصة بھم فی ھٰذہ الآیة ھو إلقاء الشبه علٰی صاحبھم الذی أراد قتل عیسٰی علیه السلام حتّٰی قتل۔" (ج:۲ ص:۱۴۸)

ترجمہ:۔۔۔ ''یہود کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی وہ خاص تدبیر جو آیت میں ذِکر کی گئی ہے یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت

ان کے آدمی پر ڈال دی گئی، جو آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا، یہاں تک کہ وہ ہی قتل کردیا گیا۔“

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا واقعہ تفصیل سے ذِکر کیا ہے۔

اور اس سے اگلی آیت: ”اِذْ قَالَ اللهُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ کی توجیہات جو رَفعِ آسمانی سے متفق ہیں نقل کرنے کے بعد اپنی سند سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کی احادیث ذِکر فرمائی ہیں، اسی ضمن میں لکھتے ہیں:

”وقیل للحسین بن الفضل: هل تجد نزول عیسی فی القرآن؟ قال: نعم، قوله: {کَھْلًا} وهو لم یکتهل فی الدُّنیا، وإنما معناه وَکَھْلًا بعد نزوله من السماء۔“

(ج:۲ ص:۱۴۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”حسین بن فضل سے دریافت کیا گیا: کیا آپ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن میں بھی پاتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! (دیگر آیات کے علاوہ) حق تعالیٰ کا قول ”وَکَھْلًا“ بھی اس کی دلیل ہے کیونکہ وہ دُنیا میں اس عمر کو نہیں پہنچے، اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد کہولت کو پہنچیں گے۔“

اِمام بغویؒ نے سورۂ نساء کی آیات:۱۵۶ تا ۱۸۵، سورۂ مائدہ کی آیت:۱۱۷ اور سورۂ زُخرف کی آیت:۶۱ کے تحت بھی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے اور آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونے کی تصریحات کی ہیں۔

(دیکھئے: ج:۳ ص:۹ تا ۲۳، ۲۸۲، ج:۷ ص:۴۰۷)

اِمام محی السنہ نے ”مصابیح السُّنَّة“ میں ”باب العلامات بین یدی الساعة وذکر الدّجال“، ”باب قصّة ابن الصیاد“، ”باب نزول عیسی علیه السلام“،

"باب لَا تقوم الساعة إلّا علی الأشرار" کے تحت نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث درج کی ہیں۔ (دیکھئے ج:۲ ص:۱۳۵ تا ۱۴۱)

نیز اِمام بغویؒ نے "شرح السُّنَّة" کتاب الفتن میں "باب نزول عیسَی بن مریم صلوات اللّٰہ علیہ" کے ذیل میں احادیث نقل کرکے ان کی تصحیح کی ہے۔

(دیکھئے: ج:۱۵ ص:۸۰)

ابن العربیؒ:

اِمام محمد بن عبداللہ ابوبکر ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۳ھ) شرح ترمذی (ج:۹ ص:۷۶) میں لکھتے ہیں:

"وسرد الأمر أنّ عیسَی ابن مریم ینزل من السماء وھو فیھا حَیٌّ بیّناہ فی التفسیر وفی کتاب سراج المریدین۔"

ترجمہ:۔۔۔ "مختصر بات یہ ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور وہ آسمان میں زندہ ہیں، ہم اس مسئلے کو تفسیر میں اور کتاب سراج المریدین میں بیان کرچکے ہیں۔"

اِمام ابنِ عطیہؒ:

اِمام عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمن المعروف بہ ابنِ عطیہ المغربی الغرناطی المالکی رحمہ اللہ (۴۸۱ھ-۵۴۱ھ) کے حوالے سے شیخ ابوحیان، تفسیر "البحر المحیط" میں لکھتے ہیں:

"قال ابن عطیة: وأجمعت الأمّة علٰی ما تضمنہ الحدیث المتواتر من أنّ عیسَی علیہ السلام فی السماء حیٌّ وأنّہ ینزل فی آخر الزمان۔" (ج:۲ ص:۴۷۳)

ترجمہ:۔۔۔ "اِمام ابنِ عطیہؒ فرماتے ہیں کہ اُمت کا اس

عقیدے پر اِجماع ہے جو حدیثِ متواتر میں وارِد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔“

قاضی عیاض مالکیؒ:

الامام الحافظ القاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) کے حوالے سے اِمام نوویؒ شرح مسلم میں ”باب ذکر الدجال“ کے تحت فرماتے ہیں:

”قال القاضی: هٰذه الأحاديث التی ذكرها مسلم وغيره فی قصّة الدّجال حجّة لمذهب أهل الحق فی صحة وجوده وأنه شخص بعينه، ابتلی الله به عباده، ـــــ ويقتله عيسٰی صلی الله عليه وسلم ويثبت الله الذين آمنوا، هٰذا مذهب أهل السُّنّة وجميع المحدثين والفقهاء والنظار۔“

(ج:۲ ص:۳۹۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث جو اِمام مسلمؒ اور دیگر حضرات نے دجال کے بارے میں ذِکر فرمائی ہیں یہ اہلِ حق کے مذہب کی دلیل ہے کہ دجال کا وجود قطعی ویقینی ہے، اور یہ کہ وہ ایک معین شخص ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بندوں کو آزمائیں گے۔۔۔۔۔ اور دَجال کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھیں گے۔ یہی اہلِ سنت، تمام محدثین، فقہاء اور متکلمین کا مسلک ہے۔“

نیز اِمام نوویؒ اسی باب میں قاضی عیاضؒ سے نقل کرتے ہیں:

”قال القاضی رحمه الله تعالٰی: نزول عيسٰی ابن مريم عليه السلام وقتله الدَّجّال حق صحيح عند أهل السُّنّة

للأحاديث الصحيحة في ذٰلک، وليس في العقل ولَا في الشرع ما يبطله فوجب إثباته، وأنكر بعض المعتزلة والجهمية ومن وافقهم وزعموا أن هٰذه الأحاديث مردودة بقوله تعالٰى: {خَاتَمَ النَّبِيِّنَ}، وبقوله صلى الله عليه وسلم: "لَا نبي بعدي"، وبإجماع المسلمين أنّه لَا نبي بعد نبيّنا صلى الله عليه وسلم وإن شريعته مؤبدة إلٰى يوم القيامة لَا تنسخ۔

وهٰذا إستدلَال فاسد لأنّه ليس المراد بنزول عيسٰى عليه السلام أنّه ينزل نبيًّا بشرع ينسخ شرعنا ولَا في هٰذا الأحاديث ولَا في غيرها شيء من هٰذا، بل صحت الأحاديث هٰهنا وما سبق في كتاب الْإيمان وغيرها إنّه ينزل حكمًا مقسطًا يحكم بشرعنا ويحيي من اُمور شرعنا ما هجره الناس۔" (ج:۲ ص:۴۰۳)

ترجمہ:۔۔۔ "قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور ان کا دَجال کو قتل کرنا، اہلِ سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے، کیونکہ اس میں احادیثِ صحیحہ وارِد ہیں۔ اور کوئی عقلی یا نقلی دلیل ایسی نہیں جو اس عقیدے کو باطل کرے۔ پس اس عقیدے کا اِقرار واجب ہے، اور بعض معتزلہ اور جہمیہ اور ان کے موافقین نے اس کا اِنکار کیا ہے، ان کے زعم میں یہ احادیث مردُود ہیں حق تعالیٰ کے ارشاد "خَاتَمَ النَّبِیِّنَ" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "لَا نبی بعدی" کی وجہ سے۔ نیز مسلمانوں کے اس اِجماع کے سبب کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور یہ کہ آپ کی شریعت قیامت تک رہے گی منسوخ

نہ ہوگی۔

اوران کا یہ اِستدلال فاسد ہے، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ نبی کی حیثیت سے نازل ہوں گے، اور اپنی شریعت کے ذریعے ہماری شریعت کو منسوخ کرڈالیں گے، نہ ان احادیث میں اور نہ کسی اور حدیث میں ایسا کوئی مضمون پایا جاتا ہے، بلکہ احادیثِ صحیحہ میں جو یہاں ذِکر کی گئی ہیں اور کتابُ الایمان وغیرہ میں گزرچکی ہیں یہ آتا ہے کہ وہ حاکمِ منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے، ہماری شریعت کا حکم چلائیں گے، ہماری شریعت کے ان اُمور کو زِندہ کریں گے جن کو لوگ چھوڑ چکے ہوں گے۔“

حضرت پیرانِ پیرؒ:

حضرت محبوبِ سبحانی پیرانِ پیر شاہ عبدالقادر جیلانی الحنبلی رحمہ اللہ (۴۷۰ھ-۵۶۱ھ) ”غنیة الطالبین“ میں یومِ عاشورا کی فضیلت میں فرماتے ہیں:

”ورفع عیسی علیه السلام فی یوم عاشوراء۔“

(ص:۶۷۶)

ترجمہ:۔۔۔”اور اُٹھالیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو عاشورا کے دن۔“

آگے لکھتے ہیں کہ عاشورا کے دن کو دس فضیلتیں ہیں:

”والتاسعة: رفع اللہ عزّ وجلّ عیسی علیه السلام إلی السماء فیه۔“ (ص:۶۸۲)

ترجمہ:۔۔۔”نویں فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُٹھالیا عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اس دن میں۔“

اِمام سہیلیؒ:

الامام الفقیہ المحدث ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد بن ابی الحسن الخثعمی السہیلی رحمہ اللہ (۵۰۸ھ-۵۸۱ھ) سیرت ابنِ ہشام کی شرح ''الروض الانف'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہود و نصاریٰ دونوں کے موقف کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وقد أعطاه الله من الدلَائل على الفريقين ما يبطل المقالتين، ودلَائل الحدوث تثبت له العبودية وتنفى عنه الربوبية، وخصائص معجزاته تنفى عن أُمّه الريبة وتثبت له ولها النبوّة والصديقية، فكان فى مسيح الهدى من الآيات ما يشاكل حاله ومعناه حكمة من الله، كما جعل فى الصورة الظاهرة من مسيح الضلالة وهو الأعوَر الدّجال ما يشاكل حاله ويُناسب صورته الباطنة علىٰ نحو ما شرحنا وبيّنا فى إملاء أمليناه علىٰ هٰذه النكتة فى غير هٰذا الكتاب، والحمد لله۔''

(الروض الانف ج:۲ ص:۴۸)

ترجمہ:۔۔۔''اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فریقین کے مقابلے میں وہ دلائل عطا فرمائے جو دونوں فریقوں کے قول کی تردید کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں دلائلِ حدوث کا پایا جانا ان کے بندہ ہونے کو ثابت کرتا ہے، اور ان سے اُلوہیت کی نفی کرتا ہے، اور ان کے خصوصی معجزات ان کی والدہ سے یہود کی بدگمانی کو رَفع کرتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نبوّت اور ان کی والدہ کے لئے صدیقیت کا اِثبات کرتے ہیں۔ پس مسیحِ ہدایت (عیسیٰ علیہ السلام) میں وہ علامات تھیں جو بنابر حکمتِ اِلٰہی ان کے

حال و معنی کے مناسب تھیں، جیسا کہ مسیحِ ضلالت دجالِ اَعور کی ظاہری صورت وہ رکھی گئی جو اس کے حال اور اس کی صورتِ باطنی کے ہم شکل تھی، جیسا کہ ہم بحمداللہ اس نکتے کی تشریح دُوسری کتاب میں کرچکے ہیں۔“

دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

”وکان إرسال المسیح للحواریین بعد ما رفع وصلب الذی شبہ بہ، وجاءت مریم الصدیقۃ والمرأۃ التی کانت مجنونۃ فأبرأھا المسیح وقعدتا عند الجذع تبکیان، وقد أصاب أُمّہ من الحزن علیہ ما لم یعلم علمہ إلّا اللہ، فأھبط إلیھما، وقال: علام تبکیان؟ فقالتا: علیک! فقال: إنّی لم أُقتل ولم أُصلب، لٰکن اللہ رفعنی وکرمنی وشبّہ علیھم فی أمری، أبلغا عنی الحواریین أمری ان یلقونی فی موضع کذا لیلًا، فجاء الحواریون ذٰلک الموضع، فإذا الجبل قد اشتعل نورًا لنزولہ بہ، ثم أمرھم أن یدعوا الناس إلٰی دینہ وعبادۃ ربھم، فوجھھم إلی الأُمم التی ذکر ابن إسحاق وغیرھم وکسی کسوۃ الملائکۃ فعرج معھم فصار ملکیًا إنسیًا سمائیًا أرضیًا۔ (ج:۲ ص:۳۵۳)

ترجمہ:۔۔۔”اور عیسیٰ علیہ السلام کا حواریوں کو تبلیغ کے لئے بھیجنا اس کے بعد ہوا تھا جبکہ آپ کو آسمان پر اُٹھالیا گیا، اور جس شخص پر آپ کی شباہت ڈال دی گئی وہ سولی دیا گیا، (اس کا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھالیا گیا اور ان کی شباہت کے دُوسرے شخص کو سولی دی گئی تو) حضرت مریم صدیقہ اور وہ

عورت جو حضرت مسیح علیہ السلام کی دُعا سے دیوانگی سے شفایاب ہوئی تھی، یہ دونوں آئیں اور صلیب کی لکڑی کے پاس بیٹھ کر رونے لگیں، اوران کی والدہ ماجدہ کو ایسا غم لاحق ہوا جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، آپ ان دونوں کے پاس آسمان سے اُترے اور فرمایا: تم کس چیز پر رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا: آپ پر! آپ نے فرمایا: میں نہ قتل ہوا، نہ سولی دیا گیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اُٹھالیا، اور مجھے عزّت و کرامت عطا فرمائی، اور اللہ تعالیٰ نے میرے معاملے میں ان پر اِشتباہ ڈال دیا۔ تم دونوں حواریوں کو میرا پیغام پہنچادو کہ فلاں جگہ مجھے رات کے وقت ملیں، چنانچہ حواری اس جگہ پہنچے تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی وجہ سے پہاڑ نور سے جگمگا رہا ہے، پھر آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو آپ کے دِین کی اور اللہ کی عبادت کی دعوت دیں، پس آپ نے ان کو ان اَقوام کی طرف بھیجا جن کا تذکرہ ابنِ اسحاق وغیرہ نے کیا ہے، پھر آپ کو فرشتوں کا لباس پہنایا گیا اور آپ فرشتوں کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے، پس آپ فرشتہ انسان اور زمین و آسمان کے رہنے والے بن گئے۔"

اِمام ابن الجوزیؒ:

اِمام جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد بن علی بن عبیداللہ القرشی، التیمی، البکری، البغدادی الحنبلی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ-۵۹۷ھ) کے حوالے سے صاحبِ مشکوٰۃ نے یہ حدیث نقل کی ہے:

"عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ فَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّأَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ فِيْ قَبْرِيْ،

فَأَقُوْمُ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مِنْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص:۴۸۰، وفاء الوفاء ج:۲ ص:۵۵۸)

ترجمہ:۔۔۔ "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام (آسمان سے زمین کی طرف) اُتریں گے، پس نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی، پس ۴۵ برس زمین میں رہیں گے، پھر ان کا انتقال ہوگا، پھر میرے ساتھ میرے روضے میں دفن ہوں گے، پس میں اور عیسیٰ بن مریم، ابوبکر وعمر کے درمیان ایک ہی مقبرے سے اُٹھیں گے۔"

ساتویں صدی

اِمام فخرالدین رازیؒ:

امام فخرالدین محمد بن عمر الرازی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے "تفسیر کبیر" میں کئی جگہ یہ عقیدہ درج فرمایا ہے۔

سورۂ آل عمران کی آیت: "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" کے تحت لکھتے ہیں:

"قد ثبت الدليل أنّه حيٌّ، وورد الخبر عن النبى صلى الله عليه وسلم أنّه سينزل ويقتل الدّجال، ثم إنّه تعالىٰ يتوفاه بعد ذٰلك۔" (ج:۲ ص:۶۸۹)

ترجمہ:۔۔۔ "اور بے شک دلیل سے یہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ (قربِ قیامت میں) نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو قبض کریں

گے۔“

اسی کے ذیل میں مزید لکھتے ہیں:

”والوجه السادس: أنّ التوفی أخذ الشیء وافیًا، ولما علم اللّٰہ أنّ من الناس من یخطر بباله أن الذی رفعه اللّٰہ هو روحه لَا جسده، ذکر هٰذا الکلام لیدل أنّه علیه السلام رفع بتمامه إلی السماء بروحه وجسده۔“

ترجمہ:۔۔۔”چھٹی وجہ یہ کہ ”توفی“ کے معنی ہیں پورا پورا لینا، چونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ علم ہے کہ بعض لوگوں کے دِل میں وسوسہ پیدا ہوسکتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی صرف رُوح کو اللہ تعالیٰ نے اُٹھایا ہوگا، جسم کو نہیں، اس لئے یہ کلام ذِکر فرمایا تاکہ معلوم ہوسکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رُوح وجسم سمیت آسمان پر صحیح وسالم اُٹھالئے گئے ہیں۔“

سورۂ نساء کی آیت: ”وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”المسألة الثانیة: رفع عیسٰی علیه السلام إلی السماء ثابت بهٰذه الآیة ونظیر هٰذه الآیة قوله فی آل عمران: {اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ}۔“

(ج:۳ ص:۵۰۴)

ترجمہ:۔۔۔”دُوسرا مسئلہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اُٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے، اور اس آیت کی نظیر سورۂ آل عمران میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“۔

اوراس سے اگلی آیت: ”وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ۔۔۔الخ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"قوله: {قَبۡلَ مَوۡتِهٖ} أی قبل موت عیسی، والمراد أن أهل الکتاب الذین یکونون موجودین فی زمان نزوله لا بدو أن یؤمنوا به۔" (تفسیر کبیر ج:۳ ص:۵۰۵)

ترجمہ:۔۔۔"قَبۡلَ مَوۡتِهٖ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے، آپ کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ کتاب میں سے جو لوگ آپ کے زمانۂ نزول کے وقت موجود ہوں گے وہ لامحالہ آپ پر ایمان لائیں گے۔"

سورۂ مائدہ کی آیت:۱۲۰ کے ذیل میں "فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"والمراد منه وفاة الرفع إلی السماء۔"

(تفسیر کبیر ج:۳ ص:۷۰۰)

ترجمہ:۔۔۔"یہاں "توفی" سے مراد ہے آسمان پر اُٹھالیا جانا۔"

سورۂ زخرف کی آیت:۶۱ "وَاِنَّهٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَةِ" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وإن عیسی لعلم للساعة أی شرط من أشراطها تعلم به۔۔۔ الخ۔" (تفسیر کبیر ج:۷ ص:۴۵۲)

ترجمہ:۔۔۔"اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں، یعنی (ان کا نزول) علاماتِ قیامت میں سے ایک علامت ہے، جس سے (قرب) قیامت کا علم ہوگا۔"

اِمام ابوالبقاءؒ:

الشیخ الامام ابوالبقاء عبداللہ بن حسین بن عبداللہ العکبری رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۶ھ) "املاء ما منّ به الرحمٰن" (جو "اِعراب القرآن" کے نام سے معروف ہے) میں آیت: "اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”والتقدیر رافعک إلیّ ومتوفیک لأنّہ رفع إلی السماء ثم یتوفی بعد ذٰلک۔“ (ص:۱۳۷)

ترجمہ:۔۔۔”اصل یہ ہے کہ میں تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا اور بعد میں وفات دینے والا ہوں، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھالئے گئے پھر اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔“

شیخ یاقوت حمویؒ:

لغت وعربیت کے اِمام شیخ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی رحمہ اللہ (۵۷۴ھ-۶۲۶ھ) ”معجم البلدان“ میں لکھتے ہیں:

”لُدّ: قریة قرب بیت المقدس من نواحی فلسطین ببابھا یدرک عیسیٰ ابن مریم الدّجّال فیقتلہ۔“

(ج:۵ ص:۱۵)

ترجمہ:۔۔۔”لُدّ: نواحی فلسطین میں بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کرتے ہوئے اسے لُدّ کے دروازے پر لے جائیں گے اور وہاں اسے قتل کریں گے۔“

شیخ ابنِ عربیؒ:

رئیس المکاشفین شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی الطائی المغربی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۸ھ) نے اپنی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کی جابجا تصریحات فرمائی ہیں۔

”فتوحاتِ مکیہ“ باب ۳۶۷ میں حدیثِ معراج کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”فلمّا دخل إذًا بعیسیٰ علیہ السلام بجسدہ وعینہ، فإنہ لم یمت إلی الآن، بل رفعہ اللہ إلیٰ ھٰذہ السماء

وأسکنه بها۔" (الیواقیت والجواہر ج:۲ ص:۳۴)

ترجمہ:۔۔۔ "پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آسمان میں داخل ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بعینہٖ اسی جسم کے ساتھ دیکھا کیونکہ وہ اب تک مرے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آسمان پر اُٹھالیا، اور اس آسمان میں ان کو ٹھہرایا۔"

اور "فتوحاتِ مکیہ" کے باب ۷۳ میں لکھتے ہیں:

"فإنه لَا خلاف أن عیسیٰ علیه السلام نبی ورسول وأنّه لَا خلاف أنّه ینزل فی آخر الزمان حکمًا مقسطًا عدلًا بشرعنا۔" (فتوحاتِ مکیہ ج:۲ ص:۳)

ترجمہ:۔۔۔ "بے شک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نبی ورسول ہیں، اور یقیناً اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخری زمانے میں حاکمِ منصف بن کر نازل ہوں گے، اور ہماری شریعت کے مطابق عدل کی حکومت کریں گے۔"

نیز باب ۳۵۳ میں لکھتے ہیں:

"وقد جاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ علیه السلام وکان ممن أوحی إلیه قبل رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه إذا نزل فی آخر الزمان لَا یؤمّنا إلّا بنا أی بشریعتنا وسنّتنا مع أنه له الکشف التام إذا نزل زیادةً علی الْإلهام الذی یکون له کمالخواص هٰذه الأُمّة۔"

(یواقیت ج:۳ ص:۸۴)

ترجمہ:۔۔۔ "اور صحیح حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جن کی طرف ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل وحی نازل ہوئی تھی، آتا ہے کہ جب وہ آخری زمانے میں نازل

ہوں گے تو وہ صرف ہماری شریعت و سنت کی پیروی کریں گے، باوجودیکہ جب وہ نازل ہوں گے تو ان کو اِلہام سے بڑھ کر کشفِ تام ہوگا۔"

اور شیخ اکبرؒ کی طرف منسوب "تفسیر ابنِ عربی" میں سورۂ آل عمران کی آیت: "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" کی تفسیر میں ہے:

"{اِنِّیْ متوفیك} أی قابضک إلیّ من بینھم {وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} أی إلٰی سماء الروح فی جواری۔"

(ج:۱ ص:۱۱۴)

ترجمہ:۔۔۔"اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تجھے یہود کے درمیان سے اپنے قبضے میں لے کر رُوح کے آسمان کی طرف اپنے جوار میں اُٹھانے والا ہوں۔"

آگے لکھتے ہیں کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لئے ایک شخص کو بھیجا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی شبیہ اس پر ڈال دی، انہوں نے اسے عیسیٰ سمجھ کر قتل کردیا اور صلیب دی۔

"واللہ رفع عیسیٰ إلی السماء الرابعة۔"

(ج:۱ ص:۱۱۵)

ترجمہ:۔۔۔"اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اُٹھالیا۔"

اسی تفسیر میں سورۂ نساء کی آیت: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ۔۔۔الخ" کے ذیل میں ہے:

"رفع عیسیٰ علیه السلام اتصال روحه عند المفارقة عن العالم السفلی بالعالم العلوی۔۔۔۔ ولما کان مرجعه إلٰی مقره الأصلی ولم یصل إلی الکمال الحقیقی وجب نزوله فی آخر الزمان بتعلقه ببدن آخر، وحینئذٍ یعرفه

کل أحدٍ فیؤمن به أهل الكتاب أی أهل العلم العارفين بالمبدأ والمعاد كلهم عن آخرهم قبل موت عیسیٰ بالفناء فی اللہ۔“ (ج:۱ص:۱۶۵)

ترجمہ:۔۔۔”عیسیٰ علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کی وجہ سے ان کی رُوح عالمِ سفلی سے جدا ہوکر عالمِ علوی سے متصل ہوگئی ۔۔۔۔۔اور چونکہ ان کو اپنے اصلی مستقر پر واپس آنا تھا اور اس کمالِ حقیقی تک (جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تجویز فرمایا) ابھی نہیں پہنچے، اس لئے آخری زمانے میں ان کا نزول دُوسرے بدن سے متعلق ہوکر واجب ہوا، اس وقت ان کو ہر شخص پہچان لے گا، پس اہلِ کتاب جو مبدا و معاد کے عارف ہوں گے، سب کے سب ان پر اِیمان لائیں گے ان کی موت سے پہلے۔“

فائدہ:۔۔۔ یہاں دُوسرے بدن سے متعلق ہوکر کا یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی رُوح بطورِ تناسخ کسی اور بدن میں حلول کرے گی، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس وقت ان کے بدن پر آثارِ ملکوتی کا غلبہ ہے، اور جب ان کا نزول ہوگا تو آثارِ بشری نمایاں ہوں گے۔

اسی تفسیر میں سورۂ زُخرف کی آیت:۶۱ ”وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ“ کے ذیل میں ہے:

”أی أن عیسیٰ مما یعلم به القیامة الكبریٰ وذٰلك أن نزوله من أشراط الساعة۔“ (ج:۲ص:۲۱۹)

ترجمہ:۔۔۔”یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے قیامتِ کبریٰ (کے قرب) کا علم ہوگا کیونکہ آپ کا نزول قیامت کی علامات میں سے ہے۔“

اِمام عزّ الدین بن عبدالسلامؒ:

سلطان العلماء شیخ الاسلام عزّ الدین عبدالعزیز بن عبدالسلام المصری الشافعی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۶۶۰ھ) اپنی کتاب ''الاشارۃ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز'' میں ۔۔۔جو عام طور سے ''مجازات القرآن'' کے نام سے معروف ہے۔۔۔سورۂ آل عمران کی آیت: ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''أی إنی متوفی نفسک إذا نزلت إلی الأرض فی آخر الزمان، ورافعک إلیٰ سمائی۔۔۔إلخ۔''

(ص:۱۲۸)

ترجمہ:۔۔۔''یعنی میں تیری جان قبض کروں گا جب تو آخری زمانے میں زمین پر نازل ہوگا، اور اَب تجھ کو اپنے آسمان کی طرف اُٹھالوں گا۔''

اور سورۂ نساء کی آیت: ''بَلْ رَّفَعَہُ اللہُ اِلَیْہِ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''أی بل رفعہ اللہ إلی سماء۔'' (ص:۱۳۶)

ترجمہ:۔۔۔''یعنی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اُٹھالیا۔''

اس سے اگلی آیت: ''وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ۔۔۔الخ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''أی وما أحدٌ من أھل الکتاب إلّا لیؤمنن بعبودیتہ قبل موت المسیح أو قبل موت الکتابی۔''

(ص:۱۳۶)

ترجمہ:۔۔۔''یعنی اہلِ کتاب میں کوئی فرد نہیں مگر وہ اِیمان لائے گا اس کے بندہ ہونے پر مسیح کی موت یا کتابی کی موت سے پہلے۔''

اور سورۂ زُخرف کی آیت: ''وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''أی وإن نزولہ فی آخر الزمان لموجب علم لدنو

الساعۃ أو لِاقتراب الساعۃ۔“ (ص:۱۹۳)

ترجمہ:۔۔۔ ”یعنی آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قربِ قیامت کا پتا دے گا۔“

حافظ زین الدین رازی حنفیؒ:

الامام الحافظ زین الدین محمد بن ابی بکر الرازی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ٦٦٦ھ) اپنی کتاب ”مسائل الرازی وأجوبتھا“ میں ۔۔۔ جو قرآنِ کریم کی آیات سے متعلق قریباً بارہ سوال وجواب پر مشتمل ہے ۔۔۔ لکھتے ہیں:

”فإن قیل: کیف قال: {اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} واللہ تعالٰی رفعہ ولم یتوفِّہ، قلنا: لما ھددہ الیھود بالقتل بشّرہ اللہ تعالٰی بأنّہ إنّما یقبض روحہ بالوفاۃ لَا بالقتل، والواو لَا تفید الترتیب، فلا یلزم من الآیۃ موتہ قبل رفعہ۔

الثانی: أنہ فیہ تقدیمًا وتأخیرًا، أی إنّی رافعک ومتوفیک، والثالث: أن معناہ قابضک من الأرض تامًّا وافیًا فی أعضائک وجسدک لم ینالوا منک شیئًا۔“

(ص:۳۳)

ترجمہ:۔۔۔ ”اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے فرمایا: ”اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اُٹھا تو لیا ہے، مگر وفات نہیں دی۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جب یہود نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ وہ آپ کی رُوح بذریعہ طبّی موت کے قبض کرے گا، قتل کے ساتھ نہیں۔ اور واوٴ ترتیب کا فائدہ نہیں دیتی اس لئے آیت سے ان کا رَفع سے پہلے مرنا لازم نہیں آتا۔ دوم یہ کہ آیت میں تقدیم وتاخیر ہے، یعنی فی الحال

تجھے اُٹھانے والا ہوں اور پھر (آخری زمانے میں) وفات دینے والا ہوں۔ سوم یہ کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے زمین سے اعضا و جسم سمیت پورا پورا قبض کرنے والا ہوں، یہودی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

اور سورۂ اَحزاب کی آیت: "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ... الخ" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"فإن قيل: كيف قال تعالى: {وَخَاتَمَ النَّبِيّنَ} وعيسى عليه السلام بعده وهو نبيٌّ.

قلنا: معنى كونه خاتم النبيّين أنه لا يتنبّأ أحد بعده، وعيسى ممن نبّئ قبله، وحين ينزل ينزل عاملًا بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم مصلّيًا إلى قبلته كأنّه بعض اُمّته." (ص:۲۸۲)

ترجمہ:... "اگر کہا جائے کہ حق تعالیٰ نے "وَخَاتَمَ النَّبِيّنَ" کیسے فرمایا، حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہیں اور وہ نبی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو نبوّت نہیں ملے گی اور عیسیٰ علیہ السلام کو آپ سے پہلے مل چکی ہے، اور وہ جب نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے ایک فرد ہوں گے۔"

اِمام قرطبیؒ:

اِمام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) اپنی

مشہور تفسیر ”الجامع لأحکام القرآن“ میں لکھتے ہیں:

”والصحیح أن اللّٰہ تعالٰی رفعہ إلی السماء من غیر وفاة ولَا نوم، کما قال الحسن وزید، وھو اختیار الطبری، وھو الصحیح عن ابن عباس وقالہ الضحاک۔“

(ج:۴ ص:۱۰۰)

ترجمہ:۔۔۔”اور صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر وفات اور بغیر نیند کے آسمان کی طرف اُٹھالیا، جیسا کہ اِمام حسنؒ اور زیدؒ نے فرمایا ہے، اور طبریؒ نے اس کو لیا ہے، اور یہی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ثابت ہوا ہے، اور یہی اِمام ضحاکؒ نے کہا ہے۔“

نیز آیتِ کریمہ: ”وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ“ کے ذیل میں اِرشاداتِ نبویہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”قال علمائنا رحمة اللّٰہ علیھم، فھذا نصّ علٰی أنّہ ینزل مجدّدًا الدین النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم للذی درس منہ لَا بشرع مبتدأ، والتکلیف باقٍ علٰی ما بیّناہ ھنا وفی کتاب التذکرة۔“ (ج:۱۶ ص:۱۰۷)

ترجمہ:۔۔۔”ہمارے علماء (اہلِ سنت) رحمہم اللہ نے فرمایا کہ یہ اِرشادات اس بارے میں نص ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کے مجدّد کی حیثیت سے نازل ہوں گے، دِین کی جو باتیں مٹ گئی ہوں گی ان کو زِندہ فرمائیں گے، اپنی الگ شریعت نہیں لائیں گے، لوگ اس وقت بھی دِینِ محمدی کے مکلف ہوں گے، جیسا کہ ہم نے یہاں، اور کتاب التذکرة میں بیان

کیا ہے۔‘‘

اِمام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم:

الامام الحافظ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی رحمہ اللہ (۶۳۱ھ-۶۷۶ھ) نے متعدّد جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تصریحات فرمائی ہیں۔

شرح مسلم ’’کتاب الایمان‘‘ ’’باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ...الخ‘‘ میں ’’ویضع الجزیة‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’قد یقال: هٰذا خلاف ما هو حکم الشرع الیوم فإن الکتابی إذا بذل الجزیة وجب قبولها ولم یجز قتله ولَا إکراهه علی الإسلام۔

وجوابه: أن هٰذا الحکم لیس مُستمرًّا إلٰی یوم القیامة بل هو مقید بما قبل نزول عیسٰی علیه السلام وقد أخبرنا النبی صلی الله علیه وسلم فی هٰذه الأحادیث الصحیحة بنسخه ولیس عیسٰی صلی الله علیه وسلم هو الناسخ بل نبیّنا صلی الله علیه وسلم هو المبین للنسخ فإنّ عیسٰی علیه السلام یحکم بشرعنا فدلّ علٰی أن الإمتناع من قبول الجزیة فی ذٰلک الوقت هو شرع نبیّنا محمد صلی الله علیه وسلم۔‘‘ (ج:۱ ص:۸۷)

ترجمہ:... ’’کہا جاسکتا ہے کہ یہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جزیہ کا موقوف ہوجانا) اس کے خلاف ہے جو آج شریعت کا حکم ہے، کیونکہ کتابی جب جزیہ دینے پر رضامند ہو تو اس کا قبول کرنا واجب ہے اور اس کا قتل کرنا یا اِسلام پر مجبور کرنا جائز نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم قیامت تک جاری نہیں، بلکہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے پہلے تک ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان احادیثِ صحیحہ میں خبر دی ہے کہ یہ حکم عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نہیں ہوگا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حکم کو منسوخ نہیں فرمائیں گے، بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ یہ حکم اس وقت نہیں ہوگا، اس لئے اس نسخ کو بیان کرنے والے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے، عیسیٰ علیہ السلام تو ہماری شریعت پر عامل ہوں گے، پس معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اس وقت جزیہ قبول نہ فرمانا یہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے۔“

آگے لکھتے ہیں:

”وأما قوله صلی اللہ علیه وسلم: ”ویفیض المال“ فهو بفتح الیاء، ومعناه یکثر۔ وتنزل البرکات وتکثر الخیرات بسبب العدل وعدم التظالم، وتقیء الأرض أفلاذ کبدها، کما جاء فی الحدیث الآخر وتقل أیضًا الرغبات لقصر الآمال وعلمهم بقرب القیامة، فإن عیسٰی صلی اللہ علیه وسلم عَلَمٌ من أعلام الساعة، واللہ أعلم۔“

(ج:۱ ص:۸۷)

ترجمہ:۔۔۔”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اس وقت (عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں) مال بہ پڑے گا، اس کے معنی یہ ہیں کہ عدل وانصاف اور رَفعِ مظالم کی وجہ سے مال کی بہتات ہوگی، برکتیں نازل ہوں گی، خیرات کی کثرت ہوگی، زمین اپنے جگر کے ٹکڑے اُگل دے گی، جیسا کہ دُوسری حدیث میں آیا

ہے۔ نیز لمبی لمبی اُمیدوں کے ختم ہوجانے اور قربِ قیامت کا علم ہوجانے کے سبب مال سے لوگوں کی رغبتیں کم ہوجائیں گی، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا آنا قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔‘‘

اور ’’باب ذکر الدجال‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’قوله صلى الله عليه وسلم: ’’فيبعث الله عيسَى ابن مريم‘‘ أى ينزل من السماء، حاكمًا بشرعنا، وقد سبق بيان هٰذا فى كتاب الْإيمان۔

قال القاضى رحمه الله تعالىٰ: نزول عيسىٰ عليه السلام وقتله الدّجال حقٌّ وصحيحٌ عند أهل السُّنّة للأحاديث الصحيحة فى ذٰلک، وليس فى العقل ولَا فى الشرع مايبطله فوجب إثباته۔‘‘ (ج:۲ ص:۴۰۳)

ترجمہ:۔۔۔ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ: ’’اللہ تعالیٰ (قتلِ دجال کے لئے) عیسیٰ بن مریم کو بھیجیں گے‘‘ یعنی وہ آسمان سے نازل ہوں گے، ہماری شرع کے ساتھ حاکم بن کر۔ اور اس کا بیان کتاب الایمان میں گزر چکا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہلِ سنت کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دَجال کو قتل کرنا حق اور صحیح ہے، بوجہ ان احادیثِ صحیحہ کے جو اس بارے میں وارِد ہوئی ہیں، اور اس کے خلاف کوئی عقلی یا شرعی دلیل نہیں جو اس کا توڑ کرے، اس لئے اس کا اِقرار واجب ہے۔‘‘

اور اِمام نوویؒ ’’تہذیب الاسماء والصفات‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’وثبت فى الصحيحين: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ينزل عيسَى ابن مريم من السَّماء ويقتل الدّجال بباب لُدّ، وأحاديثه فى قصّة الدّجال مشهورة فى

الصحیح۔ وینزل عیسیٰ حکمًا عدلًا کما سبق فی الحدیث الصحیح لَا رسولًا، وإنّہ یصلّی وراء الإمام منّا تکرمۃ من اللہ تعالٰی لھٰذہ الاُمّۃ وجاء أنّہ یتزوج بعد نزولہ ویولد لہ ویدفن عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔“

(ج:۲ ص:۴۷)

ترجمہ:۔۔۔”اور صحیحین میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور بابِ لُدّ پر دَجال کو قتل کریں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ صحاح قصۂ دَجال میں مشہور ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام حاکمِ عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، جیسا کہ حدیثِ صحیح میں پہلے گزرچکا ہے، اس اُمت کے رسول کی حیثیت سے نہیں آئیں گے، اور وہ ہمارے اِمام کے پیچھے نماز پڑھیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کا اِعزاز ہے۔ اور یوں آتا ہے کہ وہ نزول کے بعد شادی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہوں گے۔“

قاضی بیضاویؒ:

شیخ الاسلام ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر القاضی البیضاوی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر ”انوار التنزیل واسرار التأویل“ میں ۔۔۔ جو تفسیر بیضاوی کے نام سے متداول ہے ۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آخری زمانے میں نزول کی تصریحات متعدّد جگہ فرماتے ہیں۔

سورۂ آل عمران کی آیتِ کریمہ: ”وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”{وَمَکَرَ اللہُ} حین رفع عیسیٰ علیہ الصلاۃ

والسلام وألقی شبھه علی من قصد اغتیاله حتّٰی قتل۔"

(ج:۱ ص:۵۰۵)

ترجمہ:... "اور اللہ تعالیٰ نے (یہود کے مقابلے میں) تدبیر کی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھالیا اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو پکڑنا چاہتا تھا یہاں تک کہ وہ قتل ہوگیا۔"

اور سورۂ نساء کی آیت: "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ... الخ" کے تحت لکھتے ہیں:

"وقیل: الضمیران لعیسیٰ علیه أفضل الصلاة والسلام، والمعنی أنّه إذا نزل من السماء آمن به أھل الملل جمیعًا۔

روی: "أنّه علیه الصلاة والسلام ینزل من السماء حین یخرج الدّجّال فیھلکه ولَا یبقی أحدٌ من أھل الکتاب إلّا لیؤمنن به حتّٰی تکون الملّة واحدة وھی ملّة الإسلام وتقع الأمنة حتّٰی ترتع الأسود مع الإبل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم وتلعب الصبیان بالحیّات ویلبث فی الأرض أربعین سنة ثم یتوفّی ویصلّی علیه المسلمون۔" (مجموعة أنوار التنزیل وأسرار التأویل لباب التأویل فی معانی التنزیل ج:۲ ص:۲۰۳)

ترجمہ:... "اور کہا گیا ہے کہ دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے تو سب اہلِ ملل ان پر اِیمان لے آئیں گے۔ روایت ہے کہ آپ آسمان سے اس وقت نازل ہوں گے جب دجال نکلے گا، پس اس کو ہلاک کردیں گے، اور اہلِ کتاب میں کوئی

ایسا نہ رہے گا جو اِیمان نہ لائے۔ اس وقت صرف ایک ہی دِین رہ جائے گا، یعنی دِینِ اسلام۔ اور زمین پر اَمن وامان کا دور دورہ ہوگا، یہاں تک کہ شیر اُونٹوں کے ساتھ، چیتے گائے بیلوں کے ساتھ، اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چریں گے، بچے سانپوں سے کھیلیں گے، آپ زمین میں چالیس برس رہیں گے تب آپ کی وفات ہوگی اور مسلمان آپ کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔''

اور سورۂ اَحزاب کی آیتِ کریمہ: ''وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''ولا یقدح فیہ نزول عیسٰی علیہ السلام بعدہ لأنّہ إذا نزل کان علٰی دینہ مع أن المراد أنہ آخر من نبئ۔''

(ج:۵ ص:۱۲۳)

ترجمہ:... ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا ختمِ نبوّت میں قادح نہیں، کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین پر ہوں گے، علاوہ ازیں آیت کا مدعا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری شخص ہیں جن کو نبوّت عطا کی گئی ہے (اور عیسیٰ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوّت مل چکی تھی)۔''

اور سورۂ زُخرف کی آیت: ''وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ'' کے تحت لکھتے ہیں:

{وَاِنَّہٗ} وإن عیسٰی {لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ} لأن حدوثہ أو نزولہ من أشراط الساعۃ یعلم بہ دنوھا۔ وفی الحدیث: ''ینزل عیسٰی علٰی ثنیۃ من الأرض المقدسۃ - یقال لھا أفیق - وبیدہ حربۃ بھا یقتل الدّجّال فیأتی بیت المقدس والناس

فی صلاة الصبح"۔۔۔إلخ۔"

(ج:۵ ص:۴۳۹)

ترجمہ:۔۔۔"اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نشانی ہیں قیامت کی، کیونکہ ان کا وجود یا ان کا نزول علامتِ قیامت میں سے ہے، جس سے قیامت کا قریب ہونا معلوم ہوگا، اور حدیث میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ارضِ مقدسہ کی ایک گھاٹی پر۔۔۔جس کو افیق کہا جاتا ہے۔۔۔نزول فرمائیں گے، ان کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہوگا جس سے دجال کو قتل کریں گے، پس وہ بیت المقدس میں اس وقت تشریف لائیں گے جبکہ لوگ صبح کی نماز میں کھڑے ہوں گے۔"

حافظ ابنِ ابی جمرہؒ:

اِمام حافظ عارف ومحدث ابومحمد عبداللہ بن ابی جمرہ الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۹ھ) اپنی کتاب "بهجة النفوس" میں حدیثِ معراج کے ذیل میں انبیائے کرام علیہم السلام کے درجات ومراتب پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دُوسرے آسمان میں ہونے کی وجہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

"وأما عيسى عليه السلام فإنما كان في السماء الثانية لأنّه أقرب الأنبياء إلى النبي صلى الله عليه وسلم ولَا انمحت شريعة عيسى عليه السلام إلّا بشريعة محمد عليه السلام ولأنّه ينزل في آخر الزمان لأُمّة النبي صلى الله عليه وسلم بشريعته ويحكم بها ولهٰذا قال عليه السلام: "أنا أولى الناس بعيسى" فكان في السماء الثانية لأجل هٰذا المعنٰى۔"

(بهجة النفوس ج:۳ص:۱۹۵)

ترجمہ:۔۔ ’’اور عیسیٰ علیہ السلام دُوسرے آسمان پر اس لئے ہیں کہ وہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے منسوخ ہوگئی، اور اس لئے کہ وہ آخر زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر نازل ہوں گے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ’’میں سب لوگوں سے عیسیٰ سے قریب تر ہوں‘‘ اس لئے وہ دُوسرے آسمان میں ہیں۔‘‘

’’حديث سؤال القبر وفتنته‘‘ کے تحت دجال کی عدمِ اُلوہیت کے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ثم بعد ذٰلک ينزل عيسىٰ عليه السلام فيقتله بحربته حتّٰى يرى دمه فى الحربة فلو كان إلٰهًا لدفع النقص والهلاک عن نفسه۔‘‘ (بهجة النفوس ج:۱ص:۱۲۳)

ترجمہ:۔۔ ’’پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، پس دجال کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے، یہاں تک کہ دجال کا خون آپ کے نیزے کو لگا ہوا نظر آئے گا، پس اگر وہ معبود ہوتا تو نقص اور ہلاکت کو اپنی ذات سے دفع کرتا۔

’’حديث النهى عن اتباع الفِرَق الضالّة والمحافظة على الدِّين‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’وقوله عليه السلام فى نزول عيسىٰ ابن مريم

علیہ السلام: "وإمامكم منكم" أی أنه يكون علٰى طريق هديي متبع للكتاب والسُّنّة۔" (بهجة النفوس ج:۴ ص:۲۶۵ مطبعة الصديق الخيرية بجوار الأزهر بمصر ۱۳۵۳ھ)

ترجمہ:۔۔۔"اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ارشاد ہے کہ: "وہ تمہارے اِمام ہوں گے تم میں شامل ہوکر" یعنی وہ میرے طریقے پر ہوں گے اور کتاب وسنت کی پیروی کریں گے۔"

اِمام ابن النجارؒ:

الامام الحافظ محب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود المعروف بابن النجار البغدادی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) کے حوالے سے علامہ سمہودی "وفاء الوفاء" میں لکھتے ہیں:

"وقال ابن النجار: قال أهل السير: وفي البيت موضع قبر في السّهوة الشرقية، قال سعيد المُسيّب: فيه يدفن عيسىٰ ابن مريم۔" (ج:۱-۲ ص:۵۵۸)

ترجمہ:۔۔۔"اِمام ابنِ نجار فرماتے ہیں کہ: اہلِ سیر نے کہا ہے کہ: روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ مشرقی حصے میں موجود ہے، حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ: اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن ہوں گے۔"

اِمام اِبن الاثیر الجزریؒ:

علامہ عزّ الدین علی بن محمد بن محمد بن عبدالکریم المعروف بابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (۵۵۵-۶۳۰ھ) "تاریخ الکامل" میں "ذكر رفع المسيح إلى السماء" کے عنوان کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا واقعہ نقل کرکے لکھتے ہیں:

"واختلف العلماء في موته قبل رفعه إلى السماء، فقيل: رفع ولم يمت، وقيل: توفاه الله ثلاث ساعات، ثم

أحیاہ ورفعہ۔" (ج:۱ ص:۱۱۰، ۱۱۱)

ترجمہ:۔۔۔"اور آسمان پر اُٹھائے جانے سے پہلے ان کی موت میں اِختلاف ہے، پس ایک قول یہ ہے کہ بغیر موت کے اُٹھائے گئے، اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین گھڑی ان کو وفات دی پھر زندہ کرکے اُٹھالیا۔"

اِمام تورپشتیؒ:

الامام الحافظ العارف الزاہد المحدث الفقیہ شہاب الدین ابوعبداللہ فضل اللہ ابن الامام تاج الدین ابی سعید الحسن بن حسین بن یوسف التورپشتی الحنفی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۶۳۰ھ) نے اپنے رسالے "المعتمد فی المعتقد" کے دُوسرے باب کی دسویں فصل میں علاماتِ قیامت کا ذِکر فرمایا ہے، جس میں ظہورِ مہدی، خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ بن مریم اور خروجِ یأجوج ومأجوج وغیرہ قیامت کی علاماتِ کبریٰ پر مفصل بحث فرمائی ہے، اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

"وازیں آیات بعضے آنست کہ بنص قرآن ثابت شدہ است، وبعضے دیگر باحادیثے کہ بحد تواتر رسید، ازاں وجہ کہ تواتر درجنس آں ثابت است۔" (ص:۱۵۴)

ترجمہ:۔۔۔"ان علاماتِ قیامت میں سے بعض نصِ قرآن سے ثابت ہیں، اور بعض ایسی احادیث سے، جو تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں، بایں طور کہ تواتر کی جنس میں ثابت ہے۔"

اور خروجِ دجال کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وبعد از ظہورِ دَجال واِفسادِ وے در زمین نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام از آسمان۔ وباحادیث درست از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ است کہ عیسیٰ علیہ السلام در وقت اِقترابِ ساعت از آسمان فرود آید زندہ، ودَجال را بکشد وزمین از خبث وفساد واتباع وے از اہل شرک، خاصہ جہوداں کہ دعویٰ کردہ اند کہ ما عیسیٰ را علیہ السلام بکشتیم وصلب کردیم، پاک کند۔" (ص:۱۶۱)

ترجمہ:۔۔۔ ”اور دَجال کے ظاہر ہونے اور زمین میں اس کے فساد مچانے کے بعد آسمان سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، اور صحیح احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں آسمان سے زندہ نازل ہوں گے، اور دَجال کو قتل کریں گے اور زمین کو اس کے خبث وفساد سے اور اس کے متبعین اہلِ شرک خصوصاً یہودیوں کے وجود سے، جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا اور سولی پر چڑھادیا ہے، پاک کریں گے۔“

اس کے بعد نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی حکمتیں ذِکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”وحال وصف وے ہم براں نمط کہ رسول علیہ السلام خبرداد عیاناً با اہلِ قرن نماید۔ وتاکید حجت بر اہلِ شرک وطغیان، وزیادہ کردن یقین در دِلہائے اہلِ ایمان۔

وباید اِعتقاد دارند کہ عیسیٰ علیہ السلام چوں بمیاں ایں امت آید سبیل وے در اَحکام شرع سبیل اتباع پیغمبر ما باشد علیہ السلام۔ زیرا کہ چوں حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بخلف فرستادہ بر ہمہ خلائق واجب شد کہ شریعت عیسیٰ علیہ السلام بگذارند۔ وبشریعت حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام انتقال کنند۔ وہر آنچہ پیش ازاں بود از شرائع فروگذارند، پس معلوم شد کہ رِسالت عیسیٰ علیہ السلام بآمدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحدِ منتہی رسید۔ وبعد از وے پیغمبر دیگر نتواند بود، زیرا کہ حق تعالیٰ وے را خاتم انبیا گفت، وباحادیث درست کہ بحدِ تواتر رسیدہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درست شد کہ بعد از من ہیچ پیغمبر دیگر نباشد۔“　(ص:۱۶۲، ۱۶۳)

ترجمہ:۔۔۔ ”اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو حالات بیان فرمائے ہیں وہ اس دور کے لوگوں کو ان کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کرائیں گے، جس سے اہلِ

شرک وطغیان پر حجت قائم ہوگی اور اہلِ ایمان کے اِیمان ویقین میں اِضافہ ہوگا، اور مسلمانوں کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اس اُمت میں تشریف لائیں گے تو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کی طرح اَحکامِ شرعیہ کی پیروی کریں گے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی طرف رسول بناکر بھیج دیا تو تمام مخلوق پر واجب ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو چھوڑ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف منتقل ہوجائیں اور گزشتہ شریعتوں کو ترک کردیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دورِ رِسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اپنی آخری حد کو پہنچ گیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دُوسرا نبی نہیں ہوسکتا، کیونکہ حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء فرمایا ہے، اور متواتر اَحادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے کہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور ان کے شیخؒ:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۳ھ) نے اپنے شیخ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ (متوفی ۶۱۷ھ) کے ملفوظات کا مجموعہ ''انیس الارواح'' کے نام سے مرتب فرمایا تھا، اس کی مجلس سوم میں شیخ کا اِرشاد نقل کیا ہے:

''بعد ازاں فرمودہ کہ چوں شر باہمہ ازیں سراسر خراب شود محمد بن عبداللہ بیرون آید، از شرق تا غرب عدلِ وے بگیرد، وعیسیٰ علیہ السلام اَز آسمان فرود آید۔''

(انیس الارواح ص:۸، مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۱۲ھ)

ترجمہ:۔۔۔''اس کے بعد فرمایا کہ: جب سارے شہر اس (فتنہ وفساد اور کثرتِ معاصی) سے یکسر ویران ہوجائیں گے تو حضرت اِمام مہدی محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا اور ان کا

عدل مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔“

زین ابنِ منیرؒ:

زین الدین علی بن محمد بن منصور الاسکندری رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۵ھ) شارح البخاری، حدیثِ معراج پر گفتگو کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے دُوسرے آسمان پر ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں (جیسا کہ شرح مواہب میں ان سے نقل کیا ہے):

”وأدقّ من هٰذا قول ابن المنير: السر في ذٰلك أن عيسى لم يلقه بعد موته لرفعه حيًّا صيانة له وذخيرة إلٰى وقت عوده إلى الأرض قائمًا بشرع المصطفى، غير مجدد شرعًا، فهو في حكم الأحياء، ومقامه في السماء ليس على معنى السكنى الدائمة، بخلاف غيره من الأنبياء، ويحيى هو مقيم في السماء أسوة غيره من الأنبياء، واختص مقامه عند عيسى لأنهما ابنا الخالة، وكانا لدتين، وكانت أمّ يحيى تقول لأمّ عيسى وهما حاملتان: إنّي أجد ما في بطني يسجد لما في بطنك أي سجود تحية، فكان بينهما اتحاد منذ كانا، فلما عرض لعيسى الصعود إلى السماء جعل عند يحيى۔“ (زرقانی: شرح المواهب ج:۶ ص:۷۱)

ترجمہ:... ”اس سے زیادہ دقیق قول ابن المنیرؒ کا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس دُوسرے آسمان میں رہنے کی حکمت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ان کی موت کے بعد نہیں ہوئی، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زِندہ اُٹھالیا گیا، جس سے مقصود ایک تو ان کو دُشمنوں کے شر سے بچانا تھا، دُوسرے زمین پر ان کی دوبارہ واپسی تک ان کو بچا کر رکھنا تھا، جب وہ دوبارہ زمین

پر نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو قائم کریں گے، کوئی نئی شریعت نہیں لائیں گے، لہٰذا وہ زندوں کے حکم میں ہیں، اور آسمان پر اُن کا ٹھہرنا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح بطور دائمی رہائش کے نہیں۔ دُوسرے آسمان پر دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح دراصل حضرت یحییٰ علیہ السلام کی رہائش ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ان کا ٹھہرنا اس واسطے تجویز کیا گیا کہ یہ دونوں خالہ زاد ہیں، اور دونوں ہم عمر ہیں، ان دونوں کی مائیں جب ان کے ساتھ حاملہ تھیں تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدۂ مطہرہ سے کہا کرتی تھیں کہ میرے پیٹ کا بچہ آپ کے پیٹ کے بچے کو بطورِ سلام سجدہ کرتا ہے، پس ان دنوں نبیوں کے درمیان جبھی سے اتحاد چلا آتا ہے، پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کا واقعہ پیش آیا تو ان کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پاس ٹھہرایا گیا۔“

آٹھویں صدی

اِمام ابوالبرکات نسفیؒ:

اِمام حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۱ھ) نے تفسیر ”مدارک التنزیل“ میں متعدّد جگہ اس عقیدے کی صراحت فرمائی ہے، آیتِ کریمہ: ”وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”{وَمَکَرَ اللہُ} أی جازاھم علٰی مکرھم، بأن رفع عیسٰی إلی السماء وألقی شبھہ علٰی من أراد اغتیالہ۔“

ترجمہ:... ”حق تعالیٰ نے تدبیر کی، یعنی ان کی تدبیر کا توڑ کیا، بایں طور کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو اچانک قتل کرنا چاہتا تھا۔“

اور آیتِ کریمہ: ”وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”فاجتمعت الیھود علٰی قتلہ، فأخبرہ اللہ بأنّہ یرفعہ إلی السماء ویطھرّہ من صحبۃ الیھود۔“

ترجمہ:۔۔۔ ”پس یہودی آپ کے قتل پر متفق ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اِطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آسمان کی طرف اُٹھا کر یہود کی صحبت سے پاک کردیں گے۔“

اور آیتِ کریمہ: ”وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”أو الضمیران لعیسٰی یعنی وإن منھم أحد إلّا لیؤمننّ بعیسٰی قبل موت عیسٰی، وھم أھل الکتاب یکونون فی زمان نزولہ، روی: أنّہ ینزل من السماء فی آخر الزمان، فلا یبقی أحدٌ من أھل الکتاب إلّا یؤمن بہ حتّٰی تکون الملّۃ واحدۃ وھی ملّۃ الإسلام۔“

ترجمہ:۔۔۔ ”یا ”بِہٖ“ اور ”مَوْتِہٖ“ کی دونوں ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہیں، یعنی اہلِ کتاب میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر اِیمان نہ لے آئے، اور یہ وہ اہلِ کتاب ہیں جو آپ کے نزول کے وقت موجود ہوں گے۔ مروی ہے کہ آپ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے، پس اہلِ کتاب میں ایک شخص بھی نہیں رہے گا جو آپ پر اِیمان نہ لے آئے، یہاں تک کہ بس ایک ہی دِین رہ جائے گا اور وہ ہے دِینِ اسلام۔“

اور آیتِ کریمہ: ”وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”أی آخرھم یعنی لا ینبأ أحدٌ بعدہ، وعیسٰی علیہ

السلام ممن نبئ قبله، وحين ينزل ينزل عاملًا علٰى شريعة محمد صلى الله عليه وسلم كأنّه بعض أُمّته۔“

ترجمہ:۔۔۔”خاتم النبیین سے مراد ہے آخری نبی، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوّت نہیں ملے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام کو نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے، اور جب وہ نازل ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے، گویا وہ آپ کی اُمت کے ایک فرد ہوتے ہیں۔“

اور آیتِ کریمہ: ”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ“ کے تحت لکھتے ہیں:

وإن عيسٰى يعلم به مجيء الساعة، وقرأ ابن عباس {لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ} وهو العلامة أى وإن نزوله لعَلَم للساعة۔“

ترجمہ:۔۔۔”(آیت کا مطلب یہ ہے کہ) عیسیٰ علیہ السلام (کی تشریف آوری) سے قیامت کے آنے کا علم ہوگا، اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت میں علَم (بفتح لام) ہے اور علَم علامت کو کہتے ہیں یعنی بلاشبہ آپ کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔“

اور ”کشف الاسرار شرح المنار“ میں تواتر کی بحث میں لکھتے ہیں:

”فعلم أنّه كما لَا يتحقق النقل المتواتر فى قتله لَا يتحقق فى صلبه، ولأن النقل المتواتر بينهم فى قتل رجل علموه عيسٰى وصلبه، وهٰذا النقل يوجب علم اليقين فيما نقلوه، ولٰكن لم يكن ذٰلك الرجل عيسٰى وإنّما كان مشتبهًا به كما قال الله تعالٰى: {وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ}۔

وروى أن اليهود لما دخلوا عليه قال عيسٰى عليه السلام لأصحابه: من يريد أن يلقى الله عليه شبهى فيقتل وله الجنّة، فألقى الله تعالٰى شبه عيسٰى عليه السلام عليه فقتل،

ورفع عیسی علیه السلام إلی السماء ولم یُرَ۔"

(کشف الاسرار ج:۲ ص:۶)

ترجمہ:۔۔۔"پس معلوم ہوا کہ نقلِ متواتر جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل میں متحقق نہیں، اسی طرح آپ کے سولی دیئے جانے کے بارے میں بھی متحقق نہیں۔ نیز یہ کہ ان کے درمیان جو نقل متواتر تھی، وہ یہ تھی کہ ایک شخص جس کو وہ عیسیٰ سمجھتے تھے قتل ہوا اور سولی دیا گیا، یہ نقلِ متواتر اتنی بات کا یقینی فائدہ دیتی ہے، لیکن واقع میں یہ شخص عیسیٰ نہیں تھا، بلکہ ان کے مشابہ تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "لیکن وہی شکل بن گئی ان کے سامنے۔"

مروی ہے کہ جب یہود نے ہجوم کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رُفقاء سے فرمایا کہ تم میں سے کون اس کے لئے تیار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر میری شباہت ڈال دیں، پس وہ میری جگہ قتل ہوجائے اور اس کے لئے جنت ہو۔ ایک شخص اس پر راضی ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی شباہت اس پر ڈال دی، وہ قتل کیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اُٹھالیا اور وہ نظر نہیں آئے۔"

اِمام ابنِ قدامہ المقدسیؒ:

الامام العلامہ شرف الدین ابوالعباس احمد بن الحسن بن عبداللہ بن محمد قدامہ المقدسی الحنبلی رحمہ اللہ (۶۹۳ھ-۷۷۱ھ) اپنی کتاب "تحقیق البرہان فی رسالۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الی الجانّ" میں لکھتے ہیں:

"هٰذا مع إخبار النبی صلی الله علیه وسلم بنزول عیسی علی المنارة البیضاء شرقی دمشق، وإنه یکسر

الصليب ويقتل الخنزير ويقتل الدّجال بباب لُدّ، فشرع محمد صلى الله عليه وسلم لَا ينسخ بل هو باقٍ ومستمر، وعيسى عليه السلام يكون حاكمًا بالشريعة المحمدية عندنزوله۔" (بحوالہ جواہر البحار للنبہانی ج:۳ص:۸۶)

ترجمہ:۔۔۔"اور یہ اس کے باوجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید شرقی منارہ پر اُتریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منسوخ نہیں ہوگی، بلکہ قیامت تک باقی رہے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام بوقتِ نزول شریعتِ محمدیہ۔۔۔علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔۔۔کے ساتھ حکم کریں گے۔"

شیخ عبدالعزیز بخاریؒ:

شیخ علاء الدین عبدالعزیز بن احمد بن محمد البخاری الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۰ھ) "کشف الاسرار شرح اصول بزدوی" میں لکھتے ہیں:

"إن التواتر فى قتل رجل ظنوه عيسى وصلبه قد وجدولكن ذٰلك الرجل لم يكن عيسى، وإنّما كان مشبّهًا به كما بيّن الله تعالٰى بقوله: {وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ}، وقد جاء فى الخبر أن عيسى عليه السلام قال لمن كان معه: من يريد منكم أن يلقى الله شبهي عليه فيقتل وله الجنّة، فقال رجل: أنا! فألقى الله تعالٰى شبه عيسى عليه السلام، فقتل الرجل ورفع عيسى عليه السلام إلى السماء۔" (کشف الاسرار علی البزدوی ج:۲ص:۳۶۶)

ترجمہ:۔۔۔"یہود کا تواتر اس شخص کے قتل وصلب میں،

جس کو انہوں نے عیسیٰ سمجھا، بلاشبہ موجود ہے، لیکن یہ شخص عیسیٰ نہیں تھا، بلکہ آپ کا ہم شکل بنادیا گیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں فرمایا ہے: ''ولیکن وہی شکل بن گئی ان کے سامنے'' روایت میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رُفقاء سے فرمایا کہ: تم میں سے کون اس بات کے لئے تیار ہے کہ اس پر میری شباہت ڈال دی جائے اور وہ میری جگہ قتل ہوجائے اور اس کے لئے جنت ہو؟ ایک شخص نے کہا: میں حاضر ہوں! پس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈال دی، وہ شخص قتل ہوا، اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھالئے گئے۔''

علامہ خازنؒ:

شیخ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی الشافعی رحمہ اللہ معروف بہ ''خازن'' (متوفی ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر ''لباب معانی التنزیل'' میں۔۔۔ جو تفسیر خازن کے نام سے مشہور ہے۔۔۔ آیتِ کریمہ: ''اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ۔۔۔اِلخ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''وقد ثبت فی الحدیث أنّ عیسیٰ سینزل ویقتل الدّجال۔'' (ج:۱ ص:۵۰۶)

ترجمہ:۔۔۔''اور حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور دَجال کو قتل کریں گے۔''

اور سورۂ نساء کی آیت: ''وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰـكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''فأخذ ذٰلک الرجل وقتل وصلب، ورفع اللہ عزّ وجلّ إلی السماء۔'' (ج:۲ ص:۲۰۱)

ترجمہ:۔۔۔’’وہ شخص جس پر عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی تھی پکڑا گیا اور قتل کیا گیا اور سولی دیا گیا، اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھالیا۔‘‘

اور آیتِ کریمہ: ’’وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’وذهب جماعة من أهل التفسير إلىٰ أن الضمير يرجع إلىٰ عيسىٰ عليه السلام وهو رواية عن ابن عباس رضى الله عنهما أيضًا، والمعنى وما من أحد من أهل الكتاب إلّا ليؤمننّ بعيسىٰ قبل موت عيسىٰ وذٰلك عند نزوله من السماء فى آخر الزمان، فلا يبقى أحد من أهل الكتابين إلّا آمن بعيسىٰ حتّٰى تكون الملّة واحدة، وهى ملّة الإسلام۔

قال عطاء: إذ نزل عيسىٰ إلى الأرض لَا يبقى يهودى ولَا نصرانى ولَا أحد يعبد غير الله إلّا آمن بعيسىٰ، وإنه عبدالله وكلمته، ويدل علىٰ صحة القول ما روى عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔۔۔۔‘‘

ترجمہ:۔۔۔’’اور اہلِ تفسیر کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ ’’قَبْلَ مَوْتِهٖ‘‘ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے اور یہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ کتاب میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے، اور یہ واقعہ آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت ہوگا۔ اس وقت جس قدر اہلِ کتاب ہوں گے وہ سب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان

لے آئیں گے۔ یہاں تک کہ ایک ہی ملت رہ جائے گی اور وہ ملتِ اسلام ہوگی۔ اِمام عطاء فرماتے ہیں کہ: جب عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے، تب کوئی یہودی، کوئی نصرانی اور کوئی غیر اللہ کا پجاری ایسا نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام پر اِیمان نہ لے آئے، اور یہ کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے کلمۂ کُن سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس قول کے صحیح ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔''

یہاں صحیحین کی دو حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ففی ھٰذا الحدیث دلیل علٰی أن عیسٰی ینزل فی آخر الزمان فی ھٰذہ الأمّة یحکم بشریعة محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (ج:۲ ص:۲۰۳، ۲۰۴)

ترجمہ:۔۔۔''پس اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں اس اُمت میں نازل ہوں گے اور شریعتِ محمدیہ ۔۔۔علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔۔۔ کے مطابق حکومت کریں گے۔''

اور سورۂ مائدہ کی آیت: ''فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ۔۔۔إلخ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یعنی فَلَمَّا رفعتنی إلی السماء، فالمراد به وفاة الرفع لَا الموت۔'' (ج:۲ ص:۳۷۷)

ترجمہ:۔۔۔''یعنی جب آپ نے مجھے آسمان کی طرف اُٹھالیا، پس ''توفی'' سے مراد آسمان پر اُٹھاکر پورا پورا وصول کرنا ہے، موت مراد نہیں۔''

اور سورۂ اَحزاب کی آیت: ''وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن'' کے تحت لکھتے ہیں:

”فإن قلت: قد صح أن عيسٰى عليه السلام ينزل في آخر الزمان بعده، وهو نبي، قلت: إن عيسٰى ممن نبئ قبله وحين ينزل في آخر الزمان ينزل عاملًا بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم ومصلّيًا إلٰى قبلته كأنه بعض اُمّته۔“

(ج:۵ ص:۱۲۳)

ترجمہ:۔۔۔ ”اگر کہو کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوں گے اور وہ نبی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے (اس لئے حصولِ نبوّت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہوئے) اور جب وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی طرف منہ کریں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اُمت کے ایک فرد ہوں گے۔“

اور سورۂ زُخرف کی آیتِ کریمہ: ”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”يعني نزوله من أشراط الساعة يعلم به قربها۔“

(ج:۵ ص:۴۳۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے، جس سے قیامت کا قریب ہونا معلوم ہوگا۔“

حافظ ابنِ تیمیہؒ:

عیسائیت کے رَدّ میں ”الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح“ شیخ الاسلام حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ہے، جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ ذِکر فرمایا ہے، یہاں اس کی

چند عبارتیں نقل کی جاتی ہیں:

”والمسلمون وأهل الكتاب متفقون علىٰ إثبات مسيحين، مسيح هدى من ولد داؤد، ومسيح ضلال، يقول أهل الكتاب: انه من ولد يوسف، ومتفقون علىٰ أن مسيح الهدى سوف يأتى كما يأتى مسيح الضلالة، لٰكن المسلمون والنصارىٰ يقولون: انه ينزل قبل يوم القيامة فيقتل مسيح الضلالة، ويكسر الصليب ويقتل الخنزير، ولَا يبقى دينًا إلّا دين الْإسلام، ويؤمن به أهل الكتاب، اليهود، والنصارىٰ، كما قال تعالىٰ: ”وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔“

(النساء:۱۵۱)

والقول الصحيح الذى عليه الجمهور قبل موت المسيح وقال تعالىٰ: ”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا۔“

(الزخرف:۶۱) (الجواب الصحيح ج:۱ ص:۳۲۹)

ترجمہ:۔۔۔”مسلمان اور اہلِ کتاب دو مسیحوں کے ماننے پر متفق ہیں، ایک ”مسیحِ ہدایت“ جو نسلِ داؤد سے ہوں گے، اور دُوسرا ”مسیحِ ضلالت“ جس کے بارے میں اہلِ کتاب کا قول ہے کہ وہ یوسف کی اولاد سے ہوگا۔

مسلمان اور اہلِ کتاب اس پر بھی متفق ہیں کہ مسیحِ ہدایت آئندہ آئے گا، جیسا کہ مسیحِ ضلالت بھی آنے والا ہے، لیکن مسلمان اور نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا، پھر وہ دوبارہ آئیں گے، لیکن مسلمانوں کا قول یہ ہے کہ وہ قیامت سے

پہلے نازل ہوں گے، نازل ہوکر مسیحِ ضلالت کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، دِینِ اسلام کے سوا کسی مذہب کو باقی نہیں چھوڑیں گے، اور اہلِ کتاب یہود ونصاریٰ ان پر اِیمان لائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور نہیں کوئی اہلِ کتاب میں مگر اِیمان لائے گا ان پر ان کی موت سے پہلے۔''

اور حق تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ''اور وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا) البتہ نشانی ہے قیامت کی، پس تم لوگ اس میں شک نہ کرو۔''

نصاریٰ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام ظاہری شکل میں بشر تھے، مگر باطن میں ۔۔۔معاذ اللہ۔۔۔ خدا تھے، ان کے ناسوت میں لاہوت جلوہ آرا تھا، اور ان کے جسمانی وجود میں خدا حلول کئے ہوئے تھا۔ حافظ ابنِ تیمیہؒ ان کے اس عقیدۂ حلول پر رَدّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''والوجه الثامن: ان هٰذا أمر لم يدل عليه عقل ولَا نقل، ولَا نطق نبی من الأنبياء بأن اللہ يحل فی بشر، ولَا ادعى صادق قط حلول الربّ فيه، وإنما يدعى الكذّابون كالمسيح الدَّجّال الذی يظهر فی آخر الزمان، ويدعى الْإِلٰهية فينزل اللہ تبارک وتعالٰى عيسَى ابن مريم مسيح الهدىٰ فيقتل مسيح الهدى، الذی ادعيت فيه الْإِلٰهية بالباطل، المسيح الدَّجّال الذی ادعى الْإِلٰهية بالباطل، ويبين ان البشر لَا يحل فيه رَبّ العالمين۔''

(الجواب الصحیح ج:۲ ص:۱۶۹)

ترجمہ:۔۔۔ ''آٹھویں وجہ یہ کہ (ناسوت میں لاہوت کا حلول کرنا) یہ ایک ایسا امر ہے جس پر نہ عقل دلالت کرتی ہے اور نہ

نقل، اور انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی نے یہ بات نہیں کہی کہ اللہ تعالیٰ کسی بشر میں حلول کرتا ہے، اور نہ کبھی کسی راست باز آدمی نے اپنے اندر ربّ کے حلول کا دعویٰ کیا، حلول کا دعویٰ صرف جھوٹے کذّاب کرتے ہیں، جیسا کہ مسیحِ دجال جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا، اور خدائی کا دعویٰ کرے گا، پس اللہ تبارک وتعالیٰ مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے، پس مسیحِ ہدایت ۔۔۔ جن پر اُلوہیت کی جھوٹی تہمت دھری گئی ۔۔۔ مسیحِ دجال کو قتل کریں گے ۔۔۔ جس نے جھوٹ موٹ خدائی کا دعویٰ کیا ہوگا ۔۔۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیان فرمائیں گے کہ کسی بشر میں ربّ العالمین کا حلول نہیں ہوسکتا۔“

”قالوا: وقد جاء فی ھٰذا الکتاب الذی جاء بہ ھٰذا الإنسان یقول: ”إنما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ ألقاھا إلٰی مریم وروح منہ۔“

وھٰذا یوافق قولنا: إذ قد شھد انہ إنسان مثلنا بالناسوت الذی أخذ من مریم وکلمۃ اللہ وروحہ المتحدۃ فیہ، وحاشا أن تکون کلمۃ اللہ وروحہ الخالقۃ مثلنا نحن المخلوقین، وأیضًا قال فی سورۃ النساء: ”وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبّہ لھم۔“

فأشار بھٰذا القول إلی اللاھوت الذی ھو کلمۃ اللہ التی لم یدخل علیھا ألم ولا عرض۔ وقال أیضًا: ”یٰعیسٰی إنی متوفیک ورافعک إلیّ ومطھّرک من الذین کفروا إلٰی یوم القیٰمۃ۔“ وقال فی سورۃ المائدۃ عن عیسٰی أنہ قال: ”وکنت علیھم شھیدًا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت أنت

الرقیب علیهم وأنت علٰی کل شیء شهید" فعنیٰ موته عن موت الناسوت الذی أخذ من مریم العذراء۔

قال أیضًا فی سورة النساء: "وما قتلوه یقینًا بل رفعه الله إلیه"۔ (النساء:۱۵۷،۱۵۸)

فأشار بهٰذا إلی اللاهوت الذی هو کلمة الله الخالقة، وعلٰی هٰذا القیاس نقول: ان المسیح صلب وتالم بناسوته، ولم یصلب ولَا تالم بلاهوته۔

والجواب من وجوه: (فذکر وجه الأوّل، ثم قال:) الوجه الثانی: ان یقال ان الله لم یذکر أن المسیح مات ولَا قتل، وإنما قال: "یٰعیسٰی إنّی متوفیک ورافعک إلیّ ومطهّرک من الذین کفروا" وقال المسیح: "فلما توفیتنی کنت أنت الرقیب علیهم وأنت علٰی کل شیء شهید۔"

وقال تعالٰی: "فبما نقضهم میثاقهم وکفرهم بأیٰت الله وقتلهم الأنبیاء بغیر حق وقولهم قلوبنا غلف بل طبع الله علیها بکفرهم فلا یؤمنون إلّا قلیلا۔ وبکفرهم وقولهم علٰی مریم بهتانًا عظیمًا۔ وقولهم إنا قتلنا المسیح عیسَی ابن مریم رسول الله، وما قتلوه وما صلبوه ولٰکن شبّه لهم وإن الذین اختلفوا فیه لفی شک منه ما لهم به من علم إلّا اتباع الظّنّ وما قتلوه یقینا، بل رفعه الله إلیه وکان الله عزیزًا حکیمًا۔ وإن من أهل الکتٰب إلّا لیؤمننّ به قبل موته ویوم القیٰمة یکون علیهم شهیدًا۔ فبظلم من الذین هادوا حرّمنا علیهم طیّبٰت احلت لهم وبصدهم عن سبیل الله کثیرا۔ وأخذهم الربٰوا وقد نهوا عنه وأکلهم أموال الناس

بالباطل۔“ (النساء:۱۵۵تا۱۶۱)

فذم اللہ الیھود بأشیاء منھا: ”قولھم علٰی مریم بھتانًا عظیمًا“ حیث زعموا انھا بغی، ومنھا قولھم: ”إنّا قتلنا المسیح عیسَی ابن مریم رسول اللّٰہ“۔

قال تعالٰی: ”وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبّہ لھم“ وأضاف ھٰذا القول إلیھم، وذمھم علیہ، ولم یذکر النصاریٰ لأن الذین تولوا صلب المصلوب المشبہ بہ ھم الیھود، ولم یکن أحد من النصاریٰ شاھدًا معھم، بل کان الحواریون خائفین غائبین فلم یشھد أحد منھم الصلب، وإنما شھدہ الیھود وھم الذین أخبروا الناس أنھم صلبوا المسیح، والذین نقلوا أن المسیح صلب من النصاریٰ وغیرھم انما نقلوہ عن أولٰئک الیھود وھم شرط من أعوان الظلمۃ، لم یکونوا خلقًا کثیرًا یمتنع تواطؤھم علی الکذب۔

قال تعالٰی: ”وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبّہ لھم“ فنفی عنہ القتل، ثم قال: ”وإن من أھل الکتٰب إلّا لیؤمننّ بہ قبل موتہ“۔

وھٰذا عند أکثر العلماء معناہ قبل موت المسیح، وقد قیل قبل موت الیھودی وھو ضعیف، کما قیل انہ قبل موت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وھو أضعف، فإنہ لو آمن بہ قبل الموت لنفعہ إیمانہ بہ، فإنہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر۔

وإن قیل: المراد بہ الإیمان الذی یکون بعد الغرغرۃ لم یکن فی ھٰذا فائدۃ، فإن کان أحد بعد موتہ یؤمن بالغیب الذی کان یجحدہٗ فلا اختصاص للمسیح بہ، ولأنہ

قال: قبل موته، ولم يقل بعد موته، ولأنه لَا فرق بين إيمانه بالمسيح وبمحمد صلوات الله عليهما وسلامه، واليهودى الذى يموت على اليهودية فيموت كافرًا امحمد والمسيح عليهما الصلاة والسلام، ولأنه قال: ”وإن من أهل الكتٰب إلّا ليؤمننّ به قبل موته“ وقوله: ”ليؤمنن به“ فعل مقسم عليه، وهٰذا إنما يكون فى المستقبل، فدل ذٰلك علىٰ أن هٰذا الْإيمان بعد اخبار الله بهٰذا، ولو اريد قبل موت الكتابى لقال: وإن من أهل الكتاب إلّا من يؤمن به، لم يقل ”ليؤمننّ به“۔

وأيضًا فإنه قال: إن من أهل الكتٰب، وهٰذا يعم اليهود والنصارىٰ، فدل ذٰلك علٰى أن جميع أهل الكتاب اليهود والنصارىٰ يؤمنون بالمسيح قبل موت المسيح، وذٰلك إذا نزل آمنت اليهود والنصارىٰ بأنه رسول الله ليس كاذبًا كما يقول اليهودى، ولَا هو الله كما تقوله النصارىٰ۔

والمحافظة علٰى هٰذا العموم أولٰى من أن يدعى ان كل كتابى ليؤمنن به قبل أن يموت الكتابى، فإن هٰذا يستلزم إيمان كل يهودى ونصرانى، وهٰذا خلاف الواقع، وهو لما قال: ”وإن منهم إلّا ليؤمنن به قبل موته“ ودل علٰى ان المراد بإيمانهم قبل أن يموت هو علم أنه اريد بالعموم عموم من كان موجودًا حين نزوله أى لَا يختلف منهم أحد عن الْإيمان به، لَا إيمان من كان منهم ميتًا۔

وهٰذا كما يقال: انه لَا يبقى بلد إلّا دخله الدَّجّال إلّا مكة والمدينة أى فى المدائن الموجودة حينئذ، وسبب

إيمان أهل الكتاب به حيئنذ ظاهر، فإنه يظهر لكل أحد أنه رسول مؤيد ليس بكذّاب ولَا هو ربّ العالمين۔

فاللّٰه تعالٰى ذكر إيمانهم به إذا نزل إلى الأرض فإنه تعالٰى لما ذكر رفعه إلى اللّٰه بقوله: ”إنى متوفيك ورافعك إلىّ“ وهو ينزل إلى الأرض قبل يوم القيامة، ويموت حينئذ اخبر بإيمانهم به قبل موته، كما قال تعالٰى فى الآية الأُخرىٰ: ”إن هو إلّا عبد أنعمنا عليه وجعلنٰه مثلًا لبنى اسرائيل۔ ولو نشاء لجعلنا منكم ملٰئكة فى الأرض يخلفون، وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هٰذا صراط مستقيم، ولَا يصدنكم الشيطٰن انه لكم عدو مبين، ولما جاء عيسٰى بالبيّنٰت قال قد جئتكم بالحكمة ولأُبيّن لكم بعض الذى تختلفون فيه فاتقوا اللّٰه وأطيعون، إن اللّٰه هو ربّى وربّكم فاعبدوه هٰذا صراط مستقيم، فاختلف الأحزاب من بينهم فويل للذين ظلموا من عذاب يوم اليم۔“

(الزخرف:۵۹ تا ۶۵)

فى الصحيحين عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ”يوشك أن ينزل فيكم ابن مريم حَكَمًا عدلًا، وإمامًا مقسطًا، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الجزية۔“

وقوله تعالٰى: ”وما قتلوه وما صلبوه ولٰكن شبّه لهم وإن الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ما لهم به من علم إلّا اتباع الظّنّ وما قتلوه يقينًا بل رفعه اللّٰه إليه وكان اللّٰه عزيزًا حكيمًا۔“ بيان ان اللّٰه رفعه حيًّا وسلمه من القتل، وبيّن أنهم

یؤمنون به قبل أن یموت۔

وکذٰلک قوله: ”ومطهّرک من الذین کفروا“ ولو مات لم یکن فرق بینه وبین غیره۔

ولفظ التوفی فی لغة العرب معناه: الإستیفاء والقبض، وذٰلک ثلاثة أنواع: أحدها: توفی النوم، والثانی: توفی الموت، والثالث: توفی الروح والبدن جمیعًا، فإنه بذٰلک خرج عن حال أهل الأرض الذین یحتاجون إلی الأکل والشرب واللباس، ویخرج منهم الغائط والبول، والمسیح علیه السلام توفاه الله وهو فی السماء الثانیة إلٰی أن ینزل إلی الأرض، لیست حاله کحالة أهل الأرض فی الأکل والشرب واللباس والنوم، والغائط والبول ونحو ذٰلک۔“

(الجواب الصحیح ج:۲ ص:۲۸۲، ۲۸۵)

ترجمہ:۔۔۔”نصاریٰ نے کہا کہ:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب لائے ہیں اس میں یہ آیت ہے:

ترجمہ:۔۔۔”اس کے سوا کچھ نہیں مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہنچایا۔“

اور یہ ہمارے قول کے موافق ہے، کیونکہ قرآن نے گواہی دی کہ وہ ناسوت کے لحاظ سے ہم جیسے انسان تھے، جو مریم سے پیدا ہوئے، اور اللہ کا کلمہ تھے، اور اللہ کی رُوح تھے جو اس میں متحد تھی، توبہ توبہ یہ کب ہوسکتا ہے کہ اللہ کا کلمہ اور اس کی رُوح، جو

خالق ہے، ہم لوگوں کی مثل ہو جو مخلوق ہیں؟

نیز سورۂ نساء میں فرمایا:

''حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا، اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اِشتباہ ہوگیا۔''

پس اس سے لاہوت کی طرف اشارہ فرمایا جو کلمۃ اللہ ہے، خالق ہے، علیٰ ھٰذا القیاس ہم کہتے ہیں کہ مسیح مصلوب ومتألم ہوئے اپنے ناسوت کے ساتھ، اور مصلوب ومتألم نہیں ہوئے اپنے لاہوت کے ساتھ۔

اور اس کا جواب چند وجوہ سے ہے (پہلی وجہ ذِکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:)

دُوسری وجہ:۔۔۔ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ ذِکر نہیں کیا کہ مسیح علیہ السلام مرگئے ہیں، اور نہ قتل ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ:

''اے عیسیٰ! (کچھ غم نہ کرو) بے شک میں تم کو (اپنے وقتِ موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والا ہوں (پس جب تمہارے لئے طبعی موت مقدّر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دُشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے محفوظ رہوگے) اور (فی الحال) میں تم کو اپنے (عالمِ بالا کی) طرف اُٹھائے لیتا ہوں، اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''سو ہم نے یہود کو سزا میں مبتلا کیا، ان کی عہد شکنی کی وجہ سے، اور ان کے کفر کی وجہ سے اَحکامِ اِلٰہیہ کے ساتھ، اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء کو ناحق، اور ان کے اس مقولے کی وجہ سے

ہمارے قلوب محفوظ ہیں، نہیں! بلکہ ان کے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر بند لگادیا ہے، سوان میں اِیمان نہیں مگر قدرے قلیل، اور ان کے کفر کی وجہ سے اور حضرت مریم پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے، اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو، جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے، قتل کردیا، حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا، اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اِشتباہ ہوگیا، اور جو لوگ ان کے بارے میں اِختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں، بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے، اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اُٹھایا، اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست، حکمت والے ہیں۔ اور کوئی شخص اہلِ کتاب میں نہ رہے گا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کرے گا، اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔ سو یہود کے ان بڑے بڑے جرائم کے سبب ہم نے بہت سی پاکیزہ چیزیں، جو ان کے لئے حلال تھیں، ان پر حرام کردیں، اور بہ سبب اس کے کہ وہ بہت آدمیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مانع بن جاتے تھے، اور بہ سبب اس کے کہ وہ سود لیا کرتے تھے، حالانکہ ان کو اس سے ممانعت کی گئی تھی، اور بہ سبب اس کے کہ وہ لوگوں کے مال ناحق طریقے سے کھاجاتے تھے۔" (النساء:۱۵۵،۱۶۱)

ان آیاتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے چند جرائم پر یہود کی مذمت فرمائی:

ازاں جملہ:۔۔۔ ان کا حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر بھاری بہتان باندھنا۔

ازاں جملہ:۔۔۔ان کا یہ دعویٰ کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو، جو اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، قتل کردیا۔ جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”حالانکہ نہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اِشتباہ ہوا۔“ اللہ تعالیٰ نے اس دعوے کو یہود کی طرف منسوب فرمایا، اور اس پر ان کی مذمت فرمائی، یہاں نصاریٰ کا ذِکرنہیں فرمایا، کیونکہ جس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اشتباہ میں سولی دی گئی اس کو سولی دینے کا کام یہود نے کیا، نصاریٰ میں سے کوئی شخص ان کے پاس موجود نہیں تھا۔ بلکہ حواری ڈر کے مارے چھپے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک بھی واقعہ صلیب کے موقع پر موجود نہیں تھا۔ صلیب دینے کا کام یہود کر رہے تھے، انہوں نے یہ جھوٹی گپ اُڑائی کہ انہوں نے مسیح کو سولی دے دی۔ نصاریٰ میں سے جن لوگوں نے یہ نقل کیا کہ مسیح کو صلیب دی گئی، انہوں نے انہی یہودیوں سے نقل کیا، اور صلیب دینے والے ظالموں کے چند کارندے تھے، کوئی زیادہ مخلوق نہیں تھی، ان کے لئے ایک جھوٹ گھڑ کر پھیلا دینا کچھ مشکل نہیں تھا۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے (ان کی تکذیب کرتے ہوئے) فرمایا: ”حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا، اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اِشتباہ ہوگیا۔“

چنانچہ اس ارشاد میں ان سے (مسیح علیہ السلام سے) قتل کی نفی فرمائی، پھر (آخری زمانے میں) ان کے دوبارہ آنے کی خبر دی، اور فرمایا:

”اور کوئی شخص اہلِ کتاب میں نہ رہے گا مگر عیسیٰ علیہ السلام کی ان کے مرنے سے پہلے تصدیق کرے گا۔“

اکثر علماء کے نزدیک ''قبل موتہٖ'' سے مراد ''قبل موت المسیح'' ہے، یعنی مسیح علیہ السلام پر ان کے مرنے سے پہلے اہلِ کتاب میں سے ہر شخص اِیمان لائے گا۔

اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ''یہودی کی موت سے پہلے'' ہے، اور یہ قول ضعیف ہے۔ جیسا کہ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت سے پہلے'' ہے، یہ قول دُوسرے قول سے بھی ضعیف تر ہے، کیونکہ اگر وہ اپنی موت سے پہلے اِیمان لاتا تو اس کا اِیمان نافع ہوتا، کیونکہ غرغرے سے پہلے بندے کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ مراد اس سے وہ اِیمان ہے جو غرغرے کے بعد ہوتا ہے تو ایسے اِیمان میں کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ مرنے کے بعد تو ہر شخص اس غیب پر اِیمان لے آتا ہے جس کا وہ اِنکار کیا کرتا تھا، پس اس میں مسیح علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہ ہوئی۔ اور یہ بات اس لئے بھی غلط ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ''قبل موتہٖ'' فرمایا ہے، ''بعد موتہٖ'' نہیں فرمایا، اور اس وجہ سے بھی یہ غلط ہے کہ اس صورت میں مسیح علیہ السلام پر اِیمان لانے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اِیمان لانے کے درمیان کوئی فرق نہیں، اور جو یہودی کہ اپنی یہودیت پر مرتا ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت مسیح علیہ السلام دونوں کا منکر ہو کر مرتا ہے۔

نیز حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا:

''وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ''

''لیؤمنن'' وہ فعل ہے جس پر قسم کھائی گئی ہے، اور یہ مستقبل میں ہوسکتا ہے، پس یہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ اِیمان کا یہ

واقعہ آپ کے نزول کے بعد ہوگا، اگر یہ مراد ہوتی کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے اِیمان لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے: ”وان من أھل الکتاب إلّا من یؤمن بہ“ یعنی ”ہر کتابی ان پر اپنی موت سے پہلے اِیمان لاتا ہے“ یہ نہ فرماتے کہ: ”لیؤمننّ بہ“ یعنی ”ایمان لائے گا“۔

نیز حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا: ”وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ“ یہ لفظ یہود و نصاریٰ سب کو شامل ہے، پس یہ ارشاد دَلالت کرتا ہے کہ تمام اہلِ کتاب یہودی بھی اور نصرانی بھی حضرت مسیح علیہ السلام پر اِیمان لائیں گے حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے، اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ مسیح علیہ السلام دوبارہ نزول فرمائیں گے، اس وقت تمام اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ اِیمان لائیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، جھوٹے نہیں، جیسا کہ یہود نے کہا، اور خدا بھی نہیں، جیسا کہ نصاریٰ نے کہا۔

اور اس عموم کی محافظت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ دعویٰ کیا جائے کہ ہر کتابی اپنی موت سے پہلے ان پر اِیمان لاتا ہے، کیونکہ یہ ہر یہودی و نصرانی کے اِیمان لانے کو مستلزم ہے، اور یہ واقعے کے خلاف ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی شخص بھی باقی نہیں رہے گا جو حضرت مسیح علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے اِیمان نہ لائے، اور اس اِرشاد سے یہ معلوم ہوا کہ ہر کتابی کا حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے اِیمان لانا مراد ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ اس عموم سے ان لوگوں کا عموم مراد ہے جو ان کے نزول کے وقت موجود ہوں گے، یعنی جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نازل ہوں گے اس وقت اہلِ کتاب میں سے کوئی بھی اِیمان لانے سے پیچھے نہیں رہے گا، ان لوگوں کا اِیمان لانا مراد نہیں جو ان میں سے مرچکے ہیں۔

اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مکہ اور مدینہ کے سوا کوئی شہر باقی نہیں رہے گا جس میں دجال داخل نہ ہو۔ مراد یہ ہے کہ اس وقت جتنے شہر دُنیا میں موجود ہوں گے ان میں دجال داخل ہوگا۔

اور اس وقت اہلِ کتاب کے اِیمان لانے کی وجہ ظاہر ہے، کیونکہ ہر شخص پر یہ بات کھل جائے گی کہ حضرت مسیح علیہ السلام رسول مؤید ہیں، نہ جھوٹے نبی ہیں، اور نہ ربّ العالمین ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے اس وقت اِیمان لانے کو ذِکر فرمایا ہے جب حضرت مسیح علیہ السلام زمین پر نزول فرمائیں گے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اِرشاد "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" میں حضرت مسیح علیہ السلام کے اُٹھائے جانے کا ذِکر فرمایا، اور انہیں قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہونا ہے، اور اس وقت ان کی موت واقع ہوگی، اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے اہلِ کتاب کے ان پر اِیمان لانے کی خبر دی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دُوسری آیت (سورۂ زُخرف) میں فرمایا:

"اور بے شک وہ یعنی مسیح علیہ السلام نشانی ہے قیامت کی، سو تم لوگ اس میں شک نہ کرو۔"

اور صحیحین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اِرشاد مروی ہے:

"قریب ہے کہ ابنِ مریم تم میں حاکمِ عادل اور اِمامِ

منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ موقوف کردیں گے۔‘‘

اور حق تعالیٰ کا اِرشاد:

’’حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو اِشتباہ ہوگیا، اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کے، اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا، بلکہ ان کو خدا نے اپنی طرف اُٹھالیا، اور اللہ تعالیٰ زبردست، حکمت والے ہیں۔‘‘

اس اَمر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا، اور ان کو قتل سے صحیح سالم اور محفوظ رکھا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اہلِ کتاب ان پر ان کی موت سے پہلے اِیمان لائیں گے۔

اسی طرح حق تعالیٰ کا ارشاد:

’’اور تجھے پاک کرنے والا ہوں ان کافروں (کی صحبت) سے۔‘‘

بھی اس اَمر کی دلیل ہے کہ (وہ مرے نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو زِندہ اُٹھالیا) اور اگر وہ مرگئے تو ان کے درمیان اور دُوسروں کے درمیان کوئی فرق نہ ہوتا۔

لغتِ عرب میں لفظ ’’توفی‘‘ کے معنی ہیں پورا وصول کرنا، اور قبض کرنا، اور اس کی تین قسمیں ہیں۔

ایک صورت نیند میں قبض کرنے کی ہے، دُوسری موت میں قبض کرنے کی، اور تیسری رُوح اور بدن دونوں کو قبضے میں لینے کی ۔۔۔۔۔۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ’’توفی‘‘ کی یہی

صورت پیش آئی، کیونکہ اس قبض رُوح مع البدن کے ذریعے وہ اہلِ زمین کے حال سے نکل گئے، جو کھانے پینے اور لباس کے محتاج ہیں، اور بول و براز جن سے خارج ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوح مع البدن کو قبضے میں لے لیا، اور وہ دُوسرے آسمان پر ہیں، یہاں تک کہ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے۔ اب ان کی حالت کھانے پینے میں، لباس و پوشاک میں، نیند میں، بول و براز وغیرہ میں اہلِ زمین کی سی حالت نہیں (بلکہ ان کی حالت آسمان کے فرشتوں کے مشابہ ہے، کہ نہ وہ کھانے پینے کے محتاج ہیں، اور نہ بول و براز کے)۔“

”ومما ينبغى أن يعرف: ان الكتب المتقدمة بشرت بالمسيح، كما بشرت بمحمد صلى الله عليه وسلم، وكذٰلك أنذرت بالمسيح الدَّجَّال۔

والأُمم الثلاثة: المسلمون، واليهود، والنصارىٰ، متفقون علىٰ أن الأنبياء أنذرت بالمسيح الدَّجَّال، وحذرت منه كما قال النبى صلى الله عليه وسلم فى الحديث الصحيح: ”مامن نبىٍ إلّا وقد أنذر اُمّته المسيح الدَّجَّال، حتّٰى نوح أنذر اُمّته، وسأقول لكم فيه قولًا لم يقله نبى لأُمّته، انّه أعوَر، وإن ربّكم ليس بأعوَر، مكتوب بين عينيه ك ف ر، يقرأه كل مؤمن قارى وغير قارى۔“

والأُمم الثلاثة متفقون علىٰ أن الأنبياء بشروا بمسيح من ولد داوٗد۔

فالأُمم الثلاثة متفقون على الأخبار بمسيح هدى من نسل داوٗد، ومسيح ضلالة، وهم متفقون علىٰ أن مسيح

الضلالة لم يأت بعد وسيأتى، ومتفقون علىٰ أن مسيح الهدىٰ سيأتى۔

ثم المسلمون والنصارىٰ متفقون علىٰ أن مسيح الهدىٰ عيسَى ابن مريم، واليهود ينكرون أن يكون هو عيسَى بن مريم مع إقرارهم بأنه من ولد داؤد۔

قالوا: لأن المسيح مبشر به تؤمن به الأُمم كلها" وزعموا أن المسيح ابن مريم إنما بعث بدين النصارىٰ، وهو دين ظاهر البطلان، ولهٰذا إذا خرج المسيح الدَّجَّال اتبعوه، فيخرج معه سبعون ألف مطيلس من يهود اصبهان۔

ويسلط المسلمون على اليهود، فيقتلونهم حتّٰى يقول الحجر والشجر: "يا مسلم! هٰذا يهودى ورائى، تعال فاقتله" كما ثبت ذٰلک فى الحديث الصحيح۔

والنصارىٰ يقرون بأن المسيح مسيح الهدى بعث، ويقرون بأنه سيأتى مرة ثانية، لٰكن يزعمون ان هٰذا الْإتيان الثانى هو يوم القيامة ليجزى الناس أعمالهم، وهو ---فى زعمهم--- هو الله، والله الذى هو اللاهوت، يأتى فى ناسوته، كما زعموا انه جاء بل ذٰلک۔

وأما المسلمون فآمنوا بما اخبرت به الأنبياء علىٰ وجهه، وهو موافق لما اخبر به خاتم الرسل حيث قال فى الحديث الصحيح: "يوشک أن ينزل فيكم ابن مريم حَكَمًا عدلًا، وإمامًا مقسطًا، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الجزية۔"

وأخبر فى الحديث الصحيح انه إذا خرج مسيح

الضلالة الأعوَر الكذّاب نزل عيسَى بن مريم على المنارة البيضاء شرقى دمشق، بين مهروذتين، واضعًا يديه علٰى منكبى ملكين، فإذا رآه الدَّجّال انماع كما ينماع الملح فى الماء فيدركه فيقتله بالحربة عند باب لُدّ الشرقى، علٰى بضع عشرة خطوة منه، وهٰذا تفسير قوله تعالٰى: ”وإن من أهل الكتٰب إلّا ليؤمننّ به قبل موته“ أى يؤمن بالمسيح قبل أن يموت، حين نزوله إلى الأرض، وحينئذ لَا يبقى يهودى ولَا نصرانى، ولَا يبقى دين إلّا دين الْإسلام، وهٰذا موجود فى نعته عند أهل الكتاب۔

ولٰكن النصارىٰ ظنوا أن ذٰلك مجيئه بعد قيام القيامة، وانه هو الله فغلطوا فى ذٰلك كما غلطوا فى مجيئه الأوّل، حيث ظنوا أنه هو الله۔

واليهود أنكروا مجيئه الأوّل، وظنوا أن الذى بشر به ليس هو إياه، وليس هو الذى يأتى آخرًا، وصاروا ينتظرون غيره، وإنما هو بعث إليهم أوّلًا فكذبوه، وسيأتيهم ثانيًا، فيؤمن به كل من علٰى وجه الأرض من يهودى ونصرانى، من قتل أو مات، ويظهر كذب هٰؤلآء الذين كذبوه، ورموا أمّه بالفرية، وقالوا: انه ولد زنا، وهٰؤلآء الذين غلوا فيه وقالوا: إنه الله۔

ولما كان المسيح عليه السلام نازلًا فى أُمّة محمد صلى الله عليه وسلم، صار بينه وبين محمد من الْإتصال ما ليس بينه وبين غير محمد، ولهٰذا قال النبى صلى الله عليه وسلم فى الحديث الصحيح: ”ان أولى الناس بابن

مریم لأنا، انہ لیس بینی و بینہ نبی۔“

وروی: ”کیف تھلک اُمّة أنا فی أوّلھا، وعیسٰی فی آخرھا۔“

وھٰذا مما یظھر بہ مناسبة اقترانھا فیما رواہ اشعیاء حیث قال: ”راکب الحمار وراکب الجمل۔“

(الجواب الصحیح ج:۳ ص:۳۲۴ ومابعد)

ترجمہ:۔۔۔”اور یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ پہلی کتابوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آنے کی بھی خوشخبری دی، جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوشخبری دی، اور اسی طرح مسیحِ دجال سے بھی ڈرایا۔

پس تینوں اُمتیں ۔۔۔مسلمان، یہود اور نصاریٰ۔۔۔ متفق ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے مسیحِ دجال سے ڈرایا، اور اس سے بچنے کی تلقین فرمائی، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ صحیح میں ارشاد فرمایا:

”ہر نبی نے اپنی اُمت کو مسیحِ دجال سے ڈرایا، یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی اُمت کو ڈَرایا، اور میں تم سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی اُمت سے نہیں فرمائی، وہ یہ کہ دجال کانا ہے اور تمہارا ربّ کانا نہیں، دجال کی آنکھوں کے درمیان ”ک ف ر“ لکھا ہوگا، جس کو ہر مؤمن پڑھا لکھا اور اَن پڑھ پڑھے گا۔“

اور تینوں اُمتیں اس پر بھی متفق ہیں کہ انبیائے گزشتہ نے ایک ”مسیحِ ہدایت“ کے آنے کی بشارت دی تھی جو نسلِ داوٗد سے ہوں گے، اور دُوسرے مسیحِ ضلالت کے آنے کی بھی خبر دی، اور یہ

تینوں قومیں متفق ہیں کہ مسیحِ ضلالت ابھی تک نہیں آیا، بلکہ آئندہ آئے گا، اور یہ تینوں قومیں اس پر بھی متفق ہیں کہ مسیحِ ہدایت بھی آئیں گے۔

پھر مسلمان اور نصاریٰ اس پر متفق ہیں کہ مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، جو پہلے تشریف لاچکے ہیں، وہی دوبارہ آئیں گے، اور یہود اس سے انکار کرتے ہیں کہ مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ ابن مریم ہوں، باوجودیکہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ آپ نسلِ داوٴد سے ہیں۔

یہود اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ جس مسیح کی بشارت دی گئی تھی، اس پر تمام اُمتیں اِیمان لائیں گی (چونکہ حضرت عیسیٰ بن مریم پر سب اِیمان نہیں لائے، لہٰذا وہ مسیح نہ ہوئے) ان کا کہنا ہے کہ مسیح بن مریم صرف نصاریٰ کے لئے مبعوث ہوئے، اور یہ دِین ظاہر البطلان ہے، اور یہی وجہ ہے کہ جب مسیحِ دجال نکلے گا تو یہودی (سچے مسیح کے دھوکے میں) اس کو مسیح مان لیں گے اور اس کی پیروی کرلیں گے۔ چنانچہ دجال کے ساتھ اصبہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار آدمی نکلیں گے، جنھوں نے لمبے چوغے پہن رکھے ہوں گے، اور مسلمانوں کو یہود پر مسلط کردیا جائے گا، پس وہ ان کو قتل کریں گے، یہاں تک کہ حجر وشجر پکار اُٹھیں گے کہ: ''اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، آ! اس کو قتل کر'' جیسا کہ یہ حدیثِ صحیح میں ثابت ہے۔

اور نصاریٰ اِقرار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام مسیحِ ہدایت تھے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے، اور یہ بھی اِقرار کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ آئیں گے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ یہ دوبارہ

آنا قیامت کے دن ہوگا تاکہ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا وسزا دیں، اور وہ ان کے زعم میں اللہ ہیں، اللہ وہی ہے جو لاہوت ہے، وہ ناسوت میں آئے گا۔

باقی رہے مسلمان! پس وہ ٹھیک اسی طرح اِیمان لائے ہیں جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے مسیح علیہ السلام کی خبر دی تھی، اور وہ موافق ہے اس خبر کے، جو خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح علیہ السلام کے بارے میں دی، چنانچہ حدیثِ صحیح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

''قریب ہے کہ نازل ہوں گے تم میں ابنِ مریم حاکمِ عادل اور اِمامِ منصف کی حیثیت سے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ موقوف کردیں گے۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ صحیح میں خبر دی کہ:

''جب مسیحِ ضلالت کانا دَجال نکلے گا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سفید مینار پر دمشق کی مشرقی جانب نازل ہوں گے، دو زَرد چادریں زیبِ تن ہوں گی، اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے، پس جب دجال آپ کو دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو جا پکڑیں گے، پس اس کو نیزے کے ساتھ قتل کردیں گے لُدّ کے شرقی دروازے پر، اس سے دس سے چند قدم کے فاصلے پر۔''

اور یہ تفسیر ہے حق تعالیٰ کے اس اِرشاد کی:

''اور نہیں رہے گا اہلِ کتاب میں سے کوئی شخص مگر اِیمان لائے گا اس پر اس کی موت سے پہلے۔''

یعنی مسیح علیہ السلام پر اِیمان لائیں گے ان کے زمین پر نازل ہونے کے وقت، مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے، اور اس وقت کوئی یہودی اور نصرانی باقی نہیں رہے گا، اور دِینِ اسلام کے سوا کوئی دِین باقی نہیں رہے گا۔

اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفتیں اہلِ کتاب کے پاس بھی موجود ہیں، لیکن نصاریٰ نے گمان کیا کہ مسیح علیہ السلام کا یہ آنا قیامت قائم ہونے کے بعد ہوگا اور یہ کہ وہ۔۔۔نعوذ باللہ۔۔۔خود اللہ ہیں، پس انہوں نے اس میں بھی غلطی کھائی جیسا کہ انہوں نے ان کی پہلی آمد میں غلطی کھائی کہ ان کو خدا سمجھ لیا۔

اور یہود نے ان کی پہلی آمد کا اِنکار کردیا، اور گمان کیا کہ جس مسیح کی بشارت دی گئی تھی، وہ یہ نہیں، اور وہ آخری زمانے میں آئیں گے، اور یہ لوگ کسی اور مسیح کا اِنتظار کرنے لگے، حالانکہ یہ وہی مسیح تھے جو ان کی طرف پہلے مبعوث کئے گئے، پس انہوں نے مسیح کی تکذیب کی، اور یہی مسیح ان کے پاس دوبارہ آئیں گے، پس رُوئے زمین کے تمام یہودی ونصرانی ان پر اِیمان لائیں گے، وہ بھی جو قتل ہوئے یا مرگئے، اس وقت ان تمام لوگوں کا جھوٹ ظاہر ہوجائے گا جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی، اور ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان تراشی کی تھی، اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ناجائز اولاد کہا تھا۔ اور ان لوگوں کا جھوٹ بھی ظاہر ہوجائے گا جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا اور ان کو خدا کہا۔

اور چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نازل ہونے والے تھے، اس لئے ان کے درمیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان وہ تعلق ہے جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے درمیان نہیں، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ صحیح میں فرمایا:

”بے شک ابنِ مریم علیہ السلام کے ساتھ جس شخص کو تمام اِنسانوں سے زیادہ تعلق ہے، وہ میں ہوں، کیونکہ میرے درمیان اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔“

اور ایک روایت میں ہے:

”وہ اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے اوّل میں، میں ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے آخر میں ہیں۔“

اور اسی سے اشعیاء نبی کی پیش گوئی میں ان دونوں کے ملانے کی مناسبت ظاہر ہوجاتی ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا:

”راکب الحمار وراکب الجمل“

ترجمہ:۔۔۔”دراز گوش کا سوار اور اُونٹ کا سوار۔“

”قلت: وصعود الأدمی ببدنہ إلی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسَی بن مریم علیہ السلام، فإنہ صعد إلی السماء، وسوف ینزل إلی الأرض۔

وھٰذا مما یوافق النصاریٰ علیہ المسلمین فإنھم یقولون: إن المسیح صعد إلی السماء ببدنہ وروحہ، کما یقولہ المسلمون، ویقولون: انہ سوف ینزل إلی الأرض أیضًا، کما یقولہ المسلمون، وکما أخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الأحادیث الصحیحۃ۔

لٰکن کثیرًا من النصاریٰ یقولون: إنّہ صعد بعد أن صلب، وأنہ قام من القبر۔

وکثیرًا من الیھود یقولون: إنّہ صلب، ولم یقم من

قبرہ۔

وأما المسلمون وکثیر من النصاریٰ فیقولون: إنّہ لم یصلب، ولٰکن صعد إلی السماء بلا صلب۔

والمسلمون ومن وافقھم من النصاریٰ، یقولون: إنّہ ینزل إلی الأرض قبل القیامۃ، وان نزول من أشراط الساعۃ کما دَلّ علیٰ ذٰلک الکتاب والسُنّۃ۔

وکثیرًا من النصاریٰ یقولون: ان نزول ھو یوم القیامۃ، وانہ ھو اللہ الذی یحاسب الخلق۔“

(الجواب الصحیح ج:۴ ص:۱۶۹،۱۷۰)

ترجمہ:۔۔۔”میں کہتا ہوں کہ آدمی کا جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں ثابت ہے، چنانچہ وہ آسمان پر تشریف لے گئے، اور پھر زمین پر نازل ہوں گے۔

اور یہ ایسی بات ہے کہ جس میں نصاریٰ بھی مسلمانوں کے ساتھ متفق ہیں، کیونکہ وہ قائل ہیں کہ مسیح علیہ السلام اپنے بدن اور رُوح کے ساتھ آسمان پر چلے گئے، جیسا کہ مسلمان اس کے قائل ہیں، اور وہ اس کے بھی قائل ہیں کہ وہ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے، جیسا کہ مسلمان اس کے قائل ہیں، اور جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے، لیکن بہت سے نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ وہ مصلوب ہونے کے بعد آسمان پر چلے گئے، اور یہ کہ وہ قبر سے جی اُٹھے۔

اور بہت سے یہود اس کے قائل ہیں کہ وہ مصلوب ہوئے

اور اپنی قبر سے نہیں اُٹھے۔

لیکن اہلِ اسلام اور بہت سے نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ وہ قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہوں گے، اور یہ کہ ان کا نزول علاماتِ قیامت کے زُمرے میں شمار ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتاب وسنت اس پر دلالت کرتے ہیں۔

اور بہت سے نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ ان کا نزول ہی قیامت ہے، اور مسیح ہی اللہ ہے جو مخلوق سے حساب لے گا۔''

شیخ ولی الدینؒ صاحبِ مشکوٰۃ:

شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ بن محمد الخطیب التبریزی الشافعی رحمہ اللہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں (جس کی تالیف سے وہ ۷۳۷ھ میں فارغ ہوئے تھے) علاماتِ قیامت کے ضمن میں ''ذکر دجال'' اور ''نزول عیسیٰ علیہ السلام'' کا الگ الگ باب باندھا ہے اور ان کے تحت خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث درج کی ہیں۔ (صفحات: ۴۷۲ تا ۴۸۱)

علامہ طیبیؒ:

مشکوٰۃ شریف میں ''باب نزول عیسیٰ علیہ السلام'' کے تحت سب سے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم کے حوالے سے درج کی گئی ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلفاً نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی ہے، اور اس کی تائید کے لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء کی آیت: ۱۵۹ ''وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ۔۔۔اِلخ'' تلاوت فرمائی ہے۔

صاحبِ مشکوٰۃ کے اُستاذ اور مشکوٰۃ شریف کے اوّلین شارح الشیخ العلامہ شرف الدین حسین بن عبداللہ بن محمد الطیبی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) سے علامہ علی القاری

رحمہ اللہ ''مرقاۃ المفاتیح'' میں نقل کرتے ہیں:

''قال الطیبی رحمہ اللّٰہ: استدل بالآیۃ علٰی نزول عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام فی آخر الزمان مصداقًا للحدیث۔

وتحریرہ أن الضمیرین فی (بہ وقبل موتہ) لعیسٰی علیہ السلام والمعنی أن من أھل الکتاب أحدٌ إلّا لیؤمننّ بعیسٰی قبل موت عیسٰی، وھم أھل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزولہ فتکون الملّۃ واحدۃً وھی ملّۃ الإسلام۔''

(مرقاۃ ج:۵ ص:۲۲۱)

ترجمہ:۔۔۔ ''علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کی تصدیق کے لئے آیتِ کریمہ سے آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر اِستدلال کیا، تقریر اس کی یہ ہے کہ ''بِہٖ'' اور ''مَوْتِہٖ'' کی دونوں ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں، اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ اہلِ کتاب میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر اِیمان نہ لے آئے، اور مراد وہ اہلِ کتاب ہیں جو ان کے نازل ہونے کے وقت موجود ہوں گے، اس وقت ایک ہی ملت باقی رہ جائے گی، یعنی دِینِ اسلام۔''

اِمام حافظ ابنِ قیمؒ:

الامام الحافظ ابوبکر محمد بن ابی بکر الشہیر بابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے اپنی متعدّد کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کی تصریح کی ہے، ''اغاثۃ اللھفان من مکائد الشیطان'' میں تحریر فرماتے ہیں:

”وراموا قتله وصلبه فصانه الله تعالٰى من ذٰلك، ورفعه إليه وطهّره منهم، فأوقعوا القتل والصلب على شبهه، وهم يظنّون أنّه رسول الله عيسٰى صلى الله تعالٰى عليه وسلم ـــــ فلم يقم لهم بعد ذٰلك مُلك إلٰى أن بعث الله تعالٰى محمدًا صلى الله تعالٰى عليه وآله وسلم فكفروا به وكذبوه، فأتمّ عليهم غضبه، ودمّرهم غاية التدمير وألزمهم ذُلّا وصغارًا الّا يرفع عنهم إلٰى أن ينزل أخوه المسيح من السماء، فيستأصل شأفتهم ويطهر الأرض منهم وعُبّاد الصليب۔“ (ص:۳۱۴)

ترجمہ:۔۔۔”اور یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل وصلب کا اِرادہ کیا، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بچالیا اور اپنی طرف اُٹھالیا اور یہود کی صحبت سے ان کو پاک کردیا، پس یہودیوں نے ایک ایسے شخص کو جو آپ کا ہم شکل تھا قتل کیا اور سولی دی اور وہ یہی سمجھتے تھے کہ یہ اللہ کا رسول عیسیٰ ہے۔

چنانچہ اس کے بعد یہودیوں کی سلطنت قائم نہ ہوسکی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی کفر وتکذیب کا معاملہ کیا، پس اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا غضب پورا کردیا اور ان کو پوری طرح تباہ وبرباد کردیا اور ان پر ذِلت وحقارت لازم کردی، جو ان سے کبھی رفع نہیں ہوگی، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو ان کی بیخ وبنیاد اُکھاڑ دیں گے، اور زمین کو ان سے اور صلیب پرستوں

کے وجود سے پاک کردیں گے۔“

اور ”ہدایۃ الحیازی“ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے قول ”اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دُوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔“ (یوحنا ۱۴:۱۶) کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابنِ قیمؒ لکھتے ہیں:

”وأما المسیح فإنما سأله بعد رفعه وصعوده إلی السماء۔“ (ص:۵۴۱)

ترجمہ:۔۔۔ ”لیکن مسیح علیہ السلام نے یہ درخواست آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد ہی کی ہوگی۔“

اس کے بعد مسیح علیہ السلام کے ایک اور قول کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وتأمل قول المسیح: إنی لست أدعکم أیتامًا لأنی سآتیکم عن قریب، کیف هو مطابق لقول أخیه محمد بن عبدالله صلوات الله وسلامه علیهما: ”ینزل فیکم ابن مریم حَکَمًا عدلًا وإمامًا مقسطًا، فیقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویضع الجزیة۔“

وأوصی اُمّته بأن ”یقرأه السلام منه من لقیه منهم۔“

وفی حدیث آخر: ”کیف تهلک اُمّةٌ أنا فی أوّلها وعیسیٰ فی آخرها۔“ (ص:۵۴۵)

ترجمہ:۔۔۔ ”اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اس قول پر کہ میں تم کو یتیم نہیں چھوڑوں گا، کیونکہ میں عنقریب تمہارے پاس آؤں گا۔ غور کرو کہ یہ قول ان کے بھائی محمد بن عبداللہ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہما کے ارشاد کے کس طرح مطابق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں مسیح ابنِ مریم اِمامِ عادل اور حاکمِ منصف بن کر نازل ہوں گے، پس خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے

اور جزیہ موقوف کردیں گے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو وصیت فرمائی کہ ''ان میں سے جو شخص عیسیٰ علیہ السلام سے ملے وہ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کہے۔'' ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''وہ اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے شروع میں میں ہوں، اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔''

اسی کتاب میں حافظ ابنِ قیمؒ نے ایک عنوان یہ قائم کیا ہے:

''الیھود کذبوا مسیح الھدی وینتظرون مسیح الضلال المسیح وأصحابہ یقتلونھم شر قتلۃٍ۔''

ترجمہ:۔۔۔''یہود نے مسیحِ ہدایت کی تکذیب کی اور وہ مسیحِ ضلالت (دجال) کے منتظر ہیں، حضرت مسیح اور ان کے رُفقاء، یہود کو بُری طرح قتل کریں گے۔''

اس کے تحت حافظ ابنِ قیمؒ لکھتے ہیں کہ یہود نے مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی، اس کا عوض ان کو یہ ملا کہ یہ لوگ مسیحِ ضلالت دجال کا اِنتظار کر رہے ہیں، یہی لوگ دجال کا لشکر ہوں گے اور سب سے زیادہ اس کی پیروی کریں گے، دجال کے زمانے میں یہود کو حکومت وشوکت نصیب ہوگی:

''إلٰی أن ینزل مسیح الھدیٰ ابن مریم فیقتل منتظرھم ویضع ھو وأصحابہ فیھم السیوف حتّٰی یختبیٔ الیھودی وراء الحجر والشجر فیقولَان: یا مسلم! ھٰذا یھودی ورائی، تعال فاقتلہ۔ فإذا نظف الأرض منھم ومن عبادۃ الصلیب ۔۔۔إلٰی قولہ: ھٰکذا أخبر بہ شعیًا فی نبوتہ، وطابق خبرہ ما أخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث الصحیح فی خروج الدَّجّال وقتل المسیح ابن مریم لہ۔'' (ص:۵۸۵)

ترجمہ:۔۔۔’’یہاں تک کہ مسیحِ ہدایت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے، ان کے منتظر کو قتل کریں گے، اور آپ اور آپ کے رُفقاء، یہود کو تلوار کی دھار پر رکھیں گے، یہاں تک کہ یہودی حجر و شجر کے پیچھے چھپیں گے، تو وہ بھی پکار اُٹھیں گے کہ: اے مسلم! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، آ اس کو قتل کر۔ پس جب زمین یہود اور پرستارانِ صلیب سے پاک ہوجائے گی تو زمین میں امن ہوجائے گا۔۔۔۔حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی پیش گوئی میں اسی کی خبر دی ہے، اور ان کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کے مطابق ہے جو دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کو قتل کرنے کے سلسلے میں حدیثِ صحیح میں وارِد ہے۔‘‘

اسی کتاب میں ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی جو براءت ظاہر فرمائی، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اِمام ابنِ قیمؒ لکھتے ہیں:

’’وإنّ رَبّہ تعالٰی أکرم عبدہ ورسولہ، ونزھہ وصانہ أن ینال إخوان القردۃ منہ ما زعمتہ النصاریٰ أنھم نالوہ منہ، بل رفعہ اللہ إلیہ مؤیدًا منصورًا لم یشکہ أعداءہ بشوکۃ، ولَا نالتہ أیدیھم بأذی، فرفعہ اللہ إلیہ وأسکنہ سماءہ وسیعیدہ إلی الأرض، ینتقم بہ من مسیح الضلال وأتباعہ، ثم یکسر بہ الصلیب، ویقتل بہ الخنزیر، ویعلی بہ الإسلام وینصر بہ ملّۃ أخیہ، وأولی الناس بہ محمد علیھما أفضل الصلاۃ والسلام۔‘‘

(ص:۵۴۵)

ترجمہ:۔۔۔’’اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی

عزّت افزائی فرمائی اور ان کو یہود کی اس دست بُرد اور اِیذا رسانی سے محفوظ رکھا، جس کو نصاریٰ (اپنی حماقت سے) تسلیم کر رہے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید ونصرت سے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا، ان کے دُشمن ان کے کانٹا چبھونے اور اپنے ہاتھوں کسی قسم کی اِیذا پہنچانے میں کامیاب نہ ہوسکے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا اور ان کو اپنے آسمان میں ٹھہرایا اور اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو دوبارہ دُنیا میں بھیجیں گے، اس آمد سے آپ مسیحِ ضلالت دجال اور اس کے پیروؤں سے انتقام لیں گے، پھر صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور اِسلام کو سربلند فرمائیں گے، اور اپنے بھائی اور سب سے زیادہ تعلق رکھنے والی شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کی تائید کریں گے۔“

کتاب الروح (ص:۱۷) میں لکھتے ہیں:

”وفی قصة الإسراء من حدیث عبدالله بن مسعود ـ ـ ـ فقال عیسٰی: عهد الله إلیّ فیما دون وجبتها فذکر خروج الدَّجّال قال: فأهبط وأقتله۔“

ترجمہ:۔۔۔ ”واقعۂ معراج میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ۔۔۔۔۔۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قربِ قیامت کے بارے میں ایک عہد کر رکھا ہے، پھر آپ نے ذِکر کیا کہ دجال نکلے گا، تو میں اُتر کر اسے قتل کروں گا۔“

قصیدہ نونیہ (ص:۱۹۰) میں لکھتے ہیں:

”وکذٰلک رفع الروح عیسَی المرتضٰی
حقًّا إلیه جاء فی القرآن

و کذٰلک أخبر اللّٰہ عن عیسٰی روح اللّٰہ و کلمتہ أنہ رفعہ إلیہ لما أراد الیھود قتلہ قال تعالٰی فی سورۃ آل عمران: {وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا} وقال فی سورۃ النساء: {بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا} وقد روی البخاری ومسلم فی ”صحیحھما“ عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ”کیف أنتم إذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وإمامکم منکم“ والمراد بھذا نزولہ من السماء بعد رفعہ إلی اللّٰہ عزّ وجلّ۔“

(شرح القصیدۃ النونیۃ ص:۱۹۰)

ترجمہ:۔۔۔”اسی طرح قرآن میں وارِد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ رُوح اللہ علیہ السلام کو حقیقتاً اپنی طرف اُٹھالیا۔

شرح:۔۔۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ رُوح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ السلام کے بارے میں خبر دی ہے کہ جب یہود نے ان کو قتل کرنے کا اِرادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا، چنانچہ سورۂ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا: ”اور جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے عیسیٰ! بے شک میں تجھے اپنے قبضے میں لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں، اور ان کافروں سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔“

اور سورۂ نساء میں فرمایا: ”بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں، بڑی حکمت والے ہیں۔“

اور صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم لوگ کیسے ہوگے جبکہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے، اور وہ تم میں شامل ہوکر تمہارے اِمام ہوں گے۔“

اور مراد اس سے آسمان سے نازل ہونا ہے بعد اس کے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف اُٹھالیا گیا۔“

”وإليه قد عرج الرسول حقيقة
وكذا ابن مريم مصعد الأبدان

وأن الرسول صلى الله عليه وسلم قد عرج إليه ليلة الْإسراء عروجًا حقيقةً حتّٰى كان منه قاب قوسين أو أدنٰى وأن عيسى عليه السلام قد رفعه الله إليه ببدنه كما نطقت بذٰلك الآيات من سورتى النساء وآل عمران۔“

(شرح القصيدة النونية ص:۳۰۳)

ترجمہ:۔۔۔”اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقتاً معراج ہوئی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسمانی طور پر اُٹھالئے گئے۔

شرح:۔۔۔اور بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف عروجِ حقیقی نصیب ہوا، یہاں تک کہ دو کمانوں کے فاصلے تک پہنچے بلکہ اس سے بھی قریب تر۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے بدن سمیت اپنی طرف اُٹھالیا جیسا کہ سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی آیتیں اس پر ناطق ہیں۔“

”وإليه قد صعد الرسول وقبله
عيسَى ابن مريم كاسر الصلبان

وإن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قد صعد إلیہ لیلۃ المعراج حتّٰی کان قاب قوسین أو أدنٰی، فکلمہ وناجاہ وفرض علیہ وعلٰی اُمّتہ الصلاۃ، وأنہ سبحانہ قبل ذٰلک قد رفع إلیہ عیسٰی ابن مریم بجسدہ حیًّا کما قال تعالٰی: {یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} وسینزل قرب قیام الساعۃ فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ کما ورد الحدیث الصحیح بذٰلک۔" (شرح القصیدۃ النونیۃ ص:۳۷۸)

ترجمہ:۔۔۔ "اور اسی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صعود ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو، جو صلیبوں کے توڑنے والے ہیں۔

شرح:۔۔۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ کی طرف صعود کیا، یہاں تک کہ دو کمانوں کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم کلامی اور مناجات کا شرف بخشا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر نماز فرض فرمائی۔

اور اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ اُٹھالیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: "اے عیسیٰ! بے شک تجھے میں قبضے میں لینے والا ہوں اور اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔" اور عنقریب قربِ قیامت میں نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ کو موقوف کردیں گے، جیسا کہ صحیح حدیث میں وارِد ہوا ہے۔"

خواجہ سلطان المشائخ نظام الدینؒ اولیاء:

میر خورد سیّد مبارک علوی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۵ھ) کی زبان مبارک سے خواجہ حکیم سنائیؒ کی مثنوی کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں:

دشت و کہسار گیر ہمچو وحوش
خانماں را بماں بہ گربہ وموش
خانہ کاں از برائے قوت کنند
مور و زنبور و عنکبوت کنند
قوت عیسیٰ چو زآسماں سازند
ہم بداں جاش خانہ پر دازند

ترجمہ:... ’’وحشی جانوروں کی طرح جنگل اور کہسار کو اِختیار کر، گھر کو بلی اور چوہے کے لئے چھوڑ دے۔ روزی جمع کرنے کے لئے گھر بنانا چیونٹی، بھڑ اور مکڑی کا کام ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روزی کا سامان چونکہ آسمان سے مہیا کیا گیا، ان کا گھر بھی اسی جگہ (آسمان پر) بنادیا گیا۔‘‘

فائدہ:... اس شعر سے ان تین بزرگوں کا عقیدہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رہائش آسمان پر ہے:

حکیم سنائی رحمہ اللہ۔

سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۵ھ)۔

میر خورد خواجہ سیّد محمد مبارک علوی کرمانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۰ھ)۔

اِمام ابوحیانؒ:

اِمام ابوحیان اثیرالدین محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی

الغرناطی المالکی رحمہ اللہ (۶۵۴ھ-۷۵۴ھ) اپنی تفسیر ”البحر المحیط“ میں آیتِ کریمہ: ”یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”وأجمعت الاُمّة علٰی ما تضمنه الحدیث المتواتر من أن عیسٰی فی السماء حیٌّ وأنه ینزل فی آخر الزمان۔“ (البحر المحیط ص:۵۴۵)

ترجمہ:... ”اور اُمت کا حدیثِ متواتر کے اس مضمون پر اِجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں، اور یہ کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے۔“

اور اپنی تفسیر ”النھر الماد من البحر“ میں (جو ”البحر المحیط“ کے حاشیہ پر طبع ہوئی ہے) لکھتے ہیں:

”وأجمعت الاُمّة علٰی أن عیسٰی حیٌّ فی السماء ینزل إلی الأرض۔“ (البحر المحیط ج:۲ ص:۴۷۳)

ترجمہ:... ”اور اُمت کا اس عقیدے پر اِجماع ہے کہ عیسیٰ آسمان میں زندہ ہیں اور زمین پر نزول فرمائیں گے۔“

اور آیتِ کریمہ: ”بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”قوله: {بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ} هٰذا إبطال لما ادعوہ من قتله وصلبه وهو حیٌّ فی السماء الثانیة علٰی ما صَحّ عن الرسول صلی اللہ علیه وسلم فی حدیث المعراج وهو هناک مقیم حتّٰی ینزل اللہ إلی الأرض لقتل الدَّجّال ولملأها عدلًا کما ملئت جورًا ویحیی فیها أربعین سنة ثم یموت کما تموت البشر۔“

(البحر المحیط ج:۳ ص:۳۹۱)

ترجمہ:... ”حق تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ”بلکہ اُٹھالیا اللہ

نے اس کو اپنی طرف۔‘‘ یہ یہود کے دعویٔ قتل و صلب کی تردید ہے، اور عیسیٰ علیہ السلام دُوسرے آسمان میں زندہ ہیں، جیسا کہ حدیثِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ وہ وہیں قیام پذیر رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو قتلِ دجال کے لئے زمین پر نازل کرے گا، اور وہ زمین کو عدل و اِنصاف سے بھردیں گے، جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی، اور وہ زمین میں چالیس سال زندہ رہیں گے پھر وفات پائیں گے، جیسا کہ انسانوں کو موت آتی ہے۔‘‘

اور سورۂ اَحزاب کی آیتِ ختمِ نبوّت کے تحت لکھتے ہیں:

’’وروی عنه علیه السلام ألفاظٌ تقتضی نصًّا أنّه لَا نبی بعده صلی الله علیه وسلم والمعنی أنه لَا یتنبأ أحد بعده، ولَا یرد نزول عیسٰی آخر الزمان لأنه ممن نبیء قبله وینزل عاملًا علٰی شریعة محمد صلی الله علیه وسلم مُصلّیًا إلٰی قبلته کأنّه بعض اُمّته۔‘‘

(البحر المحیط ج:۷ ص:۲۳۶)

ترجمہ:۔۔۔ ’’اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے الفاظ مروی ہیں جو اس عقیدے پر نصِ قطعی ہیں کہ: ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوّت عطا نہیں کی جائے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا اس لئے محلِ اِشکال نہیں کیونکہ ان کو نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مل چکی ہے اور وہ نازل ہوکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قبلے کی طرف رُخ کریں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی

کی اُمت کے ایک فرد ہوں گے۔‘‘

اور سورۂ زُخرف کی آیتِ کریمہ: ’’وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’والظاهر أنّ الضمير فی {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} يعود علٰى عيسىٰ إذا الظاهر فی الضمائر السابقة أنها عائدة عليه، وقال ابن عباس ومجاهد وقتادة والحسن والسدی والضحاک وابن زيد: أی وإن خروجه لعلم للساعة يدل علٰى قرب قيامها إذ خروجه شرط من أشراطها وهو نزوله من السماء فی آخر الزمان۔‘‘

(البحر المحيط ج:۸ ص:۲۵)

ترجمہ:۔۔۔ ’’ظاہر ہے کہ ’’اِنَّهٗ‘‘ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ ظاہری طور پر سابقہ تمام ضمیریں بھی ان ہی کی طرف لوٹتی ہیں۔ اور ابنِ عباسؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ، حسن بصریؒ، سدیؒ، ضحاکؒ اور ابنِ زیدؒ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں ظاہر ہونا قیامت کی علامت ہے جو قربِ قیامت پر دَلالت کرتی ہے کیونکہ آخری زمانے میں ان کا آسمان سے نازل ہونا علاماتِ قیامت میں سے ہے۔‘‘

حافظ ابنِ کثیرؒ:

اِمام حافظ عمادالدین ابوالفداء اِسماعیل بن الخطیب ابی حفص عمر بن کثیر القرشی الدمشقی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے اپنی تفسیر میں متعدّد جگہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے اور آخری زمانے میں نازل ہونے کی تصریحات بڑی تفصیل سے نقل کی ہیں (دیکھئے: جلداوّل ص:۳۶۵ تا ۳۶۷، اور ص:۵۷۴ تا ۵۸۳)۔

آیتِ کریمہ ’’وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللهُ‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

''فلما أحاطوا بمنزله وظنوا أنهم قد ظفروا به نجاه الله تعالٰی من بینهم ورفعه من روزنة ذٰلک البیت إلی السماء، وألقی الله شبهه علٰی رجل ممن کان عنده فی المنزل، فلمّا دخل أولٰئک اعتقدوه فی ظلمة اللیل عیسٰی، فأخذوه وأهانوه ووضعوا علٰی رأسه الشوک وکان هٰذا من مکر الله لهم، فإنّه نجّی نبیّه ورفعه من بین أظهرهم۔''

(تفسیر ابن کثیر ج:۱ ص:۳۶۵)

ترجمہ:۔۔۔''پس جب انہوں نے آپ کے مکان کا گھیرا ڈال لیا اور گمان کیا کہ آپ کو پکڑنے میں کامیاب ہوگئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے درمیان سے نکال لیا اور اس مکان کے روشن دان سے آسمان کی طرف اُٹھالیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی شباہت مکان میں موجود لوگوں میں سے ایک شخص پر ڈال دی، پس جب یہودی مکان میں داخل ہوئے تو رات کی تاریکی میں اسی کو عیسیٰ سمجھا، اسے پکڑ لیا، اس کی اہانت کی اور اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا اور یہ اللہ تعالیٰ کی یہودیوں کے مقابلے میں خفیہ تدبیر تھی کہ اپنے نبی کو ان سے بچالیا اور اس کو ان کے درمیان سے اُٹھالیا۔''

آیتِ کریمہ: ''وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''بل الصحیح أنه عائد علٰی عیسٰی علیه الصلاة والسلام فإن السّیاق فی ذکره ثم المراد بذٰلک نزوله قبل یوم القیامة کما قال تبارک وتعالٰی: {وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ} أی قبل موت عیسٰی علیه الصلاة والسلام، {ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا}۔

ویؤید ھٰذا المعنی القراءة الأخریٰ: ”وَاِنَّہٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ“ أی أمارة ودلیل علٰی وقوع الساعة قال مجاهد: {وإنه لعلم للساعة} أی آیة للساعة خروج عیسٰی ابن مریم علیه السلام قبل یوم القیامة، وھٰکذا روی عن أبی ھریرة وابن عباس وأبی العالیة وأبی مالک وعکرمة والحسن وقتادة والضحاک وغیرھم، وقد تواترت الأحادیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه أخبر بنزول عیسٰی علیه السلام قبل یوم القیامة إمامًا عادلًا وحَکَمًا مقسطًا۔“ (ج:۴ ص:۱۳۲، ۱۳۳)

ترجمہ:... ”بلکہ صحیح یہ ہے کہ ”اِنَّہٗ“ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے کیونکہ سلسلۂ کلام انہی کے تذکرے میں ہے، اور مراد اس سے ان کا قیامت سے پہلے نازل ہونا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء کی آیت:۱۵۹ میں) فرمایا: ”اور نہیں کوئی اہلِ کتاب میں سے مگر ضرور اِیمان لائے گا ان پر ان کی موت سے پہلے“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے، ”پھر وہ ہوں گے قیامت کے دن ان پر گواہ۔“

اور اس مضمون کی تائید آیت کی دُوسری قراءت ”وَاِنَّہٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ“ سے بھی ہوتی ہے، یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانی ہے۔ اِمام مجاہد رحمہ اللہ ”وَاِنَّہٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کی نشان ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظاہر ہونا قیامت سے پہلے۔ اور حضرت ابوہریرہ، ابنِ عباس رضی اللہ عنہم، ابوالعالیہؒ، ابومالکؒ، عکرمہؒ، حسن بصریؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ اور دیگر حضرات سے بھی اسی طرح کی تفسیر مروی ہے۔ اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے متواتر اَحادیث مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے اِمامِ عادل اور حاکمِ منصف کی حیثیت سے نازل ہونے کی خبر دی ہے۔“

اور اِمام ابنِ کثیرؒ اپنی تاریخ ”البدایة والنهایة“ میں ”رفع عیسیٰ علیه السلام إلى السماء فى حفظ الربّ وبيان كذب اليهود والنصارىٰ فى دعوى الصلب“ کے عنوان کے تحت سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی آیات نقل کرکے لکھتے ہیں:

”فأخبر تعالىٰ أنه رفعه إلى السماء بعد ما توفاه بالنوم على الصحيح المقطوع به، وخلصه ممكن كان أراد أذيته من اليهود۔“ (ج:۲ ص:۹۱)

ترجمہ:... ”پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیند کی حالت میں عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا، اور جو یہود کہ آپ کے درپے ایذا تھے ان سے آپ کو چھڑالیا۔“

”وأخبر تعالىٰ بقوله:{وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ} أى بعد نزوله إلى الأرض فى آخر الزمان قبل قيام الساعة، فإنه ينزل ويقتل الخنزير ويكسر الصليب ويضع الجزية ولَا يقبل إلّا الإسلام كما بيّنا ذٰلك بما ورد فيه من الأحاديث عند تفسير هٰذه الآية الكريمة من سورة النساء وكما سنورد ذٰلك مستقصى فى كتاب الفتن والملاحم عند أخبار المسيح الدّجّال فنذكر ما ورد فى نزول المسيح الهدىٰ عليه السلام من ذى الجلال لقتل المسيح الدّجّال الكذّاب الدّاعى إلى الضّلال وهذا ذكر ما ورد فى الآثار فى رفعه إلى السماء۔“

(ج:۲ ص:۹۲)

ترجمہ:۔۔۔’’اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ’’نہیں ہوگا کوئی اہلِ کتاب میں سے مگر اِیمان لائے گا عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے پہلے۔‘‘ یعنی قیامت سے پہلے جب وہ زمین پر نازل ہوں گے خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور صرف اِسلام قبول کریں گے، جیسا کہ ہم نے (اپنی تفسیر میں) اس آیت کی تفسیر کے تحت وہ احادیث ذِکر کی ہیں جو اس سلسلے میں وارِد ہوئی ہیں اور جیسا کہ عنقریب ہم کتاب الفتن والملاحم میں اس کو مکمل طور پر ذِکر کریں گے، جہاں مسیحِ دجال سے متعلق حالات آئیں گے، پس ہم وہ احادیث ذِکر کریں گے جو مسیحِ دجال کذّاب، جو گمراہی کا داعی ہوگا، کے قتل کرنے کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بارے میں وارِد ہوئی ہیں۔ یہاں وہ آثار نقل کئے جاتے ہیں، جو ان کے آسمان کی طرف اُٹھائے جانے کے بارے میں منقول ہیں (یہاں تفصیل سے رفعِ آسمانی کی روایات درج کی ہیں)۔‘‘

حسبِ وعدہ اِمام ابنِ کثیرؒ نے ’’نھایۃ البدایۃ‘‘ میں۔۔۔ جو ان کی تاریخ کا تکملہ ہے۔۔۔ تفصیل سے خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث ذِکر کی ہیں۔

(ملاحظہ فرمائیے: ج:۱ ص:۱۲۰ تا ۱۷۶)

علامہ کرمانیؒ:

الامام العلامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن سعید الکرمانی الشافعی رحمہ اللہ (۷۱۷ھ-۷۸۶ھ) ’’الکوکب الدراری فی شرح البخاری‘‘ باب نزول عیسیٰ کے تحت لکھتے ہیں:

’’أی من السماء إلی الأرض۔‘‘ (ج:۱۴ ص:۸۷)

ترجمہ:۔۔۔ ’’یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نازل ہونے کا بیان۔‘‘

اسی باب کی حدیث ’’وإمامکم منکم‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’یعنی یحکم بینکم بالقرآن لَا بالإنجیل، أو أنه یصیر معکم بالجماعة والإمام من ھٰذہ الأمّة۔‘‘ (ج:۱۴ ص:۸۸)

ترجمہ:۔۔۔ ’’یعنی وہ تمہارے درمیان قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے نہ کہ اِنجیل کے مطابق، یا یہ مطلب ہے کہ وہ تمہاری جماعت میں شامل ہوں گے، جبکہ اِمام اس اُمت میں سے ہوگا۔‘‘

علامہ تفتازانیؒ:

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۱ھ) شرح مقاصد میں ختمِ نبوّت کی بحث میں لکھتے ہیں:

’’فإن قیل: ألیس عیسٰی علیه السلام حیًّا بعد نبیّنا صلی اللہ علیه وسلم رفع إلی السماء، وسینزل إلی الدّنیا، قلنا: بلٰی، ولٰکنه علٰی شریعة نبیّنا صلی اللہ علیه وسلم لَا یسعه إلّا اتّباعه علٰی ما قال علیه السلام فی حق موسٰی علیه السلام: إنّه لو کان حیًّا لما وسعه إلّا اتباعی، فیصح أنّه خاتم الأنبیاء بمعنی أنه لَا یبعث نبی بعدہ۔‘‘

(ج:۲ ص:۱۹۲)

ترجمہ:۔۔۔ ’’اگر کہا جائے کہ: ’’کیا یہ صحیح نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ ہیں، وہ آسمان پر اُٹھالئے گئے ہیں اور آخری زمانے میں دُنیا میں

دوبارہ آئیں گے (تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیسے رہے؟)'' ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور دوبارہ تشریف لانا صحیح ہے، لیکن وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا انہیں کوئی گنجائش نہ ہوگی، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا صحیح ہے، بایں معنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔''

نیز علاماتِ قیامت کی بحث میں لکھتے ہیں:

''ومما یلحق بباب الإمامة بحث خروج المهدی ونزول عیسی صلی الله علیه وسلم وهما من أشراط الساعة۔'' (ج:۲ص:۳۰۷)

ترجمہ:۔۔۔''بابِ اِمامت کے ملحقات میں خروجِ مہدی اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی بحث بھی ہے، اور یہ دونوں علاماتِ قیامت میں سے ہیں۔''

نیز اسی ضمن میں لکھتے ہیں:

''هو وإن کان حینئذٍ من اتباع النبی صلی الله علیه وسلم فلیس منعزلاً عن النبوّة فلا محالة أن یکون أفضل من الإمام۔'' (ج:۲ص:۳۰۸)

ترجمہ:۔۔۔''حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہوں گے، لیکن نبوّت سے معزول نہیں ہوں گے، اس لئے یقینا وہ اِمام مہدی سے افضل

ہوں گے۔“

شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں:

”ونزول عیسیٰ علیه السلام من السماء عند المنارة البیضاء فی شرقی دمشق۔۔۔۔ حق۔۔۔إلخ۔“

(ص:۱۲۴)

ترجمہ:۔۔۔”اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا دمشق کے مشرق میں سفید منارہ کے پاس حق ہے۔“

نیز اسی کتاب میں مصنفؒ کے قول: ”أوّل الأنبیاء آدم وآخرهم محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم“ کے تحت لکھتے ہیں:

”فإن قیل: قد ورد فی الحدیث نزول عیسیٰ علیه السلام بعده، قلنا: نعم، لٰکنه یتابع محمدًا صلی اللّٰہ علیه وسلم، لأن شریعته قد نسخت ۔۔۔إلخ۔“ (ص:۱۰۰)

ترجمہ:۔۔۔”اگر کہا جائے کہ: حدیث میں وارِد ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ: ہاں! ضرور نازل ہوں گے، مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے، کیونکہ ان کی شریعت منسوخ ہوچکی ہے۔“

اسی کتاب میں مصنفؒ کے قول: ”وأفضل البشر بعد نبیّنا صلی اللّٰہ علیه وسلم أبو بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنه“ کے تحت لکھتے ہیں:

”والأحسن أن یقال: بعد الأنبیاء، لٰکنه أراد البعدیة الزمانیة، ولیس بعد نبیّنا صلی اللّٰہ علیه وسلم نبی ومع ذٰلک لَا بد من تخصیص عیسیٰ علیه السلام ۔۔۔إلخ۔“ (ص:۱۰۷)

ترجمہ:۔۔۔”بہتر یہ تھا کہ ”بعد الانبیاء“ کا لفظ کہا جاتا،

لیکن مصنفؒ نے بعدیتِ زمانیہ مراد لی ہے، اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، مگر اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص لازم ہے (کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوں گے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں)۔‘‘

اِمام ابنِ زملکانی الشافعیؒ:

الامام العلامہ کمال الدین محمد بن علی بن عبدالواحد المعروف بابن الزملکانی رحمہ اللہ قاضی حلب (متوفیٰ ۷۲۷ھ) اپنی کتاب ’’**عجالة الراکب فی ذکر أشرف المناقب**‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’وذٰلک لأن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوته عامة بعث إلی الأحمر والأسود والجنّ والإنس ممن أدرکه وجب علیه اتباعه، ألَا تریٰ إلٰی نزول عیسٰی علیه الصلاة والسلام علٰی شریعته ناشرًا لدعوته مؤیدًا لملّته مصلّیًا خلف إمام اُمّته مقاتلًا لمظهر مخالفته۔‘‘

(بحوالہ جواہر البحار للنبہانی ص:۱۳۹۶)

ترجمہ:۔۔۔’’اور یہ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کالے گورے اور جن و اِنس سب کی طرف مبعوث ہیں، جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے، کیا تم دیکھتے نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو پھیلائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کی تائید کریں گے، نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے اِمام کی اِقتدا کریں گے، جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا اِظہار کرتے ہوں گے، ان سے قتال کریں گے۔‘‘

شیخ قطب الدین سہروردیؒ:

الشیخ الامام قطب الدین عبداللہ بن محمد بن ایمن الاصفہیدی الدمشقی السہروردی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۷۸۰ھ) ''رسالہ مکیہ'' میں اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام) کے فضائل کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''وہم چنیں دید عیسیٰ علیہ السلام فضائل و بزرگی ایں اُمت را در اِنجیل، پس گفت عیسیٰ علیہ السلام اے بارِ خدایا! بگرداں ایشاں را از اُمت من۔ پس گفت خداوند تعالیٰ نہ کنم من کہ ایشاں را از اُمت تو، بگردانم، ایشاں را از اُمت احمد و محمد مصطفی علیہ السلام۔ پس گفت عیسیٰ علیہ السلام اگر نگردانی تو ایشاں را از اُمت من بگرداں مرا از ایشاں، پس برداشت عیسیٰ علیہ السلام را خداوند تعالیٰ سوئے آسماں تا دوکند عیسیٰ علیہ السلام را سوئے زمین در آخر الزماں، تا باشد ازیں اُمت مصطفی علیہ السلام یعنی عامل شریعت مصطفی بود و یکے از اُمتیانِ مصطفی شود۔'' (شرح رسالہ مکیہ تصوّف قلمی ص:۴۰۰ و ۴۰۱، ریز نمبر:۳۵۶)

ترجمہ:۔۔۔''اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام نے اس اُمت کے فضائل اِنجیل میں دیکھے تو عرض کیا کہ: اِلٰہی! اس اُمت کو میری اُمت بنادے۔ حکم ہوا کہ ان کو تمہاری اُمت نہ بناؤں گا، اس لئے کہ میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہے۔ پس انہوں نے دُعا کی کہ مجھ کو اس اُمت میں داخل کردے، چنانچہ ان کی یہ دُعا قبول ہوگئی کہ حق تعالیٰ نے ان کو زِندہ آسمان پر اُٹھالیا، یہاں تک کہ آخر زمانے میں ان کو زمین پر اُتار کر اس اُمت میں شامل فرمائے گا۔''

(ارشاد الملوک ص:۱۱۰، ۱۱۱)

اِمام تقی الدین سبکیؒ:

الامام العلامہ تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) اپنی کتاب ”التعظیم والمنۃ فی تفسیر قولہ تعالیٰ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ“ میں طویل کلام کے بعد لکھتے ہیں:

”فإذا عرف ذٰلک فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو نبی الأنبیاء ولھٰذا أظھر ذٰلک فی الآخر جمیع الأنبیاء تحت لوائہ، وفی الدنیا کذٰلک لیلۃ الإسراء صلّی بھم، ولو اتفق مجیئہ فی زمن آدم ونوح وإبراھیم وموسیٰ وعیسیٰ وجب علیھم وعلٰی أُممھم الإیمان بہ ونصرتہ، وبذٰلک أخذ اللہ المیثاق علیھم فنبوتہ علیھم ورسالتہ إلیھم معنی حاصل لہ ۔۔۔ فلو وجد فی عصرھم لزمھم اتباعھم بلا شک ولھٰذا یأتی عیسیٰ فی آخر الزمان علٰی شریعتہ وھو نبی کریم علٰی حالتہ لَا کما یظن بعض الناس أنہ یأتی واحدًا من ھٰذہ الاُمّۃ نعم ھو واحد من ھٰذہ الأمّۃ لما قلناہ من اتباعہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وإنما یحکم بشریعتہ نبیّنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالقرآن والسُّنّۃ وکل ما فیھا من أمر ونھی فھو متعلق بہ کما یتعلق سائر الاُمّۃ وھو نبی کریم علٰی حالہ ولم ینقص منہ شیء۔“ (بحوالہ شرح مواھب ج:۶ ص:۱۶۴، جواھر البحار للنبھانی ص:۳۶۴)

ترجمہ:۔۔۔ ”پس جب یہ معلوم ہوا، تو ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ”نبی الانبیاء“ ہیں، اسی بنا پر اس عظمت کو آخرت میں یوں ظاہر کیا گیا کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوئے، اسی طرح شبِ

معراج میں بھی اس کا ظہور ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے اِمام ہوئے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت اِبراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوتی تو ان پر اور ان کی اُمتوں پر واجب ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اِیمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کریں، اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے نبی و رسول ہونا تو ایک ایسا وصف ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔۔۔۔۔۔پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زمانے میں موجود ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِتباع ان پر واجب ہوتا، یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر اُتریں گے، حالانکہ وہ بدستور نبیٔ مکرّم ہوں گے، ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ محض اس اُمت کے ایک فرد بن کر آئیں گے، بلاشبہ وہ اس اُمت کے ایک فرد بھی ہوں گے، کیونکہ جیسا کہ ہم نے کہا، وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق قرآن و سنت کے ساتھ حکم کریں گے اور شریعت کے تمام اَوامر ونواہی جیسا کہ دیگر اَفرادِ اُمت سے متعلق ہیں، ان کے متعلق بھی ہوں گے، اس کے باوجود وہ بدستور نبیٔ مکرّم ہوں گے، ان کی نبوّت میں ذرا بھی کمی نہیں آئے گی۔“

اِمام حافظ شمس الدین ذہبیؒ:

الامام الحافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی رحمہ اللہ (۶۷۳ھ-۷۴۸ھ) ”تجرید اسماء الصحابہ“ میں لکھتے ہیں:

"عیسَی ابن مریم علیه السلام صحابی و نبی فإنه رأی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لیلة الإسراء وسلّم علیه فھو آخر الصحابة موتًا۔" (تجرید اسماء الصحابہ ج:۱ ص:۴۳۲، مطبوعہ دار المعارف النظامیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۱۵ھ)

ترجمہ:... "عیسیٰ بن مریم علیہ السلام صحابی بھی ہیں اور نبی بھی، انہوں نے شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، پس صحابہؓ میں سب سے آخر میں ان کی وفات ہوگی۔"

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ "الأصابة فی تمییز الصحابة" میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو صحابہ میں شمار کرتے ہوئے ان کے حالات لکھتے ہیں:

"ذکرہ الذھبی فی "التجرید" مستدرکًا علٰی من قبله، فقال: عیسَی ابن مریم رسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیٰ نبیّنا وعلیه وسلم) رأی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لیلة الإسراء وسلَّم علیه، فھو نبی وصحابی، وآخر من یموت من الصحابة۔" (الاصابہ ج:۳ ص:۵۱)

ترجمہ:... "امام ذہبیؒ نے "تجرید اسمائے صحابہ" میں حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بھی ذِکر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: عیسیٰ بن مریم رسول اللہ (صلی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ وسلم) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ معراج میں زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، پس وہ نبی بھی ہیں اور صحابی بھی۔ اور وہ صحابہ میں آخری شخص ہیں جن کا اِنتقال ہوگا۔"

حافظ تاج الدین ابن السبکیؒ "طبقات الشافعیة الکبریٰ" میں حافظ شمس الدین الذہبیؒ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

”قال لی شیخنا الذھبی مرة: من فی الأمّة أفضل من أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنه بالإجماع؟ فقلت: یفیدنا الشیخ۔

فقال: عیسَی ابن مریم علیه السلام، فإنه من أمّة المصطفی صلی اللہ علیه وسلم، ینزل علٰی باب دمشق، ویأتمّ فی صلاة الصّبح بإمامها، ویحکم بھٰذه الشریعة۔“

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج:۹ ص:۱۱۵)

ترجمہ:۔۔۔ ”ایک مرتبہ ہمارے شیخ اِمام ذہبیؒ نے فرمایا: بتاؤ! اُمت میں وہ کون شخص ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بالاجماع افضل ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: حضرت ارشاد فرمائیں! فرمایا: یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، کیونکہ اُمتِ مصطفی میں شامل ہیں، بابِ دمشق پر نازل ہوں گے، نمازِ فجر میں اِمام مہدیؓ کی اِقتدا کریں گے اور ہماری شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔“

اِمام تاج الدین سبکیؒ طبقات الشافعیۃ الوسطیٰ میں اِمام شمس الدین الذہبیؒ کی تصنیفات کا ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وله کتاب الروع والأوجال فی نبأ المسیح الدّجال، وھو حسن قرائته علیه وانتقی وخرّج، ودخل فی کل باب من أبواب الحدیث وخرج۔“

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج:۹ ص:۱۰۵، من الہامش)

ترجمہ:۔۔۔ ”اِمام ذہبیؒ کی ایک کتاب ”الروع والاوجال فی نبأ الدجال“ ہے، عمدہ کتاب ہے، میں نے ان کی خدمت میں یہ کتاب پڑھی تھی، اس میں انہوں نے اس موضوع کی احادیث کا اِنتخاب اور تخریج کی ہے اور اَبوابِ حدیث کے ہر باب

میں داخل ہوئے اور نکلے ہیں۔‘‘

علامہ اتقانیؒ شارحِ ہدایہ:

الشیخ الامام قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر العمید الفارابی الاتقانی الحنفی رحمہ اللہ (۶۸۵ھ-۷۵۸ھ) کتاب الشامل شرح اصول البزدوی میں تواتر کی بحث میں یہود ونصاریٰ کے عقیدۂ قتل وصلبِ مسیح پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”والثانی: أنّ النقل المتواتر منهم فی قتل رجل علموه عیسیٰ وصلبوه، وهٰذا النقل موجب علم الیقین فیما نقلوه ولٰکن لم یکن ذٰلک الرجل عیسیٰ وإنما کان مشبهًا به، کما قال تعالٰی: {وَلٰـکِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ} وقد جاء فی الخبر أن عیسیٰ صلاة اللّٰہ علیه قال لمن کان معه: من یرید منکم أن یلقی اللّٰہ شبهی علیه فیقتل وله الجنّة؟ فقال رجل: أنا! فألقی اللّٰہ شبه عیسیٰ علیه فقتل ورفع عیسیٰ علیه السلام إلی السماء۔“

(کتاب الشامل شرح اُصول الفقہ للبزدوی ج:۵ ص: ۱۴، ۱۵، قلمی)

ترجمہ:۔۔۔’’دوم یہ کہ ان کی نقلِ متواتر صرف اتنی بات میں ہے کہ ایک شخص جس کو انہوں نے عیسیٰ سمجھا وہ مقتول ومصلوب ہوا۔ بلاشبہ یہ نقل نفسِ قتل وصلب میں موجب یقین ہے، لیکن یہ شخص عیسیٰ نہیں تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’بلکہ ان کو دھوکا ہوا‘‘ اور حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رُفقاء سے فرمایا کہ: تم میں سے کون یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر میری شباہت ڈال دے، وہ میری جگہ قتل ہوجائے اور اس کو جنت ملے۔ ایک حواری نے کہا کہ: میں تیار ہوں! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈال دی اور عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا۔‘‘

نویں صدی

شیخ الاسلام البیجوریؒ:

شیخ الاسلام برہان الدین ابواِسحاق اِبراہیم بن عیسیٰ البیجوری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۵ھ) ''جوہرۃ التوحید'' کی شرح ''تحفۃ المرید علیٰ جوہرۃ التوحید'' میں لکھتے ہیں:

''قال تعالٰی: {وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ}، ویلزم ختم المرسلین لأنه یلزم من ختم الأعم ختم الأخص من غیر عکس، ولَا یشکل ذٰلک بنزول سیّدنا عیسٰی فی آخر الزمان لأنه إنما ینزل حاکمًا بشریعة نبیّنا ومتبعًا له، ولَا ینافی ذٰلک أنه حین نزوله یحکم برفع الجزیة من أهل الکتاب ولَا یقبل منهم إلّا الْإسلام أو السیف، لأن نبیّنا أخبرنا بأنها مغیّاة إلیٰ نزول عیسٰی فحکمه بذٰلک إنما هو بشریعة نبیّنا۔'' (ص:۷۰)

ترجمہ:۔۔۔''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے رسولوں کا ختم ہونا بھی لازم آتا ہے، کیونکہ نبی عام ہے اور رسول خاص، اور عام کے ختم ہونے سے خاص کا ختم ہونا خودبخود لازم آتا ہے، اس کے برعکس خاص کے ختم ہونے سے عام کا ختم ہونا لازم نہیں آتا۔ اور ختمِ نبوّت پر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا محلِ اِشکال نہیں، کیونکہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہوں گے اور اسی کے مطابق حکومت کریں گے، اور یہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد اہلِ کتاب سے جزیہ اُٹھادیں گے، اور ان سے اسلام یا تلوار کے سوا کوئی چیز قبول نہیں کریں گے،

یہ بھی ختمِ نبوّت کے منافی نہیں، کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے فرمادیا ہے کہ جزیہ کا حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے تک ہے، پس عیسیٰ علیہ السلام کا رَفعِ جزیہ کا حکم کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق ہوگا۔‘‘

شیخ مہائمیؒ:

الشیخ الامام العلامہ علی بن احمد بن ابراہیم بن اسماعیل المہائمی الدکنی الہندی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۵ھ) اپنی تفسیر ’’تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان‘‘ میں آیتِ کریمہ: ’’اِذْ قَالَ اللہُ یٰعِیْسٰی‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’{اِذْ قَالَ اللہُ یٰعِیْسٰی} إعلامًا له بمکره بالأعداء وتخلیصه عن مکرهم {اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ} أی آخذ بکلیتک {وَ} لَا أدع لک شهوة طعام ولَا شراب فتحتاج إلٰی مساکنة الأرض لأنی {رَافِعُکَ اِلَیَّ} أی إلٰی سمائی {وَ} إنما أرفعک لأنّی {مُطَهِّرُکَ مِنَ} جوار {الَّذِیْنَ کَفَرُوْا} لئلا یصل إلیک من آثارهم شیء۔‘‘ (ج:۱ ص:۱۱۳)

ترجمہ:۔۔۔ ’’جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے اعداء کے بارے میں اپنی خفیہ تدبیر اور ان کی سازش سے بچانے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا: اے عیسیٰ میں تجھ کو پورے کا پورا وصول کرنے والا ہوں، اور تیرے لئے کھانے پینے کی خواہش نہیں چھوڑوں گا کہ تو زمین کی رہائش کا محتاج رہے، کیونکہ میں تجھ کو اپنی طرف یعنی آسمان کی طرف اُٹھانے والا ہوں، اور تجھ کو اس لئے اُٹھانا چاہتا ہوں کیونکہ میں تجھ کو ان کافروں کی ہمسائیگی سے پاک کرنے والا ہوں تاکہ ان کے آثار میں سے کوئی چیز تجھ تک نہ پہنچ

سکے۔“

اور سورۂ نساء کی آیت: ۱۵۷، ۱۵۸ کے تحت لکھتے ہیں:

”{وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ} اليقين إنما هو فى أنه {رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ} لمّا سمع منه {وَ} لَا يبعد على اللّٰه إذ {كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا} لَا يغلب علٰى ما يريد وقد اقتضت الحكمة رفعه فلا بد أن يرفعه لكونه {حَكِيْمًا} وهى حفظه لتقوية دين محمد صلى اللّٰه عليه وسلم حين انتهائه إلى غاية الضعف لظهور الدّجال فيقتله۔“

(تبصیر الرحمٰن وتیسیر المنان ج:۱ ص:۱۷۳)

ترجمہ:۔۔۔”اور انہوں نے اس کو یقینا قتل نہیں کیا بلکہ جو بات یقینی ہے، وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا سنی تو اس کو اپنی طرف اُٹھالیا، اور اللہ تعالیٰ کے حق میں عیسیٰ علیہ السلام کا اُٹھالینا کچھ بھی بعید نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت زبردست ہے، کہ کوئی اس کے اِرادے پر غالب نہیں آسکتا، اور اس کی حکمت کا بھی تقاضا ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھالیا جائے، پس ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اُٹھالیتے کیونکہ وہ بڑی حکمت والا بھی ہے، اور وہ حکمت تھی عیسیٰ علیہ السلام کو دِینِ محمدی ۔۔۔علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔۔۔ کی تائید وتقویت کے لئے محفوظ رکھنا، جبکہ ظہورِ دجال کے سبب دِینِ اسلام اِنتہائی ضعف کی حالت میں ہوگا، اس وقت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر دَجال کو قتل کریں گے۔“

اور سورۂ زُخرف کی آیت: ”وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”{وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} أى من أشراطها ينزل بقربها۔“ (ج:۲ ص:۲۵۷)

ترجمہ:۔۔۔’’اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نشانی ہے قیامت کی، یعنی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ قربِ قیامت میں وہ نازل ہوں گے۔‘‘

شیخ ابنِ تمجیدؒ:

تفسیر بیضاوی کے محشی شیخ مصطفی بن ابراہیم الشہیر بابنِ تمجید رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۲ھ) سورۂ آل عمران کی آیت: ’’اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’قوله: أو قابضک، أو متوفیک نائمًا وإنما احتیج فی معنی متوفیک إلی ارتکاب هٰذه الوجوه لما أن توفی عیسی علیه السلام إنما یکون بعد رفعه إلی السماء لقوله: {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ} إلٰی قوله: {بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ}۔‘‘

(حاشیہ ابنِ تمجید علی البیضاوی ج:۱ ص:۶۲)

ترجمہ:۔۔۔’’اور ’’مُتَوَفِّیْکَ‘‘ میں ان توجیہات کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اور انہوں نے نہ آپ کو قتل کیا، نہ سولی پر چڑھایا، بلکہ ان کو اِشتباہ ہوگیا ۔۔۔۔اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف (آسمان پر) اُٹھالیا۔‘‘

اور سورۂ نساء کی آیت: ’’وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ‘‘ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

’’وقیل: الضمیران لعیسی أی الضمیر فی ’’بِه‘‘ و’’موته‘‘ لعیسی فیکون المراد بالإیمان المدلول علیه بقوله: {لَیُؤْمِنَنَّ بِه} الْإیمان بعیسی بعد نزوله فی آخر

الزمان۔" (ج:۱ص:۴۹۳)

ترجمہ:۔۔۔"اور کہا گیا ہے کہ "بِہٖ" اور "موتہٖ" کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں، جو اِیمان کہ اِرشادِ خداوندی کا مدلول ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اہلِ کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے آخری زمانے میں نازل ہونے کے بعد اِیمان لائیں گے۔"

حافظ ابنِ حجرؒ:

حافظ الدنیا الامام الحافظ شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی الشافعی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۸۵۲ھ) "تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر" میں لکھتے ہیں:

"وأما رفع عیسٰی فاتفق أصحاب الأخبار والتفسیر علٰی أنّہ رفع ببدنہٖ حیًّا وإنما اختلفوا ھل مات قبل أن یرفع أو نام فرفع۔" (ج:۳ص:۲۱۴)

ترجمہ:۔۔۔"رہا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اُٹھایا جانا، تو تمام اَصحابِ اخبار وتفسیر اس پر متفق ہیں کہ وہ جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ اُٹھائے گئے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اُٹھائے جانے سے پہلے مرے تھے (اور پھر زندہ کرکے اُٹھائے گئے) یا نیند کی حالت میں اُٹھائے گئے۔"

اور حافظؒ نے "الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے، کیونکہ وہ قبل از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ (ج:۲ص:۵۲تا۵۴)

نیز اسی کتاب میں حضرت خضر علیہ السلام کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ بعض

حضرات نے حدیث: ”لَا نبی بعدی“ سے ان کی وفات پر اِستدلال کیا ہے:

”ھو معترض بعیسٰی ابن مریم فإنہ نبی قطعًا وثبت أنہ ینزل إلی الأرض فی آخر الزمان ویحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفی علٰی إنشاء النبوّۃ لأحد من الناس، لَا علٰی وجود نبی کان قد نُبیٔ قبل ذٰلک۔“ (ج:۱ ص:۴۳۵)

ترجمہ:… ”یہ اِستدلال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے محلِ اِعتراض ہے، کہ وہ قطعاً نبی ہیں، اور یہ ثابت ہے کہ وہ آخری زمانے میں زمین پر نزول فرمائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ لہٰذا ”لَا نبی بعدی“ کی نفی کو اس معنی پر محمول کرنا واجب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوّت حاصل نہیں ہوسکتی، جس نبی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوّت مل چکی، اس کا وجود اس حدیث کے منافی نہیں۔“

اور حافظؒ نے ”فتح الباری“ میں بھی متعدّد جگہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی تصریحات فرمائی ہیں، کتاب الانبیاء، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام اور کتاب الفتن کی مراجعت کی جائے۔

ارشادِ نبوی: ”ینزل فیکم ابن مریم حکمًا“ کی شرح میں فرماتے ہیں:

”أی حاکمًا، والمعنی أنّہ ینزل حاکمًا بھٰذہ الشریعۃ، فإن ھٰذہ الشریعۃ باقیۃ لَا تنسخ بل یکون عیسٰی حاکمًا من حکام ھٰذہ الأُمّۃ۔“ (ج:۶ ص:۳۵۶)

ترجمہ:… ”حکم سے مراد حاکم ہے، اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اس شریعت کے مطابق حکومت کریں گے، کیونکہ یہ شریعت قیامت تک باقی رہے گی،

منسوخ نہیں ہوگی، بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اس اُمت کے حکام میں سے ایک حاکم ہوں گے۔“

اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

”قال العلماء: الحکمة فی نزول عیسیٰ دون غیرہ من الأنبیاء الردّ علی الیھود فی زعمھم أنھم قتلوہ فبیّن اللہ تعالٰی کذبھم وأنّہ الذی یقتلھم۔

أو نزولہ لدنو أجلہ لیدفن فی الأرض إذ لیس لمخلوق من التراب أن یموت فی غیرھا۔

وقیل: إنّہ دعا اللہ لمّا رأی صفة محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُمّتہ أن یجعلہ منھم فاستجاب اللہ دعاءہ وأبقاہ حتّٰی ینزل فی آخر الزمان مجدّدًا لأمر الإسلام فیوافق خروج الدّجّال فیقتلہ۔“ (ج:٦ ص:٣٥٧)

ترجمہ:۔۔۔”آخری زمانے میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نزول جو مقدر ہوا علماء نے اس کی متعدّد حکمتیں بیان فرمائی ہیں، ایک یہ کہ ان یہود پر رَدّ کرنا مقصود ہے جو ان کے قتل کے مدعی تھے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ کھول دیا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا، بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کو قتل کریں گے۔

دوم یہ کہ (عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے تھے اس لئے) ان کا نزول ان کے اجل کے قریب ہونے کی وجہ سے ہوگا، تاکہ زمین میں دفن کئے جائیں، کیونکہ جو مٹی سے پیدا ہوا ہے وہ دُوسری جگہ نہیں مرسکتا۔

اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کی صفت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ ان کو بھی اُمتِ محمدیہ میں شامل کردے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول فرمالی اور ان کو باقی رکھا، یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوکر دِینِ اسلام کے مجدّد بنیں گے، اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا، اس کو قتل کریں گے۔“

علامہ عینیؒ:

الامام الحافظ العلامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد العینی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ”باب نزول عیسیٰ علیہ السلام“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”أی ھٰذا باب بیان نزول عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام یعنی فی آخر الزمان۔“ (ج:۱۶ ص:۳۸)

ترجمہ:... ”یعنی یہ باب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کے بیان میں۔“

اس باب میں موصوف نے بڑی تفصیل سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث ذِکر کی ہیں، اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی حکمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”فإن قلت: ما الحکمۃ فی نزول عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام والخصوصیۃ بہ، قلت: فیہ وجوہ: الأوّل: للردّ علی الیھود فی زعمھم الباطل أنھم قتلوہ وصلبوہ فبیّن اللہ تعالٰی کذبھم وأنہ ھو الذی یقتلھم۔

الثانی: لأجل دنو أجلہ لیدفن فی الأرض إذ لیس لمخلوق من التراب أن یموت فی غیر التراب۔

الثالث: لأنہ دعا اللہ تعالٰی لما رأی صفۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وأُمّتہ أن یجعل منھم فاستجاب اللہ دعاءہ وأبقاہ حیًّا حتّٰی ینزل فی آخر الزمان ویجدّد أمر

الْإسلام فیوافق خروج الدّجال فیقلته۔

الرابع: لتکذیب النصاریٰ وإظهار زیغهم فی دعواهم الأباطیل وقتله إیاهم۔

الخامس: أن خصوصیته بالأمور المذکورة لقوله صلی اللّٰہ علیه وسلم: "أنا أولی الناس بابن مریم، لیس بینی وبینه نبی"، وهو أقرب إلیه من غیره فی الزمان، وهو أولٰی بذٰلک۔" (عمدۃ القاری ج:۱۶ ص:۳۹)

ترجمہ:... "اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نازل ہونے میں کیا حکمت ہے اور ان کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اس کی کئی وجوہ ہیں۔

اوّل:... یہ کہ اس سے یہود کے زعمِ باطل کا رَدّ کرنا مقصود ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کردیا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کا جھوٹ کھول دیا اور یہ بتادیا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی یہود کو قتل کریں گے۔

دوم:... یہ کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اُٹھالیا گیا تھا اور) ان کا وقتِ موعود قریب آنے کی وجہ سے ان کو نازل کیا گیا، تاکہ زمین میں دفن ہوں، کیونکہ جو مٹی میں سے پیدا ہوا اس کی موت بھی زمین کے سوا دُوسری جگہ نہیں ہوسکتی۔

سوم:... انہوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی صفت دیکھی تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ ان کو بھی اس اُمت میں شامل کردے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور ان کو آسمان پر زِندہ رکھا، یہاں تک کہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے، دِینِ اسلام کی تجدید کریں گے، اس

وقت دجال نکلا ہوا ہوگا، اس کو قتل کریں گے۔

چہارم:۔۔۔ ان کا نزول نصاریٰ کی تکذیب، ان کے باطل دعووں کی کجی کے اِظہار اور ان کے قتل کے لئے ہوگا۔

پنجم:۔۔۔ اُمورِ مذکورہ میں ان کی خصوصیت کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے کہ: ''مجھے سب سے زیادہ تعلق عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ہے، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا۔'' پس دُوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کی بہ نسبت ان کو قربِ زمانی حاصل ہے، اس لئے وہ نزول کے زیادہ مستحق تھے۔''

شیخ ابنِ ہمام حنفیؒ:

الشیخ الامام کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید المعروف بابن الہمام السیواسی الحنفی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ-۸۶۱ھ) ''المسایرۃ فی شرح عقائد الآخرۃ'' میں لکھتے ہیں:

''وأشراط الساعة ونزول عیسیٰ علیه السلام وخروج یأجوج ومأجوج والدَّابَّة وطلوع الشمس من مغربها حق ۔۔۔۔ واللہ سبحانہٗ نسأله من عظیم جوده وکبیر منّه أن یتوفانا علٰی یقین ذٰلک مسلمین۔''

ترجمہ:۔۔۔''اور قیامت کی علامتیں جیسے دجال کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، یأجوج ومأجوج اور دابۃ الارض کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا حق ہیں ۔۔۔۔۔ اور ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ محض اپنے فضل واِحسان سے ہمیں ان عقائد کے یقین پر اِسلام کی حالت میں دُنیا سے لے جائے۔''

شیخ جلال الدین محلیؒ:

شیخ جلال الدین بن احمد المحلی الشافعی رحمہ اللہ (۷۹۱ھ-۸۶۴ھ) اپنی تفسیر میں سورۂ احزاب کی آیتِ کریمہ: ”وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”وإذا نزل السیّد عیسٰی یحکم بشریعته۔“

(تفسیر جلالین مع الصاوی ج:۳ ص:۲۸۱)

ترجمہ:... ”اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔“

اور سورۂ زُخرف کی آیت: ”وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”{وَاِنَّہٗ} أی عیسٰی {لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} تعلم بنزوله۔“

(ج:۴ ص:۵۶)

ترجمہ:... ”اور وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام البتہ نشانی ہیں قیامت کی، کہ ان کے نزول سے قیامت کا قرب معلوم ہوگا۔“

علامہ خیالیؒ:

علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ الرومی الخیالی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۶ھ) حاشیہ شرح عقائد میں شارح کے قول: ”ومع ذٰلک لَا بد من تخصیص عیسٰی علیه السلام“ کے تحت لکھتے ہیں:

”فکذا إدریس والخضر والْإلیاس علیهم السلام، إذ قد ذهب العظماء من العلماء إلٰی أن أربعة من الأنبیاء فی زمرة الأحیاء، الخضر والْإلیاس فی الأرض، وعیسٰی وإدریس علیهما السلام فی السماء۔“

(ص:۱۴۲)

ترجمہ:... ”عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حضرات

اِدریس، خضر اور اِلیاس علیہم السلام کی تخصیص بھی ہونی چاہئے، کیونکہ بڑے بڑے علماء اس طرف گئے ہیں کہ چار اَنبیاء زُمرۂ اَحیاء میں شامل ہیں، خضر اور اِلیاس علیہما السلام زمین میں، اور عیسیٰ و اِدریس علیہما السلام آسمان میں۔"

اور شارح کے قول: "**ولٰکنه یتابع لمحمد صلی الله علیه وسلم**" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"**وما روی من أنّ عیسٰی علیه الصلاة والسلام یضع الجزیة ــــ فوجهه أنه علیه الصلاة والسلام بیّن انتهاء شریعة هٰذا الحکم وقت نزول عیسٰی علیه الصلاة والسلام فالإنتهاء حینئذٍ من شریعتنا۔**" (ص:۱۳۸)

ترجمہ:ـــ "اور یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جزیہ موقوف کردیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ جزیہ کی مشروعیت نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت ختم ہوجائے گی، پس جزیہ کا اس وقت میں ختم ہوجانا بھی ہماری شریعت کا حکم ہوا۔"

اِمام مجدالدین فیروزآبادیؒ:

الامام مجدالدین ابو الطاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن اِبراہیم فیروزآبادی الشیرازی الشافعی رحمہ اللہ (۷۲۹ھ-۸۱۷ھ) "**القاموس المحیط**" میں لکھتے ہیں:

ولُدّ بالضم قریة بفلسطین یقتل عیسٰی علیه السلام الدَّجّال عندبابها۔" (ج:۱ ص:۳۳۵)

ترجمہ:ـــ "لُدّ: (لام کے پیش کے ساتھ) فلسطین کی ایک بستی کا نام ہے، جس کے دروازے پر عیسیٰ علیہ السلام دَجال کو قتل کریں گے۔"

شیخ عبدالکریم صوفیؒ:

الشیخ العارف قطب الدین عبدالکریم بن اِبراہیم الجیلانی الشافعی الیمنی رحمہ اللہ (۷۶۷ھ-۸۳۲ھ) اپنی کتاب ''الانسان الکامل'' کے باب:۶۱ میں علاماتِ قیامت کبریٰ کا ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ومن أمارات الساعة الكبرىٰ خروج الدَّجّال وأن تكون له جنة عن يساره ونار عن يمينه، وأنه مكتوب بين عينيه كافر بالله ـــــ وأن اللعين لَا يزال يدور فى أقطار الأرض إلّا مكة والمدينة فإنه لَا يدخلهما، وإنه يتوجه إلٰى بيت المقدس فإذا بلغ رملة لُدّ وهى قرية قريبة من بيت المقدس بينهما مسيرة يوم وليلة، أنزل الله عيسٰى عليه السلام علٰى منارة هناك، وفى يده الحربة فإذا رآه اللعين ذاب كما يذوب الملح فى الماء، فيضربه بالحربة فيقتله۔''

(ص:۱۳۷و۱۳۸)

ترجمہ:... ''قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ایک علامت دجال کا نکلنا ہے، اس کے بائیں جانب جنت ہوگی اور دائیں جانب آگ، اور اس کے ماتھے پر ''کافر'' لکھا ہوگا، وہ ملعون ساری زمین میں گھومتا پھرے گا، مگر مکہ و مدینہ میں داخل نہ ہوسکے گا، اور بیت المقدس کا رُخ کرے گا۔ جب لُدّ کے ٹیلے پر پہنچے گا، یہ بیت المقدس کے پاس ایک بستی ہے، اس کے اور بیت المقدس کے درمیان ایک دن رات کی مسافت ہے، تو اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کریں گے، ان کے ہاتھ میں نیزہ ہوگا، آپ کو دیکھ کر دَجال پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے، آپ اس کے نیزہ ماریں گے، پس اس کو قتل کردیں گے۔''

اِمام اُبیؒ شارحِ مسلم:

الامام ابوعبداللہ محمد بن خلیفہ الوشتانی الاُبّیّ المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) صحیح مسلم کی شرح ''إکمال إکمال المعلم'' میں حدیثِ جبریل کے تحت علاماتِ قیامت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''(ط) وهی تنقسم إلٰی معتاد کالمذکورات وکرفع العلم وظهور الجهل وکثرة الزنا وشرب الخمر، وغیر معتاد کالدَّجّال ونزول عیسٰی علیه السلام وخروج یأجوج ومأجوج والدّابة وطلوع الشمس من مغربها۔

وقلت: قال ابن رشد: واتفقوا علٰی أنه لَا بد من ظهور هٰذه الخمسة، واختلفوا فی خمسة أخر، خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرة العرب والدخان ونار تخرج من قعر عدن، تروح معهم حیث راحوا وتقیل معهم حیث قالوا، زاد بعضهم وفتح قسطنطینیة وظهور المهدی ویأتی الکلام علی المهدی، إن شاء الله تعالٰی۔'' (ج:۱ ص:۷۰)

ترجمہ:... ''اِمام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ علاماتِ قیامت کی دو قسمیں ہیں، ایک معمول وعادت کے مطابق، جیسے مذکورہ علامتیں اور جیسے: علم کا اُٹھ جانا، جہل کا عام ہونا، زِنا اور شراب نوشی کی کثرت۔ اور دُوسری غیرمعمولی اور خلافِ عادت، جیسے: دجال کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، یأجوج ومأجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا ظاہر ہونا اور مغرب سے آفتاب کا نکلنا۔

اِبنِ رُشد فرماتے ہیں کہ: ان پانچ علاماتِ کبریٰ کا ظہور متفق علیہ ہے، اور پانچ اور ہیں جن میں اِختلاف ہے، ایک

خسف مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک جزیرۃ العرب میں، دُخان اور وہ آگ جو عدن سے نکلے گی، لوگ جب چلیں گے تو وہ بھی چلے گی اور جہاں ٹھہریں گے تو وہ بھی ٹھہر جائے گی، اور بعض نے فتحِ قسطنطنیہ اور ظہورِ مہدی کا بھی اِضافہ کیا ہے، مہدی کے بارے میں کلام اِن شاء اللہ آگے آئے گا۔“

اور ”کتاب الفتن، باب ذکر الدجال“ کے تحت لکھتے ہیں:

”قلت: أحاديث الباب حجة لأهل السُّنّة فی وجوده وأنّه شخص مُعين ابتلى الله سُبحانه به عباده وأقدره علٰی تلک الأشياء التی ذکرها ليميز الله الخبيث من الطيّب ثم يبطل الله سبحانه أمره ويقتله عيسٰی عليه السلام ويثبت الله الذين آمنوا۔“ (ج:۷ ص:۲۶۴)

ترجمہ:... ”میں کہتا ہوں کہ احادیث الباب اہلِ سنت کی دلیل ہیں کہ دجال کا وجود یقینی ہے، اور یہ کہ وہ ایک شخصِ معین ہے، جس کے ذریعے اللہ سبحانہٗ اپنے بندوں کو آزمائیں گے، اور اسے ان چیزوں پر قدرت دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذِکر فرمائی ہیں، تاکہ ناپاک اور گندے لوگ، پاک لوگوں سے ممیز ہوجائیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کے قصے کو نمٹادیں گے اور دَجال کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو ثابت قدم رکھیں گے۔“

اسی باب میں ارشادِ نبوی: ”فيبعث الله عيسى ابن مريم“ کے تحت لکھتے ہیں:

”(ع) نزوله وقتله الدّجّال حقٌّ عند أهل الحق لكثرة الآثار الصحيحة الواردة بذٰلک ولم يُروَ ما يعارضها۔“ (ج:۷ ص:۲۷۶)

ترجمہ:۔۔۔ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور دَجال کو قتل کرنا اہلِ حق کے نزدیک حق ہے، کیونکہ اس پر بکثرت احادیثِ صحیحہ وارِد ہیں، اور ان کے مقابلے میں کوئی ایک روایت بھی نہیں۔‘‘

علامہ سنوسیؒ شارحِ مسلم:

الامام ابوعبداللہ محمد بن محمد بن یوسف السنوسی الحسنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۵ھ) ’’مکمل إکمال الإکمال‘‘ شرح مسلم میں حدیثِ جبریل کے تحت لکھتے ہیں:

’’(ط) وھی تنقسم إلٰی معتاد کالمذکورات وکرفع العلم وظھور الجھل وکثرة الزنا وشرب الخمر، وغیر معتاد کالدَّجّال ونزول عیسٰی علیہ السلام وخروج یأجوج ومأجوج والدّابّة وطلوع الشمس من مغربھا، قال ابن رشد: واتفقوا أنّہ لَا بدمن ظھور ھٰذہ الخمسة۔‘‘

(ج:۱ ص:۷۰)

ترجمہ:۔۔۔ ’’اِمام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ علاماتِ قیامت کی دو قسمیں ہیں، ایک عادت کے مطابق، جیسے مذکورہ چیزیں اور جیسے: علم کا اُٹھ جانا، جہل کا عام ہونا، زِنا اور شراب خوری کی کثرت۔ اور دُوسری خلافِ عادت، جیسے: دجال کا خروج، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، یأجوج ومأجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا ظاہر ہونا، آفتاب کا مغرب کی سمت سے نکلنا۔ اِبنِ رُشدؒ فرماتے ہیں کہ یہ ان پانچ علامتوں کا ظہور قطعی وضروری ہے۔‘‘

اور باب نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے تحت لکھتے ہیں:

’’فإن قلت: بم یعرف الناس أنہ عیسٰی؟

قلت: بصفاته التی تضمنت الأحادیث، وفی "العتیبة": قال مالک: بینما الناس قیام یستمعون لِاقامة الصلاة فتغشاهم غمامة فإذا عیسٰی قد نزل۔"

(ج:۱ ص:۲۶۶)

ترجمہ:۔۔۔"اگر کہو کہ: لوگ کیسے پہچانیں گے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟ میں کہتا ہوں: ان کی ان صفات سے پہچانیں گے جو اَحادیث میں ذِکر کی گئی ہیں۔ اور "العتیبة" میں ہے کہ اِمام مالکؒ نے فرمایا: دریں اثنا کہ لوگ نماز کی اِقامت سن رہے ہوں گے، ان کو ایک بدلی ڈھانک لے گی، اتنے میں یکایک عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوچکے ہوں گے۔"

نیز باب ذکر الدجال میں بھی علامہ سنوسیؒ نے وہی عبارتیں لکھی ہیں جو اِمام اُبیؒ کے حوالے میں نقل ہوچکی ہیں۔ (دیکھئے: ج:۷ ص:۲۶۳، ۲۷۶)

حافظ نورالدین ہیثمیؒ:

الامام الحافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۷ھ) نے "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی بہت سی احادیث ذِکر کی ہیں، دیکھئے: جلد نمبر:۷ صفحات نمبر: ۱۰۴، ۲۸۸، ۳۲۸، ۳۳۸، ۳۴۲، ۳۴۴، ۳۴۹۔ جلد نمبر:۸ صفحات نمبر: ۳، ۵، ۲۰۵، ۲۰۶۔

حافظ ہیثمیؒ نے علاماتِ قیامت کے ضمن میں "باب نزول عیسٰی بن مریم صلی اللہ علٰی نبیّنا وعلیه وسلم" کے عنوان سے ایک مستقل باب بھی باندھا ہے (دیکھئے: ج:۸ ص:۵)۔ اور کتاب ذکر الانبیاء علیہم السلام کے ضمن میں "باب ذکر المسیح عیسٰی ابن مریم صلی اللہ علیه وسلم" کے عنوان کے تحت بھی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث ذِکر کی ہیں (دیکھئے: ج:۸ ص:۲۰۵)۔

اِبن امیر الحاجؒ:

الامام المفسر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن حسن الحلبی الحنفی المعروف بابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۹ھ) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"وأما شرط العدالة والإسلام کی لَا یلزم تواترًا خبر النصاریٰ بقتل المسیح وهو باطل، لقوله تعالیٰ: {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ} وإجماع المسلمین ۔۔۔۔ وخبرهم آحاد الأصل فإنهم کانوا فی ابتداء أمرهم قلیلین جدًّا بحیث لَا یمتنع تواطؤهم علی الکذب أو لأن المسیح شبه لهم فقتلوه بناء علیٰ إعتقادهم أنه هو کما قال تعالیٰ: {وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ}۔"

(التقریر والتحبیر ج:۲ ص:۲۳)

ترجمہ:۔۔۔ "اور خبرِ متواتر کے ناقلین میں عادل اور مسلمان ہونے کی شرط اس لئے ہے تاکہ نصاریٰ کی اس خبر کا کہ مسیح علیہ السلام قتل کردیئے گئے تواتر لازم نہ آئے، حالانکہ ان کی یہ خبر باطل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: "اور انہوں نے آپ کو قتل نہیں کیا اور نہ سولی دیا" نیز مسلمانوں کا بھی اس پر اِجماع ہے، اور نصاریٰ کی خبر باعتبار اصل کے خبرِ واحد ہے، کیونکہ وہ اِبتدا میں معدودے چند آدمی تھے جن کا جھوٹ پر اِتفاق کرلینا بعید از اِمکان نہیں تھا، یا اس لئے کہ مسیح علیہ السلام کی شخصیت ان کے لئے مشتبہ ہوگئی، انہوں نے اس شخص کو عیسیٰ سمجھ کر ہی قتل کیا مگر وہ درحقیقت عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے، بلکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کو اِشتباہ ہوگیا تھا۔"

علامہ برہان الدین البقاعیؒ:

الامام المفسر برہان الدین ابوالحسن اِبراہیم بن عمر البقاعی (متوفی ۸۸۵ھ) اپنی

تفسیر ”نظم الدُّرر فی تناسب الآیات والسُّوَر“ (ج:۵ ص:۴۹۷) میں آیتِ کریمہ: ”وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ“ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”ینزل فی آخر الزمان یؤید اللہ بہ دین الْإسلام حتّٰی یدخل فیہ جمیع أھل الملل إشارۃ إلٰی أن موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام إن کان قد أیدہ تعالٰی بأنبیاء کانوا یجددون دینہ زمانًا طویلًا، فالنبی الذی نسخ شریعۃ موسیٰ وھو عیسیٰ علیھما الصلاۃ والسلام، ھو الذی یؤید اللہ بہ ھٰذا النبی العربی فی تجدید شریعتہ وتمھید أمرہ والذب عن دینہ، ویکون من اُمّتہ بعد أن کان صاحب شریعۃ مستقلۃ واتباع مستکثرۃ أمر قضاہ اللہ فی الأزل فأمضاہ فأطیلوا أیھا الیھود وأقصروا۔“

(نظم الدُّرر فی تناسب الآیات والسُّوَر ج:۵ ص:۴۹۷، طبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۹۲ھ)

ترجمہ:... ”یعنی عیسیٰ علیہ السلام نہیں مریں گے، یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے، ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید فرمائیں گے، یہاں تک کہ تمام اہلِ ملل اِسلام میں داخل ہوجائیں گے۔ اس میں اِشارہ اس طرف ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید اگرچہ بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام سے کی گئی ہے، جو ایک طویل زمانے تک ان کے دِین کی تجدید کرتے رہے، لیکن جس نبی نے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کیا، وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس نبیٔ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید فرمائیں گے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی شریعت کی تجدید، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کی تمہید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کا دِفاع فرمائیں گے، باوجودیکہ وہ مستقل صاحبِ شریعت تھے اور ان کے بے شمار پیروکار تھے، لیکن ان ساری باتوں کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہوں گے، یہ وہ اَمرِ اِلٰہی ہے جس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اَزَل میں کیا تھا، چنانچہ اسے پورا کر دِکھایا، اب تم اے یہودیو! خواہ زیادہ باتیں بناوٴ یا کم، جو ہونا تھا، ہو چکا۔“

علامہ جامیؒ:

علامہ جامی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۸ھ) عقیدۂ جامی میں لکھتے ہیں:

”ا:۔۔۔ خاتم الانبیاء والرسل است
دیگراں ہمچو جزو او چو کل است
۲:۔۔۔ از پی او رسول دیگر نیست
بعد ازو ہیچ کس پیمبر نیست
۳:۔۔۔ چوں در آخر زماں بقول سول
کند از آسماں مسیح نزول
۴:۔۔۔ پیرو دین و شرع او باشد
تابع اصل و فرع او باشد
۵:۔۔۔ دیں ہمیں شرع و دیں او داند
ہمہ کس را بدین او خواند۔“

(عقائد جامی فارسی ص:۸)

ترجمہ:۔۔۔”ا:۔۔۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں اور رسولوں کے خاتم ہیں، دُوسرے بمنزلہ جز کے اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم بمنزلہ کُل ہیں۔

۲:۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دُوسرا رسول نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص پیغمبر نہیں۔

۳:۔۔۔ جب آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

۴:۔۔۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین وشریعت کی پیرو ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُصول وفروع کے تابع ہوں گے۔

۵:۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دِین وشریعت کو دِین جانیں گے، سب لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دِین کی دعوت دیں گے۔“

دسویں صدی

شیخ الاسلام کمال الدینؒ صاحبِ مسامرہ:

شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن محمد بن ابی بکر بن علی بن ابی شریف المقدسی الشافعی رحمہ اللہ (۸۲۲ھ-۹۰۶ھ) اپنی کتاب ”المسامرة بشرح المسایرة“ میں لکھتے ہیں:

”وأشراط الساعة من خروج الدَّجّال ونزول عیسَی ابن مریم علیہ الصلاة والسلام من السماء۔۔۔۔ حق وردت بہ النُّصوص الصَّریحة الصَّحیحة۔“ (ص:۳۹۴)

ترجمہ:۔۔۔ ”اور قیامت کی علامتیں جیسے: دجال کا نکلنا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰة والسلام کا آسمان سے نازل ہونا برحق ہیں، ان میں صریح، صحیح نصوص وارِد ہوئے ہیں۔“

علامہ جلال الدین دوانیؒ:

علامہ جلال الدین محمد بن اسعد الصدیقی الدوانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۸ھ) شرح عقائد عضدیہ میں مصنف کے قول: ''لَا نبی بعدہ'' کے تحت لکھتے ہیں:

''فلم یبق بعده حاجة للخلق إلٰى بعثة نبى بعده فلذٰلک ختم به النبوّة وأما نزول عيسىٰ عليه السلام ومتابعته لشريعته فهو مما يؤكد كونه خاتم النبيّين۔''

(حاشیہ کلنبوی برشرح عقائد جلالی ج:۲ ص:۲۷۹)

ترجمہ:۔۔۔ ''پس مخلوق کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہ رہی، اس لئے نبوّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردی گئی، رہا عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرنا تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی تاکید کرتا ہے۔''

علامہ سمہودیؒ:

الامام العلامہ نورالدین ابوالحسن علی بن عبداللہ بن احمد الحسنی السمہودی المدنی الشافعی رحمہ اللہ (۸۴۴ھ-۹۱۱ھ) ''وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' کے چوتھے باب کی اِکیسویں فصل میں لکھتے ہیں:

''الفصل الحادى والعشرون: فيما روى من الإختلاف فى صفة القبور الشريفة بالحجرة المنيفة وما جاء أنّه بقى بها موضع قبر، وأن عيسىٰ ابن مريم عليه السلام يدفن بها۔'' (ج:۱-۲ ص:۵۵۰)

ترجمہ:۔۔۔ ''اِکیسویں فصل ان روایات میں جو حجرۂ مطہرہ میں واقع قبورِ شریف کے بارے میں مروی ہیں، نیز اس بات کے بیان میں کہ وہاں ایک قبر کی جگہ باقی ہے، اور یہ کہ عیسیٰ علیہ

السلام وہاں دفن ہوں گے۔‘‘

اس کے ذیل میں انہوں نے اس سلسلے کی احادیث ذِکر فرمائی ہیں، نیز ’’خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفیٰ‘‘ (ص:۲۹۳) میں بھی انہوں نے یہ احادیث درج کی ہیں۔

علامہ قسطلانیؒ:

الشیخ العلامہ احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک القسطلانی الشافعی رحمہ اللہ (۸۵۱ھ-۹۲۳ھ) ’’ارشاد الساری الیٰ شرح صحیح البخاری‘‘ میں ’’باب نزول عیسیٰ علیہ السلام‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’باب نزول عيسى عليه السلام من السماء إلى الأرض آخر الزمان۔‘‘ (ج:۵ ص:۴۱۸)

ترجمہ:... ’’یعنی آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر نازل ہونے کا بیان۔‘‘

اسی باب میں ’’ویضع الجزیة‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’وليس عيسى بناسخ لحكم الجزية بل نبيّنا محمد صلى الله عليه وسلم هو المبيّن للنسخ بهٰذا فعدم قبولها هو من هٰذه الشريعة لٰكنّه مقيد بنزول عيسى۔‘‘

(ج:۵ ص:۴۱۹)

ترجمہ:... ’’اور جزیہ کے حکم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام منسوخ نہیں کریں گے، بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اِرشاد میں اس کے منسوخ ہونے کو بیان فرمایا ہے، پس جزیہ کا قبول نہ کرنا بھی اسی شریعت کا مسئلہ ہے، لیکن یہ مسئلہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے ساتھ مقید ہے۔‘‘

اور ’’کتاب الفتن، باب ذکر الدجال‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

"وهو الذی يظهر فی آخر الزمان يدّعی الإلٰهية
۔۔۔۔۔ ثم يقتله عيسٰی عليه السلام وفتنته عظيمة جدًّا
تدهش العقول، وتحير الألباب۔" (ج:۱۰ص:۲۰۸)

ترجمہ:۔۔۔" دجال وہ شخص ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا، اُلوہیت کا دعویٰ کرے گا۔۔۔۔۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے، اور اس کا فتنہ بہت ہی عظیم ہوگا، جس سے عقلیں مدہوش اور حیرت زدہ ہوجائیں گی۔"

علامہ قسطلانی "المواہب اللدنیہ" میں معجزاتِ نبوی کی بحث میں یہ ذِکر کرتے ہوئے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام کے معجزات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے ہیں، لکھتے ہیں:

"وأما ما أعطيه عيسٰی أيضًا عليه الصلاة والسلام من رفعه إلی السماء فقد أعطی نبيّنا صلی الله عليه وسلم ذٰلک ليلة المعراج وزاد فی الترقی لمزيد الدرجات وسماع المناجاة۔" (ج:۱ص:۳۸۴)

ترجمہ:۔۔۔"اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھائے جانے کا جو معجزہ دِیا گیا تو یہ معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں دِیا گیا، اور مزید دَرجات اور سماعِ مناجات کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید اُوپر لے جایا گیا۔"

نیز اسی کتاب میں خصائصِ نبوی کی بحث میں اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے خصائص بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وکل من دخل فی زمان هٰذه الأمّة من الأنبياء بعد نبيّنا کعيسٰی صلی الله عليه وسلم أو قدر دخوله کالخضر فإنه لَا يحکم فی العالم إلّا بما شرعه محمد صلی الله عليه

وسلم فی ھٰذہ الاُمّة فإذا نزل سیّدنا عیسٰی علیه الصلاة والسلام فإنما یحکم بشریعة نبیّنا صلی اللّٰہ علیه وسلم بإلهام أو اطلاع علی الروح المحمدی أو بما شاء اللّٰہ تعالٰی فیأخذ عنه ما شرع اللّٰہ له أن یحکم فی اُمّته فلا یحکم فی شیء من تحریم وتحلیل إلّا بما کان یحکم به نبیّنا صلی اللّٰہ علیه وسلم ولَا یحکم بشریعة التی اُنزلت علیه فی أوان رسالته ودولته فھو علیه الصلاة والسلام تابع لنبیّنا صلی اللّٰہ علیه وسلم۔“ (مواہب لدنیہ ج:۱ ص:۴۲۲، ۴۲۳)

ترجمہ:۔۔۔”اور وہ تمام انبیائے گزشتہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت کے زمانے میں داخل ہوں ۔۔۔جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔۔۔ یا ان کا داخل ہونا فرض کیا جائے ۔۔۔جیسے خضر علیہ السلام۔۔۔تو وہ دُنیا میں صرف وہی حکم کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اُمت میں مشروع فرمایا، چنانچہ جب سیّدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوں گے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے، خواہ اِلہام کے ساتھ یا رُوحِ محمدی پر اِطلاع پاکر، یا کسی اور طریقے سے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ اَحکام حاصل کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقرّر فرمائے ہیں، پس کسی چیز کے حلال وحرام قرار دینے میں وہی حکم دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، اور اپنی شریعت کے مطابق حکم نہیں کریں گے، جو اُن کے دورِ رِسالت میں اُن پر نازل ہوئی تھی، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے۔“

نیز فرماتے ہیں:

"وإن كان خليفة فى الأُمّة المحمدية فهو رسول ونبى كريم علىٰ حاله لَا كما يظنّ بعض الناس أنّه يأتى واحدًا من هٰذه الأُمّة نعم هو واحد من هٰذه الأُمّة لما ذكر من وجوب اتباعه لنبيّنا صلى الله عليه وسلم والحكم بشريعته۔"

(مواہب لدنیہ ج:۱ ص:۴۲۳)

ترجمہ:۔۔۔"اور اگرچہ آپ اُمتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں خلیفہ ہوکر آئیں گے، لیکن آپ بدستور رسول اور نبی مکرم ہوں گے، ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ محض اس اُمت کے ایک فرد کی حیثیت سے (گویا مسلوب النبوّت ہوکر) آئیں گے۔ ہاں! اس میں شک نہیں کہ (رسول اور نبی ہونے کے باوصف) وہ اس اُمت کے فرد بھی ہوں گے، کیونکہ جیسا کہ ذِکر کیا گیا ہے، ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر عمل کرنا واجب ہوگا۔"

اس بحث کے آخر میں لکھتے ہیں:

"وليس فى الرسل من يتبعه رسول له كتاب إلّا نبيّنا صلى الله عليه وسلم وكفٰى بهٰذا شرفًا لهٰذه الأمّة المحمّديّة زادها الله شرفًا۔" (مواہب لدنیہ ج:۱ ص:۴۲۳)

ترجمہ:۔۔۔"اور رسولوں میں کوئی ایسا رسول نہیں جس کی پیروی صاحبِ کتاب رسول نے کی ہو، سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور یہ اس اُمتِ محمدیہ کے لئے۔۔۔اللہ تعالیٰ اس کے شرف میں اِضافہ کرے۔۔۔کافی شرف ہے۔"

اور حدیثِ معراج کے فوائد پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وأما عيسى فإنما كان فى السماء الثانية لأنه أقرب الأنبياء إلى النبى صلى الله عليه وسلم ولَا انمحت شريعة عيسى عليه الصلاة والسلام إلّا بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم، ولأنّه ينزل فى آخر الزمان لأمّة محمد صلى الله عليه وسلم على شريعته ويحكم بها، ولهٰذا قال عليه الصلاة والسلام: ”أنا أولى الناس بعيسى“ فكان فى الثانية لأجل هٰذا المعنى۔“ (ج:۲ ص:۲۳)

ترجمہ:۔۔۔”اور عیسیٰ علیہ السلام جو دُوسرے آسمان پر تھے تو اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی سے منسوخ ہوئی، اور دُوسری وجہ یہ کہ وہ آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نازل ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہوں گے، اور اسی کے مطابق حکم کریں گے، اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ قرب عیسیٰ علیہ السلام سے ہے، تو ان کا دُوسرے آسمان میں ہونا اس وجہ سے ہے۔“

شیخ زادہؒ شارح بیضاوی:

الشیخ العلامہ محمد بن مصطفی القوجی الحنفی المعروف بہ شیخ زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۰ھ) حاشیہ بیضاوی میں سورۂ نساء کی آیت:۱۵۸ کے تحت لکھتے ہیں:

”وقوله تعالٰى: {بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ} قال الحسن البصرى: إلى السماء التى هى محل كرامة الله تعالٰى ومقرّ

ملائکته ولَا یجری فیها حکم أحد سواہ، فکان رفعه إلٰی ذٰلک الموضع رفعًا إلیه تعالٰی، لأنّه رفع عن أن یجری علیه حکم العباد۔“ (تکملہ ج:۱ ص:۸۲)

ترجمہ:۔۔۔”اور اللہ تعالیٰ کا اِرشاد: ”بلکہ اُٹھالیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف“ اِمام حسن بصریؒ فرماتے ہیں: یعنی آسمان پر اُٹھالیا جو حق تعالیٰ شانہٗ کی کرامت کا محل اور اس کے فرشتوں کا مستقر ہے، اور جس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا، پس عیسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ کی طرف اُٹھالینا اللہ تعالیٰ کی طرف اُٹھالینا ہے، کیونکہ ان کو ایسی جگہ (یعنی زمین) سے اُٹھالیا کہ جہاں ان پر بندوں کا حکم چلے۔“

اور ”وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”فعزۃ اللّٰہ تعالٰی عبارۃ عن کمال قدرته فإن رفع عیسٰی علیه الصلاۃ والسلام إلی السّماوات وإن کان متعذرًا بالنسبة إلٰی قدرۃ البشر لٰکنّه سهل بالنسبة إلٰی قدرۃ اللّٰہ تعالٰی لَا یغلبه أحد۔“ (حوالہ بالا)

ترجمہ:۔۔۔”پس اللہ تعالیٰ کا عزیز ہونا عبارت ہے اس کے کمالِ قدرت سے، چنانچہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمانوں کی طرف اُٹھالینا اگرچہ بشری قدرت کے اعتبار سے دُشوار ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے اعتبار سے بالکل آسان ہے، اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔“

اور ”وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”وإن کان کل واحد من ضمیر به وموته لعیسٰی فلا إشکال لأن أهل الکتاب الذین یکونون موجودین فی

زمان نزوله عليه الصلاة والسلام لَا بدّ وإن يؤمنوا به۔“

(حوالۂ بالا)

ترجمہ:۔۔۔”اور ”بِہٖ“ اور ”موتہٖ“ کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہوں تو کوئی اِشکال ہی نہیں رہتا، کیونکہ جو اہلِ کتاب آپ کے زمانۂ نزول کے وقت موجود ہوں وہ آپ پر ضرور اِیمان لائیں گے۔“

شیخ ابوالسعودؒ:

الشیخ الامام قاضی القضاۃ ابوالسعود محمد بن محمد العمادی الحنفی رحمہ اللہ (۸۹۶ھ-۹۵۱ھ) نے اپنی تفسیر ”ارشاد العقل السلیم إلٰی مزایا القرآن الکریم“ میں متعدّد جگہ اس کی تصریح فرمائی ہے۔

آیتِ کریمہ: ”وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”{وَمَكَرَ اللهُ} بأن رفع عيسى عليه الصلاة والسلام وألقى شبهه على من قصد اغتياله حتّٰى قتل۔“

(ج:۱ ص:۲۴۱)

ترجمہ:۔۔۔”اور (یہودیوں کے مقابلے میں) اللہ تعالیٰ نے بھی ایک خفیہ تدبیر کی، وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُٹھالیا، اور ان کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو آپ کو پکڑنا چاہتا تھا، یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا۔“

آگے اس واقعے کی تفصیل کے ضمن میں لکھتے ہیں:

”فألقى الله عزّ وجلّ شبه عيسى عليه الصلاة والسلام ورفعه إلى السماء فأخذوا المنافق وهو يقول: أنا دليلكم فلم يلتفتوا إلٰى قوله وصلبوه۔“ (ج:۱ ص:۲۴۱)

ترجمہ:۔۔۔ ’’پس اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس شخص پر ڈال دی اور آپ کو آسمان پر اُٹھالیا، یہود نے اس منافق کو پکڑلیا، وہ ہرچند کہتا رہا کہ میں تو تمہاری رہنمائی کرنے والا ہوں، مگر یہود نے اس کی بات کی طرف اِلتفات ہی نہیں کیا اور اسی کو سولی پر لٹکادیا۔‘‘

نیز لکھتے ہیں:

’’قال القرطبی: والصّحیح أن اللہ تعالٰی رفعه من غیر وفاة ولَا نوم کما قال الحسن وابن زید، وھو اختیار الطبری وھو الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنھما۔‘‘

(ج:۲ ص:۲۴۲)

ترجمہ:۔۔۔ ’’اِمام قرطبی فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر وفات اور بغیر نیند کے اُٹھالیا جیسا کہ حسن بصری اور ابنِ زید تابعی نے فرمایا ہے، اسی کو طبری نے اِختیار کیا ہے اور یہی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت ہے۔‘‘

سورۂ اَحزاب کی آیت: ’’وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’ولَا یقدح فیه نزول عیسٰی بعده علیھما السلام لأن معنی کونه خاتم النّبیّین أنّه لَا ینبأ أحد بعده وعیسٰی ممن نُبّیء قبله وحین ینزل إنما ینزل عاملًا علٰی شریعة محمد صلی اللہ علیه وسلم مصلّیًا إلٰی قبلته کأنه بعض أُمّته۔‘‘

(ج:۳ ص:۲۱۳)

ترجمہ:۔۔۔ ’’اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونا قادح نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ

ہے کہ کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں بنایا جائے گا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوّت پہلے مل چکی تھی، اور جب وہ نازل ہوں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اُمت کے ایک فرد ہوں گے۔"

اور سورۂ زُخرف کی آیتِ کریمہ: "وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"{وَاِنَّهٗ} وأن عيسى {لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} أى أنّه بنزوله شرط أشراط الساعة... الخ۔" (ج:۴ ص:۴۸)

ترجمہ:... "اور بے شک وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام البتہ نشانی ہے قیامت کی، یعنی وہ اپنے نازل ہونے کے سبب قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہیں۔"

شیخ ابنِ حجر ہیثمیؒ:

شیخ احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر شہاب الدین ابوالعباس الہیتمیؒ السعدی الانصاری الشافعی رحمہ اللہ (۹۰۹ھ-۹۷۳ھ) اِمام بصیریؒ کے قصیدۂ ہمزیہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وحكمة أخذ هٰذا الميثاق على الأنبياء إعلامهم وأممهم بأنّه المتقدّم عليهم وأنّه نبيّهم ورسولهم وقد ظهر ذٰلک فى الدُّنيا بكونه أمّهم ليلة الإسراء ويظهر فى الآخرة بأنهم كلهم تحت لوائه بل وفى آخر الزمان بكون عيسٰى ينزل حاكمًا بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم دون شريعة نفسه۔" (ص:۲۸)

ترجمہ:... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں

انبیائے کرام علیہم السلام سے جو عہد لیا گیا اس میں حکمت یہ تھی کہ ان کو اور ان کی اُمتوں کو آگاہ کردیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقدم ہیں، اور سب کے نبی ورسول ہیں اور دُنیا میں اس کا ظہور یوں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں تمام نبیوں کی اِمامت کی، اور آخرت میں یوں ظہور ہوگا کہ تمام نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوں گے، بلکہ اس کا ظہور آخری زمانے میں یوں ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوکر اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔''

سیّد عبدالوہاب شعرانیؒ:

اِمام العارف الربانی سیّد عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) ''کتاب الیواقیت والجواہر'' میں لکھتے ہیں:

''المبحث الخامس والستون فی بیان أن جمیع أشراط الساعة التی أخبرنا بھا الشارع حق لَا بدّ أن تقع کلھا قبل قیام الساعة۔

وذٰلک کخروج المھدی ثم الدّجال ثم نزول عیسٰی وخروج الدابة وطلوع الشمس من مغربھا ورفع القرآن وفتح سد یأجوج ومأجوج۔''

(الیواقیت والجواہر ج:۲ ص:۱۴۲)

ترجمہ:... ''بحث ۶۵:... اس بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر علاماتِ قیامت بیان فرمائی ہیں وہ سب برحق ہیں، قیامت سے قبل ضرور واقع ہوں گی، جیسے: حضرت مہدیؓ کا ظاہر ہونا، پھر دَجال کا نکلنا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کا

نازل ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا، آفتاب کا مغرب کی جانب سے نکلنا، قرآنِ کریم کا اُٹھایا جانا، اور یأجوج ومأجوج کی دیوار کا کھل جانا۔‘‘

’’(فإن قیل) فما الدلیل علٰی نزول عیسٰی علیه السلام من القرآن (فالجواب) الدلیل علٰی نزوله قوله تعالٰی: {وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ} أی حین ینزل ویجتمعون علیه، وأنکرت المعتزلة والفلاسفة والیهود والنصارىٰ عروجه بجسده إلی السماء، وقال تعالٰی فی عیسٰی علیه السلام: {وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ} قرئ لَعَلَمٌ بفتح اللّام والعین، والضمیر فی {اِنَّهٗ} راجع إلٰی عیسٰی علیه السلام لقوله تعالٰی: {وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا}، ومعناه أن نزوله علامة القیامة، وفی الحدیث فی صفة الدَّجّال فبینما هم فی الصلاة إذ بعث الله المسیح ابن مریم فنزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین یدیه مهروذتان واضعًا کفه علٰی أجنحة مَلَکین، والمهروذتان بالذال المعجمة والمهملة معًا حلتان مصبوغتان بالورس فقد ثبت نزوله علیه السلام بالکتاب والسُّنّة وزعمت النصارىٰ أن ناسوته صلب ولَاهوته رفع والحق أنه رفع بجسده إلی السماء۔

والإیمان بذٰلک واجب قال تعالٰی: {بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَیْهِ} قال أبو طاهر القزوینی: واعلم أن کیفیة مکثه فی السماء إلٰی أن ینزل من غیر طعام ولَا شراب مما یتقاصر عن درکه العقل، ولَا سبیل لنا إلّا أن نؤمن بذٰلک تسلیمًا لسعة قدرة الله تعالٰی، وأطال فی ذکر شبه الفلاسفة وغیرهم فی إنکار الرفع (فإن قیل) فما الجواب عن استغنائه عن الطعام

والشراب مدة رفعه فإن الله تعالٰی قال: {وَمَا جَعَلْنٰـهُمْ جَسَدًا لّاَ يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ} (فالجواب) أن الطعام إنما جعل قوتًا لمن يعيش فی الأرض لأنه مسلط عليه الهواء الحار والبارد فينحل بدنه فإذا انحل عوضه الله تعالٰی بالغداء إجراء لعادته فی هٰذه الخطة الغبراء، وأما من رفعه الله إلى السماء فإنه يلطفه بقدرته ويغنيه عن الطعام والشراب كما أغنى الملائكة عنهما فيكون حينئذٍ طعامه التسبيح وشرابه التهليل كما قال صلى الله عليه وسلم: إنی أبيت عند ربی يطعمنی ويسقينی۔" (الیواقیت والجواہر ج:۲ ص:۱۴۶)

ترجمہ:۔۔۔"اگر کہا جائے کہ قرآنِ کریم سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل کیا ہے؟ جواب: ان کے نزول کی دلیل حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ اِرشاد ہے: "اور کوئی نہیں اہلِ کتاب میں سے مگر اِیمان لائے گا عیسیٰ (علیہ السلام) پر ان کی موت سے پہلے۔"

یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور لوگ ان پر جمع ہوں گے تو تمام اہلِ کتاب ان پر اِیمان لے آئیں گے، اور معتزلہ اور فلاسفہ اور یہود ونصاریٰ ان کے جسم سمیت آسمان پر جانے کے منکر ہیں۔

نیز حق تعالیٰ شانہٗ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں: "اور بے شک وہ نشانی ہے قیامت کی" اس میں ایک قراءت ہے "عَلَم" فتح لام کے ساتھ، اور "اِنَّہٗ" کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے، کیونکہ اس سے پہلے حق تعالیٰ شانہٗ کا اِرشاد ہے: "اور جب بیان کی گئی ابنِ مریم کی مثال" (معلوم ہوا کہ اُوپر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذِکر چلا آرہا ہے، پس یہ ضمیر بھی

انہی کی طرف لوٹتی ہے) جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا قیامت کی علامت ہے۔

اور حدیث شریف میں دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''دریں اثنا کہ لوگ نماز (کی تیاری) میں ہوں گے اتنے میں اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو نازل فرمائیں گے، پس وہ دمشق کے شرقی جانب سفید منارہ کے پاس نازل ہوں گے، درآں حالیکہ دو زَرد چادریں پہنے ہوئے ہوں گے، دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔'' پس ان کا نزول کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے۔

اور نصاریٰ کا زعم ہے کہ ان کا ناسوت سولی دیا گیا، اور لاہوت اُٹھالیا گیا، اور حق یہ ہے کہ ان کو جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر اُٹھالیا گیا، اور اس پر اِیمان لانا واجب ہے، حق تعالیٰ شانہٗ کا اِرشاد ہے: ''بلکہ اُٹھالیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف۔''

اِمام ابوطاہر قزوینیؒ فرماتے ہیں:

''اور جاننا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونے تک آسمان میں بغیر کھائے پیئے ٹھہرنا ایسی چیز ہے کہ عقل اس کے اِدراک سے قاصر ہے، اور ہمارے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ ہم اس پر اِیمان لائیں اور اللہ تعالیٰ کی وسعتِ قدرت کو تسلیم کریں۔''

اور انہوں نے فلاسفہ وغیرہ کے شبہ کو جو وہ اِنکارِ رَفع کے لئے کرتے ہیں رَدّ کرنے میں طویل کلام کیا ہے۔

سوال:... اگر کہا جائے وہ جب تک آسمان پر ٹھہرے ہوئے ہیں ان کے کھانے پینے سے بے نیاز ہونے کا کیا جواب ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''ہم نے ان کا (انبیاء علیہم

السلام کا) ایسا جسم نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔“

جواب یہ ہے کہ کھانا اس شخص کی روزی بنایا گیا ہے جو زمین پر رہتا ہو، کیونکہ اس پر سرد وگرم ہوا مسلط ہے، جس سے آدمی کا بدن تحلیل ہوتا رہتا ہے، اور اس زمین میں رہنے والوں کے لئے عادت اللہ یوں جاری ہے کہ غذا کے ذریعے اس کا بدل ما یتحلل مہیا کرتے رہتے ہیں، لیکن جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھالیا ہو، اس کو اپنی قدرت سے لطیف بنادیتے ہیں اور اسے کھانے پینے سے بے نیاز کردیتے ہیں، جیسا کہ فرشتوں کو ان چیزوں سے بے نیاز کر رکھا ہے، دریں صورت اس کا کھانا تسبیح اور اس کا پینا تہلیل ہوجاتا ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: بے شک میں اپنے رَبّ کے پاس اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔“

شہاب الدین رملی شافعیؒ:

الامام العلامہ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن احمد بن حمزہ الرملی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۱ھ) اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

”ولھٰذا یأتی عیسٰی فی آخر الزمان علٰی شریعته ویتعلق به منھا من أمر ونھی مایتعلق بسائر الاُمّة۔“

(بحوالہ جواھر البحار للنبھانی ص:۱۴۱۷)

ترجمہ:۔۔۔”اور اسی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر نازل ہوں گے، اور جو اَمر و نہی ساری اُمت سے متعلق ہیں، وہ ان سے بھی متعلق ہوں گے۔“

علامہ شمس الدین شامیؒ:

حافظ سیوطیؒ کے شاگرد اور ''سیرت شامیہ'' کے مؤلف الشیخ العلامہ شمس الدین محمد بن یوسف الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) اپنی کتاب ''الآیات العظیمة الباهرة فی معراج سیّد الدُّنیا والآخرة'' میں لکھتے ہیں:

''ثم تذاکروا أمر السّاعة فردّوا أمرهم إلٰی إبراهیم فقال: لَا علم لی بها، فردّوا أمرهم إلٰی موسیٰ فقال: لَا علم لی بها، فردّوا أمرهم إلٰی عیسیٰ فقال: أمّا وجبتها فلا یعلمها إلّا الله وفیما عهد إلیّ أن الدَّجّال خارج ومعی قضیبان فإذا رآنی ذاب کما یذوب الرصاص فیهلکه الله تعالٰی۔''

(بحوالہ جواہر البحار للنبہانی ص:۱۱۸۷)

ترجمہ:۔۔۔''پھر انبیائے کرام علیہم السلام نے قیامت کے بارے میں مذاکرہ فرمایا (کہ کب آئے گی؟)، پہلے ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا: مجھے علم نہیں! پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں! پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رُجوع کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: قیامت کے آنے کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ کا مجھ سے ایک عہد ہے کہ دجال نکلے گا (اور میں اس کو قتل کرنے کے لئے نازل ہوں گا) اور میرے ہاتھ میں دوشاخی نیزہ ہوگا، وہ مجھے دیکھتے ہی ایسے پگھلنے لگے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے، پس اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کردے گا۔''

حافظ جلال الدین سیوطیؒ:

الامام الحافظ عبدالرحمن بن کمال الدین بن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں سورۂ آل عمران کی آیت: ''وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللهُ'' کے تحت لکھتے ہیں:

’’{وَمَکَرَ اللہُ} بھم بأن ألقی شبه عیسیٰ علیٰ من قصد قتله فقتلوہ ورفع عیسیٰ إلی السماء۔‘‘

(صاوی ج:۱ ص:۱۵۷)

ترجمہ:۔۔۔ ’’اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ خفیہ تدبیر کی، وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس شخص پر ڈال دی جو ان کو قتل کرنا چاہتا تھا، یہود نے پکڑ کر اسی کو قتل کردیا اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا۔‘‘

اس سے اگلی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’{اِذْ قَالَ اللہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ} قابضک {وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} من الدُّنیا من غیر موت۔‘‘

(ایضاً)

ترجمہ:۔۔۔ ’’جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تجھے اپنی تحویل میں لینے والا ہوں اور تجھے بغیر موت کے دُنیا سے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں۔‘‘

اور سورۂ نساء کی آیت: ’’وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’{وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ} المقتول والمصلوب وصاحبھم بعیسیٰ أی ألقی اللہ علیه شبھه فظنوہ إیّاہ۔‘‘ (ج:۱ ص:۲۵۷)

ترجمہ:۔۔۔ ’’اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا، نہ سولی دی، بلکہ جس کو انہوں نے قتل وصلب کیا وہ انہی کا رفیق تھا، جو ان کے سامنے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ بنادیا گیا، یعنی اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈال دی، پس انہوں نے اسی کو

عیسیٰ سمجھا۔“

اور سورۂ مائدہ کی آیت: ”فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”{فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ} قَبَضْتَنِی بالرفع إلی السماء۔“

(ج:۱ ص:۳۱۷)

ترجمہ:۔۔۔”پھر جب آپ نے مجھے آسمان کی طرف اُٹھاکر اپنی تحویل میں لے لیا۔“

اور تفسیر دُرِّ منثور میں بھی انہوں نے متعدّد مقامات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کی احادیث بہت ہی تفصیل سے لکھی ہیں۔

دُرِّ منثور کے مندرجہ ذیل صفحات ملاحظہ فرمائیے:

جلد دوم:۔۔۔صفحات: ۲۴، ۲۵، ۲۷، ۳۶، ۲۳۹ تا ۲۴۵، ۳۴۹، ۳۵۰۔

جلد چہارم:۔۔۔صفحات: ۲۷۴، ۳۳۶۔

جلد ششم:۔۔۔صفحات: ۲۰، ۲۱۔

اِمام سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب ”الحاوی للفتاویٰ جلد دوم“ میں تین مستقل رسالے ہیں جن میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درج ہے:

۱:۔۔۔”العرف الوردی فی اخبار المھدی“ (ص:۵۷ سے ص:۸۶ تک)۔

۲:۔۔۔”الکشف عن مجاوزۃ ھذہ الامۃ الالف“ (ص:۸۶ سے ص:۹۲ تک)۔

۳:۔۔۔”کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام“ (ص:۱۵۵ سے ۱۶۷ تک)۔

رسالہ ”الاعلام“ میں لکھتے ہیں:

”إنه یحکم بشرع نبیّنا صلی اللہ علیه وسلم لَا بشرعه نصّ علٰی ذٰلک العلماء، ووردت به الأحادیث وانعقد علیه الإِجماع۔“ (الحاوی ج:۲ ص:۱۵۵)

ترجمہ:۔۔۔”حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

شریعت پر عمل کریں گے، علماء نے اس کی تصریح کی ہے، احادیث اس میں وارِد ہوئی ہیں اوراس پر اِجماع منعقد ہوچکا ہے۔‘‘

اسی رسالہ ’’الاعلام‘‘ میں اِمام سیوطیؒ نے ان لوگوں پر جونزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا اِنکار کریں، کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ان کے زمانے میں کسی شخص نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آخری زمانے میں نازل ہوں گےتو ان پر وحی نازل نہیں ہوگی، اور دلیل میں حدیث: ’’لَا نبی بعدی‘‘ پیش کی، اِمام سیوطیؒ اس حدیث کی شرح کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

’’ثم یقال لھٰذا الزاعم: ھل أنت آخذ بظاھر الحدیث من غیر حمل علی المعنی المذکور؟ فیلزمک أحد أمرین، أما نفی نزول عیسیٰ أو نفی النبوّة عنه، و کلاھما کفر۔‘‘ (الحاوی ج:۲ص:۱۶۶)

ترجمہ:۔۔۔’’پھراس مدعی سے کہا جائے گا کہ: کیاتم اس حدیث کے ظاہر کو لیتے ہواور جو معنی ہم نے ذِکر کیا ہے اس پر محمول نہیں کرتے؟ تو اس صورت میں تم کو دو میں سے ایک بات لازم آئے گی، یا نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا اِنکار کرنا، یا بوقتِ نزول ان کے نبی ہونے کا اِنکار کرنا، اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔‘‘

نیز اسی رسالے میں ایک اور شخص کا ذِکر ہے، جس نے اس بات کا اِنکار کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گےتو حضرت مہدیؓ کی اِقتدا کریں گے، اس منکر نے اس کی وجہ یہ ذِکر کی تھی کہ نبی کا مرتبہ اس سے عالی ہے کہ وہ کسی غیرنبی کے پیچھے نماز پڑھے، اِمام سیوطیؒ اس کا رَدّ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’وھٰذا من أعجب العجب، فإن صلاة عیسی علیه السلام خلف المھدی ثابتة فی عدة أحادیث صحیحة بأخبار رسول الله صلی الله علیه وسلم وھو الصادق

المصدوق الذی لَا یخلف خبرہ۔“

(الحاوی ج:۲ ص:۱۶۷)

ترجمہ:۔۔۔”اور یہ نظریہ بھی عجائبات میں سے ہے، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اِقتدا میں نماز پڑھنا متعدّد اَحادیثِ صحیحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے ثابت ہے، اور آپ وہ صادق و مصدوق ہیں جن کی دی ہوئی خبر میں کبھی تخلف نہیں ہوسکتا۔۔۔صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔“

شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ:

شیخ الاسلام زین الدین ابویحییٰ زکریا بن محمد بن زکریا الانصاری الشافعی رحمہ اللہ (۸۲۳ھ-۹۲۶ھ) شرح کتاب الروض میں لکھتے ہیں:

”(وھو) صلی اللہ علیہ وسلم (خاتم النبیّین) قال تعالٰی: {وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ} ولَا یعارضہ ماثبت من نزول عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام آخر الزمان لأنّہ لَا یأتی بشریعۃ ناسخہ بل مقررۃ بشریعۃ نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم عاملًا بھا۔“

(بحوالہ جواھر البحار للنبھانی ج:۱ ص:۲۷۳)

ترجمہ:۔۔۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، حق تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ”ولیکن آپ رسول ہیں اللہ کے اور خاتم کرنے والے نبیوں کے۔“ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نازل ہونا جو ثابت ہے، وہ اس کے معارض نہیں، کیونکہ وہ شریعتِ ناسخہ کے ساتھ نہیں آئیں گے، بلکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو برقرار رکھتے ہوئے اسی پر عمل کریں گے۔“

علامہ کستلیؒ:

الشیخ مولیٰ مصلح الدین مصطفی الکستلی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۹۰۱ھ) حاشیہ خیالی میں لکھتے ہیں:

”قوله: مع ذٰلک لَا بد من تخصیص عیسٰی علیه السلام، کأنّه خُصّ عیسٰی علیه السلام مع وجود غیره من الأنبیاء بعد نبینا علیه السلام کما ذکر رحمه اللّٰه من العظماء من العلماء علٰی أن أربعة من الأنبیاء فی زمرة الأحیاء: الخضر وإلیاس فی الأرض، وعیسٰی وإدریس فی السماء، أما لأن حیاة عیسٰی علیه السلام ونزوله إلی الأرض واستقراره فوقتها مُدّةً قد ثبت بالأحادیث الصحاح بحیث لم یبق شبهة ولم یسمع فیه خلافٌ بخلافِ غیره۔“

(حاشیہ متن العقائد ص:۱۷۷، مطبوعہ سعادت عثمانیہ)

ترجمہ:۔۔۔”شارح کا قول: ”اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص ضروری ہے۔“ باوجود اس کے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دُوسرے انبیائے کرام علیہم السلام بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد موجود ہیں، جیسا کہ علامہ خیالیؒ نے ذِکر کیا ہے کہ:

”بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ چار نبی زُمرۂ اَحیاء میں شامل ہیں: حضرت خضر اور حضرت اِلیاس علیہما السلام زمین میں، اور حضرت عیسیٰ اور حضرت اِدریس علیہما السلام آسمان پر ہیں۔“

لیکن شارح نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص غالباً اس لئے فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زِندہ ہونا

اور ان کا زمین پر نازل ہونا اور زمین پر ایک مدّت تک ٹھہرنا صحیح احادیث سے قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ اس میں کوئی ساشبہ باقی نہیں رہا، اور اس میں کسی کا اِختلاف نہیں سنا گیا، بخلاف دیگر حضرات کے (کہ ان کا زِندہ ہونا، نہ تو قطعیت سے ثابت ہے اور نہ وہ نزاع واِختلاف سے بالاتر ہے)۔‘‘

اِمام محمد طاہر پٹنیؒ:

اِمام محمد طاہر پٹنی گجراتی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۶ھ) مجمع البحار میں لکھتے ہیں:

”فی حدیث عیسی أنه یقتل الخنزیر ویکسر الصلیب و“یزید“ فی الحلال، أی یزید فی حلال نفسه بأن یتزوج ویولد لهٗ، وکان لم یتزوج قبل رفعه إلی السماء فزاد بعد الهبوط فی الحلال فحینئذٍ یؤمن کل أحد من أهل الکتاب للیقین بأنه بشر۔“

(تکملة مجمع بحار الأنوار ج:۵ ص:۴۶۴)

ترجمہ:... ”حدیث میں ہے کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور حلال میں زیادہ کریں گے۔“ یعنی اپنی ذات سے متعلق حلال میں اِضافہ کریں گے، بایں طور کہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ انہوں نے رفعِ آسمانی سے پہلے شادی نہیں کی تھی، پس نازل ہونے کے بعد حلال میں اِضافہ کریں گے، پس اس وقت اہلِ کتاب کا ہر فرد اِیمان لے آئے گا، کیونکہ یقین ہوجائے گا کہ یہ بشر ہیں۔“

گیارہویں صدی

شیخ علی ددہ صوفیؒ:

شیخ مصلح الدین خلوتی کے خلیفہ الامام العارف الشیخ علی ددہ البوسنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۰۷ھ) اپنی کتاب ''خواتم الحکم'' میں سوال نمبر ۹۷ کے تحت لکھتے ہیں:

''وقوله تعالٰی: {خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ} أی لَا نبی بعده أی لَا ینبّأ أحد بعده وعیسٰی نُبّیء قبله۔''

(بحوالہ جواہر البحار للنبہانی ص:۱۴۶۴)

ترجمہ:۔۔۔''اور حق تعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوّت عطا نہیں کی جائے گی، اور عیسیٰ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبوّت مل چکی ہے۔''

شیخ ابوالمنتہی حنفیؒ:

الشیخ العلامہ ابوالمنتہی احمد بن محمد المغنیاوی الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۰ھ) ''شرح فقہ اکبر'' میں حضرت اِمامِ اعظمؒ کے قول:

''خروج الدّجّال ویأجوج ومأجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسٰی علیه السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامة علٰی ما وردت به الأخبار الصحیحة حق کائن۔''

ترجمہ:۔۔۔''اور دَجال کا نکلنا، یأجوج ومأجوج کا نکلنا، آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، اور دیگر علاماتِ قیامت، جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں وارِد ہوئی ہیں، حق ہیں، ضرور ہوکر رہیں گی۔''

کی تائید میں ''مصابیح السنۃ'' کے حوالے سے صحیح مسلم کی حدیث ذِکر کی ہے جن میں دس علاماتِ قیامت کا ذِکر ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ:

الامام العارف المحدث الفقیہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ''باب نزول عیسیٰ علیہ السلام'' کے تحت لکھتے ہیں:

''بہ تحقیق ثابت شدہ است باحادیثِ صحیحہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فرودمی آید از آسمان برزمین، وی باشد تابع دِینِ محمد را صلی اللہ علیہ وسلم وحکم نامی کنند شریعت آنحضرت ۔۔۔۔ الخ۔'' (ج:۴ ص:۵۱)

ترجمہ:۔۔۔''احادیثِ صحیحہ سے تحقیق کے ساتھ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام (آخری زمانے میں) آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کے تابع ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے۔''

علامہ خفاجیؒ:

الشیخ العلامہ احمد بن محمد بن عمر الحنفی المصری شہاب الدین ابوالعباس خفاجی رحمہ اللہ (۹۷۹ھ-۱۰۶۹ھ) نے تفسیر بیضاوی کے حاشیہ ''**عنایۃ القاضی و کفایۃ الراضی**'' میں متعدّد مواضع میں اس عقیدے کی تصریح فرمائی ہے۔

دیکھئے سورۂ آل عمران کی آیت:۵۵ (ج:۲ ص:۳۰)، اور سورۂ نساء کی آیات:۱۵۷، ۱۵۸ (ص:۱۹۸ تا ۲۰۰)، اور سورۂ مائدہ کی آیت (ج:۳ ص:۳۰۶)، سورۂ اَحزاب کی آیتِ ختمِ نبوّت (ج:۷ ص:۱۷۶)، سورۂ زُخرف کی آیت: ''**وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ**'' (ج:۷ ص:۴۴۹)۔

مجدّد الف ثانیؒ:

اِمامِ ربانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد بن عبدالواحد سرہندی رحمہ اللہ (۹۷۱ھ-۱۰۳۴ھ) نے مکتوباتِ شریفہ میں متعدّد جگہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح کی ہے۔

دفترِ اوّل کے مکتوب نمبر ۳۰۱ میں لکھتے ہیں:

''وخاتم ایں منصب سیّد البشر است، حضرت عیسیٰ بعد از نزول متابع شریعت خاتم الرسل خواہد بود۔''

ترجمہ:۔۔۔''منصبِ نبوّت کے خاتم سیّد البشر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کریں گے۔''

دفترِ سوم کے مکتوب نمبر ۱۷ میں لکھتے ہیں:

''حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود۔''

ترجمہ:۔۔۔''اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں گے۔''

''وحضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ بعد از نزول متابعت ایں شریعت خواہد نمود اتباع سنت آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نیز خواہد کرد کہ نسخ ایں شریعت مجوز نیست۔''

(مکتوبات مجدّد الف ثانیؒ، دفتر دوم، مکتوب:۵۵)

ترجمہ:۔۔۔''اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہونے کے بعد اس شریعت کی پیروی کریں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلیں گے کیونکہ اس شریعت کا

منسوخ ہونا جائز نہیں۔“

”وخاتم انبیاء محمد رسول اللہ است (صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم اجمعین) ودِینِ او ناسخ ادیانِ سابق است وکتابِ او بہترین کتب ماتقدم است، وشریعتِ او ناسخے نخواہد بود بلکہ تا قیامِ قیامت خواہد ماند، وعیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نزول خواہد نمود عمل بشریعتِ او خواہد کرد وبعنوان اُمتِ او خواہد بود۔“

(مکتوبات مجدّد الف ثانیؒ، دفتر دوم، مکتوب ٦٧)

ترجمہ:۔۔۔”اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپ کا دِین تمام اَدیانِ سابقہ کا ناسخ ہے، اور آپ کی کتاب تمام پہلی کتابوں سے افضل وبہتر ہے، اور آپ کی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی، بلکہ قیامت تک باقی رہے گی، اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب نزول فرمائیں گے تو آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے عنوان سے تشریف لائیں گے۔“

”علاماتِ قیامت کہ مخبرِ صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات ازاں خبر دادہ است حق است، احتمالِ تخلف ندارد کہ طلوعِ آفتاب را جانبِ مغرب برخلافِ عادت وظہورِ حضرت مہدی علیہ الرضوان ونزولِ حضرت رُوح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام، وخروجِ دجال وظہورِ یأجوج ومأجوج وخروج دابۃ الارض ودُخانے کہ از آسماں پیدا شود تمام مردم را فرو گیرد وعذاب دردناک کند مردم از اِضطراب گویند اے پروردگار من ایں عذاب را از ما دُور کن کہ ما ایمان مے آریم وآخر علامات آتش ست کہ از عدن برخیزد۔“

(مکتوباتِ امامِ ربانی مجدّد الف ثانیؒ، دفتر دوم، مکتوب:۶۷)

ترجمہ:۔۔۔ ’’علاماتِ قیامت، جن کی مخبرِ صادق علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات نے خبر دی ہے، برحق ہیں، تخلف کا اِحتمال نہیں رکھتیں، جیسے خلافِ عادت آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا، حضرت رُوح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نازل ہونا، دجال کا نکلنا، یأجوج ومأجوج کا ظہور ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا اور وہ دُھواں جو آسمان سے ظاہر ہوگا اور تمام لوگوں کو گھیر لے گا اور دردناک عذاب کرے گا اور لوگ پریشانی کے مارے کہیں گے کہ اے پروردگار! یہ عذاب ہم سے دُور فرما، کہ ہم اِیمان لاتے ہیں۔ اور آخری علامت آگ ہے جو عدن سے اُٹھے گی۔‘‘

شاہ نورالحق بخاری محدث دہلویؒ:

الشیخ الامام مفتی شاہ نورالحق بن شاہ عبدالحق بخاری محدث دہلوی رحمہ اللہ (۹۸۳ھ-۱۰۷۳ھ) تیسیر القاری شرح بخاری میں ’’باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام‘‘ کے تحت لکھتے ہیں:

’’در ذکر نزولِ عیسیٰ در آخر زماں وترویج نمودن دِینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ اند، در تخصیص نزولِ عیسیٰ رفع عقیدۂ باطلہ نصاریٰ است کہ میدانستند عیسیٰ را یہود کشتہ اند و بردار کشیدہ و نیز عیسیٰ اقرب انبیاء ومصدق آنحضرت بود وحیات وی بنصِ قطعی ثبوت پیوستہ۔‘‘ (ج:۳ص:۳۴۵)

ترجمہ:۔۔۔ ’’یعنی اس کا بیان کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور دِینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج

کریں گے۔ علماء نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تخصیص اس بنا پر ہوئی کہ اس سے نصاریٰ کے عقیدۂ باطلہ کا رَدّ منظور تھا، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے قتل کردیا اور سولی دے دی، نیز اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں، اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصدق ہیں اور ان کا زندہ ہونا نصِ قطعی سے ثابت ہے۔“

مُلّا علی قاریؒ:

الشیخ العلامہ سلطان العلماء نورالدین علی بن سلطان محمد القاری الہروی الحنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے اپنی کتابوں میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کی تصریح کثرت سے فرمائی ہے۔

شرح فقہ اکبر میں اِمامِ اعظمؒ کے قول ”ونزول عیسٰی بن مریم علیہ السلام من السماء“ ”اور نازل ہونا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے“ کے تحت لکھتے ہیں:

”کما قال اللہ تعالٰی: {وَاِنَّہٗ} أی عیسٰی {لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ} علامۃ القیامۃ، وقال اللہ تعالٰی: {وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ} أی قبل موت عیسٰی بعد نزولہ عند قیام الساعۃ فیصیر الملل واحدۃ وھی ملۃ الإسلام الحنفیۃ۔۔۔۔ ویقتدی بہ لیظھر متابعۃ نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم کما أشار إلٰی ھٰذا المعنی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بقولہ: ”لو کان موسٰی حیًّا لما وسعہ إلّا اتباعی“ وقد بینت وجہ ذٰلک عند قولہ تعالٰی: {وَاِذْ اَخَذَ اللہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ} الآیۃ فی شرح الشفاء وغیرہ۔

وقد ورد أنه یبقی فی الأرض أربعین سنة ثم یموت ویصلّی علیه المسلمون ویدفنونه علٰی ما رواه الطیالسی فی "مُسنده"، وروی غیر أنه یدفن بین النبی صلی اللّٰه علیه وسلم والصدیق، وروی أنه یدفن بعد الشیخین فهنیئًا للشیخین حیث اکتنفا بالنبیّین۔۔۔۔إلخ۔"

(ص:۱۳۶)

ترجمہ:۔۔۔ "جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: "بے شک وہ یعنی عیسیٰ البتہ نشانی ہے قیامت کی" یعنی قیامت کی علامت ہے، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: "اور نہیں ہوگا کوئی شخص اہلِ کتاب میں سے مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر، اس کی موت سے پہلے" یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے قربِ قیامت میں ان کے نازل ہونے کے بعد، اس وقت تمام اُمتیں مٹ جائیں گی اور دِینِ اسلام باقی رہ جائے گا۔

اور عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدیؓ کی اِقتدا کریں گے تاکہ ظاہر ہوجائے کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوکر آئے ہیں، جیسا کہ اس مضمون کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد میں اِشارہ فرمایا کہ: "اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا چارہ نہ ہوتا۔" اور میں نے اس کی وجہ حق تعالیٰ کے ارشاد: "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآئَ کُمْ رَسُوْلٌ" کے تحت شرح الشفا میں اور دُوسری کتابوں میں ذِکر کی ہے، اور حدیث میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے، پھر ان کا اِنتقال ہوگا، اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے اور ان کو دفن

کریں گے جیسا کہ اِمام ابوداوٴد طیالسیؒ نے مسند میں روایت کیا ہے، ان کے علاوہ اور دُوسرے حضرات کی روایت میں ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان دفن ہوں گے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ شیخین کے بعد دفن ہوں گے، پس شیخین کو مبارک کہ وہ دونبیوں کے درمیان ہیں۔“

اور شرح فقہ اکبر میں دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

”وأما عيسٰى فقد وجد قبله وإن كان يقع نزوله بعده۔“ (ص:۷۴)

ترجمہ:۔۔۔ ”لیکن عیسیٰ علیہ السلام! پس ان کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا ہے، اگرچہ ان کا نزول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا۔“

اور قصیدہ بدء الامالی کی شرح ”ضوء المعالی“ میں مصنف کے قول:

عيسٰى سوف يأتى ثم يتوى
لدجال شقى ذى خبال

ترجمہ:۔۔۔ ”اور عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے پھر بدبخت دجال کو جو فساد برپا کرنے والا ہے ہلاک کریں گے۔“

کے تحت لکھتے ہیں:

”وإنما ينزل عيسٰى حين حاصر الدَّجّال فى قلعة القدس المهدى وأتباعه فينزل عيسٰى عليه السلام من السماء على المنارة الشرقية فمسجد الشام ويأتى القدس فيقتله بحربة فى يده أو هو بمجرد رؤية عيسٰى يذوب كما يذوب الملح فى الماء، وقد ثبت هٰذه الأخبار والآثار عن

سیّد الأخیار، فیجب الإیمان بھا۔“

(ص:۲۲)

ترجمہ:۔۔۔”اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت نازل ہوں گے جبکہ دجال نے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کا قلعہ قدس میں محاصرہ کیا ہوا ہوگا، پس عیسیٰ علیہ السلام مسجدِ شام کے شرقی منارہ پر آسمان سے نازل ہوکر قدس جائیں گے، ان کے ہاتھ میں جو نیزہ ہوگا اس سے دجال کو قتل کریں گے اور وہ آپ کو دیکھتے ہی ایسا پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے، اور یہ احادیث سیّد الاخیار صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔“ اور ابوبکر اسکاف کی کتاب ”فوائد الاخبار“ میں سند کے ساتھ اِمام مالکؒ سے، انہوں نے محمد بن منکدرؒ سے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دجال کا اِنکار کیا وہ کافر ہے اور جس نے مہدی کا اِنکار کیا وہ کافر ہے۔“ یہ حدیث شارحِ قدسی نے نقل کی ہے۔“

نیز اسی رسالے میں مصنف کے قول:

وباق شرعہ فی کل وقت
إلٰی یوم القیامۃ وارتحال

ترجمہ:۔۔۔”اور آپ کی شریعت باقی رہے گی ہر زمانے میں، قیامت تک۔“

کے تحت لکھتے ہیں:

”وقولہ: فی کل وقت رد لما ینسب إلی الجھمیۃ من انتھاء شریعتہ صلی اللہ علیہ وسلم أو شیء منھا بنزول عیسٰی علٰی نبیّنا وعلیہ السلام لما فی ”الصحیحین“

وغيرهما أن عيسىٰ يضع الجزية ومعناه كما قال المحقّقون: إنه يبطل تقرير الكفار بالجزية فلا يقبل منهم لرفع السيف عنهم إلّا الْإِسلام لَا غير۔

والجواب أن نبينا صلى الله عليه وسلم قد بين أن التقرير بالجزية ينتهي وقت شريعته بنزول عيسىٰ عليه السلام وأن الحكم في شرعنا بعد نزوله عدم التقرير بها فعمله في ذٰلك وغيره بشريعتنا لَا بغيرها كما نص على ذٰلك العلماء كالخطابي في "معالم السنن" والنووي في "شرح مسلم"، ووردت فيه أحاديث ثابتة من غير نزاع، وانعقد عليه الْإِجماع۔"

(ص:۱۹)

ترجمہ:۔۔۔"اور مصنف کے قول "وفي كل وقت" میں اس نظریے کا رَدّ ہے جو جہمیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت یا اس کا کچھ حصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے سے ختم ہوجائے گا، کیونکہ صحیحین میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جزیہ موقوف کردیں گے، اور اس حدیث کا مطلب جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار سے جزیہ قبول نہیں کریں گے، پس ان سے اسلام کے سوا کچھ قبول نہیں کریں گے۔ جواب یہ ہے کہ یہ بات خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے کفار پر جزیہ لگانے کی مشروعیت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ختم ہوجائے گی، اور یہ کہ ان کے نازل ہونے کے بعد جزیہ قبول نہ کرنا خود ہماری شریعت ہی کا حکم ہے، ان کا عمل اس مسئلے میں اور دیگر مسائل میں ہماری شریعت ہی پر ہوگا نہ

کہ کسی دُوسری شریعت پر، علماء نے اس کی تصریح کی ہے جیسا کہ خطابیؒ نے معالم السنن میں اور نوویؒ نے شرح مسلم میں، اور اس میں احادیث بغیر نزاع کے ثابت ہیں اور اس پر اِجماع منعقد ہے۔“

علامہ خلخالیؒ:

علامہ حسین بن حسن حنفی خلخالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) حاشیہ شرح عقائد جلد اوّل میں لکھتے ہیں:

”وأما نزول عیسیٰ علیہ السلام ومتابعته بشریعته فهو مما یؤکد کونه خاتم النبیّین لأنه إذا نزل کان علیٰ دینه علیٰ أن المراد أنه کان آخر کل نبی ولَا نبی بعده۔“

(شرح عقائد جلالی، حاشیہ ص:۹)

ترجمہ:۔۔۔”شارح (علامہ جلال الدین دوانیؒ) کا یہ قول کہ:”رہا (آخری زمانے میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کرنا، سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین (بمعنی آخری نبی) ہونے کی تاکید کرتا ہے“ (اس کی نفی نہیں کرتا) کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین پر ہوں گے، علاوہ ازیں خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوا۔“

الشیخ العلامہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ:

الشیخ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ (۹۸۸ھ-۱۰۶۸ھ) حاشیہ خیالی علیٰ شرح عقائد میں لکھتے ہیں:

”إنما اکتفی الشارح بذکر عیسیٰ علیه السلام لأن حیاته ونزوله إلی الأرض واستقراره علیه قد ثبت

بأحاديث صحيحة بحيث لم يبق فيه شبهته ولم يختلف فيه أحد بخلاف الثلاثة۔" (مجموعہ حواشی البہیہ ج:۳ ص:۳۴۰)

ترجمہ:۔۔۔"اور شارح نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کرنے پر اس لئے اِکتفا فرمایا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا (آسمان پر) اور ان کا زمین پر نازل ہونا اور ان کا زمین پر قیام کرنا احادیثِ صحیحہ سے اس قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ اس میں کوئی ذرا سا شبہ بھی باقی نہیں رہا، اور اس میں کسی ایک نے بھی اِختلاف نہیں کیا، بخلاف باقی تین حضرات کے (یعنی حضرات اِلیاس، اِدریس اور خضر علیہم السلام کے، کہ ان کی حیات قطعیت سے ثابت نہیں اور اس میں اختلاف بھی ہے)۔"

علامہ ابو البقاؒ:

العلامہ القاضی ابو البقا ایوب بن السید الشریف موسیٰ الحنفی الکفوی رحمہ اللہ (توفی قاضیاً بالقدس سنہ ۱۰۹۴ھ) "کلیات" میں لکھتے ہیں:

"التوفى الإماتة وقبض الروح وعليه استعمال العامة أو الإستيفاء وأخذ الحق وعليه استعمال البلغاء، والفعل من الوفاة، توفي ما لم يسم فاعله لأن الإنسان لا يتوفى نفسه فالمتوفى هو الله تعالىٰ أو أحد من الملائكة۔"

(کلیات ابی البقا ص:۱۲۹)

ترجمہ:۔۔۔"توفی کے معنی ہیں، موت دینا اور رُوح قبض کرلینا، اور یہ عوام کا اِستعمال ہے، یا اس کے معنی ہیں پورا لے لینا اور حق وصول کرنا اور بلغاء کے یہاں یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوتا ہے، یہ فعل لفظ "وفاۃ" سے ہے "توفی" بصیغۂ مجہول استعمال ہوتا ہے کیونکہ انسان اپنے آپ کو خود قبض نہیں کرتا، پس قبض کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں یا کوئی فرشتہ۔"

”عیسیٰ ھو ابن مریم بنت عمران خلقه اللّٰہ بلا أب وھو إسم عبرانی أو سریانی رفع بجسدہ وکذا إدریس علٰی قول وله ثلاث وثلاثون سنة وسینزل ویقتل الدجال ویتزوج ویولد له ویحج ویمکث فی الأرض سبع سنین ویدفن عند النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم۔“

(کلیات ابی البقا ص:۲۶۵)

ترجمہ:… ”حضرت عیسیٰ بن مریم بنت عمران، اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا، یہ نام عبرانی یا سریانی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر اُٹھایا گیا، اسی طرح ایک قول کے مطابق حضرت اِدریس علیہ السلام کو بھی، اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال کی تھی (یہ عیسائیوں کا قول ہے …ناقل) وہ دوبارہ زمین پر نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے، شادی کریں گے، ان کی اولاد ہوگی، زمین میں سات سال رہیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ میں دفن کئے جائیں گے۔“

بارہویں صدی

شیخ اسماعیل رُومیؒ:

بارہویں صدی کے مشہور مفسر شیخ اسماعیل حقی برسوی رُومی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۱۱۳۷ھ) نے اپنی تفسیر رُوح البیان میں متعدّد جگہ اس عقیدے کی تصریحات فرمائی ہیں، تفصیل کے لئے ان کی تفسیر کے مندرجہ ذیل صفحات دیکھ لئے جائیں:

جلد دوم:… صفحات: ۴۰، ۴۱، ۳۱۷ تا ۳۳۰، ۴۶۰، ۴۶۶۔

جلد ہشتم:… ۳۸۴، ۳۸۵۔

یہاں چند حوالے ملاحظہ ہوں:

آیتِ کریمہ: ”وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”{وَمَکَرَ اللہُ} بأن رفع عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام وألقی شبھہ علٰی من قصد اغتیالہ حتّٰی قتل۔“

(ج:۳ ص:۴۰)

ترجمہ:۔۔۔”اور اللہ تعالیٰ نے ایک تدبیر کی وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھالیا اور جو شخص آپ کو اچانک قتل کرنا چاہتا تھا اس پر آپ کی شباہت ڈال دی یہاں تک کہ وہ قتل ہوا۔“

اور آیتِ کریمہ: ”بَلْ رَّفَعَہُ اللہُ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”ردّ وإنکار لقتلہ وإثباتًا لرفعہ، قال الحسن البصری: أی إلی السماء التی ھی محل کرامۃ اللہ تعالٰی ومقر ملائکتہ ولَا یجری فیھا حکم أحد سواہ فکان رفعہ إلٰی ذٰلک الموضع رفعًا إلیہ تعالٰی لأنہ رفع أن یجری علیہ حکم العباد۔“ (رُوح البیان ج:۲ ص:۳۱۸)

ترجمہ:۔۔۔”اس فقرے میں آپ کے قتل کئے جانے کی تردید ہے اور آپ کے اُٹھائے جانے کا اِثبات ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ”اپنی طرف اُٹھانے“ سے مراد ہے آسمان کی طرف اُٹھانا جو اللہ تعالیٰ کی کرامت کا محل اور اس کے فرشتوں کا مستقر ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم (ظاہری طور پر بھی) نہیں چلتا، پس اس جگہ کی طرف اُٹھالینا اپنی طرف اُٹھالینا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بالاتر مقام پر پہنچادیا کہ وہاں آپ پر بندوں کا حکم نہ چل سکے۔“

اور آیتِ کریمہ: ”وَکَانَ اللہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا“ کے تحت لکھتے ہیں:

”لَا یغالب فیما یریده فعزة اللّٰه تعالٰی عبارة عن کمال قدرته فإن رفع عیسٰی علیه السلام إلی السماوات وإن کان متعذرًا بالنسبة إلٰی قدرة البشر لٰکنه سهل بالنسبة إلٰی قدرة اللّٰه تعالٰی لَا یغلبه أحد۔“

(ج:۳ ص:۳۱۹)

ترجمہ:۔۔۔ ”اور اللہ تعالیٰ بہت ہی زبردست ہے، جس بات کا وہ اِرادہ کرے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، پس اللہ تعالیٰ کا عزیز ہونا اس کی کمالِ قدرت سے عبارت ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالینا اگرچہ انسانی قدرت کے اعتبار سے مشکل ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے لحاظ سے بالکل آسان ہے، اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔“

علامہ محمد مہدی الفاسیؒ:

الامام العلامہ شیخ محمد مہدی الفاسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰۹ھ) شارح ”دلائل الخیرات“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی ”خاتم الانبیاء“ کی شرح میں لکھتے ہیں:

”ولَا ینافی ذٰلک نزول عیسٰی علیه السلام بعده لأنه إذا نزل کان علٰی دینه مع أن المراد أنه آخر من نُبّیء۔

وأما الْإجماع فقد أجمعت الأُمّة علٰی أنه ینزل ویحکم بهٰذه الشریعة المحمدیة ولیس ینزل بشریعة مستقلة عند نزوله من السماء وإن کانت النبوّة قائمة به وهو متصف لها۔“

(ص:۱۱۸)

ترجمہ:۔۔۔ ”اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونا اس کے منافی نہیں، کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین پر ہوں گے، علاوہ ازیں خاتم الانبیاء کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری شخص ہیں جن کو نبوّت عطا کی گئی ہے۔

رہا اِجماع! تو پوری اُمت کا اِجماع ہے کہ وہ نازل ہوں گے اور اس شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق عمل کریں گے، اگرچہ نبوّت ان کے ساتھ قائم ہوگی اور وہ اس کے ساتھ متصف ہوں گے۔''

مُلَّا جیونؒ:

شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بہ مُلَّا جیون امیٹھوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۰ھ) ''تفسیراتِ احمدیہ'' میں سورۂ زُخرف کی آیت: ''وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''معناه أنه علم للساعة أن يعلم من نزوله دنو الساعة وقرب القيامة۔'' (ص:۶۵۲)

ترجمہ:۔۔۔''اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے علم کا ذریعہ ہیں، یعنی ان کے نزول سے قیامت کا قریب ہونا معلوم ہوگا۔''

اس کے بعد خروجِ دجال اور نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے واقعے کی تفصیل درج کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:

''ثم إذا نزل عيسىٰ ابن مريم يتزوج ويولد له عليه السلام ويمكث أربعين سنة، ثم يموت ويدفن في قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقوم هو وعيسىٰ ابن مريم وأبوبكر وعمر وبهذا ورد لفظ الحديث۔''

(ص:۶۵۳)

ترجمہ:۔۔۔ ’’پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو شادی کریں گے، ان کے اولاد ہوگی، زمین میں چالیس برس رہیں گے، پھر ان کی وفات ہوگی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ میں دفن ہوں گے، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اِکٹھے اُٹھیں گے، اسی کے ساتھ حدیث کا لفظ وارِد ہوا ہے۔‘‘

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ:

حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ) ’’تفہیماتِ الٰہیہ‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’۸۔ وصیت دیگر:۔۔۔ در حدیث آمدہ است: من ادرک منکم عیسیٰ ابن مریم فلیقرأہ مِنّی السلام، ایں فقیر آرزوئے تمام دارد کہ اگر ایام حضرت رُوح اللہ را دریابد اول کسے کہ تبلیغ اسلام کند من باشم واگر من آنزانہ دریافتم ہر کسے کہ از اولاد یا اَتباع ایں فقیر زمان بہجت نشان آنحضرت دریابد حرص تمام کند در تبلیغ سلام تا کتیبہ آخرہ از کتائب محمدیہ ما باشیم والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔‘‘ (تفہیماتِ الٰہیہ ج:۲ ص:۲۹۸)

ترجمہ:۔۔۔ ’’ایک اور وصیت: حدیث میں آیا ہے کہ: ’’تم میں سے جو شخص حضرت عیسیٰ بن مریم کو پائے وہ ان کو میرا سلام کہے۔‘‘ یہ فقیر آرزوئے تمام رکھتا ہے کہ اگر حضرت رُوح اللہ علیہ السلام کا زمانہ پاوے تو سب سے پہلے ان کو سلام پہنچانے والا میں ہوں گا۔ اور اگر میں ان کو نہ پاؤں تو جو شخص اس فقیر کی اولاد و اَتباع

میں سے آنحضرت علیہ السلام کے زمان بہجت نشان کو پاوے تو سلام پہنچانے کی پوری حرص کرے تا کہ لشکرانِ محمدی میں آخری دستہ ہم ہوں، والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔“

”وقد وعدنا أن یخرج فی آخر الزمان رجل یکون مفتاحًا للشر وھو الدَّجّال الأکبر فیمحقه عیسیٰ علیه السلام۔“ (تفہیماتِ الٰہیہ ج:۱ ص:۸۳)

ترجمہ:۔۔۔”اور ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ آخری زمانے میں ایک شخص ہوگا جو ”شر کی کنجی“ ہوگا اور وہ دَجالِ اکبر ہے، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو ہلاک کریں گے۔“

علامہ سفارینیؒ:

الشیخ العلامہ محمد بن احمد السفارینی الاثری الحنبلی رحمہ اللہ (۱۱۱۴ھ-۱۱۸۸ھ) اپنے عقیدۂ منظومہ ”الدرة المضیة فی عقد الفرقة المرضیة“ میں فرماتے ہیں:

”وما اتی فی النص من أشراط
فکله حق بلا شطاط
منها الإِمام الخاتم الفصیح
محمدٍ المهدی والمسیح“

(یعنی قرآن وحدیث کے نصوص میں قیامت کی جو علاماتِ کبریٰ وارِد ہوئی ہیں وہ سب برحق ہیں، ان میں کوئی بعد نہیں، چنانچہ علاماتِ کبریٰ جن میں احادیثِ متواترہ وارِد ہیں، ان میں ایک تو اِمام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہے اور دُوسری علامت حضرت مسیح علیہ السلام کا نازل ہونا ہے)۔

پھر اس دُوسری علامت کی شرح کرتے ہوئے ”الدرة المضیة لوائح الأنوار البھیة وسواطع الأسرار الأثریة“ میں لکھتے ہیں:

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

"(و) منها أی مِن علامات الساعة العظمٰی العلامة الثالثة أن ينزل من السماء السيّد (المسيح) عيسٰى عليه السلام ونزوله ثابتٌ بالكتاب والسُنّة، وإجماع الأمّة -----

أما الكتاب فقوله: {وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ} أى ليؤمنن بعيسٰى قبل موت عيسٰى وذٰلك عند نزوله من السماء فی آخر الزمان۔

وأما السُنّة ففى "الصحيحين" وغيرهما عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "والذى نفسى بيده! ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حَكَمًا عدلًا فيكسر الصّليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية" الحديث۔

وفى مسلم عنه: "والله! لينزلن ابن مريم حَكَمًا عدلًا، فيكسر الصّليب" بنحوه، وأخرج مسلم أيضًا عن جابر بن عبدالله رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لَا تزال طائفةٌ من أمّتى يقاتلون على الحق ظاهرين إلٰى يوم القيامة، فينزل عيسَى ابن مريم فيقول أميرهم: تعال صلّ بنا۔ فيقول: لَا! إنّ بعضكم علٰى بعضٍ أمراء تكرمة الله هٰذه الأمّة"۔

أما الْإجماع فقد اجتمعت الأمّة علٰى نزوله ولم يخالف فيه أحدٌ من أهل الشريعة، وإنما أنكروا ذٰلك الفلاسفة والملاحدة مما لَا يعتد خلافه، وقد انعقد إجماع الأمّة علٰى أنه ينزل ويحكم بهٰذه الشريعة المحمدية وليس

ینزل مستقلة عند نزوله من السماء وإن كانت النبوة قائمة به، وهو متّصف بها۔"

(کتاب لوائح الأنوار البھیة وسواطع الأسرار الأثریة ص:۹۰، مطبوعہ مجلہ انصار الاسلامیہ مصر ۱۳۳۲ھ)

ترجمہ:... "اور قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے تیسری علامت یہ ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا کتاب وسنت اور اِجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔

کتابُ اللہ سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں: "وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ" (النساء:۱۵۹) "اور نہیں ہے اہلِ کتاب میں سے کوئی، مگر وہ اِیمان لائے گا ان پر ان کی موت سے پہلے" یعنی تمام اہلِ کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر اِیمان لائیں گے۔ اور یہ آخری زمانے میں اس وقت ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

اور سنت سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت یہ ہے کہ صحیحین اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضے میں ہے! قریب ہے کہ ابنِ مریم علیہ السلام تم میں حاکمِ عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے، پس صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کردیں گے" الحدیث۔

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”میری اُمت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور وہ قیامت تک غالب رہیں گے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا اَمیر ان سے عرض کرے گا کہ: ہمیں نماز پڑھائیے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: نہیں! (بلکہ اس نماز کی اِمامت آپ ہی کرائیں) بے شک تم میں سے بعض، بعض پر اَمیر ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُمت کا اِعزاز ہے (کہ ایک جلیل القدر نبی ان میں سے ایک شخص کی اِقتدا میں نماز پڑھتے ہیں)۔

اور اِجماعِ اُمت سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت یہ ہے کہ پوری اُمت کا اس پر اِجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور اس عقیدے میں اہلِ شریعت میں سے کسی کا اِختلاف نہیں، اس میں صرف فلاسفہ اور ملاحدہ نے اِختلاف کیا ہے، جن کے اِختلاف کا کوئی اِعتبار نہیں۔

اور اُمت کا اس پر اِجماع منعقد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس شریعتِ محمدیہ۔۔۔علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔۔۔کے مطابق فیصلہ کریں گے اور آسمان سے نازل ہونے کے وقت اپنی الگ شریعت لے کر نازل نہیں ہوں گے، اگرچہ نبوّت ان کے ساتھ قائم ہوگی اور وہ بدستور وصفِ نبوّت کے ساتھ موصوف ہوں گے۔“

شیخ محمد اکرم صابریؒ:

بارہویں صدی کے بزرگ شیخ المشائخ مولانا محمد اکرم صابری رحمہ اللہ ۱۱۳۲ھ

میں تصنیف شدہ اپنی کتاب ''اقتباس الانوار'' میں لکھتے ہیں:

''ویک فرقہ برآں رفتہ اند کہ مہدی آخر الزماں عیسیٰ بن مریم است علیہ السلام، وایں روایت بہ غایت ضعیف است، زیرا کہ اکثر اَحادیث صحیح ومتواتر از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود، وعیسیٰ بن مریم باو اقتدا کردہ نماز خواہد گزارد، وجمیع عارفان صاحبِ تمکین برایں متفق اند۔''

(اقتباس الانوار ص:۷۲)

ترجمہ:۔۔۔''اور کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ مہدیٔ آخرالزماں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ اور یہ روایت نہایت کمزور ہے، کیونکہ بہت سی صحیح ومتواتر اَحادیث حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارِد ہوئی ہیں کہ اِمام مہدی اولادِ فاطمہؓ سے ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان کی اِقتدا میں نماز ادا کریں گے، اور تمام عارفین باتمکین اس پر متفق ہیں۔''

شیخ احمد الدردیرؒ:

الامام العارف الشیخ احمد بن محمد بن احمد الدردیر المالکی رحمہ اللہ (۱۱۲۰ھ-۱۲۰۱ھ) اپنے عقیدۂ منظومہ مسمّٰی بہ ''الخريدة البهية'' میں فرماتے ہیں:

وبكل ما جاء عن البشير
من كل حكم صار كالضروري

ترجمہ:۔۔۔''اوران تمام اُمور پر اِیمان لانا واجب ہے جو عام وخاص میں مشہور ہونے کی وجہ سے دِین کے بدیہی مسائل بن گئے ہیں۔''

اوراس کی شرح میں ضروریاتِ دِین کی مثالیں دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وکشرائط الساعة الخمسة المتفق علیها ـــــ أولها خروج المسیح الدَّجّال ـــــ وثانیها نزول المسیح عیسٰی ابن مریم علیه الصلاة والسلام من السماء وقتله الدَّجّال۔“ (ص:۷۰)

ترجمہ:۔۔۔”اور مثلاً قیامت کی پانچ متفق علیہ علامتیں، اوّل مسیحِ دجال کا نکلنا، دوم حضرت مسیح بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دَجال کو قتل کرنا۔“

سیّد محمد مرتضیٰ زبیدیؒ:

الامام العلامہ محب الدین ابوالفیض السیّد محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی رحمہ اللہ (۱۱۴۵ھ-۱۲۰۵ھ) ”تاج العروس“ میں لکھتے ہیں:

”(ولُدّ بالضم بفلسطین یقتل عیسٰی علیه السلام الدجال عند بابه) وهو الذی جزم به أقوام کثیرون ممن ألف فی أحوال الآخرة وشروط الساعة، وادعی قوم أن الوارد فی بعض الأحادیث أنه یقتله عند محاصرته المهدی فی القدس واعتمده القاری فی الناموس، کما قاله شیخنا۔“

(تاج العروس، فصل اللام من باب الدّال، ج:۲ ص:۴۹۳)

ترجمہ:۔۔۔”(اور لُدّ (بالضم) فلسطین کے ایک قریہ کا نام، جس کے دروازے کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے) اور اسی پر جزم کیا ہے، ان بہت سے حضرات نے جنھوں نے اَحوالِ آخرت اور علاماتِ قیامت پر کتابیں تالیف فرمائی ہیں، اور بعض حضرات نے دعویٰ کیا ہے کہ بعض احادیث میں

وارِد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اس وقت قتل کریں گے جبکہ اس ملعون نے بیت المقدس میں حضرت مہدی علیہ الرضوان اور ان کے لشکر کا محاصرہ کر رکھا ہوگا۔ حضرت شیخ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''الناموس'' میں اسی پر اِعتماد کیا ہے، یہ بات ہمارے شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے فرمائی ہے۔''

فائدہ:۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس وقت ہوگا جبکہ دجال لعین کے لشکر نے حضرت مہدی علیہ الرضوان اور ان کے لشکر کا محاصرہ کر رکھا ہوگا، حضرت رُوح اللہ علیہ السلام نازل ہوکر نمازِ فجر میں شریک ہوں گے اور نماز کے بعد اس کے مقابلے میں نکلیں گے۔ دجال آپ کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوگا، آپ اس کا تعاقب کریں گے، اور بابِ لُدّ پر اس کو جالیں گے۔

تیرہویں صدی

شیخ الاسلام بخاری دہلویؒ:

شیخ الاسلام فخر الدین بن محب اللہ بن نورُ اللہ بن نورُ الحق بن شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ، شرح بخاری میں ''بابِ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام'' کے تحت لکھتے ہیں:

''وگفتہ اند حکمت در نزولِ عیسیٰ علیہ السلام نہ غیر وی از انبیاء رو بر یہودیت کہ می گفتند کہ زعم می کردند کہ کشتند و بر دار کشیدہ اند اورا، یا برای نزدیک بودن اجل او تا دفن کردہ شود در زمین زیرا چہ نمی سزد، ہیچ آفریدہ از خاک را اینکہ بمیرد در غیر خاک، یا بجہت آنکہ دُعا کردہ بود خدا را وقتیکہ دید صفت محمد مصطفی واُمت او را اینکہ بگرداند عیسیٰ را از ایشاں، پس قبول کرد خدائے تعالیٰ دُعا اورا، و باقی داشت اورا تا نزول کند در آخر زماں وتجدید کند امر اسلام را، پس اتفاق شود خروج دجال پس بکشد دجال را، یا بجہت تکذیب نصاریٰ و اظہار بغی

ایشاں در دعویٰ ایشاں اباطیل را یا بجہت اقرب بودن اوست از دیگراں باآنحضرت درزمان۔“

(شرح شیخ الاسلام برحاشیہ تیسیر القاری ج:۶ ص:۱۵۷)

ترجمہ:۔۔۔”اور علماء نے کہا ہے کہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مقدر ہوا کسی اور نبی کا نہیں، اس کی حکمت یہ ہے کہ اس سے ایک تو یہود پر رَدّ کرنا مقصود تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے آپ کو قتل کرڈالا اور سولی دے دی۔ یا اس لئے کہ ان کی موت کا وقت قریب آچکا ہوگا، اس لئے ان کو نازل کیا جائے گا تا کہ زمین میں دفن کئے جائیں۔ اس لئے کہ جو شخص مٹی سے پیدا ہوا، اس کی موت بھی زمین پر ہی ہونی چاہئے۔ یا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کی صفت ملاحظہ کی تو حق تعالیٰ شانہ‘ سے دُعا کی تھی کہ ان کو بھی اُمتِ محمدیہ میں شامل کردے۔ حق تعالیٰ شانہ‘ نے ان کی دُعا قبول فرمالی اور ان کو زِندہ رکھا یہاں تک کہ وہ آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے اور دِینِ اسلام کی تجدید کریں گے، اس وقت دجال نکلا ہوا ہوگا، پس اس کو قتل کریں گے۔ یا ان کا نزول نصاریٰ کی تکذیب اور ان کے ظلم وتعدی اور ان کے غلط اور باطل دعوؤں کی تردید کے لئے ہوگا۔ یا اس کی وجہ سے کہ وہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باعتبارِ زمانہ کے اَقرب ہیں۔“

شیخ احمد سلاویؒ:

الشیخ المحقق العلامہ احمد بن محمد بن ناصر السلاوی رحمہ اللہ اپنے رسالے **”تعظیم الاتفاق فی آیۃ اخذ المیثاق“** میں لکھتے ہیں:

”ولھٰذا یأتی عیسیٰ علیه السلام فی آخر الزمان حاکمًا بشریعته وھو نبی کریم علٰی حاله وھو واحد من ھٰذه الاُمّة أیضًا بل صحابی لِاتباعه لشرع المصطفٰی ولِاجتماعه به فی لیلة الاِسراء وھو حیٌّ۔“

(بحوالہ جواھر البحار للنبھانی ص:۱۴۸۶)

ترجمہ:۔۔۔”اور اسی بنا پر عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے، اور وہ بدستور نبی مکرم ہوں گے، اور وہ اس اُمت کے اَفراد میں سے ایک فرد بھی ہوں گے، بلکہ وہ صحابی ہوں گے، کیونکہ وہ شریعتِ مصطفویہ۔۔۔علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔۔۔کی پیروی کریں گے، اور اس لئے کہ انہوں نے بحالتِ حیات شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے۔“

نیز اسی میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

”لَا شک أن عیسیٰ حین نزوله لَا تسلب عنه نبوّته ولَا رسالته بل ینزل متصفًا بھما کما کان فی الدُّنیا قبل رفعه، ولٰکنه یحکم إذًا بشریعة المصطفٰی صلی الله علیه وسلم وذٰلک عن الاِتباع قطعًا إذ لو لم یکن متبعًا له ما حکم بشرعه فقد جمع بین تمام نبوّته ورسالته فی نفسه وبین إتباعه فی الحکم والشرع لنبینا صلی الله علیه وسلم کیف وقد عدوه من ھٰذه الاُمّة بل من الصحابة لملاقاته المصطفٰی صلی الله علیه وسلم لیلة الاِسراء وھو حیٌّ فثبت له الصحبة وھو نبی علٰی حاله فھو نبی صحابی تابع لشرع نبینا مجتھد ولَا محذور۔“ (حوالۂ بالا ص:۱۴۹۰)

ترجمہ:۔۔۔”اس میں شک نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جب

نازل ہوں گے تو ان سے نبوّت ورِسالت سلب نہیں کی جائے گی، بلکہ وہ نازل ہوں گے اور ان دونوں کے ساتھ متصف ہوں گے، جیسا کہ اُٹھائے جانے سے پہلے دُنیا میں ان کے ساتھ متصف تھے، لیکن وہ نازل ہوکر شریعتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حکم کریں گے، اور یہ قطعاً عین اِتباع ہے، اس لئے کہ اگر وہ متبع نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق حکم نہ فرماتے۔ پس وہ اپنی ذاتی نبوّت و رِسالت، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وشریعت کی پیروی، ان دونوں باتوں کے جامع ہوں گے۔ اور علماء نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اِس اُمت میں بلکہ صحابہ میں سے شمار کیا ہے، کیونکہ انہوں نے بحالتِ حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شبِ معراج میں ملاقات کی، پس ان کو صحابیت کا شرف بھی حاصل ہے اور وہ بدستور نبی بھی ہیں، پس وہ نبی ہیں، صحابی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہیں اور اس میں مجتہد ہیں۔"

شاہ رفیع الدینؒ:

حضرت مسند الہند شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴۹ھ) نے اپنے فارسی رسالے "قیامت نامہ" میں ظہورِ مہدیؓ وحیات ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام کو آٹھ صفحات میں نہایت بسط وتفصیل سے بیان کیا ہے۔ (دیکھئے: "قیامت نامہ" فارسی ص:۳ تا ۱۱)

نواب قطب الدین دہلویؒ:

الشیخ الفقیہ المحدث نواب قطب الدین ابن محی الدین الحنفی الدہلوی رحمہ اللہ (۱۲۲۴ھ-۱۲۸۹) "مظاہرِ حق شرح مشکوٰۃ" میں "باب نزولِ عیسیٰ علیہ السلام" کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"بالتحقیق ثابت ہوا ہے صحیح حدیثوں سے کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام اُتریں گے آسمان سے زمین پر، اور ہوں گے تابع دِینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر۔“

ایک دُوسری جگہ لکھتے ہیں:

”اور ذِکر کیا حضرات نے ان دس نشانیوں میں سے نکلنا آفتاب کا جانبِ غروب ہونے سے چنانچہ بیان اس کا حدیث میں آوے گا، اور ذِکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُترنا عیسیٰ بیٹے مریم کا آسمان سے زمین پر۔“ (ج:۴ ص:۳۸۷)

شیخ حسن شطیؒ:

الشیخ الامام حسن بن عمر بن معروف الشطی الدمشقی الحنبلی رحمہ اللہ (۱۲۰۵ھ۔۱۲۷۴ھ) ”مختصر لوامع الأنوار البھیۃ“ میں لکھتے ہیں:

”العلامۃ الثالثۃ: أنہ ینزل من السماء السیّد المسیح ابن مریم علیہ السلام فنزولہ ثابت فی الکتاب والسُّنّۃ وإجماع الأُمّۃ۔“

ترجمہ:۔۔۔”قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے تیسری علامت یہ ہے کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، پس ان کا نازل ہونا کتاب وسنت اور اِجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔“

علامہ محمد بن محمد الامیرؒ:

الشیخ العلامہ محمد الامیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴۶ھ) شرح ”جوہرۃ التوحید“ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

”(قولہ: فلا تبتدأ) احتراز عن عیسیٰ فلیس

كأنبياء بني إسرائيل بعد موسىٰ فإنهم ابتدئت نبوّتهم بعده وإرسال موسىٰ لقيد بحياته فهم مستقلون وأما عيسىٰ بعد محمد فكأحد المجتهدين بالقرآن لأنذركم به ومن بلغ۔"

(حاشية الأمير علىٰ شرح جوهرة التوحيد ص:۱۱۶، ازہریہ مصر ۱۳۰۹ھ)

ترجمہ:۔۔۔ "مصنف کا قول "پس نئی نبوّت نہیں آئے گی" یہ اِحتراز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیائے بنی اسرائیل جیسی نہیں ہوگی، کیونکہ ان کی نبوتوں کی اِبتدا موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوّت ان کی حیات تک محدود تھی، پس وہ اپنی نبوّت میں مستقل تھے۔ لیکن رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، تو ان کی حیثیت اس اُمت کے ایک مجتہد کی ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت قیامت تک کے لئے ہے۔"

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ:

حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۲۹۷ھ) "آبِ حیات" میں لکھتے ہیں:

"باقی رہا یہ شبہ کہ اس صورت میں مناسب یہ تھا کہ (دجال) خود حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے مقتول ہوتا، کیونکہ اَضداد دَافع اَضداد ہوا کرتے ہیں، سو اس صورت میں ضد مقابل دجال آپ تھے، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ تضاد اِیمان و کفر مُسلّم ہے، پر

اَضداد کثیر المراتب میں ہر مرتبہ کیف ما اتفق دُوسرے ضد کے ہر ہر مرتبے کا مضاد نہیں ہوا کرتا، سو دَجال ہرچند مراتب موجودہ کفر میں سب میں بالا ہے، پر مقابل مرتبہ محمدی نہیں ہوسکتا۔۔۔۔۔۔ ہاں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام البتہ دجال کے لئے مدِمقابل ہوں گے۔

بالجملہ دجال لعین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اگرچہ باعتبار کمالِ ایمان وکفر ضدِ مقابل ہے، مگر باعتبار درجہ نبوی ودرجہ دجالی باہم تضاد نہیں، بلکہ دجال باعتبار تقابل مرتبہ سافل میں ہے، کہ ادھر اور انبیاء علیہم السلام بھی درجہ نبوی سے فروتر ہیں، اس لئے بالضرور انبیاء باقیہ میں سے کوئی اور نبی اس کے لئے ضدِ مقابل ہوگا، سو بایں نظر کہ اصل ایمان اِنقیاد و تذلل ہے، جس کا خلاصہ عبدیت ہے، اور اصلِ کفر اِبا و اِمتناع ہے، جس کا حاصل تکبر ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیحِ دجال لعین میں تقابل نظر آتا ہے، اس لئے کہ:

۱:۔۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حق میں فرماتے ہیں: "اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ" اور دَجال لعین دعویٰ اُلوہیت کرے گا۔"

۲:۔۔۔ ادھر جس قسم کے خوارق مثل اِحیاءِ موتیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہوئے تھے، اسی طرح کے خوارق اس مردود سے ہوں گے۔

۳:۔۔۔ پھر بایں ہمہ دعویٰ عبودیت نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بنالینا جمع کرنا ضدین یعنی داعیہ اِزالہ منکر واِلتزام منکر مذکور ہے۔

۴:۔۔۔ پھر اس پر ان کا کیا، گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کیا ہے، اس لئے کہ اِقتدا انبیائے سابقین، سیّد المرسلین تو

معلوم ہی ہو چکا۔

۵:۔۔۔ پھر دعویٰ عبودیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہ نسبت حضرتِ اقدس سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نائبِ خاص ہیں۔

منصبِ بشارت آمد آمد سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مامور ہوئے گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اَتباع کو آپ کے حق میں مقدمۃ الجیش سمجھئے، چنانچہ انجامِ کار شامل حال اُمتِ محمدی ہو غنیم اکبر دجال موعود کو قتل کرنا زیادہ تر اس کا شاہد ہے کہ اس لئے کہ وقت اِختتام سفر و مقابلہ غنیم و بغاوت سپاہیان مقدمۃ الجیش بھی شریک لشکر ظفر پیکر ہو جاتے ہیں۔‘‘

(آبِ حیات ملخصاً ص:۱۷۵-۱۸۱ طبع جدید ملتان)

چودھویں صدی

حسنین محمد مخلوفؒ:

دیارِ مصر کے مفتی شیخ حسنین محمد مخلوف (المتوفی ۱۳۵۵ھ) اپنی تفسیر ’’صفوۃ البیان لمعانی القرآن‘‘ میں حیات ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’واعلم أن عیسی علیه السلام لم یُقتل ولم یُصلب، کما قال تعالٰی: {وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ} وقال: {وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا} فاعتقادُ النصاریٰ القتل والصَّلب کفرٌ لَا ریب فیه، وقد أخبر اللّٰه تعالٰی أنه رَفع إلیه عیسٰی، کما قال: {وَرَافِعُکَ اِلَیَّ} وقال: {بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ} فیجب الْإِیمان به۔

والجمهور علٰی أنه رفع حیًّا من غیر موت ولَا غفوة

بجسده وروحه إلى السماء، والخصوصية له عليه السلام هى فى رفعه بجسده وبقاءه فيها إلى الأمد المقدّر له۔“ (صفوة البيان لمعانى القرآن للشيخ حسنين محمد مخلوف ص:۸۲)

”{وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا} متيقنين أنه هو، بل رفعه الله إلى السماء التى لَا حكم فيها إلّا الله تعالىٰ، وطهّره من الذين كفروا۔

۱۵۹- {وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ} أى ما أحدٌ من أهل الكتاب الموجودين عند نزول عيسىٰ عليه السلام آخر الزمان إلّا ليؤمننَّ بأنه عبدُالله ورسولُه وكلمته، قبل أن يموت عيسىٰ وتكونَ الأديان كلُّها دينًا واحدًا، وهو دين الْإسلام الحنيف، دينُ إبراهيم عليه السلام، ونزولُ عيسىٰ عليه السلام ثابتٌ فى الصحيحين، وهو من أشراط الساعة۔“

(صفوة البيان لمعانى القرآن للشيخ حسنين محمد مخلوف ص:۸۲)

”۱۱۷- {فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ} فلما أخذتنى وافيًا بالرفع إلى السماء حيًّا، إنجاءً لى مما دبّروه من قتلى، من التوفّى وهو أخذ الشيء وافيًا أى كاملًا، وقد جاء التوفّى بهٰذا المعنى فى قوله تعالىٰ: {يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا}، ولَا يصحّ أن يُحمل على الْإماتة، لأن إماتة عيسىٰ فى وقت حصار أعداءه له ليس فيها ما يسوّغ الْإمتنان بها، ورَفْعُه إلى السماء بعد الموت جُثّةً هامدةً سُخفٌ من القول، قد نزّه الله السماء أن تكون قبورًا الجُثث الموتىٰ، وإن كان الرفع بالرُّوح فقط، فأىّ مزيّة

لعیسیٰ فی ذٰلک علیٰ سائر الأنبیاء، والسماء مستقرّ أرواحهم الطاهرة، فالحق أنه علیه السلام رفع إلی السماء حیًّا بجسده وقد جعله الله وأُمّه آیة، والله علیٰ کل شیء قدیر۔" (صفوۃ البیان لمعانی القرآن للشیخ حسنین محمد مخلوف ص:۱۶۷)

ترجمہ:۔۔۔"واضح ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ سولی دی گئی، جیسا کہ اِرشادِ باری ہے:"حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی چڑھایا، لیکن ان کو اِشتباہ ہوگیا" اور فرمایا:"اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا۔" پس نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کئے جانے اور سولی چڑھائے جانے کا اِعتقاد بلاشبہ کفر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھالئے گئے، جیسا کہ فرمایا: "میں تم کو اپنی طرف اُٹھائے لیتا ہوں" اور فرمایا:"بلکہ اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا" پس اس پر اِیمان لانا واجب ہے۔ اور جمہور علمائے اُمت کا اس پر اِجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند اور بے ہوشی کے بغیر جسم اور رُوح سمیت زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا ہے، اور ان کی خصوصیت بھی تب ہی ثابت ہوتی ہے کہ انہیں رُوح مع الجسد آسمان پر اُٹھالیا گیا ہو، اور وہ ایک وقتِ مقرّرہ تک آسمان پر رہیں۔"

اس سے آگے لکھتے ہیں:

"اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا" یعنی ان کو یہ یقین نہیں تھا کہ یہ شخص جس کو ہم سولی دے رہے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر اُٹھالیا، جہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں چلتا، اور اللہ

تعالیٰ نے ان کو پاک کردیا ان لوگوں کی صحبت سے جنہوں نے کفر کیا۔'' اور نہیں رہے گا اہلِ کتاب میں سے ایک شخص بھی مگر اِیمان لائے گا ان پر ان کی موت سے پہلے'' جو شخص موجود ہوگا وہ ان پر ضرور اِیمان لائے گا اہلِ کتاب میں سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، رسول اور اس کے کلمہ ہیں، اس وقت تمام اَدیان ختم ہوجائیں گے صرف دِینِ اسلام یعنی ملتِ ابراہیم باقی رہ جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا صحیحین کی احادیث سے ثابت ہے اور وہ من جملہ علاماتِ قیامت میں سے ہے۔''

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''پھر جبکہ آپ نے مجھ کو اُٹھالیا'' یعنی جب مجھ کو پورا پورا لے لیا آسمان کی طرف زِندہ اُٹھاکر، مجھے قتل کرنے کے جو منصوبے بنارہے تھے ان سے نجات دینے کے لئے۔

''توفی'' کے معنی ہیں کسی شے کو پورا پورا لے لینا، اور ''توفی'' اسی معنی میں استعمال ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں: ''اے عیسیٰ! (کچھ غم نہ کرو) بے شک میں تم کو قبضے میں لینے والا ہوں اور (فی الحال) میں تم کو اپنی طرف اُٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں۔''

(یہاں) توفی کو موت دینے کے معنی پر محمول کرنا صحیح نہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے دُشمنوں کے محاصرے میں موت دینا، کوئی قابلِ اِمتنان اَمر نہیں۔ اسی طرح اس سے ان کے مُردہ جسم کا آسمان پر اُٹھایا جانا مراد لینا بھی کم عقلی کی بات ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو اس سے منزہ رکھا ہے کہ وہاں مُردوں کی قبریں بنائی جائیں۔ اگر رَفع سے محض رفعِ رُوح مراد لی

جائے تو اس میں دُوسرے انبیاء کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا خصوصیت رہ جاتی ہے، جبکہ آسمان تو تمام اَرواحِ مقدسہ کا مستقر ہے۔ پس حق یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدِ عنصری آسمان کی طرف اُٹھائے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی ماں کو ایک نشان بنایا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہیں۔''

علامہ انور شاہ کشمیریؒ:

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) اپنی تالیف ''تحیة الاسلام'' میں لکھتے ہیں:

''جاننا چاہئے کہ اس عالم میں بھی آخرت کے کچھ نمونے موجود ہیں۔۔۔۔۔۔اور قربِ قیامت کا زمانہ تو خرقِ عادت کا وقت ہے، اور نبوّت، دجل وفریب کے مقابلہ اور مقاومت کے لئے ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِرشاد میں اس کی طرف اِشارہ ہے کہ: ''اگر وہ (دجال) میری موجودگی میں آیا تو اس کے مقابلے کے لئے میں خود موجود ہوں۔'' اور عیسیٰ علیہ السلام تو درحقیقت اس باب میں دجال کی بالکل ضد ہیں، پس جب دُنیا ہی میں آخرت کے نمونے موجود ہیں تو قیامت کے آنے کو کیوں مستبعد سمجھا جائے؟ اور علاماتِ قیامت کا کیوں اِنکار کیا جائے؟ اور جب ویسے بھی دُنیا میں دجل، سحر، شعبدہ بازی جیسے اعمال بہرحال پائے جاتے ہیں تو ان کے مقابلے میں معجزاتِ حسیّہ کا وجود بھی ضروری ہے، کیونکہ سنت اللہ یونہی جاری ہے، اور چونکہ دجال، حضرت مسیح علیہ السلام کا نام چرالے گا (اور خود مسیح بن بیٹھے گا) تو اس کے مقابلے میں اس کی تردید وتکذیب کی غرض سے مسیح علیہ السلام کا نزول

ضروری ہوا، اور چونکہ مسیح علیہ السلام خود من جملہ ارواح کے ہیں اور نمونۂ آخرت ہیں، اس لئے ان کی حیات کا طویل ہونا بھی (کوئی مستبعد چیز نہیں بلکہ) سنت اللہ ہے۔“

(تحیۃ الاسلام ص:۸)

شیخ زاہد الکوثریؒ:

شیخ الاسلام علامہ شیخ محمد زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) اپنے رسالے **”نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ علیہ السلام“** میں لکھتے ہیں:

”کتابُ اللہ، سنتِ متواترہ اور اِجماعِ اُمت، عقیدۂ نزولِ مسیح علیہ السلام پر متفق ہیں۔“

صفحہ:۳۶ پر کتابُ اللہ کی روشنی میں حیات ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام پر طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں:

”اور یہ بھی واضح ہوا کہ تنہا قرآنی نصوص ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اُٹھائے جانے اور آخری زمانے میں ان کے نازل ہونے کو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں، کیونکہ ایسے خیالی اِحتمالات کا کوئی اِعتبار نہیں جو کسی دلیل پر مبنی نہ ہوں، پھر جبکہ قرآنی تصریحات کے ساتھ احادیثِ متواترہ بھی موجود ہوں اور خلفاً عن سلف تمام اُمت اس عقیدے کی قائل چلی آتی ہو، اور دورِ قدیم سے لے کر آج تک اس عقیدے کو کتبِ عقائد میں درج کیا جاتا رہا ہو، تو اس کی قطعیت میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے؟ **فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ!** (اب حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا رکھا ہے)۔“

صفحہ:۳۷ پر فرماتے ہیں:

”اور ہم نے ثابت کردیا ہے کہ قرآنِ حکیم کے نصوصِ

قطعیہ رَفع ونزول پر دَلالت کرتے ہیں، اور ہر زمانے میں اَئمہ دِین، علمائے اُمت، بالخصوص مفسرین قرآنی آیات کی یہی مراد سمجھتے چلے آتے ہیں۔“

صفحہ:۳۸ پر فرماتے ہیں:

”پس جو شخص رَفع ونزول کا اِنکار کرتا ہے، وہ ملتِ اِسلامیہ سے خارج ہے، کیونکہ وہ ہوائے نفس کی رُو میں بہ کر کتاب وسنت کو پشت انداز کرتا ہے، اور ملتِ اسلامیہ کے اس قطعی عقیدے سے رُوگردانی کرتا ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہے۔“

صفحہ:۴۰ پر فرماتے ہیں:

”اَطرافِ حدیث پر نظر کرنے کے بعد نزولِ مسیح کا اِنکار بے حد خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، رَفع ونزول کے مسئلے میں احادیثِ متواترہ کا وجود قطعی ہے اور بزدویؒ نے ”بحث متواتر“ کے آخر میں تصریح کی ہے کہ ”متواتر کا منکر اور مخالف کافر ہے“ شیخ بزدویؒ نے متواتر کی مثال میں ”قرآنِ حکیم، نمازِ پنج گانہ، تعدادِ رکعات اور مقادیرِ زکوٰۃ“ جیسی چیزوں کا ذِکر کیا ہے، اور کتبِ حدیث میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا ذِکر، مقادیرِ زکوٰۃ سے کسی طرح کم نہیں (پھر جب مقادیرِ زکوٰۃ کا منکر کافر ہے تو نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا منکر کیوں کافر نہ ہوگا؟)۔“

صفحہ:۴۷ پر فرماتے ہیں:

”نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ صرف کسی ایک مذہب کا عقیدہ نہیں، بلکہ یہ ”اِجماعی عقیدہ“ ہے، کوئی مذہب ایسا نہیں ملے گا جو اس کا قائل نہ ہو، چنانچہ فقہِ اکبر بروایت حماد، فقہِ اوسط بروایت ابومطیع، الوصیۃ بروایت ابی یوسف اور عقیدہ طحاوی سے واضح ہے،

کہ اِمام ابوحنیفہؒ اور آپ کے تمام متبعین عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں۔۔۔نصف اُمت تو یہی ہوئی۔۔۔اسی طرح اِمام مالکؒ اور تمام مالکیہ، اور تمام شافعیہ سب کے سب اس عقیدے پر متفق ہیں، اِمام احمد بن حنبلؒ نے عقائدِ اہلِ سنت کے بیان میں جو چند خطوط اپنے شاگردوں کے نام لکھے تھے، ان سب میں یہ عقیدہ مذکور ہے، یہ رسائل اہلِ علم کے یہاں صحیح سندوں سے ثابت اور مناقبِ احمد لابن جوزیؒ اور طبقاتِ حنابلہ لابی یعلیٰؒ میں مدوّن ہیں۔ اسی طرح ظاہریہ بھی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے قائل ہیں، چنانچہ ابنِ حزمؒ کی تصریح، کتاب الفصل ج:۳ ص:۲۴۹ میں اور المحلّٰی ج:۱ ص:۹، ج:۷ ص:۳۹۱ میں موجود ہے، بلکہ معتزلہ بھی اس کے قائل ہیں جیسا کہ علامہ زمخشری کے کلام سے واضح ہے، اسی طرح شیعہ بھی اس کے قائل ہیں۔ اب ایسا مسئلہ جس کی دلیل تمام صحاح، تمام سنن اور تمام مسانید میں موجود ہو، اور تمام اِسلامی فرقے جس کے قائل ہوں، اس میں مذہبی تعصب کا گمان کیسے ہوسکتا ہے؟''

حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ:

حکیم الامت مجدّدالملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (متوفیٰ ۱۳۶۲ھ) تفسیر ''بیان القرآن'' میں آیتِ کریمہ: ''وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللہُ'' کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''ف:۔۔۔اس آیت میں چند وعدے مذکور ہیں، جو اس وقت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گئے۔ ایک وقتِ موعود پر طبعی وفات دینا، جس سے مقصود بشارت دینا تھا حفاظت من الاعداء کا، یہ وقتِ موعود اس وقت آوے گا جب قربِ قیامت کے زمانے میں

عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لاویں گے جیسا کہ احادیثِ صحیحہ میں آیا ہے۔

دُوسرا وعدہ عالمِ بالا کی طرف فی الحال اُٹھالینے کا، چنانچہ یہ وعدہ ساتھ کے ساتھ پورا کیا گیا، جس کے ایفاء کی خبر سورۂ نساء میں دی گئی ہے (رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ) اب زندہ آسمان پر موجود ہیں اور اگرچہ پہلا وعدہ پیچھے پورا ہوگا لیکن مذکور پہلے ہے، کیونکہ یہ مثل دلیل کے ہے وعدہ دوم کے لئے اور دلیل رتبتاً مقدم ہوتی ہے اور واو چونکہ ترتیب کے لئے موضوع نہیں لہٰذا اس تقدیم وتاخیر میں کوئی اِشکال نہیں۔۔۔۔۔۔“

شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ:

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶۹ھ) تفسیر عثمانی میں ”بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ“ کے تحت لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ ان کے قول کی تکذیب فرماتا ہے کہ یہودیوں نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا، نہ سولی پر چڑھایا، یہود جو مختلف باتیں اس بارے میں کہتے ہیں، اپنی اپنی اٹکل سے کہتے ہیں، اللہ نے ان کو شبہ میں ڈال دیا، خبر کسی کو بھی نہیں، واقعی بات یہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھالیا، اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے اور اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا، حق تعالیٰ نے ان کو تو آسمان پر اُٹھالیا اور اس شخص کی صورت حضرت مسیح علیہ السلام کی صورت کے مشابہ کردی، جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کردیا، پھر

خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرے کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے، کسی نے کہا کہ: یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں گیا؟ اور ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہا ہے؟ اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ کہا، علم کسی کو بھی نہیں، حق یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اللہ تعالیٰ نے اُٹھالیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا۔

ف:۔۔۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں آسمان پر، جب دجال پیدا ہوگا تب اس جہان میں تشریف لاکر اسے قتل کریں گے اور یہود اور نصاریٰ ان پر اِیمان لائیں گے کہ بے شک عیسیٰ زندہ ہیں، مرے نہ تھے، اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے حالات اور اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب اور مخالفت کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا۔''

چودھویں صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ کیا، علماء محققین نے نہ صرف حیات ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی تصریحات فرمائیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بھرپور تردید بھی کی، اس موضوع پر لکھی گئی تمام کتب اور ان کے اِقتباسات کا اِحاطہ مشکل ہے، تاہم مناسب ہوگا کہ جن اکابرین نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے ان کی ایک منتخب فہرست پیش کردی جائے:

نام	متوفی	تالیف
حضرت مولانا محمد لدھیانویؒ		فتاویٰ قادریہ
حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ		فتاویٰ قادریہ
حضرت مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ		فتاویٰ قادریہ
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۱۳۲۳ھ	**الحل المفهم لصحيح مسلم،** الکوکب الدری ج:۲، لامع الدراری

مولانا محمد علی مونگیریؒ	۱۳۴۶ھ	حقیقت المسیح، شہادتِ آسمانی، معیار المسیح
شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ	۱۳۳۹ھ	ترجمہ شیخ الہند
مولانا احمد رضا خان	۱۳۴۰ھ	الجزر الدیانی علی المرتد القادیانی السوء العقاب علی المسیح الکذاب
مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	۱۳۸۱ھ	ختمِ نبوّت
حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ	۱۳۸۵ھ	فیض الباری، صدائے ایمان
پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ	۱۳۵۶ھ	سیف چشتیائی، شمس الہدایہ فی حیات المسیح
حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ	۱۳۷۲ھ	کفایت المفتی جلداوّل
مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ	۱۳۷۷ھ	ظہورِ مہدی
مولانا عبدالشکور لکھنویؒ		صحیفہ رنگون بردجالِ زبوں
مولانا احمد علی لاہوریؒ	۱۳۸۱ھ	تفسیر وترجمہ قرآن، مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب اور مرزا کے متضاد اقوال
مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ	۱۳۸۲ھ	فلسفہ ختم نبوّت
مولانا محمد اِدریس کاندھلویؒ	۱۳۹۴ھ	القول المحکم فی نزول ابن مریم، حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام، لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ بن مریم، تفسیر معارف القرآن
مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۳۶۸ھ	شہادت مرزا، تفسیر ثنائی
مولانا مفتی محمد شفیعؒ	۱۳۹۵ھ	ختمِ نبوّت کامل، مسیحِ موعود کی پہچان
مولانا محمد یوسف بنوریؒ	۱۳۹۷ھ	مقدمہ عقیدۃ الاسلام
مولانا لعل حسین اخترؒ	۱۳۹۳ھ	احتسابِ قادیانیت (مجموعہ رسائل)
میر ابراہیم سیالکوٹیؒ	۱۳۷۵ھ	الخبر الصحیح عن قبر المسیح، شہادۃ القرآن

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ	۱۳۴۷ھ	بذل المجهود
مولانا محمد حسین بٹالویؒ		خیالی مسیح اوراس کے فرضی حواری سے گفتگو
مولانا مرتضیٰ خان میکشؒ	۱۳۷۹ھ	البرز شکن گرز المعروف مرزائی نامہ، الہامی افسانے
مولانا فقیر محمد جہلمیؒ	۱۳۶۵ھ	ترجمہ تصدیق المسیح
حضرت مولانا مفتی محمودؒ	۱۴۰۰ھ	المتنبی القادیانی

پندرھویں صدی

اسی طرح پندرھویں صدی کے اکابر کے بھی صرف نام، سنِ وفات اور تالیف کا ذِکر کیا گیا ہے، البتہ وہ اکابر جو بقیدِ حیات ہیں، ان کے صرف نام اور تصانیف کے ذِکر پر اِکتفا کیا گیا ہے:

نام		تالیف
حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ	۱۴۰۱ھ	محضر نامہ
حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ	۱۴۰۲ھ	الابواب والتراجم لصحیح البخاری
حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ	۱۴۰۳ھ	خاتم النبیّین
حضرت مولانا مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ	۱۴۱۵ھ	لاہوری اور قادیانی دونوں کافر ہیں، قادیانی کا مکمل بائیکاٹ
حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹکؒ	۱۴۰۹ھ	ملتِ اسلامیہ کا موقف
مولانا محمد اِسحاق سندیلویؒ	۱۴۱۶ھ	مسئلۂ ختمِ نبوّت علم وعقل کی روشنی میں، آخری نبی

پندرھویں صدی کے وہ اکابر جو بقیدِ حیات ہیں

شیخ الاسلام عبدالفتاح ابوغدہ مدظلہٗ	مقدمہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح،

	اوراس کی تحقیق وتخریج
حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ	قادیانیت
مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ	قادیانی کیوں مسلمان نہیں؟
	قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ
حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہٗ	ختمِ نبوّت قرآن وسنت کی روشنی میں
حضرت مولانا شیخ محمد علی صابونی مدظلہٗ	صفوۃ التفاسیر، مختصر ابن کثیر
حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہٗ	درہ زاہدیہ برفرقہ احمدیہ، مسلمان قادیانیوں کو کافر کیوں سمجھتے ہیں؟
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہٗ	قادیانی کا جواب
حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ	ملتِ اسلامیہ کا موقف

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

محمد یوسف لدھیانوی

۴/۴/۱۴۰۱ھ

نزولِ مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں سے ہے

جناب نور محمد قریشی صاحب نے ''نزولِ مسیح آخر کیوں؟'' نامی رسالہ تصنیف کیا اور نظرِ ثانی کے لئے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی خدمت میں بھیجا، آپ نے اس میں چند ترمیمات فرماکر درج ذیل خط لکھا۔ (سعید احمد جلال پوری)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى!

مکرم ومحترم جناب قریشی صاحب، زیدت الطافہم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے مزاجِ سامی بعافیت ہوں گے، جناب کی تصنیفِ لطیف ''نزولِ مسیحؑ آخر کیوں؟'' کئی دن سے آئی رکھی تھی، رات اپنے مشاغل سے فارغ ہوکر اس کا مطالعہ کیا، بہت ہی انبساط ہوا، بعض نکات اتنی خوبصورتی سے لکھے ہیں کہ اگر یہ ناکارہ لکھتا تو شاید نہ لکھ پاتا، فجزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء!

چند اُمور اصلاح طلب نظر آئے، جناب کی نظرِ ثانی کے لئے عرض کرتا ہوں:

۱:۔۔۔محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جہاں جہاں آیا، اس کو ''الرسول اللہ'' لکھا گیا ہے، یہ املائی غلطی ہے، ''الرسول'' مضاف ہے، اس پر ''ال'' نہیں آتا۔

۲:۔۔۔ص:۶۲ ''اگرچہ جمہور علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی دوبارہ آمد کا مسئلہ عقیدہ اور ایمان کا مسئلہ نہیں۔"

یہ تحقیق صحیح نہیں، اُمت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی اُن علاماتِ کبریٰ میں سے ہے، جو قطعی متواتر ہیں، اور دینِ اسلام کے متواترات پر ایمان لانا فرض ہے، چنانچہ عقائد کی کتابوں میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درج کیا گیا ہے، امام طحاویؒ "عقیدۂ طحاویہ" میں لکھتے ہیں:

"ونؤمن بخروج الدجّال ونزول عیسٰی بن مریم علیھما السلام من السماء۔"

اور سوائے ملاحدہ وفلاسفہ کے کوئی اس عقیدہ کا منکر نہیں، اس کی تفصیل اس ناکارہ کے رسائل میں آچکی ہے، بہرحال تمنا عمادی وغیرہ کا قول لائقِ التفات نہیں۔

۳:... آنجناب نے اسی صفحہ پر غلام احمد قادیانی کا قول نقل کیا ہے کہ: "یہ عقیدہ ہماری ایمانیات کا جز نہیں۔" اپنی مسیحیت کی پٹری جمانا مقصود تھا، اس لئے وہاں یہ لکھ دیا کہ یہ مسئلہ ایمانیات کا جزو نہیں، اور یہ کہ ہزار مسیح بھی آسکتے ہیں، اور یہ کہ:

"ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔"

لیکن جب بزعمِ خود مسیحیت کی پٹری جم گئی تو "حقیقۃ الوحی" میں منکرینِ مسیح پر کفر کا فتویٰ داغ دیا اور لکھا:

الف:... "جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے، اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص:۱۶۷، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۶۷)

ب:... "علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا، کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے۔" (حوالہ بالا ص:۱۶۸)

اور یہ بھی لکھا کہ:

ج:۔۔۔''مسیح جس کے آنے کی خبر دی گئی ہے، وہ صرف ایک ہی شخص ہے۔'' (حوالہ بالا ص:۴۰۶)

الغرض غلام احمد قادیانی لفظ لفظ میں جھوٹ بولنے اور متضاد باتیں کہنے کا عادی تھا، اور اس کا کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھنا بھی محمدی بیگم کے الہام کی طرح خالص جھوٹ تھا۔ (کلمہ فضل رحمانی ص:۱۲۴)

دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشیں، اور اُمت کے لئے اس کو نافع بنائیں، اور جناب کے لئے ذریعۂ نجات بنائیں۔

قمراحمد عثمانی کے جواب میں آپ کا تحریر کردہ رسالہ مسودہ کی شکل میں موصول ہوا، اِن شاء اللہ دو ایک روز میں کوشش کروں گا کہ دیکھ لوں۔

اپنا تازہ رسالہ ''مرزا کا مقدمہ اہلِ عقل وانصاف کی عدالت میں'' بھیج رہا ہوں، اور اس کا چھٹا باب مستقل رسالہ بن گیا ہے وہ بھی ساتھ ملحق ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۴۱۷/۵/۱۶ھ

رفع الی السماء کا مفہوم!

جناب نور محمد قریشی صاحب نے قمر احمد عثمانی کے جواب میں ایک رسالہ لکھا، اس پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے رائے اور تصدیق لینے کے لئے مسودہ بھیجا، تو آپؒ نے درج ذیل تصحیح فرما کر اپنی رائے لکھی۔ (سعید احمد جلال پوری)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى!

جناب محترم نور محمد قریشی صاحب، زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

معروض آنکہ قمر احمد عثمانی کے رسالہ کے جواب کا جو مسوّدہ جناب نے بھجوایا تھا، وہ میں نے دیکھ لیا ہے، ماشاء اللہ اپنے انداز میں خوب لکھا ہے، بہت جی خوش ہوا، دِل سے دُعائیں نکلیں۔

ص:۶، ۷ پر ’’رفع الی اللہ‘‘ کی بحث ہے، ص:۷ کے پہلے پیراگراف کو آپ نے اس لفظ پر ختم کیا ہے: ’’ذاتِ باری تعالیٰ کی ایک کرسی بھی ہے۔‘‘ اس کو حذف کرکے اس کے بجائے یہ لکھا جائے:

’’ذاتِ باری تعالیٰ کی نسبت بلندی کی طرف کی جاتی ہے، اور آسمان بلندی پر ہے، اس لئے عرفِ عام میں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہیں، خود قرآنِ کریم میں سورۂ تبارک الذی کی آیت:۱۶، ۱۷ میں دو مرتبہ فرمایا: ’’ئَأَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ‘‘، ’’أَمْ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ‘‘ (کیا تم بے خوف ہوگئے اس سے جو آسمان میں ہے)، (یا کیا تم

بے خوف ہوگئے اس سے جو آسمان میں ہے)، ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کا آسمان میں ہونا بیان فرمایا ہے۔ اور مشکوٰۃ شریف ص:۲۸۵ میں مؤطا امام مالک اور صحیح مسلم کے حوالے سے معاویہ بن حکمؓ کی لونڈی کا قصہ نقل کیا ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلواکر پوچھا: "أین اللہ؟" (اللہ کہاں ہے؟) "قالت: فی السماء!" اس نے جواب دیا "آسمان میں!" پھر پوچھا: میں کون ہوں؟ جواب دیا: آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا: "اعتقھا فانھا مؤمنۃ!" (اس کو آزاد کردے، کیونکہ یہ مؤمنہ ہے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے یہ کہنے پر کہ "اللہ آسمان میں ہے" اس کے صاحبِ ایمان ہونے کا حکم فرمایا۔

قادیانی صاحبان بھی یہی شبہ کیا کرتے ہیں کہ کیا اللہ آسمان میں بیٹھا ہے؟ ان کی خدمت میں ان دو آیتوں اور صحیح حدیث کے علاوہ ان کے نام نہاد "نبی" کا الہام بھی پیش کرتا ہوں:

مرزا صاحب کے اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں تین الہامی پیش گوئیاں ذکر کی گئی ہیں، پہلی پیش گوئی الہامی فرزند کی بشارت ہے، جس میں اس لڑکے کی صفات ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

> "فرزند دلبند، گرامی ارجمند، مظہر الاوّل والآخر، مظہر الحق والعلا، کأنّ اللہ نزل من السماء" (گویا اللہ آسمان سے اُتر آیا)۔ (مجموعہ اشتہارات ج:۱ ص:۹۰، یہ اشتہار تذکرہ ص:۱۳۶، طبع چہارم، الہام نمبر:۱۷۲، ازالہ اوہام ص:۱۵۶، رُوحانی خزائن ج:۳ ص:۱۸۰، آئینہ کمالات ص:۵۷۵، ۶۴۷ میں بھی موجود ہے)

پس جس آسمان سے اللہ تعالیٰ مرزا کا بیٹا بن کر اُتر آیا تھا۔۔۔نعوذ باللہ۔۔۔اسی آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھایا گیا، جس کی خبر دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دی ہے، ۔۔۔اوّل:۔۔۔"وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" (آل عمران:۵۵) اور۔۔۔دوم:۔۔۔"بَلْ رَّفَعَہُ اللہُ اِلَیْہِ" (النساء:۱۵۸)۔

چونکہ رفع الی اللہ کے معنی رفع الی السماء قطعی ویقینی ہیں، اس لئے تمام مفسرین ان دو آیتوں کے معنی رفع الی السماء سمجھے ہیں۔‘‘

۲:...۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ۳۰ سال میں نبوّت ملنا، اور ۳۳ سال میں ان کا اُٹھایا جانا متفق علیہ لکھا ہے، یہ صحیح نہیں، بلکہ یہ نصاریٰ کا قول ہے، اور بعض مسلمان بھی ان کے قول سے غلط فہمی میں مبتلا ہوئے، صحیح یہ ہے کہ ان کو چالیس سال بعد نبوّت ملی، جو کہ اعطائے نبوّت میں سنتِ الٰہی ہے، چالیس برس وہ دعوت دیتے رہے، اسّی برس کی عمر میں اُٹھائے گئے، چالیس برس واپس آکر زمین پر رہیں گے، ان کی کل عمر ۱۲۰ سال ہوگی، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ’’عقیدۃ الاسلام‘‘ میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔

۳:...۔ص:۴۷ پر آپ نے جو ’’اجماعی عقیدہ‘‘ کے بارے میں ذکر کیا ہے وہ لائقِ اصلاح ہے، بہت جلدی میں چند حروف گھسیٹ رہا ہوں، میں اپنے دو رسالے جناب کی خدمت میں بھیج رہا ہوں، حافظ سیوطیؒ نے منکرِ نزولِ مسیح پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، اور دوسرے اکابرؒ نے بھی اس کے قطعی اور متواتر ہونے کی تصریح کی ہے، متواتراتِ دین کا منکر کافر ہوتا ہے، یہ عقیدہ کا مسئلہ یوں ہے کہ جو اُمور قطعی ومتواتر ہوں ان کا جاننا عقیدہ میں داخل ہے، آپ کو اس رسالہ کی تألیف پر ایک بار پھر مبارک باد دیتا ہوں، والسلام!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۸/۵/۱۴۱۷ھ

رفع ونزولِ عیسیٰ کا منکر کافر ہے!

ایک سوال اور اس کا جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی!

’’محترمی ومکرمی!

ایک مضمون جو ملک کے مشہور پندرہ روزہ رسالے: ’’تقاضے‘‘ میں چھپا ہے، جس کے ایڈیٹر ہیں پیام شاہ جہاں پوری، اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھائے گئے، مضمون ایڈیٹر صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے، اور یہ مضمون روزنامہ مشرق کراچی کے اسسٹنٹ ایڈیٹر اختر رضوی کے ۸؍جولائی ۱۹۸۲ء کے اخبار ’’امن‘‘ میں مضمون ’’بات صاف ہونی چاہئے‘‘ کے جواب میں لکھا گیا ہے، ہم سوال وجواب نقل کئے دیتے ہیں، علمائے کرام سے جواب کا منتظر رہوں گا۔

جواب ضرور عنایت فرمائیں، نہایت مشکور ہوں گا، جوابی لفافہ ارسال کیا جارہا ہے۔

’’سوال:۔۔۔کیا یہ عقیدہ اسلام کے مطابق ہے کہ کعبۃ اللہ، اللہ کا گھر (جائے رہائش ہے) اور وہ عرش اعظم پر رکھی ہوئی جلیل القدر کرسی پر رونق افروز ہوا کرتا ہے، عرش اعظم ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔

جواب:۔۔۔کعبہ، اللہ کا گھر ضرور ہے مگر اس کی جائے رہائش ہرگز نہیں، اللہ کے گھر سے مراد یہ ہے کہ اس گھر میں صرف اور صرف اللہ کی عبادت ہوگی، غیراللہ کی عبادت یہاں حرام ہے، جہاں تک جائے رہائش کا تعلق ہے، یہ خیال قدوری خواں مولویوں کو ہوسکتا ہے، کوئی روشن خیال عالم دین اس قسم کے لغو عقیدے کا تصور بھی نہیں کرسکتا، نہ اللہ تعالیٰ عرش اعظم پر رکھی ہوئی کسی کرسی پر رونق افروز ہوا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ زمان ومکان کی قیود سے بالا ہے، اگر وہ عرش اعظم یا اس پر رکھی ہوئی کرسی پر رونق افروز ہوگیا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ محدود ومقید ہوگیا، ایسا سوچنا بھی اللہ تعالیٰ کی ارفع واعلیٰ شان کے بارے میں انتہا درجے کی بے ادبی ہے، یہ مغالطہ عرش کے لفظ سے پیدا ہوا ہے، عربی زبان میں عرش کے معنی حکومت کے ہیں، مقصد یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کا عمل مکمل کردیا تو اس کے ساتھ ہی اس کی حکومت شروع ہوگئی، اور اس کائنات کی ہر چیز اس کی تابع فرماں ہوگئی، ''اپنے عرش پر مضبوطی سے قائم ہوگیا'' کی تفسیر اتنی ہے اور باقی قصے کہانیاں ہیں جو بائبل سے اسلام میں داخل ہوگئے، اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین سے اٹھا کر عرش تک پہنچادیا، پھر انہیں خداوند تعالیٰ کے دائیں جانب بٹھادیا، اس سے عیسائی حضرات کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ نعوذ باللہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے آقا ومولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے کہ وہ تو دو ہزار سال سے اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب رونق افروز ہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی زمین میں مدفون ہیں، افسوس کہ ہمارے مفسرین اور علمائے کرام نے قرآن پر تدبر نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اور

ان کی والدہ کے بارے میں فرمادیا:

ترجمہ:۔۔۔’’یعنی وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔‘‘

غور کرنا چاہئے کہ کون سا نبی ایسا گزرا ہے جو کھانا نہیں کھاتا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ کو یہ وضاحت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا کر انہیں آسمان پر بٹھادیا، مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باطل نظریات کی تردید کی اور فرمایا کہ جو شخص کھانا کھاتا ہو وہ خدا کا بیٹا نہیں ہوسکتا، کیونکہ خدا کھانے پینے کا محتاج نہیں، اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس غلط نظریہ کی تردید فرمادی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف فرما ہیں۔

ارشاد ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھایا کرتے تھے، جس شخص کا مادی جسم دنیاوی اور مادی غذا کا محتاج ہو وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک کھانے کھائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، کیونکہ آسمان پر گندم یا مکئی کے کھیت یا آٹا پیسنے کی چکی اور باورچی خانہ کی موجودگی کا کوئی ثبوت قرآن سے نہیں ملتا، نہ وہاں کپاس کے کھیت اور کپڑا بننے کی مشینیں ہیں، اور ظاہر ہے کہ ان چیزوں کے بغیر انسان کی مادی زندگی کا قائم رہنا ناممکن ہے، ہاں اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا مادی جسم دنیا میں چھوڑ گئے جو کھانے پینے اور کپڑے کا محتاج تھا، اور صرف ان کی روح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئی تو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ سارے انبیاء وشہداء کی ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس چلی گئیں جن کے بارے میں وہ فرماتا ہے کہ ہم انہیں غذا دیتے ہیں (جس کے ذریعہ وہ زندہ ہیں)، ظاہر ہے

وہ مادی غذا نہیں روحانی غذا ہوگی، کیونکہ ان انبیاء اور شہداء کے جسم تو اس دنیا میں رہ گئے۔

ہمارے بعض علمائے سلف بھی غلط فہمی کا شکار ہوگئے اور یہ عقیدہ اختیار کرلیا کہ اللہ واقعی کسی تخت پر جلوہ افروز ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس تشریف فرما ہیں، جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین سے آسمان پر گئے ہی نہیں تو اس کے دائیں طرف کیسے بیٹھ گئے، جب اللہ تعالیٰ لامحدود اور زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس کیسے جاسکتے ہیں، یا بیٹھ سکتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلالیا تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ خدا کسی محدود جگہ جلوہ افروز ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے پاس ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو سات حصوں میں ضرور تقسیم کیا ہے، مگر یہ کہنا کہ ساتویں آسمان پر اس کا عرش ہے جس پر وہ کرسی بچھائے رونق افروز ہے، خداوند کریم کی شان سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔“

ہم نے مضمون نقل کردیا ہے، علمائے کرام سے وضاحت کے طلبگار ہیں، دعا ہے کہ ہادی برحق ہم تمام مسلمانوں کو راہ مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین

جواب کا منتظر

ظفر اقبال اعوان۔“

جواب:... یہ مضمون سارے کا سارا غلط اور لغو ہے، اللہ تعالیٰ تو عرش پر بیٹھا ہے کوئی نہیں مانتا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ خود قرآن کریم میں موجود ہے، مگر اہل اسلام میں سے کوئی شخص اس کا قائل نہیں کہ وہ عرش پر خدا کے پاس تشریف فرما ہیں، بلکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث معراج کے مطابق عیسیٰ

علیہ السلام دوسرے آسمان پر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اور قربِ قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، مجددینِ اُمتؒ اور پوری اُمتِ اسلامیہ کا متفق علیہ اور قطعی متواتر عقیدہ ہے، اس کا منکر کافر ہے۔

رہا یہ شبہ کہ آسمان پر ان کی غذا کیا ہے؟ یہ شبہ نہایت احمقانہ ہے، کیا خدا تعالیٰ کے لئے ان کے مناسب حال غذا مہیا کردینا مشکل ہے؟ یہ کھیت، چکیاں، کارخانے بھی اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں، وہ خود ان چیزوں کا محتاج نہیں، بغیر ان اسباب کے بھی غذا مہیا کرسکتا ہے، قرآن کریم میں حضرت مریم والدۂ عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے کہ ان کے پاس غیب سے رزق آتا تھا اور بے موسم کے پھل انہیں ملتے تھے، وہ کس کھیت اور کارخانے سے تیار ہوکر آتے تھے؟ شبہ اس سے پیدا ہوتا ہے کہ جب احمق لوگ خدا تعالیٰ کی قدرت کو بھی اپنے پیمانے سے ناپتے ہیں۔

الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا اور آخری زمانے میں ان کا نازل ہونا، اسلام کا قطعی عقیدہ ہے، اور جو شخص اپنی جہالت کی وجہ سے اس کا انکار کرے وہ مسلمان نہیں۔ واللہ اعلم!

(ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی ج:۱ ش:۴۴)

ترتیب شدہ جدید ایڈیشن

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

جلد اول

تحفۂ قادیانیت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

021-32780337, 021-32780340